



موسوعة
الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء الثامن

إعداد



مركز رواد الترجمة

أحاديث الفقه

المؤذنون أطول الناس أعناقًا

١٨١٨. الحديث:

عن معاوية -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «المُؤَذِّنونَ أطولُ النّاسِ أعنَاقاً يَومَ القِيَامَةِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن معاوية -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "المؤذنون أطول الناس أعناقاً" جمع عنق، واختلف السلف والخلف في معناه، فقيل: هو طول حقيقي للعنق، إذا ألجم الناس العرق يوم القيامة طالت أعناق المؤذنين؛ لئلا ينالهم ذلك الكرب والعرق، وقيل: معناه أكثر الناس تشوفًا إلى رحمة الله -تعالى-؛ لأن المتشوف يطيل عنقه إلى ما يتطلع إليه، فمعناه كثرة ما يرونه من الثواب، وقيل: معناه أنهم سادة ورؤساء، والعرب تصف السادة بطول العنق، وقيل: معناه أكثر أتباعًا، وقيل غير ذلك، قوله: "يوم القيامة"، فإذا بعث اللهُ النّاسَ فإن المؤذنين يكون لهم ميزة ليست لغيرهم، وهي أنهم أطول الناس أعناقًا، فيعرفون بذلك تنويهًا لفضلهم وإظهارًا لشرفهم؛ لأنهم يؤذنون ويعلنون بتكبير الله -عز وجل- وتوحيده والشهادة لرسوله -صلى الله عليه وسلم- بالرسالة، والدعوة إلى الصلاة وإلى الفلاح، يعلنونها من الأماكن العالية، ولهذا كان جزاؤهم من جنس العمل أن تعلو رؤوسهم وأن تعلو وجوههم، وذلك بإطالة أعناقهم يوم القيامة، فينبغي للإنسان أن يحرص على أن يكون مؤذناً حتى ولو لم يكن في مسجد، فينبغي أن يبادر لذلك.

راوي الحديث: رواه مسلم.

اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی۔

١٨١٨. حدیث:

معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ "اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔" 'أعناق' 'عُنق' کی جمع ہے۔ علمائے سلف وخلف کا اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ ایک قول کی رو سے اس سے حقیقی لمبائی مراد ہے۔ جب روزِ قیامت لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے تو ان کی گردنیں لمبی ہوں گی تاکہ ان تک وہ پریشانی اور پسینہ نہ پہنچ پائے۔ ایک دوسرے قول کی رو سے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کی طرف سب سے زیادہ اوپر ہو ہو کر دیکھ رہے ہوں گے کیوں کہ جھانک کر دیکھنے والا چیز کو دیکھنے کے لیے گردن کو لمبا کرتا ہے۔ چنانچہ گردن لمبی ہونے سے مراد اس ثواب کی کثرت ہے جسے وہ دیکھیں گے۔ ایک اور قول کی رو سے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ آقا اور سردار ہوں گے۔ اہلِ عرب، سرداروں کو لمبی گردن کے ساتھ موصوف کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی ہے ان کے پیروکار بہت زیادہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال منقول ہیں۔ فرمانِ رسول "یوم القیامۃ": جب اللہ تعالی لوگوں کو اٹھائے گا تو اذان دینے والوں کی ایک ایسی امتیازی شان ہوگی جو کسی اور کی نہیں ہوگی اور وہ یہ کہ ان کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی اور ان کے اظہار فضل و شرف کے لیے وہ اس سے پہچانے جائیں گے کیونکہ وہ اذان دیا کرتے تھے اور اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتے تھے، اس کی توحید اور اس کے رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کرتے تھے، نماز اور فلاح کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ بلند جگھوں سے ان کا اعلان کرتے تھے اس لیے ان کے عمل کی جزا بھی ان کے عمل کی جنس سے ہی ہوگی کہ ان کے سر بلند ہوں گے اور ان کے چہرے اونچے ہوں گے۔ ایسا روزِ قیامت ان کی گردنیں لمبی کردینے سے ہوگا۔ چنانچہ انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بھی موذن بنے اگرچہ کسی مسجد میں نہ بھی ہو تو تب بھی اسے اذان دینے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ دیکھیے: شرح مسلم (٩١/٤)، شرح ریاض الصالحین (٣٢/٥)۔

التخريج: معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
فوائد الحديث:

١. فضل الأذان.
٢. المؤذنون أطول الناس أعناقاً يوم القيامة، هذا مما أختص به الله هذه الطائفة من الأمة الإسلامية.
٣. بيان شرف المؤذنين، وعلو منزلتهم يوم القيامة.

المصادر والمراجع:
-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٤-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٥-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10115)

الوتر حق، فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق، فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق، فمن لم يوتر فليس منا.

وتر حق ہے، پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے، پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے۔ پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

١٨١٩. الحديث:

عن عبد الله بن بريدة، عن أبيه، قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «الوِتر حَقٌّ، فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا، الوِتر حَقٌّ، فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا، الوتر حَقٌّ، فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا».

١٨١٩. حدیث:

عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، جن کا بیان ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وتر حق ہے، پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے، پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے۔ پس جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "الوِتر حَق". الحَقُّ: يأتي بمعنى الثُّبوت، أي: ثابت في السُّنة والشَّرع، وفيه نوع تأكيد، ويأتي بمعنى الوجوب، والمراد به هنا: تأكد مشروعيته؛ جمعا بينه وبين الأحاديث الصريحة الدَّالة على عدم وجوبه. "فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا". هذا من باب الوعيد والزَّجر على ترك الوتر، وليس معناه أنه كافر، بل المعنى: أن ليس سُنتنا وطريقتنا. "الوتر حَقٌّ، فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا..". وهذا تكرار للحكم زيادة في تأكيده وإثباته. على أن الحديث قد ضعفه جمع من العلماء -رحمهم الله- فلا يبقى فيه تعارض.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "الوتر حَق" الحق کا معنی ثابت ہونا آتا ہے، یعنی وتر از روئے سنت و شریعت ثابت شدہ ہے۔ اس پیرائے میں ایک طرح کی تاکید ہے۔ اس کا معنی واجب ہونا بھی آتا ہے، یہاں اس سے مراد وتر کی مشروعیت کی تاکید ہے، یہ معنی اس لئے لیا گیا تاکہ اس حدیث اور دیگر ایسی صریح احادیث میں موافقت ہو سکے جن میں اس کے واجب نہ ہونے کا ذکر ہے۔ "فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا" یہ وتر کو چھوڑنے پر وعید اور تنبیہ ہے، اس کا معنی یہ نہیں کہ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے، بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا کرنا ہماری سنت اور ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ "الوتر حَقٌّ، فَمَن لم يُوتر فليس مِنَّا" یہ حکم کی تکرار ہے تاکہ اس میں مزید تاکید اور پختگی پیدا ہو۔ البتہ اس حدیث کو علماء رحمھم اللہ کے ایک گروہ نے ضعیف قرار دیا ہے، لہذا اس میں کوئی تعارض نہیں رہ جائے گا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد.

التخريج: بُريدة الأسلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داوود.

معاني المفردات:

- الوِتر: الفرد، وهو ضد الشفع.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على وجوب الوتر، إلا أن الحديث قد ضعفه جمع من العلماء، وعلى فرض صحته فهو مَصروف الظاهر بالأحاديث الصريحة الدَّالة على عدم وجُوبه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني،

دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11267)

الولاء لمن ولي النعمة

١٨٢٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أنها اشترتْ بَريرَة مِنْ أُناسٍ من الأنصار واشْتَرَطوا الوَلاءَ، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «الوَلاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَة»، وخَيَّرَهَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وكان زوْجُها عبْدا، وأهدَتْ لعائشة لحْما، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لو صَنَعْتُم لنا من هذا اللحم»، قالت عائشة: تُصُدِّقَ به على بَرِيرَة، فقال: «هو لها صدَقة ولنا هديَّة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- اشترت بريرة وأعتقتها فأراد أصحابها أن يكون ولاؤها لهم، فأخبرها -عليه الصلاة والسلام- بأن هذا الشرط لا يصح، وأن من أنعم بالعتق على العبد يكون ولاؤه له، و وبريرة كانت زوجة لعبد اسمه مغيث، فلما تحررت وملكت نفسها خيَّرها -عليه الصلاة والسلام- بين أن تبقى تحته, أو تفارقه؛ لأنها صارت أعلى منه رتبة بحريتها، ثم إنه أهدي لها لحم, فأرسلت لعائشة منه, فأراد -عليه الصلاة والسلام- أن يأكل منه, فأخبرته عائشة -رضي الله عنها- بأنه صدقة أعطيت لبريرة, وهو -عليه الصلاة والسلام- لا يأكل الصدقة, فأخبرها -عليه الصلاة والسلام- بأن بريرة ملكته عن طريق الصدقة, وينتقل إلى النبي -عليه الصلاة والسلام- بطريق الهدية, فيتغير حكمه, ويصير هدية وهبة, فلا يحرم عليه ولا على أهل بيته.

ولاء (میراث) کا حق دار ولی نعمت (آزاد کرانے والا) ہوتا ہے

١٨٢٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے بریرہ کو کچھ انصاریوں سے خریدا، جنھوں نے (اپنے لیے) ولاء (میراث) کی شرط رکھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "ولاء (میراث) کا حق دار ولی نعمت (آزاد کرانے والا) ہوتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو (نکاح کو باقی رکھنے کے متعلق) اختیار دیا۔ ان کے شوہر غلام تھے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو گوشت کا ہدیہ بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "اس گوشت میں ہمارے لیے بھی تو حصہ رکھنا تھا"۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ گوشت بریرہ کے پاس صدقہ آیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "وہ بریرہ کے لیے صدقہ تھا؛ لیکن ہمارے لیے (صدقہ نہیں) ہدیہ ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا، تو ان کے مالکوں نے ولاء (وراثت) کا حق اپنے لیے چاہا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے بتایا کہ یہ شرط درست نہیں ہے۔ یہ حق غلام آزاد کرانے والے کو حاصل ہے۔ بریرہ مغیث نامی ایک غلام کی بیوی تھیں۔ جب وہ آزاد ہوئیں اور اپنی ذات کی مالک ہو گئیں، تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے انھیں اپنے شوہر کے ساتھ رہنے یا ان سے جدا ہو جانے کی اجازت مرحمت فرمادی؛ کیوں کہ وہ آزادی کی وجہ سے شوہر کی بہ نسبت اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو چکی تھیں۔ پھر انھیں گوشت کا ہدیہ دیا گیا، تو اس میں سے کچھ انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، جس میں سے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی کھانے کا ارادہ کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ صدقہ ہے، جو بریرہ کو دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے بتایا کہ بریرہ صدقے کی راہ سے اس کی مالک ہو چکی ہیں اور اس نے اسے ہدیے کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف منتقل کیا ہے؛ اس لیے اس کا حکم بدل گیا اور وہ ہدیہ اور تحفہ ہوگیا؛ بنا بریں وہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر حرام نہیں ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عائشة -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الولاء : حق ثبت بوصف، وهو الإعتاق فلا يقبل النقل إلى الغير بوجه من الوجوه.
- لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَة : لمن تولَّى نعمة الإعتاق.

فوائد الحديث:

١. مشروعية مكاتبة الرقيق، لأنَّها طريق إلى تخليصه من الرق.

٢. أنَّ الولاء لمن أعتق؛ لأنَّه لُحْمة كلُحمَة النسب، أما اشتراطه للبائع فباطل.

٣. أنَّ كل شرط يخالف حكم الله فهو باطل مردود، وإن أكثر.

٤. أنَّ اشتراط الولاء من البائع لا يؤثر في صحة عقد البيع، إنما الذي يَبْطل: الشرطُ وحده، لمخالفته مقتضى العقد؛ لأنَّ الشروط التي على خلاف مقتضى العقد فاسدة بنفسها، ولكنها غير مفسدة للعقد.

٥. أنَّ العتق بأي طريق يسبب الولاء، سواء كان منجَّزًا أو مكاتباً، أو غير ذلك من طرقه، لعموم "الولاء لمن أعتق".

٦. الولاء عصوبة سببها نعمة المُعتِق على عتيقه.

٧. أن الأمَة إذا عتقت تحت عبد يكون لها الخيار بين البقاء معه وبين الفسخ من عصمة نكاحه، وجواز ذلك بإجماع العلماء

٨. اعتبار الكفاءة بين الزوجين, وأن من موانع التكافؤ بين الزوجين الحرية والرق.

٩. أن الفقير إذا ملك شيئا على وجه الصدقة: لم يمتنع على غيره ممن لا تحل له الصدقة أكله، إذا وجد سبب شرعي من جهة الفقير يبيحه له.

١٠. تحريم الصدقة على النبي -صلى الله عليه وسلم.-

١١. استحباب تبيين الأحكام عند المناسبات، وأن يكون في المجامع الحافلة، كخطب الجمعة، والمجامع الكبيرة، ووسائل الإعلام، من الصحف، والإذاعة، والتلفاز وغير ذلك.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لابن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح, دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م -إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد- الناشر: مطبعة السنة المحمدية بدون طبعة وبدون تاريخ - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.

الرقم الموحد: (58081)

الولد للفراش، وللعاهر الحجر

بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر آتے ہیں۔

١٨٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «اخْتَصَمَ سعد بن أبي وقاص، وعبد بن زَمْعَةَ في غلام: فقال سعد: يا رسول الله، هذا ابن أخي عتبة بن أبي وقاص، عهد إلي أنه ابنه، انظر إلى شبهه، وقال عبد بن زمعة: هذا أخي يا رسول الله، وُلِدَ على فِرَاشِ أبي من وَلِيدَتِهِ، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى شَبَهِهِ، فرأى شَبَهًا بَيِّنًا بعتبة، فقال: هو لك يا عبد بن زمعة، الولدُ لِلْفِرَاشِ ولِلْعَاهِرِ الحَجَرُ. واحْتَجِبِي منه يا سَوْدَةُ. فلم يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ».

١٨٢١. حديث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ : سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ خود میرے بھائی سے اس کی مشابہت دیکھ لیں۔ لیکن عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور اس کی باندی کے پیٹ کا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کی صورت دیکھی تو صاف عتبہ سے ملتی تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تیرے ہی ساتھ رہے گا؛ کیونکہ بچہ اسی کا ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر آتے ہیں۔ اور اے سودہ! تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔ چنانچہ اس لڑکے نے پھر کبھی سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانوا في الجاهلية يضربون على الإماء ضرائب يكتسبنها من فجورهن، ويلحقون الولد بالزاني إذا ادعاه. فزنا عتبة بن أبي وقاص بأمة لزمعة بن الأسود، فجاءت بغلام، فأوصى عتبة إلى أخيه سعد بأن يلحق هذا الغلام بنسبه. فلمَّا جاء فتح مكة، ورأى سعد الغلام، عرفه بشبهه بأخيه، فأراد استلحاقه، أي أن يلحقه بأخيه. فاختصم عليه هو وعبد بن زمعة، فأدلى سعد بحجته وهي: أن أخاه أقر بأنه ابنه، وبما بينهما من شبَه. فقال عبد بن زمعة: هو أخي، ولد من وليدة أبي، يعني: أبوه سيد الأمة التي ولدته، فهو صاحب الفراش. فنظر النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى الغلام، فرأى فيه شبها بَيِّنًا بعتبة. وقضى به لزمعه وقال: الولد للفراش، وللعاهر الزاني الخيبة والخسار، فهو بعيد عن الولد؛ لأن الأصل أنَّه تابع لمالك الأمة الذي يستحقه، وطأها بطريقة صحيحة، ولكن لما رأى شبه الغلام بعتبة، تورع -صلى الله عليه وسلم-

اجمالی معنی:

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں پر کچھ رقم دینا لازم کر دیتے تھے جسے وہ بدکاری کرکے کماتی تھیں اور ان سے پیدا ہونے والے بچے کا اگر زانی دعوے دار ہوتا تو بچہ اس کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے زمانہ جاہلیت میں زمعہ بن اسود کی باندی کے ساتھ زنا کیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہو۔ عتبہ نے اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ وہ اس لڑکے کا نسب ان کے ساتھ ملا دیں۔ جب مکہ فتح ہوا اور سعد رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو دیکھا تو اپنے بھائی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسے پہچان گئے اور اس کے نسب کو اپنے بھائی کے ساتھ جوڑنا چاہا لیکن اس پر ان کے اور عبد بن زمعہ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دلیل دی کہ ان کے بھائی نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور ساتھ ہی ان کے مابین موجود مشابہت (بھی اس کی دلیل ہے)۔ عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی اولاد میں سے ہے، یعنی ان کے باپ (زمعہ بن اسود) اس باندی کے مالک ہیں جس نے اس بچہ کو جنا ہے، چنانچہ وہ صاحب فراش ہوئے۔ اس پر نبی ﷺ نے لڑکے کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کو اس کے اور عتبہ کے مابین صاف مشابہت نظر آئی۔ لیکن آپ ﷺ نے فیصلہ فرمادیا کہ یہ زمعہ کا بیٹا ہے

أن يستبيح النظر إلى أخته سودة بنت زمعة بهذا النسب، فأمرها بالاحتجاب منه؛ احتياطا وتورُعاً. فالشبه والقرائن لا يلتفت لها مع وجود الفراش.

کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ باندی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ اس کے مالک کے تابع ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ بستر کی طرف منسوب ہوتا ہے جب کہ بدکاری کرنے والے زناکار کے حصے میں محض محرومی اور خسارہ آتا ہے اور بچہ اس کی پہنچ سے دور رہتا ہے۔ تاہم آپ ﷺ کو اس لڑکے میں جو عتبہ کی مشابہت نظر آئی تھی اس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس بات سے احتیاط کی کہ وہ اس نسب کی بنا پر اپنی بہن سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بطور احتیاط اور ازراہِ تورع سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے حجاب کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بستر کی موجودگی میں شباہت اور قرائن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في غلام : اسمه عبدالرحمن.
- وليدته : جاريته.
- هو لك : أخوك؛ إذ لو قضى بأنه عبد لم يلزم سودة أن تحتجب عنه.
- الولد للفراش : الولد منسوب لصاحب الفراش الذي يولد عليه، والمراد أن نسبه يكون له، وصاحب الفراش إما الزوج أو سيد المملوكة.
- وللعاهر الحجر : للزاني الخيبة مما ادعاه وطلبه، وتفسير هذه الكلمة بالرجم يرده أنه ليس كل عاهر يستحق الرجم، وإنما يستحقه المحصن.
- فاحتجبي منه : أمر بالحجاب، على سبيل الاحتياط.

فوائد الحديث:

١. أن الاستلحاق لا يختص بالأب، بل يجوز من الأخ وغيره من الأقارب.

٢. أن حكم الشبه إنما يعتمد عليه، إذا لم يكن هناك ما هو أقوى منه كالفراش.

٣. أن الزوجة تكون فراشاً بمجرد عقد النكاح وإمكان الوطء (حصول الخلوة بعد العقد)، وأن الأمة فراش، لكن لا تعتبر إلا بوطء السيد، فلا يكفي مجرد الملك. والفرق بينهما، أن عقد النكاح مقصود للوطء، وأما تملك الأمة، فلمقاصد كثيرة.

٤. أن الولد للفراش، بشرط إمكان الإلحاق بصاحب الفراش، والحديث أصل في إلحاق الولد بصاحب الفراش وإن طرأ عليه وطء محرم.

٥. أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- زوجته سودة بالاحتجاب من الغلام على سبيل الاحتياط والورع؛ لما رأى الشبه قويا بينه وبين عتبة بن أبي وقاص.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (6160)

امرأة المفقود امرأته حتى يأتيها الخبر	گمشدہ شخص کی بیوی اسی کی بیوی رہتی ہے، یہاں تک کہ اسے (اپنے خاوند کی کوئی) خبر موصول ہوجائے۔
١٨٢٢. الحديث: عن المغيرة بن شعبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم-: «امرأة المَفْقُودِ امْرَأَتُهُ حتى يَأْتِيَهَا الخَبَر».	**١٨٢٢. حدیث:** مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”گم شدہ شخص کی بیوی اسی کی بیوی رہتی ہے، یہاں تک کہ اسے (اپنے خاوند کی کوئی) خبر موصول ہوجائے“۔
درجة الحديث: ضعيف جداً	**حدیث کا درجہ:** ضعیف جدًا (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان حال امرأة الرجل المفقود، وهو الذي انقطع خبره ولا يُعرف أين هو، والحكم أنها تنتظره ولو طالت المدة، طوًلا لا يحصل به الضرر على المرأة، حتى يتبين أنَّه حيٌّ أوميِّتٌ؛ فتبني حكمها على ما يتحقق عندها، وذلك لأن الأصل حياته والموت مشكوك فيه فلا يترك اليقين بالشك.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں مفقود الخبر و لاپتہ شخص کی بیوی کی حالت بیان کی گئی ہے اور جس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہ ہو کہ وہ اب کہاں ہے، تو ایسی خاتون کو اس کا انتظار کرنے کا حکم دیا جائے گا، چاہے انتظار کی وہ مدت طویل ہی کیوں نہ ہو تاہم اتنی طویل بھی نہ ہو کہ خاتون کے لیے نقصاندہ بن جائے، یہاں تک کہ خاوند کے زندہ یا مردہ ہونے کی بات واضح ہوجائے، لہذا اس خاتون کا حکم، اس کے نزدیک ثابت شدہ امر کے مطابق ہوگا۔ یہ اس لیے کہ اصل حکم اس کے زندہ ہونے کا ہے اور اس کی موت کا معاملہ مشکوک ہے، لہذا شک کی بنیاد پر یقین کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني في سننه
التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: سنن الدارقطني.

معاني المفردات:

- المفقود : هو الذي خَفِيَ خبره، فلا تُعلم له حياة ولا موت.
- حتى يأتيها الخبر : أي أنَّها تنتظر حتى يتبين أنَّه حيٌّ أو ميِّتٌ؛ فتبني حكمها على ما يتحقق عندها.
- امرأته : يعني : باقية على نكاحه.

فوائد الحديث:

١. أنه إذا فُقِدَ الرجلُ من أهله، ولم يوقف له على أثر فإنه ينتظر به حتى يتحقق موته، أو تمضي مدة لا يعيش مثلها.
٢. أنه يُرجع في تقدير المدة إلى اجتهاد الحاكم، أو من يقوم مقامه كالقاضي.
٣. أن زوجة المفقود لها -بعد حكم الحاكم بموت زوجها وقضاء عدتها- أن تتزوج غيره.

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني، تحقيق شعيب الارنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - توضِيحُ الأحكامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - سلسلة الأحاديث الضعيفة، للشيخ الألباني. دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢ م.

الرقم الموحد: (58171)

امكثي في بيتك حتى يبلغ الكتاب أجله، قالت: فاعتددت فيه أربعة أشهرٍ وعشرًا

اپنے اسی گھر میں رہو یہاں تک کہ قرآن کی بتائی ہوئی مدت (عدت) پوری ہو جائے، کہتی ہیں: پھر میں نے عدت کے چار مہینے دس دن اسی گھر میں پورے کیے۔

١٨٢٣. الحديث:

عن الفُرَيْعَةَ بنت مالك بن سنان، وهي أخت أبي سعيد الخدري -رضي الله عنهما- أنها جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تسأله أن ترجع إلى أهلها في بني خُدْرَةَ، فإن زوجها خرج في طلب أَعْبُدٍ له أَبَقُوا، حتى إذا كانوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لحقهم فقتلوه، فسألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أن أرجع إلى أهلي، فإني لم يتركني في مسكن يملكه، ولا نفقة؟ قالت: فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : «نعم»، قالت: فخرجت حتى إذا كنت في الحُجْرَةِ، أو في المسجد، دعاني، أو أمر بي، فَدُعِيتُ له، فقال: «كيف قلت؟»، فرددت عليه القصة التي ذكرت من شأن زوجي، قالت: فقال: «امْكُثِي في بيتك حتى يبلغ الكتاب أَجَلَهُ»، قالت: فاعتددت فيه أربعة أشهرٍ وعشرًا، قالت: فلما كان عثمان بن عفان أرسل إِلَيَّ فسألني عن ذلك، فأخبرته فَاتَّبَعَهُ، وقضى به.

١٨٢٣. حدیث:

فُریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں نے خبر دی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں، وہ آپ ﷺ سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا وہ قبیلہ بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا کر رہ سکتی ہیں؟ کیوں کہ ان کے شوہر جب اپنے فرار ہو جانے والے غلاموں کے پیچھے تلاش میں نکلے تو وہ سب مقام قدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جا لیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤں؟ کیوں کہ انہوں نے مجھے جس مکان میں چھوڑا تھا وہ ان کی ملکیت میں نہ تھا اور نہ ہی خرچ کے لیے کچھ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں (وہاں چلی جاؤ)" فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (یہ سن کر) میں نکل پڑی لیکن حجرے یا مسجد تک ہی پہنچ پائی تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے بلایا، یا بلانے کے لیے آپ ﷺ نے کسی سے کہا، (میں آئی) تو پوچھا: "تم نے کیا کہا؟" میں نے وہی قصہ دہرا دیا جو میں نے اپنے شوہر کے متعلق ذکر کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے اسی گھر میں رہو یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے" فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں نے عدت کے چار مہینے دس دن اسی گھر میں پورے کیے، جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو انہوں نے مجھے بلوایا اور اس مسئلے سے متعلق مجھ سے دریافت کیا، میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے اسی کی پیروی کی اور اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان أنَّ هذه الصحابية توفي زوجها وأرادت أت تعتد في غير البيت الذي كانت فيه مع زوجها، فأخبرها النبي -عليه الصلاة والسلام- بأن الله فرض عليها أن تلازم بيتها حتى تنقضي عدتها، فهذا الحديث أصل في أن المتوفَّى يجب عليها أنْ تقضي عدتها وحدادها في البيت الذي توفي زوجها وهي تسكنه، وأنَّه لا يحل لها الانتقال منه حتى يبلغ الكتاب أجله بانقضاء عدتها وحدادها؛ وذلك بوضع

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ اس صحابیہ کے شوہر انتقال کر گئے اور انہوں نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور گھر میں عدت پوری کرنی چاہی تو نبی ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ اسی گھر میں عدت گزاریں جہاں اپنے شوہر کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ یہ حدیث متوفی عنہا کے متعلق اصل ہے کہ اس پر عدت گزارنا اور متعینہ مدت تک اس گھر میں رہنا واجب ہے جس گھر میں رہتے ہوئے اس کے شوہر کی وفات ہوئی اور اس کے لیے عدت اور اس کے محدّد وقت کو پورا کیے بغیر کسی اور مکان میں منتقل ہونا جائز نہیں ہے۔ اور یہ مدت حاملہ کے لیے وضعِ حمل اور غیر حاملہ کے لیے چار ماہ دس دن پورا کرنا ہے۔

الحمل إنْ كانت حاملًا، أو بإتمام أربعة أشهر وعشرة أيام لغير ذات الحمل.

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه ومالك والدارمي وأحمد.
التخريج: الفريعة بنت مالك بن سنان -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- بني خدرة : بضم الخاء المعجمة: حي من الأنصار.
- أَعْبدٍ : جمع قلة للعبد، وهم المماليك.
- أَبَقُوا : هربوا.
- بِطرف الْقدوم : مَوضِع على سِتَّة أَمْيَال من الْمَدِينَة.
- الحُجْرة : بضم الحاء، البيت، والمقصود هنا: حجرة بعض نسائه.
- امكثي : أقيمي في بيتك.
- حتَّى يبلغ الكتاب أجَلَهُ : حتى تنقضي عدة الوفاة والإحداد.

فوائد الحديث:

١. أن المتوفى عنها زوجها تعتد في بيتها، ولا تخرج عنه إلى غيره، والمراد به: المنزل الذي مات زوجها وهي ساكنة فيه.
٢. أنه لا نفقة للمتوفى عنها زوجها؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- سكت عن النفقة ولم يتعرض لها.
٣. قبول قول المرأة في الأحكام الشرعية.
٤. أنه ينبغي للإنسان أن يتوقى الخطر، وألا يخاطر بنفسه.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن النسائي. مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب. الطبعة الثانية ، ١٤٠٦ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه - سنن الدارمي، دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة الأولى ، ١٤٠٧ ه - التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان، للشيخ الألباني. دار با وزير للنشر والتوزيع، جدة - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م - موطأ الإمام مالك. المحقق: بشار عواد معروف - محمود خليل. الناشر: مؤسسة الرسالة. سنة النشر: ١٤١٢ هـ - شرح مصابيح السنة للإمام البغوي، لابن الملك. الناشر: إدارة الثقافة الإسلامية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م - حاشية السندي على سنن النسائي (مطبوع مع السنن)، لنور الدين السندي. الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب. الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - ١٩٨٦.

الرقم الموحد: (58164)

انكسرت إحدى زندي فسألت رسول الله - صلى الله عليه وسلم- فأمرني أن أمسح على الجبائر	میرے ایک ہاتھ کا گٹا ٹوٹ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسے کے بارے میں دریافت کیا (کہ اس حالت میں دوران وضو اسے کیسے دھویا جائے؟) تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں پٹیوں پر مسح کر لوں۔
١٨٢٤. الحديث: عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: انكسرت إحدى زَنْدَيَّ فسألتُ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- فأمرني أن أمسح على اَلْجَبَائِرِ.	**١٨٢٤. حدیث:** علی بن طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے ایک ہاتھ کا گٹا ٹوٹ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا (کہ اس حالت میں دوران وضو اسے کیسے دھویا جائے؟) تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں پٹیوں پر مسح کر لوں۔
درجة الحديث: ضعيف جداً	**حدیث کا درجہ:** ضعیف جدًا (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔
المعنى الإجمالي: يبين الحديث يسر الإسلام في حكم الجبائر حال الوضوء كيف يفعل بها لعدم المقدرة على غسل العضو المجبر، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بالمسح عليها وأن ذلك يجزئ عن غسله. والحديث وإن كان ضعيفًا فإن معناه صحيح وقد وردت آثار عن الصحابة بمعناه، ولا مانع من ذكره للاعتضاد والاستشهاد.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اسلام کی طرف سے فراہم کردہ اس آسانی کا بیان ہے، جو پٹیاں بندھی ہونے کی صورت میں وضو سے متعلق ہے کہ وضو کرنے والا اس صورت میں کیا کرے گا؛ کیونکہ پٹی بندھے عضو کو دھویا جانا ممکن نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ نے پٹیوں کے اوپر مسح کر لینے کا حکم دیا کہ ایسا کر لینے سے اس عضو کو دھونے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن ابن ماجه.

معاني المفردات:

- زَنْدَيَّ : تثنية زند وهو عظم الساعد.
- اَلْجَبَائِرِ : جمع جبيرة وهي ما يجبر به العظم المكسور من أعواد تشد عليه أو خرقة تلف عليه، ويدخل في ذلك الوسائل الطبية كالجبس على الكسور واللزقات على أجزاء من البدن أو على الجروح ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. مشروعية المسح على الجبيرة وبيان سماحة الإسلام.

٢. المسح على الجبيرة يخالف المسح على الخفين وعلى العمامة ببعض الأحكام منها: ١/يمسح على الجبيرة بالحدثين الأكبر والأصغر، بخلاف الخفين والعمامة والخمار ففي الأصغر فقط . ٢/أنَّ مسح الجبيرة يمتد حتَّى يبرأ الجرح أو الكسر، بخلاف الخف ونحوه : فالمسح يوم وليلة للمقيم، وثلاثة أيَّام ولياليها للمسافر. ٣/أنَّه يمسح على الجبيرة كلِّها، بخلاف الخف والعمامة والخمار: فعلى أعلاه. ٤/الصحيح من قولي العلماء: أنَّه لا يشترط في الجبيرة ربطها على طهارة، بخلاف الخف والعمامة والخمار.

٣. سؤال أهل العلم عما يشكل في أمور الدين.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه: لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ). تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام

السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ). شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). ضعيف سنن ابن ماجه، الألباني، مكتبة المعارف الرياض الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (10020)

إذا اجتمع الداعيان فأجب أقربهما بابًا، فإن أقربهما بابًا أقربهما جوارًا، وإن سبق أحدهما فأجب الذي سبق

جب دو دعوت دینے والے ایک ساتھ دعوت دیں، توان میں سے جس کا مکان زیادہ قریب ہو، اس کی دعوت قبول کرو؛ کیوں کہ جس کا مکان زیادہ قریب ہوگا، وہ ہمسائیگی میں قریب تر ہوگا۔ اور اگر ان میں سے کوئی پہل کر جائے، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس نے پہل کی ہو۔

١٨٢٥. الحديث:

عن رجل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَان فَأَجِبْ أَقْرَبَهما بابًا، فإنَّ أقْرَبَهما بابًا أقْرَبُهما جِوَارًا، وإن سَبَقَ أحدُهما فَأَجِبِ الذي سَبَقَ».

١٨٢٥. حدیث:

ایک صحابیؓ رسول سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو دعوت دینے والے ایک ساتھ دعوت دیں، توان میں سے جس کا مکان زیادہ قریب ہو، اس کی دعوت قبول کرو؛ کیوں کہ جس کا مکان زیادہ قریب ہوگا، وہ ہمسائیگی میں قریب تر ہوگا۔ اور اگر ان میں سے کوئی پہل کر جائے، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس نے پہل کی ہو"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يدل الحديث على أن الإنسان إذا دعاه رجلان من جيرانه, ولم يمكن الجمع بينهما -كأن يكون وقت الوليمتين واحدا-, فإنه يجيب الأسبق منهما بالدعوة ولو كان بعيدًا؛ لأن له فضل السبق بالدعوة, ولأن إجابته وجبت حين دعاه, فإن دعياه في وقت واحد بأن لم يسبق أحدهما الآخر, فإنه يجيب أقربهما بابًا؛ لأن أقربهما بابًا أقربهما جوارًا, زاد بعض العلماء: فإن استويا في القرب أجاب أكثرهما علمًا ودينًا وصلاحًا, فإن استويا أقرع بينهما.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کو جب دو پڑوسی دعوت دیں اور دونوں کی دعوت بیک وقت قبول کرنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً دو ولیموں کی دعوت کا وقت ایک ہی ہو۔ توان دونوں میں سے اس کی دعوت قبول کرے، جو دعوت دینے میں پہل کرے؛ گرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ اسے دعوت دینے میں سبقت کی فضیلت حاصل ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ جب اس نے دعوت دی، تو اسی وقت اس کی دعوت قبول کرنا واجب ہوگیا۔ لیکن اگر بیک وقت دو لوگ دعوت دیں اور دونوں میں کسی کو سبقت حاصل نہ ہو، تو آدمی اس شخص کی دعوت قبول کرے گا، جس کا دروازہ اس سے قریب تر ہو۔ اس لیے کہ جس کا دروازہ قریب تر ہوگا، وہ ہمسائیگی میں بھی قریب تر ہوگا۔ بعض علما نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اگر قربت میں دونوں برابر ہوں، تو اس کی دعوت قبول کرے گا، جو علم و تدین اور صلاح میں بڑھا ہوا ہو۔ اور اگر اس میں بھی دونوں برابر ہوں، تو دونوں کے مابین قرعہ اندازی کی جائے گی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: رجل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- إذا اجتمع الداعيان : أي إلى الطعام.

فوائد الحديث:

١. الأفضل لمن يقوم بإجابة الدعوة، ويقوم بزيارة من له حق عليه، أو عيادته في مرضه، ونحو ذلك أن ينوي مع ذلك التقرُّبَ إلى الله تعالى بذلك؛ ليحصل له الخير الكبير، والأجر الجزيل.

٢. مشروعية إقامة الوليمة في الزواج، وأنَّها من السنة.

٣. مشروعية إجابة الدعوة لمن دعي إلى وليمة.

٤. مشروعية إجابة السابق من الدَاعييْنِ، أو الداعِين؛ لأنَّ له فضل السبق بالدعوة، فإن كانا في الدعوة سواء، قدَّم أقربهما بابًا من باب المدعو، لأنَّ له ميزة قرب الجوار.

٥. بيان حق الجار على جاره، وأنَّ حقه كبير، والأحاديث في ذلك كثيرة.

٦. من الحقوق التي بين الأقارب، والجيران، والأصدقاء إجابة الدعوات، وتبادل الزيارات؛ فإنَّ لها تأثيرًا كبيرًا، في صفاء القلوب، وجلب المحبة، وتوثيق الصلة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م. نيل الأوطار, محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ_ ١٤٣١ هـتوضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ, محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، المعروف بالأمير, المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم, مكتبة دار السلام، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58118)

إذا استيقظ أحدكم من منامه فتوضأ فليستنثر ثلاثا، فإن الشيطان يبيت على خيشومه

جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو اور وضو کا ارادہ کرے تو تین مرتبہ اپنی ناک جھاڑ کر صاف کرے، کیونکہ شیطان اس کی ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے

١٨٢٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا اسْتَيقظَ أحدُكم من منامه فتوضأً فليَستنثِرْ ثلاثا، فإن الشيطان يبيت على خَيشُومه».

١٨٢٦. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو اور وضو کا ارادہ کرے تو تین مرتبہ اپنی ناک جھاڑ کر صاف کرے، کیونکہ شیطان اس کی ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا استيقظ أحدكم من نومه فتوضأ": أي: أراد الوضوء. " فليستنثر": أي: ليغسل داخل أنفه " ثلاثا ". وجاء التعليل النبوي لهذا الاستنثار للقائم من نوم ليله؛ بقوله: "فإن الشيطان: " الفاء للسببية " يبيت على خيشومه ": يعني: أن الشيطان إذا لم يمكنه الوسوسة عند النوم لزوال الإحساس يبيت على أقصى أنفه؛ ليلقي في دماغه الرؤيا الفاسدة، ويمنعه عن الرؤيا الصالحة، لأن محله الدماغ فأمر - صلى الله عليه وسلم - أن يغسلوا داخل أنوفهم لإزالة لوث الشيطان ونتنه منها، وبيتوتة الشيطان حقيقية، فإن الأنف أحد المنافذ إلى القلب وليس عليه ولا على الأذنين غلق، وفي الحديث: إن الشيطان لا يفتح الغلق وجاء الأمر بكظم الفم في التثاؤب من أجل عدم دخول الشيطان في الفم.

اجمالی معنی :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "إذا استيقظ أحدكم من نومه فتوضأ" یعنی وہ وضو کا ارادہ کرے۔ "فليستنثر" یعنی اپنی ناک کے اندرونی حصے کو ''تین مرتبہ'' دھلے۔ رات کی نیند سے سو کر جاگنے والے کے لئے اپنی ناک کو جھاڑنے کی علت نبی ﷺ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ بیان کی ہے : "فإن الشيطان" (کیوں کہ شیطان) یہاں فا سببیہ ہے۔ "يبيت على خيشومه"۔ یعنی سوتے ہوئے چونکہ احساس باقی نہیں رہتا اور اس کی وجہ سے شیطان وسوسہ نہیں ڈال سکتا اس لئے وہ ناک کے اوپر والے حصے پر رات گزارتا ہے تاکہ سونے والے شخص کے دماغ میں برے خواب ڈال سکے اور اسے اچھے خواب دیکھنے سے روک سکے کیونکہ خوابوں کی جگہ دماغ ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ناک سے شیطان کی گندگی اور بدبو کے ازالہ کے لئے لوگ اسے دھوئیں۔ شیطان کا ناک میں رات گزارنا حقیقت ہے۔ کیوں کہ ناک دل تک جانے والے راستوں میں سے ایک ہے اور اس پر اور کانوں پر کوئی بندش نہیں ہوتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ شیطان بندش کو نہیں کھول سکتا۔ نیز جمائی آنے پر منہ کو بند کرنے کا حکم ہے اسی لیے آیا ہے تاکہ شیطان اس میں داخل نہ ہو سکے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه - .

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- فليستنثر : ليخرج من أنفه الماء الذي استنشقه، واللام للأمر.
- ثلاثاً : أي يكون الاستنثار ثلاثاً.
- يبيت : يمكث بالليل نام أو لم ينم.
- الشيطان : الشيطان: واحد الشياطين، من مخلوقات الله شرير مفسد، وهم عالم غيبي، الله أعلم بكيفية خلقهم، وهم من ذرية إبليس مخلوقون من نار، وقد جعل الله لهم القدرة على التكيف والتشكل؛ لحكمة أرادها جلَّ وعلا.

- خيشومه : هو أعلى الأنف من داخله.

فوائد الحديث:

١. يشرع الاستنثار عند الاستيقاظ من النوم وإن لم يصادف وضوءاً، إما لمرض أو لكونه عادماً الماء، ولكن عنده ما يستنثر به، فإن لم يتيسر ذلك كفى استنثاره في الوضوء، فإنه حاصل به فعل المشروع.

٢. الاستنثار فرع عن الاستنشاق

٣. تقييده بنوم الليل، أخذاً من لفظ "يبيت"؛ فإن البيتوته لا تكون إلا من نوم الليل، ولأنه مظنة الطول والاستغراق.

٤. في الحديث دليل على ملابسة الشيطان للإنسان وهو لا يشعر بذلك.

٥. الاحتراس من الشيطان؛ فإنه يريد الولوج إلى ابن آدم مع كل طريق، وهو يجري منه مجرى الدم.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣ه) سُبل السلام، للصنعاني، (د.ط)، دار الحديث، (د.ت) تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧ه) شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه) منحة العلَّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧ه) صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت)

الرقم الموحد: (8377)

إذا أتى أحدكم الصلاة والإمام على حال، فليصنع كما يصنع الإمام	جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہ وہی کرے جو امام کر رہا ہو۔
١٨٢٧. الحديث: عن علي بن أبي طالب، ومعاذ بن جبل -رضي الله عنهما- مرفوعًا: «إذا أتى أحدُكم الصلاةَ والإمامُ على حال، فلْيصنعْ كما يصنع الإمامُ».	**١٨٢٧. حدیث:** علی بن ابی طالب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہ وہی کرے جو امام کر رہا ہو"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا أتى أحدكم الصلاة والإمام على حال من قيام أو ركوع أو سجود أو قعود، فليوافق الإمام فيما هو فيه من القيام أو الركوع أو غير ذلك، ولا ينتظر حتى يقوم الإمام كما يفعله العوام.	**اجمالی معنی:** جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے آئے اور امام قیام یا رکوع یا سجدے یا قعود (بیٹھنے) کی حالت میں ہو تو تمہیں چاہیے کہ قیام یا رکوع وغیرہ میں امام کی اتباع کرو، امام کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کرو جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: علي بن أبي طالب، ومعاذ بن جبل -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. مشروعية دخول اللاحق مع الإمام في أي جزء من أجزاء الصلاة أدركه، من غير فرق بين الركوع والسجود والقعود.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. نيل الأوطار، محمد بن علي الشوكاني اليمني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ، ١٩٩٣م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (11310)

إذا أرسلتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وذكرتَ اسْمَ الله، فَكُلْ ما أمسك عليك

اگر تونے سکھائے ہوئے کتے کو "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا، تو وہ جو شکار روک کر رکھے، اسے کھاؤ۔

١٨٢٨. الحديث:

عن عديّ بن حاتم -رضي الله عنه- قال: قلتُ: يا رسول الله، إني أُرسلُ الكلاب المعلَّمة، فيُمسِكنَ عليّ، وأذكرُ اسم الله؟ فقال: "إذا أرسلتَ كلبَكَ المعلَّمَ، وذكرتَ اسمَ الله، فكُلْ ما أمسكَ عليك"، قلت: وإن قتلنَ؟ قال: "وإن قَتلْنَ، ما لم يَشْرَكْها كلبٌ ليس منها"، قلتُ له: فإني أرمي بالمِعْراض الصيدَ فأُصيبُ؟ فقال: "إذا رميتَ بالمعراضِ فخزَقَ فكلْهُ، وإن أصابَه بعَرْضِ فلا تأكلْهُ". وحديث الشعبي، عن عدي نحوه، وفيه: "إلا أن يأكل الكلب، فإن أكل فلا تأكل؛ فإني أخاف أن يكون إنما أمسك على نفسه، وإن خالطها كلاب من غيرها فلا تأكل؛ فإنما سميت على كلبك، ولم تسم على غيره". وفيه: "إذا أرسلت كلبك المكلب فاذكر اسم الله، فإن أمسك عليك فأدركته حيا فاذبحه، وإن أدركته قد قتل ولم يأكل منه فكله، فإنَّ أخْذَ الكلبِ ذَكاته". وفيه أيضا: "إذا رميت بسهمك فاذكر اسم الله". وفيه: "فإن غاب عنك يوما أو يومين -وفي رواية: اليومين والثلاثة- فلم تجد فيه إلا أثر سهمك، فكل إن شئت، فإن وجدته غريقا في الماء فلا تأكل؛ فإنك لا تدري الماء قتله، أو سهمك؟

١٨٢٨. حدیث:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں سکھائے ہوئے کتوں کو "بسم اللہ" پڑھ کر (شکار پر) چھوڑتا ہوں اور وہ شکار کو روک کر رکھتے ہیں۔ (تو اس بارے آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟) آپ نے فرمایا: "اگر تم نے سکھائے ہوئے کتے کو "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا، تو وہ جو شکار روک کر رکھے اسے کھاؤ۔" میں نے عرض کیا: اگر کتے شکار کو مار ڈالیں تو؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(ہاں) اگر چہ مار ڈالیں۔ جب تک اس کے ساتھ (شکار کرنے میں) دوسرا کتا شریک نہ ہو۔" میں نے عرض کیا کہ ہم بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کرتے ہیں۔ (اس کے بارے کیا خیال ہے؟) آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی دھار اس کو زخمی کرکے پھاڑ ڈالے، تو کھاؤ، لیکن اگر ان کے عرض سے شکار مارا جائے، تو اسے نہ کھاؤ۔ (یعنی وہ مردار ہے۔) عدی سے شعبی کی روایت بھی اسی جیسی ہے۔ اس میں ہے: "الایہ کہ کتا اس میں سے کھالے، اگر اس نے کھالیا، تو پھر نہ کھاؤ؛ کیوں کہ یہاں یہ ڈر ہے کہ اس نے وہ شکار اپنے لیے روکا ہو۔ اسی طرح اگر اس کے ساتھ دیگر کتے بھی مل جائیں، تو بھی نہ کھاؤ؛ کیوں کہ تم نے اپنے کتے پر "بسم اللہ" پڑھی ہے، باقیوں پر نہیں"۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے: "اگر تمنے اپنے سکھائے ہوئے کتے کو "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا اور اس نے تمھارے لیے شکار روکے رکھا اور تم نے اسے زندہ پایا، تو اس کو ذبح کر لو اور اگر اس حالت میں پاؤ کہ کتے نے اس نے ماردیا ہو، لیکن اس میں سے کھایا نہ ہو، تو بھی اس کو کھالو؛ کیوں کہ کتے کا پکڑنا ذبح کرنے کے حکم میں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے: "جب تیر چلاؤ تو "بسم اللہ" پڑھ لو۔" اس یہ بھی ہے: "اگر وہ (شکار) تم سے ایک یا دو دن۔ اور ایک روایت کے مطابق دو یا تین دن۔ غائب رہا۔ اور اس پر تمھارے تیر کے نشان کے علاوہ کوئی نشان نہ ہو، تو اگر چاہو تو کھا سکتے ہو۔ البتہ اگر اسے پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ؛ کیوں کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ اسے پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے موت آئی ہے یا تیرا تیر لگنے سے؟"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل عدي بن حاتم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الاصطياد بالكلاب المعلَّمة، التي علمها صاحبها الصيد، فقال له: كل مما أمسكن عليك إذا

اجمالی معنی:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سدھائے ہوئے کتوں کے شکار کے بارے میں پوچھا، جن کو مالک نے شکار کے لیے سدھا رکھا ہو، تو آپ ﷺ

ذكرت اسم الله عليها عند الإرسال ما لم تجد معها كلباً آخر، فإن وجدت معها كلباً آخر فلا تأكل فإنك إنما سميت على كلبك ولم تسم على كلب غيرك، وكذلك إذا رميت بالمعراض وهو الرمح وخزق أي دخل في الصيد وأسال منه الدم فكله بشرط التسمية، وإن أصابه بعرضه فقتله بذلك فلا تأكل، فإنه مات بالصدم فأصبح كالمتردية والنطيحة، وإذا أرسل كلبه ووجد الصيد حيًّا لم تقتله الكلاب فإنه يجب عليه أن يذكيه حينئذ ويكون حلالًا ولو شاركه كلب آخر، وسأله عن الرمي بالسهم إذا ذكر اسم الله عليه فأمره أن يأكل مما أصاب فإن غاب عنه يوم أو يومان ولم يجد فيه إلا أثر سهمه فإنه يجوز له الأكل منه فإن وجده غريقاً في الماء فلا يأكل فإنه لا يدري الماء قتله أم سهمه.

نے فرمایا کہ اگر ان کو چھوڑتے وقت 'بسم اللہ' پڑھی تھی اور ان کے ساتھ (شکار کے عمل میں) کوئی دوسرا کتا شریک نہیں ہوا، توان کے پکڑے ہوئے شکار کو کھالو۔ اگر ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہوگیا، تو نہ کھاؤ؛ کیوں کہ تم نے اپنے کتے پر 'بسم اللہ' پڑھی تھی، دوسرے پر نہیں۔ اسی طرح اگر تیر چلاؤ اور اس کا پھل شکار کے جسم میں داخل ہو جائے اور خون بہنے لگے، تو اس کو بھی کھالو؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو 'بسم اللہ' پڑھ کر چھوڑا گیا ہو۔ البتہ اگر تیر چوڑائی میں لگے اور شکار مر جائے، تو مت کھاؤ، کیوں کہ وہ چوٹ لگنے سے مرنے کی وجہ سے 'متردیہ' (اوپر سے گر کر مرنے والا جانور) اور نطیحہ (سینگ لگ کر مرنے والا جانور) کے حکم میں ہوگا۔ جب کسی نے شکار کے پیچھے کتا دوڑایا اور شکار کو زندہ پایا، اسے کتے نے جان سے نہیں مارا تھا، تو ذبح کرنا ضروری ہوگا اور شکار حلال ہوگا، گرچہ اسے پکڑنے میں دوسرا کتا بھی شریک رہا ہو۔ انھوں نے 'بسم اللہ' کہہ کر تیر سے شکار کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے اس کے شکار کو کھانے کا حکم دیا۔ اگر شکار ایک یا دو دن غائب رہنے کے بعد ملے اور اس کے جسم پر اس کے تیر کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہ ہو، تو اس کا کھانا جائز ہوگا۔ اگر اسے پانی میں ڈوبا ہوا پائے، تو نہ کھائے، کیوں کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ پانی میں ڈوبنے سے مرا ہے یا تیر لگنے سے۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عديُّ بن حاتم -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الْمِعْرَاضُ : عصا رأْسها مُحْنية، والذِي ذكره أَهل اللغة: أَنَّه سَهْمٌ لَا رِيش عَلَيه، وجمعه، مَعاريض.
- فَخَزَقَ : أَصَابَ الرَّمِية ونَفَذَ فيها.
- الشَّعْبِي : عامر بن شراحيل المحدث الراوية المشهور.
- الْمُكَلَّبَ : الْمُعَلَّم.
- ذكاته : أي أن أخذ الكلب له ذكاة شرعية بمنزلة ذبح الحيوان.

فوائد الحديث:

١. حِلُّ ما صاده الكلب ونحوه كالفهد، أو الصقر ونحوه كالبازي، إذا كان معلما وذكر اسم الله -تعالى- عند إرساله، ويستوي فيه أن يدرك صاحبه الصيد حياً أو ميتاً.
٢. تحريم الصيد الذي اشترك في قتله الكلب المعلَّم وغير المعلَّم.
٣. أنه لابد من التسمية عند إرسال السهم، ويلحق بالسهم كل سلاح صنع للرمي من البنادق بأنواعها وأسمائها، وتسقط التسمية سهوًا وجهلًا.
٤. لا يحل الصيد الذي اشترك في قتله المعلم وغيره؛ لأن غير المعلم لم يُذكَر اسم الله عند إرساله، وكذلك الكلب الذي جُهل مصدره.
٥. لا يحل الصيد الذي أكل منه الكلب المرسل ونحوه، خشية أن يكون صاده لنفسه ولم يصده لصاحبه.
٦. جواز الأكل مما صاده الصقر ونحوه من الطيور الجارحة المعلَّمة ولو أكل من الصيد.
٧. أن ما أدركته من صيد السلاح، أو الجارح حيًّا، فلا بد من تذكيته، وإن كان ميتاً فرميه أو قتل الجارح إياه هو ذكاته.
٨. إذا جرحت الصيد فوقع في ماء، واشتبه عليك: هل مات من سهمك أو من الماء فهو حرام، خشية أن يكون مات من الغرق.

٩. أن المعراض وغيره من السلاح إن قتل الصيد بحده ونفوذه، فهو مباح؛ لأنه مما أنهر الدم، وإن قتله بصدمه وثقله، فلا يباح؛ لأنه من الميتة الموقوذة.

المصادر والمراجع:
صحيح البخاري، تحقيق محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، ط دار الميمان، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط دار المنهاج ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (6636)

إذا بال أحدكم فلينتر ذكره ثلاث مرات

١٨٢٩. الحديث:

عن عيسى بن يزداد، عن أبيه قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا بال أَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهُ ثلاث مرات».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن الرجل متى: (بال أحدكم) أي: فرغ من بوله، فما عليه إلا أن (ينتر ذكره ثلاث نترات) أي: يجذبه بقوة، فالاستبراء بذلك ونحوه مندوب، فلو تركه واستنجى عقب الانقطاع، ثم توضأ صح وضوءه. والحديث ضعيف؛ فلا يشرع العمل بهذا، بل قال بعض العلماء من مذاهب مختلفة بأنه بدعة.

جب کوئی شخص پیشاب کرے تو عضو کو تین بار سونت لے (زور سے دبا کر کھینچے تاکہ اس کے اندر جو قطرات ہیں، وہ نکل جائیں۔)

١٨٢٩. حدیث:

حضرت عیسیٰ بن یزداد یمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص پیشاب کرے تو عضو کو تین بار سونت لے (زور سے دبا کر کھینچے تاکہ اس کے اندر جو قطرات ہیں، وہ نکل جائیں۔)

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ''بال اَحدکم'' (کوئی شخص پیشاب کرے) یعنی وہ پیشاب سے فارغ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ''ینتر ذکرہ ثلاث نترات'' (اپنے ذکر کو تین بار سونت لے) یعنی اس کو اچھی طرح کھینچے اور اس کو صاف وغیرہ کرے اور یہ مستحب ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دے اور قطروں کے نکلنے کے بعد استنجاء کرے، پھر وضوء کرے تو یہ صحیح ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس پر عمل کرنا مشروع نہیں بلکہ بعض مختلف مسالک کے علماء نے اسے بدعت کہا ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: يزداد اليماني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ١٩٩٢م.

الرقم الموحد: (10042)

إذا توضأ أحدكم ولبس خفيه فليمسح عليهما, وليصل فيهما, ولا يخلعهما إن شاء إلا من جنابة

تم میں سے کوئی جب وضو کرے اور موزے پہنے تو وہ ان پر مسح کرلے اور انہیں پہنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے اور چاہے تو انہیں نہ اتارے ماسوا اس کے کہ اسے جنابت لاحق ہوجائے۔

١٨٣٠. الحديث:

عن عمر -موقوفا- وعن أنس -رضي الله عنه- مرفوعا: «إذا توضأ أحدكم ولبِس خُفَّيْه فَلْيَمْسَحْ عليهما, وليُصَلِّ فيهما, ولا يخلعْهُما إن شاء إلا من جَنابة».

١٨٣٠. حديث :

عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب وضو کرے اور موزے پہن لے تو وہ ان پر مسح کرلے اور انہیں پہنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے اور چاہے تو انہیں نہ اتارے ماسوا اس کے کہ اسے جنابت لاحق ہوجائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا لبس المَرء خُفيه بعد أن توضأ، ثم بعد ذلك أحدث وأراد الوضوء، فله المسح عليه، ويصلي فيهما ولا ينزعهما، لما في ذلك من المشقة والحرج، بل له المسح عليهما، تيسيرا وتخفيفا على هذه الأُمَّة؛ إلا إذا أجْنَب لزمه خَلع الخُف والاغتسال ولو كانت المدة باقية، وعلى هذا يكون المسح خاص في حال الوضوء فقط. سبل السلام (٨٦/١) توضيح الأحكام (٢٧٥/١)تسهيل الإلمام(١٦٥/١)

اجمالی معنی :

جب آدمی وضو کرنے کے بعد موزے پہنے اور پھر اسے حدث لاحق ہوجائے اور وہ وضو کرنا چاہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ان پر مسح کرلے اور ان میں نماز پڑھ لے اور انہیں نہ اتارے کیونکہ اتارنے میں مشقت اور تنگی ہوتی ہے۔ اس کے بجائے اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ ان پر مسح کرلے۔ یہ حکم امت کے لیے آسانی اور تخفیف کے لیے دیا گیا ہے۔ ماسوا اس کے کہ وہ جنبی ہوجائے، اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ موزوں کو اتار کر غسل کرے اگرچہ ابھی مدت باقی ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ مسح کا حکم صرف وضو کے ساتھ خاص ہے۔ سبل السلام (٨٦/١)، توضيح الأحكام (٢٧٥/١)، تسهيل الإلمام (١٦٥/١)۔

راوي الحديث: حديث عمر رضي الله عنه: رواه الدارقطني حديث أنس رضي الله عنه: رواه الدارقطني

التخريج: عمر -موقوفا- وعن أنس –مرفوعا-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- لا يخلعْهُما : أي: لا ينزع الخُفين من الرِّجْلين.

فوائد الحديث:

١. اشتراط الطهارة في المسح على الخفين، وأنه لا يجوز المسح عليهما إلا إذا لُبسَا بعد كمال الطهارة.

٢. دليل على أنه لا يجب المسح على الخفين، بل له خلعهما وغسل القدمين؛ لقوله :" إن شاء "، وحديث ثوبان في الأمر بالمسح عليهما محمول على الاستحباب أو الإباحة.

٣. ظاهر الحديث: جواز المسح من غير تقييد بمدة؛ لقوله :" ولا يخلعهما إن شاء إلا من جنابة " لكن هذا الإطلاق مُقَيد بأحاديث أُخرى، ومنها حديث علي، وصفوان -رضي الله عنهما- في توقيت المسح على الخفين، للمقيم المسحُ يومًا وليلةً وللمسافر ثلاثةَ أيام بلياليها.

٤. أن المسح على الخفين يختص بالحدث الأصغر لا الأكبر، أما الحدث الأكبر فلا يجوز المسح معه، بل لا بد من خلع الخفين وغسل القدمين؛ لقوله: "إلا من جَنابة."

٥. مشروعية الصلاة في الخفين ونحوهما؛ لقوله: "وليصل فيهما"، وقد صح عنه -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يصلي في نعليه."

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، تأليف: علي بن عمر بن أحمد البغدادي الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

الرقم الموحد: (8392)

إذا جاء أحدكم إلى المسجد فلينظر: فإن رأى في نعليه قذرا أو أذى فليمسحه وليصل فيهما

جب تم میں سے کوئی مسجد آئے، تو دیکھ لیا کرے، اگر اسے اپنے جوتوں میں کوئی گندگی یا ناپاکی نظر آئے، تو اسے رگڑ کر صاف کرلے اور ان میں نماز پڑھ لے

١٨٣١. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْري -رضي الله عنه- قال: بَينما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي بأصحابه إذ خَلع نَعْلَيه فوضَعَهُما عن يساره، فلمَّا رأى ذلك القوم أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فلمَّا قَضى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صلاته، قال: «ما حَمَلَكُم على إلقَاءِ نِعَالِكُم»، قالوا: رأيْنَاك أَلقَيْت نَعْلَيْك فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إن جبريل -صلى الله عليه وسلم- أتَانِي فأَخْبَرَنِي أن فيهما قَذَرا -أو قال: أَذَّى-، وقال: إذا جاء أحدكم إلى المسجد فلينظر: فإن رَأى في نَعْلَيه قَذَرا أو أَذًى فَلْيَمْسَحْه وليُصَلِّ فيهما.

١٨٣١. حدیث:

ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ دیے۔ جب لوگوں نے دیکھا، تو انھوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "تمھیں کس چیز نے جوتے اتارنے پر ابھارا؟" انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ (ﷺ) کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا، تو ہم نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے تھے اور انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ﷺ کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے۔ -یا پھر کہا کہ کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی ہے- پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے، تو دیکھ لیا کرے۔ اگر اسے اپنے جوتوں میں کوئی گندگی یا ناپاکی نظر آئے، تو اسے رگڑ کر صاف کرلے اور ان میں نماز پڑھ لے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه ذات يوم، ثم خَلع نَعليه فجأةً فوضَعَهُما عن يساره، فلما رأى الصحابة -رضي الله عنهم- ذلك، خلعوا نِعالهم، تأسيًا ومتابعةً للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فلما فَرغ -صلى الله عليه وسلم- من صلاته والتَفَت إليهم رآهم على حالة غير الحال التي دخلوا فيها الصلاة، فسألهم عن سَبب خَلع نعالهم. فأجابوه بقولهم: "رأيْنَاك أَلقَيْت نَعْلَيْك فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا" أي: متابعة لك؛ لأنهم ظنُّوا -رضي الله عنهم- نَسخ إباحة الصلاة بالنَّعال، فبين لهم -عليه الصلاة والسلام- السبب من خلع نعليه بقوله: "إن جبريل -صلى الله عليه وسلم- أتَانِي فأَخْبَرَنِي أن فيهما قَذَرا -أو قال: أَذًى-" يعني: أن جبريل -عليه السلام- جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو في صلاته فأخبره؛ بأن نعاله لا تصلح الصلاة فيهما لوجود القذر أو الأذى -هذا شك من الراوي- ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: "إذا جاء أحدكم إلى المسجد فلينظر: فإن رَأى في

اجمالی معنی:

ایک دن نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام کو نماز پڑھائی۔ (دوران نماز) آپ ﷺ نے اچانک اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ نے یہ دیکھا تو انھوں نے آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کرتے ہوئے اپنے جوتے اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ کر ان کی طرف متوجہ ہوئے، تو انھیں جس حالت میں نماز میں داخل ہوئے تھے، اس سے الگ حالت میں پایا۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا: "ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جوتے اتار دیے ہیں، تو ہم نے بھی اتار دیے۔" یعنی آپ کی اتباع کرتے ہوئے۔ انھوں نے سمجھا کہ شاید جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز منسوخ ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے جوتے اتارنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: "میرے پاس جبریل آئے تھے اور انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ میرے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے۔ -یا پھر کہا کہ کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی ہے-" یعنی جبریل نبی کریم ﷺ کے پاس حالت نماز میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ آپ کے جوتوں میں گندگی یا ناپاکی -اس میں راوی کو شک ہے- لگنے کی وجہ سے ان میں نماز کی ادائیگی درست نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد آئے، تو دیکھ لیا کرے۔ اگر اسے اپنے جوتوں میں کوئی گندگی یا ناپاکی نظر

نَعْلَيه قَذَرا أو أَذًى فَلْيَمْسَحْه وليُصَلِّ فيهما" إذا أراد دخولَ المسجد بهما والصَّلاةَ فيهما، فالواجب عليه النَظَرُ فيهما: فإن رأى فيهما قذرًا، أو أذًى، مسحَهُ بالأرض أو بغيرها، ليزيل ذلك، ثمَّ صلَّى بهما، وليس معنى هذا أن الإنسان لابد أن يُصلي فيهما، فقد يُصلي فيها وقد لا يصلي، ولكن إذا أراد أن يُصلي بهما تعين عليه التأكد من نظافتهما، ثم صلى بهما إن شاء، ومن صلَّى ولم يتنبه للنجاسة، سواء كانت في نعْلِه أو شِمَاغه أو قُبعته أو ثوبه، ثم عَلم بها في أثناء الصلاة بادر إلى خلعه...فإن كانت في ثوبه أو سرواله وأمكن التَخَلص منها مع بقاء ما يَستر عورته خَلعه، ومضى في صلاته ولا إعادة عليه وإن كان لا يتمكن من خلعه إلا بكشف عورته قطع صلاته، وستر عورته وأعاد الصلاة.

آئے، تو اسے رگڑ کر صاف کر لے اور ان میں نماز پڑھ لے۔ "جب کوئی شخص جوتوں سمیت مسجد میں آئے اور جوتوں سمیت نماز پڑھنا چاہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جوتوں کو دیکھ لے۔ اگر ان میں گندگی یا ناپاکی لگی ہو، تو انھیں زمین یا کسی اور چیز سے رگڑ کر ناپاکی کو زائل کر لے اور پھر ان کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جوتوں سمیت نماز پڑھنا واجب ہے، بلکہ پڑھ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ لیکن اگر ارادہ جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا ہے، تو پھر ضروری ہوگا کہ پہلے ان کی نظافت کا تیقن کر لے، پھر نماز پڑھے۔ جس نے نماز شروع کر دی اور نجاست کا خیال نہ رہا؛ چاہے نجاست اس کے جوتوں، چوغے، ٹوپی، یا کپڑوں میں ہو، پھر دوران نماز اس سے آگاہ ہوگیا، تو فورا اسے اتار دے۔ نجاست اگر اس کے کپڑے یا پاجامے میں ہو اور ستر عورت کے ساتھ اسے ہٹانا ممکن ہو، تو اسے اتار دے اور نماز جاری رکھے۔ نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر اس کو اتارنے سے نماز میں ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو پھر نماز توڑ دے، اپنا ستر ڈھانکے اور نماز کو دوہرائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد الدارمي.

التخريج: أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خَلع : نَزَع.
- أذًى : المراد به هُنا: القَذر.
- قَذَر : الوَسَخ.

فوائد الحديث:

١. شِدة اعتناء الله -تعالى- بالنبي -صلى الله عليه وسلم- وبعبادته.

٢. أن من تنجس نَعله، ثم مسحه بالأرض أو غيره وزالت عين النجاسة، جاز الصلاة فيه.

٣. فيه أن من واجبات الصلاة: إزالة النَّجاسة، سواء كانت النَّجاسة على الثُّوب أو الخُف أو البَدَن أو البُقعة.

٤. فيه أنه -صلى الله عليه وسلم- لا يعلم الغيب؛ لأنه دخل في الصلاة وهو يجهل تلبسه بالنجاسة، ثم سألهم عن السبب الذي حملهم على خلع نعالهم ولو كان يعلم الغيب لما صلى في نعاله المتنجسة ولما سألهم عن سبب خَلعهم نعالهم.

٥. سماحة الشَّريعة ويُسرها، فالخُفُّ كثيرًا ماَ يصاب بالأَذى والنجاسة، من أجل مُباشرته الأرض، فلو لم يَكْفِ في تطهيره إلاَّ الماء، لكان في ذلك مَشَقَّة وحَرج على النَّاس.

٦. استحباب الصلاة بالنِّعال، إذا صلى في مكان غير مفروش، وقد أمر -صلى الله عليه وسلم- بذلك، فقال: (خالفوا اليهود فإنهم لا يصلُّون في نعَالهم، ولا خِفَافِهم). رواه أبو داود، وعند البزار بلفظ: (خالفوا اليهود وصلُّوا في نِعَالكم) والأمر محمول على الاستحباب ولا يجب؛ لما رواه عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: (رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصلي حَافِياً ومنتعلاً). رواه أبو داود، لكن بعد أن فُرشت غالب المساجد بالفُرش، فإن الأولى والأفضل للمصلِّي أن يصلِّي حَافيا حفاظا على المال وعلى نظافة المسجد ومنعا لتأذي المصلين مما قد يحصل لهم بسبب مجاورته.

٧. استحباب وضع النِّعال عن يسار المُصلي دون اليمين إذا كان لن يصلي فيهما، وهذا خاص بالإمام، أما المأموم، ففيه تفصيل: فإن لم يكن عن يساره أحد وضعها عن يساره، وإن كان عن يساره أحد وضعها بين قدميه أو خارج المسجد أو في موضع آخر لا يتأذى بها غيره؛ لما رواه أبو هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: (إذا صلى أحدكم فلا يضع نعليه عن يمينه ولا عن يساره فتكون عن يمين غيره، إلا أن لا يكون عن يساره أحد، وليضعهما بين رجليه). رواه أبو داود وحسنه الألباني.

٨. لا يجوز دخول المسجد بالنِّعال، إذا كان فيهما أذًى، أو قذرٌ، أو نجَاسة.

٩. فيه احترام المساجد، وتطهيرُهَا عن الأَذَى والقَذَر؛ لأنَّها موضعُ عبادة، فيجب أنْ تكون طاهرةً نظيفة؛ قال تعالى: (وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ)، [الحج: ٢٦].

١٠. جواز العَمل القليل في الصلاة، إذا كان لمصلحة الصلاة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- خَلع نَعله وهذا يستلزم الحركة، إلا أنها حركة يسيرة.

١١. يستفاد من قوله: "فلما رأى ذلك القوم، ألقوا نعالهم" كمال مُتابعة الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن الدارمي، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة الثالثة، ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10648)

إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خر ساجدا شاكرا لله.	آپ ﷺ کو جب کوئی خوش کن بات پیش آتی ہے یا پھر کوئی خوش خبری سنائی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے شکر میں سجدہ ریز ہو جاتے۔
١٨٣٢. الحديث: عن أبي بكرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه كان «إذا جاءه أمر سرور، أو بُشِّرَ به خَرَّ ساجدا شاكرا لله».	**١٨٣٢. حدیث:** ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ کو جب کوئی باعثِ مسرت چیز پیش آتی ہے یا پھر کوئی خوش خبری سنائی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے شکر میں سجدہ ریز ہو جاتے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- كلما جاءه أمر يسره أو بشارة بشيء حسن؛ أنه كان يخر ساجداً سجود شكر لله -تعالى-. سجود الشكر شرع عند النعم المتجددة، أما النعم المستمرة كنعمة الإسلام ونعمة العافية والغنى عن الناس ونحو ذلك فهذه لا يشرع السجود لها؛ لأن نعم الله دائمة لا تنقطع، فلو شرع السجود لذلك لاستغرق الإنسان عمره في السجود، وإنما يكون شكر هذه النعم وغيرهما بالعبادة والطاعة لله -تعالى-.	**اجمالی معنیٰ:** یہ حدیث شریف نبی ﷺ کے فعل کو بیان کر رہی ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کو کوئی باعثِ مسرت امر پیش آ تا یا پھر کسی اچھی بات کی بشارت دی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے شکر میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ سجدۂ شکر ایسی نعمتوں کے لیے مشروع ہے جو نئی نئی حاصل ہوئی ہوں۔ ایسی نعمتیں جو ہمہ وقت جاری رہتی ہیں جیسے اسلام، عافیت اور لوگوں سے بے نیازی کی نعمتیں تو ان میں سجدہ شکر کرنا مشروع نہیں کیونکہ اللہ کی نعمتیں تو ہمیشہ جاری رہتی ہیں اور ان کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اگر ان کے لیے سجدہ بجالانا مشروع کر دیا جاتا تو پھر تو انسان اپنی ساری عمر سجدے میں ہی لگا دیتا۔ ان (ہمہ وقت جاری رہنے والی) نعمتوں پر اور ان کے علاوہ دیگر نعمتوں پر شکر بجالانے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری کی جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود ابن ماجه الترمذي أحمد.
التخريج: أبي بكرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
فوائد الحديث:

١. هذا الحديث يدل على سجدة يقال لها: "سجدة الشكر"، وهي مستحبة عند تجدد نعمة، أو اندفاع نقمة، سواء أكانت النقمة، أو النعمة خاصة بالساجد، أم عامة للمسلمين.
٢. سجود الشكر لا يفتقر إلى طهارة واستقبال القبلة كسجود التلاوة.
٣. سجود الشكر من السنن المهجورة بين الناس في هذا الزمان، فينبغي للمسلم إحياؤها عند حصول سببها.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، دار الفكر، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (11244)

إذا خطب أحدكم المرأة، فإن استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل

جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو ہو سکے تو وہ اس چیز(خوبی) کو دیکھ لے جو اسے اس (عورت) سے نکاح کی طرف راغب کر رہی ہے۔

١٨٣٣. الحديث:

عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا خطبَ أحدُكم المرأة، فإن استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نِكاحها فَلْيَفْعَلْ". فخطبتُ جارية فكنت أتَخَبَّأُ لها، حتى رأيتُ منها ما دَعاني إلى نِكاحها فتزَوجتُها.

١٨٣٣. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو ہو سکے تو وہ اس چیز کو دیکھ لے جو اسے اس (عورت) سے نکاح کی طرف راغب کر رہی ہے"۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا تو میں اسے چھپ چھپ کر دیکھتا تھا یہاں تک کہ میں نے وہ خوبی دیکھ ہی لی جس نے مجھے اس کے نکاح کی طرف راغب کیا تھا اور میں نے اس سے شادی کر لی۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على استحباب تقديم النظر إلى التي يُراد نِكاحها، والنظر يباح إلى الوجه والكفين، لأنه يستدل بالوجه على الجمال أو ضده، وبالكفين على خصوبة البدن أو عدمها، وهذا مذهب الأكثر، ولا يشترط رضا المرأة بذلك النظر، بل له أن يفعل ذلك في غفلتها، ومن غير تقدم إعلام كما فعله الصحابي جابر -رضي الله عنه-. وإذا لم يمكنه النظر استحب له أن يبعث امرأة يثق بها تنظر إليها وتخبره بصفتها، إنما شُرع ذلك لأنه أولى وأرغب أن يُؤلف بينهما، لأن زواجهما إذا كان بعد معرفة فلا يكون بعدها غالبا ندامة.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نکاح سے پہلے اس خاتون کو دیکھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے جس سے نکاح کرنا مقصود ہو۔ خیال رہے کہ (منگیتر کا) چہرہ اور ہتھیلیاں ہی دیکھنی مباح ہے اس لیے کہ چہرہ، خوبصورتی وجمال پر یا پھر اس کی ضد (بدصورتی) پر دلالت کرتا ہے اور ہتھیلیاں، عورت کے بدن کی لاغری یا اس کے بر عکس بدن کی زرخیزی و صحت مندی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔ دیکھنے میں عورت کی رضامندی کی شرط نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس خاتون کو اس کی بے توجہی میں اور اس کو اطلاع دیے بغیر دیکھے، جیسا کہ صحابئ رسول ﷺ جابر رضی اللہ عنہ نے کیا اور اگر مرد کے لیے دیکھنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ کسی قابلِ اعتماد خاتون کو اس منگیتر کے پاس بھیجے جو اسے دیکھے اور اس کی صفات سے مطلع کرے۔ دیکھنے کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے مابین الفت و محبت پیدا کرنے کا یہ انتہائی موزوں اور مرغوب ذریعہ ہوگا اور واقفیت کے بعد ہونے والے نکاح میں غالباً بعد میں چل کر ندامت و شرمندگی نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- ما يدعوه إلى نكاحها : الدَّاعي إلى النكاح، هو المال، أو الحسب، أو الجمال، أو الدين، وعليه فمن كان غرضه الجمال، فليتحرَّ في النَّظر إلى ما قصده بأن ينظر إليها بنفسه، أو أن يبعث من ينعتها له.

• إذا خطب : أي إذا أراد أن يخطب، وأصل الخِطبة هو طلب الزواج.

• جارِيَة : هي الشابة من النساء.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الجمال الظاهري مطلبٌ من مطالب النكاح.

٢. إذا كان الجمال أمراً مطلوبًا مرغوبًا، فيه فإنَّ المستحب هو أن ينظر إليها إذا عزم على خطبتها، واعتقد إجابته إلى ذلك، وهي أيضًا تنظر إليه وتسمع منه.

٣. أن النظر إلى المخطوبة لا يحتاج إلى إذنها.

٤. الحكمة من ذلك أنَّه أحرى أن يكتب الوئام بينهما.

٥. أنه يجوز للمرأة أيضًا أن تنظر إلى خاطبها؛ فإنه يعجبها منه مثل ما يعجبه منها.

٦. أن هذا مما يُستثنى من تحريم نظر وجه الأجنبيّة للضرورة.

٧. سُمُوُّ الشريعة الإسلامية، حيث يطلب من الإنسان ألا يدخل في أمر إلا على بصيرة.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر ت: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري , دار الفكر، بيروت , الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ صحيح أبي داود – الأم، للألباني. الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت. الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (58061)

إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح

اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد نے اس پر غصہ ہو کر رات گزاری، تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

١٨٣٤. الحديث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عليها لَعَنَتْهَا الملائكة حتى تصبح»

١٨٣٤. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد نے اس پر غصہ ہو کر رات گزاری، تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث دلالة أنَّ على المرأة إذا دعاها الرجل إلى حاجته في الجماع أن تجيبه، وإلا عرضت نفسها للعن الملائكة، لكن هذا مقيدٌ بما إذا غضب الزوج كما ورد في رواية البخاري، أما إذا رضي بذلك فلا بأس، وكذلك إذا كان هناك عذر شرعي كما لو كانت مريضة لا تستطيع معاشرته أو كان عليها عذر يمنعها من الحضور إلى فراشه فهذا لا بأس به، وإلا فإنه يجب عليها أن تحضر وأن تجيبه وإذا كان هذا في حق الزوج على الزوجة فكذلك ينبغي للزوج إذا رأى من أهله أنهم يريدون التمتع فإنه ينبغي أن يجيبهم ليعاشرها كما تعاشره فإن الله -تعالى- قال: (وعاشروهن بالمعروف).

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو ہم بستری کی غرض سے بلائے تو بیوی پر لازم ہے کہ وہ اس کی اس ضرورت پوری کرے ورنہ خود کو فرشتوں کی لعنت کے حوالے کر دے۔ لیکن یہ وعید اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ شوہر غصے کی حالت میں رہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں یہ بات وارد ہے، تاہم اگر شوہر اس سے مطمئن و راضی ہو تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر کوئی شرعی عذر ہو جیسے اگر وہ اس قدر بیمار ہو کہ اس کی ازدواجی ضرورت پوری کرنے کے قابل نہ ہو یا اس کو ایسا عذر لاحق ہو جس کی بناء پر وہ ہمبستری نہ کر سکتی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، بصورت دیگر بیوی پر واجب ہے کہ وہ ہمبستری کے لیے تیار ہو جائے اور اس کی دعوت پر لبیک کہے اور اگر بیوی پر شوہر کا یہ حق ہو تو شوہر پر بھی ضروری ہے کہ جب وہ اپنی بیوی کی جانب سے محسوس کرے کہ وہ ازدواجی ضرورت کی خواہشمند ہے تو وہ بھی اس کی اس خواہش کو پوری کرے تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ حُسنِ معاشرت کا وہی برتاؤ پیش کرے جو بیوی نے اس کے ساتھ کیا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (سورة النساء : ١٩) ''ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو۔''

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- دعا الرجل امرأته : أي طلبها.
- إلى فراشه : بكسر الفاء، وهو هنا كناية عن الجماع.
- لعنتها الملائكة : دعت عليها الملائكة باللعنة.

• حتى تصبح : حتى يطلع الصباح، لكن هذا القيد أغلبي، لأن أكثر طلب الجماع يكون في الليل، فإذا طلب الرجل جماع زوجته نهارا وامتنعت يلحقها الوعيد أيضًا.

فوائد الحديث:

١. عِظم حق الزوج على زوجته، وأنه يجب له عليها السمع والطاعة في المعروف.
٢. أنَّه يحرم على المرأة أن تمتنع أو تماطل أو تتكرَّه على زوجها إذا دعاها إلى فراشه من أجل الجماع، وأنَّ امتناعها هذا يُعتبر كبيرةً من كبائر الذنوب؛ فإنَّه يترتب عليه أنَّ الملائكة تلعنها حتى تصبح.
٣. أنَّ العشرة الحسنة والصُحبة الطيبة هي أنْ تسعى المرأة في قضاء حقوق زوجها الواجبة عليها، وتلبية رغباته، وأن تؤديها على أكمل وجه ممكن.
٤. جواز لعن العصاة ولو كانوا مسلمين، لكنه مقيد بكونه لعنًا عامًّا ولا يجوز توجيهه للمعين.
٥. -5في الحديث دليل على قبول دعاء الملائكة للآدميين من خير أو شر.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (58098)

إذا دعي أحدكم، فليجب، فإن كان صائمًا، فليصل، وإن كان مفطرًا، فليطعم

جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے، اگر وہ روزہ سے ہو تو اس کے حق میں دعا کرے اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھا لے۔

١٨٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا دُعِيَ أحدكم فليُجب، فإن كان صائما فليُصَلِّ، وإن كان مُفْطِرا فليَطْعَمْ».

١٨٣٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے، اگر وہ روزہ سے ہو تو اس (دعوت دینے والے) کے حق میں دعا کرے اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھا لے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيد الحديث أن المسلم إذا دعاه أخوه إلى وليمة العرس فعليه أن يجيب دعوته تطييبًا لخاطره ومشاركة منه لفرح أخيه، فإن كان صائمًا صوم فريضة كالقضاء والنذر فإنه يحضر ولا يأكل، لكن فليدعُ لهم بالخير والبركة، وإن كان صومه نفلاً فإن شاء أفطر وأكل مع صاحب الدعوة وإن شاء أكمل صومه، إلا أنه يتعين عليه أن يخبر صاحب الدعوة بحاله من صوم أو فطر حتى لا يحرجه، لكن ذهابه وحضوره للدعوة مؤكد مفطراً أو صائماً.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ فوائد مستفاد ہوتے ہیں کہ جب مسلمان کو اس کا بھائی، نکاح کے ولیمہ کی دعوت دے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ اس کی دعوت کو قبول کرے تاکہ اس کی خوب دلجوئی کا سامان ہو اور اپنے اس بھائی کی خوشی و مسرت کے اس موقع پر باہم شریک ہوسکے اور اگر وہ قضاء اور نذر جیسا کوئی فرض روزہ رکھ رہا ہو تو دعوت میں حاضر تو ہوجائے تاہم کھانے میں شریک نہ ہو، البتہ ان کے حق میں خیر اور برکت کی دعاء کرے اور اگر نفلی روزہ سے ہو تو روزہ توڑ کر دعوت دینے والے کے ساتھ کھانا سکتا ہے یا چاہے تو اپنا روزہ مکمل کرسکتا ہے، تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ میزبان کو اپنے روزہ سے رہنے یا نہ رہنے کی خبر پہنچا دے تاکہ اس کے لیے تنگی و پریشانی کا باعث نہ ہو، لیکن دعوت میں اس کا جانا اور شرکت کرنا ایک تاکیدی حکم کی حیثیت رکھتا ہے چاہے وہ روزہ سے نہ ہو یا روزے ہی سے ہو۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: ابوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فليُجِب : فليأت إلى مكان الدعوة.
- فليصل : الصلاة لغةً: الدعاء, والمراد هنا: فليدع.
- فليطعم : فليأكل إن شاء.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الواجب هو إجابة الدعوة، أما الأكل فليس بواجب، لكن إن كان صائمًا فرضًا فلا يُفطر، ويخبر صاحب الدعوة بصيامه؛ لئلا يظن به كراهة طعامه، وأمَّا إنْ كان الصوم نفلاً: فإنْ حصل بفطره وأكله جبر خاطر الداعي ورغب المدعو بمشاركتهم في الأكل: فليفطر؛ وإلاَّ دعاء، وأتمَّ صومه.

٢. استحباب الدعاء من المدعو للداعي، ويكون الدعاء مناسبًا للدعوة والمقام، ويُظْهِرُ الفرح والغِبطة للداعي، ويدخل السرور فهذا من بركة الحضور والاجتماع.

٣. إن إجابة الدعوة واجبة حتى على الصائم للأمر بذلك.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ- منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - نيل الأوطار- محمد بن علي الشوكاني -تحقيق: عصام الدين الصبابطي- دار الحديث، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58114)

إذا رَفَعَ رَأْسَه مِن الرُّكوع في الركعة الأخيرة مِن الفَجْر قال: اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلانًا وفُلانًا، بعدَما يقول: سَمِعَ الله لمن حَمِدَه رَبَّنا ولك الحَمْدُ، فأنزل الله: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ)

جب آپ ﷺ فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو "سَمِعَ اللہ لمن حَمِدَہ" اور "رَبنا ولک الحَمْد" کہنے کے بعد فرماتے: "اللّٰھم الْعَنْ فُلانا وفُلانا" (اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما)۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ"۔ (آل عمران: ۱۲۸)

١٨٣٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إذا رَفَعَ رَأْسَه مِن الرُّكوعِ في الركعة الأخيرة مِن الفَجْر: «اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلانًا وفُلانًا». بعدَما يقول: «سَمِعَ الله لمن حَمِدَه رَبَّنا ولك الحَمْدُ». فأنزل الله: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ ...) الآية. وفي رواية: يَدْعُو على صَفْوَانَ بنِ أُمَيَّةَ، وسُهيْلِ بن عَمْرٍو، والحارث بن هشام، فنَزَلَتْ: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ).

١٨٣٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ جب آپ ﷺ فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو "سَمِعَ اللہ لمن حَمِدَہ" اور "رَبنا ولک الحَمْد" کہنے کے بعد فرماتے: اللّٰھم الْعَنْ فُلانا وفُلانا" (اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما)۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ. (آل عمران: ۱۲۸) ترجمہ: اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بد دعا کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخْبِرُنا عبدُ الله بن عمرَ -رضي الله عنهما- في هذا الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا رفع رَأْسَه مِن الرُّكوعِ في الركعة الأخيرة مِن الفَجْر، وبعدَ قوله: «سمِع اللهُ لمن حَمِده»، يقنت على بعضَ رُؤَساء المشركين، ورُبَّما سمَّاهم بأسمائهم، آذَوْه يومَ أُحُدٍ، ويلعنهم بأسمائهم؛ فأَنْزَل الله عليه مُعَاتِبًا له آيةً تَمْنَعُه من ذلك: {ليس لك من الأمر شيء}؛ وذلك لما سَبَقَ في علم الله مِن أنهم سيُسْلِمُون، وسيَحْسُن إسلامُهم.

اجمالی معنیٰ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں ہمیں بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر کو اٹھاتے، تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنے کے بعد مشرکین کے کچھ سرکردہ افراد کے خلاف دعا کرتے۔ بسا اوقات آپ ﷺ ان کے نام بھی لیتے۔ ان لوگوں نے جنگ احد میں آپ ﷺ کو اذیت دی تھی۔ آپ ﷺ ان کا نام لے کر ان پر لعنت کرتے۔ اس پر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی سرزنش کرتے ہوئے ایک آیت نازل فرمائی، جس میں آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا تھا: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ"۔ (آل عمران: ۱۲۸) ترجمہ: اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے، تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ منع اس لیے کیا گیا، کیونکہ اللہ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ عنقریب اسلام قبول کر کے بہت اچھے مسلمان بن جائیں گے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- ركوعه : الركوع: الانحناء، يقال: ركَع المصلي، أي: انحنى بعد القيام حتى تنال راحتاه ركُبْتَيْهِ، أو حتى يطمئن ظَهْرُه.
- الفجر : أي: صلاة الفجر، وهي الفريضة التي تُؤَدَّى من طلوع الفَجْر إلى طُلُوع الشمس.
- اللَّهُمَّ العن : اللَّعْنُ من الله: الطَّرْدُ والإبعاد مِن رَحْمَته، ومِن النَّاس: السَّبُّ والدُّعاء.
- سمع الله : أجابَ اللهُ مَن حَمِدَه وتَقَبَّله.
- لمن حمده : الحَمْد: ضِدُّ الذَّمِّ، وحقيقة الحمد: الثناءُ على المحمود مع المحبَّة له والإجلال.
- {ليس لك من الأمر شيء} : أي: إنما عليك البلاغ، وإرشاد الخلق، والحِرْص على مصالحهم، وإنما الأمر لله -تعالى- هو الذي يُدَبِّر الأمور، ويَهْدي من يشاء، ويُضِلُّ مَن يشاء. وقد تابَ الله على هؤلاء الـمُعَيَّنِين وغيرهم، فهداهم للإسلام -رضي الله عنهم.-
- يدعو على : الدُّعاء: هو الطَّلَب مع التَّذَلُّل والخُضُوع.

فوائد الحديث:

١. جواز الدُّعاء على المشركين في الصلاة.

٢. مشروعية القنوت في صلاة الفجر للحاجة.

٣. دليل على أن تسميةَ الشخصِ الـمَدْعُوِّ له أو عليه لا يَضُرُّ الصلاة.

٤. التصريح بأن الإمام يجمعَ بين التسميع وهو قوله: «سمِع اللهُ لمن حَمِدَه»، والتحميد وهو قوله: «ربَّنا لك الحمد.»

٥. إثبات أن القرآن مُنَزَّل غير مخلوق.

٦. بيان أن الأنبياء لا يَمْلِكون نَفْعًا ولا ضَرًّا، ولا يعلمون الغَيْبَ.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد، محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي، تحقيق: محمد بن أحمد سيد، مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، سعدي أبو حبيب، دار الفكر، دمشق، سورية، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (5940)

إذا سجد أحدكم فلا يبرك كما يبرك البعير، وليضع يديه قبل ركبتيه

"جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے، اسے چاہیے کہ گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) رکھے۔"

١٨٣٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إذا سجد أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُك كَمَا يَبْرُكُ البَعِير، وَلْيَضَعْ يديه قبل ركبتيه».

١٨٣٧. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے، اسے چاہیے کہ گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) رکھے"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف طريقة النزول للسجود، وهي أن يبدأ بوضع اليدين قبل الركبتين، وجاءت أحاديث أخرى في النزول بالركبتين قبل اليدين، فكلا الأمرين جائز ولا يُنكر على من فعل هذا أو فعل هذا.

اجمالی معنی:

اس حدیث شریف میں سجدے میں جانے کے طریقۂ کار کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو نیچے رکھے۔ دوسری احادیث میں ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو نیچے ٹکانے کا ذکر آیا ہے۔ لہٰذا دونوں امور جائز ہیں اور ان دونوں میں سے کسی بھی عمل کرنے والے پر نکیر نہیں کی جائے گی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي مختصرا والنسائي والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فلا يبرك : يقال: برك البعير بركًا: وقع على بركه، والبَرَك: ما يلي الأرض من صدر البعير.

فوائد الحديث:

١. في الحديث بيان صفة الهوي في السجود، وهو أن يضع يديه قبل ركبتيه.

٢. اختلف العلماء في هذه المسألة على ثلاثة أقوال: القول الأول: أن المصلي يهوي إلى السجود بتقديم الركبتين ثم اليدين. والقول الثاني: أن المصلي يهوي إلى السجود بتقديم يديه قبل ركبتيه. القول الثالث: أنه مخير في تقديم أيهما شاء، وقد أجمعوا على أن الصلاة بكلتا الصفتين جائزة، وإنما الخلاف في الأفضل.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ ٢٠٠٠م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10938)

إذا صلى أحدكم الركعتين قبل الصبح، فليضطجع على يمينه

جب تم میں سے کوئی فجر کی دو سنتیں پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے

١٨٣٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا صلى أحدكم الركعتين قبل الصبح، فليضطجع على يمينه»، فقال له مروان بن الحكم: أما يجزئ أحدنا ممشاه إلى المسجد حتى يضطجع على يمينه، قال عبيد الله في حديثه: قال: لا، قال: فبلغ ذلك ابن عمر، فقال: أكثر أبو هريرة على نفسه، قال: فقيل لابن عمر: هل تنكر شيئا مما يقول؟ قال: «لا، ولكنه اجترأ وجبنا»، قال: فبلغ ذلك أبا هريرة، قال: «فما ذنبي إن كنت حفظت ونسوا».

١٨٣٨. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی فجر کی دو سنتیں پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے ۔ مروان بن حکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا مسجد تک چلنا کافی نہیں ہے جب تک کہ داہنی کروٹ پر نہ لیٹے؟ عبید اللہ کی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : نہیں ۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بات کا علم ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہوا تو فرمایا : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کثرت سے حدیثیں روایت کی ہیں ۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا : کیا آپ ان کے کسی قول کی تردید کرتے ہیں؟ فرمایا : نہیں (بات یہ ہے کہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جرأت کی اور ہم نے خوف کیا ۔ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا : "اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں نے یاد رکھا اور وہ بھول گئے ۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث أن السنة بعد أن يصلي الإنسان ركعتي الفجر أن يضطجع على شقه الأيمن حتى تقام الصلاة. حكمة تخصيص الأيمن لئلا يستغرق في النوم؛ لأنَّ القلب من جهة اليسار، متعلق حينئذ غير مستقر، وإذا نام على اليسار كان في دَعَة واستراحة، فيستغرق.

اجمالی معنی :

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد فرض نماز کی اقامت تک دائیں کروٹ پر لیٹنا مسنون ہے ۔ دائیں جانب کی تخصیص میں حکمت یہ ہے کہ انسان گہری نیند نہ سوجائے ، کیونکہ دل انسان کے بائیں طرف ہوتا ہے لہذا اس حالت میں انسان کا دل لٹکا ہوا رہتا ہے اور قرار و سکون نہیں حاصل ہوتا ہے ، اور جب بائیں کروٹ پر لیٹتا ہے تو وہ مکمل راحت اور سکون میں ہوتا ہے اسی لئے گہری نیند سوجاتا ہے ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، والترمذي، وأحمد.

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. استحباب الضجعة على الجانب الأيمن، قبيل صلاة الصبح.

٢. الحكمة من اضطجاعه على الشق الأيمن هو أنَّ القلب في الجانب الأيسر، فإذا نام عليه استغرق في النوم، وإذا نام على شقه الأيمن، فإنَّه يقلق ولا يستغرق في النوم؛ لقلق القلب، وفي هذه الاستراحة اليسيرة راحة واستجمام لصلاة الفجر، والله أعلم.

٣. هذا الاضطجاع إنما يكون إذا صلى راتبة الفجر في البيت، أما إذا صلاها في المسجد فلا يشرع له الاضطجاع.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. سنن الترمذي، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق : بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت. السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني، دار الفكر، تحقيق:

محمد محيي الدين عبد الحميد. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت.

الرقم الموحد: (11258)

إذا صلى أحدكم فلم يدر زاد أم نقص، فليسجد سجدتين وهو قاعد، فإذا أتاه الشيطان، فقال: إنك قد أحدثت، فليقل: كذبت، إلا ما وجد ريحا بأنفه، أو صوتا بأذنه

جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا اس نے زیادہ پڑھی ہے یا کم تو بیٹھے ہونے کی حالت میں دو سجدے کر لے۔ پھر اگر اس کے پاس شیطان آئے اور اس سے کہے (یعنی دل میں وسوسہ ڈالے) کہ تیرا وضو ٹوٹ گیا ہے تو اس سے کہے: تو جھوٹا ہے بجز اس کے کہ وہ اپنی ناک سے بو سونگھ لے یا اپنے کان سے آواز سن لے۔

١٨٣٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا صلى أحدكم فلم يَدْرِ زاد أم نَقص، فَلْيَسْجُد سجدتين وهو قَاعد، فإذا أتَاه الشيطان، فقال: إنْك قد أَحْدَثْتَ، فلْيَقل: كَذبت، إلا ما وجَد ريحًا بأنْفِه، أو صوتًا بِأُذُنِهِ.

١٨٣٩. حدیث:

جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا اس نے زیادہ پڑھی ہے یا کم تو بیٹھے ہونے کی حالت میں دو سجدے کر لے۔ پھر اگر اس کے پاس شیطان آئے اور اس سے کہے (یعنی دل میں وسوسہ ڈالے) کہ تیرا وضو ٹوٹ گیا ہے تو اس سے کہے: تو جھوٹا ہے بجز اس کے کہ وہ اپنی ناک سے بو سونگھ لے یا اپنے کان سے آواز سن لے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث " إذا صلى أحدكم فلم يَدْرِ زاد أم نَقص " يعني: إذا صلى الإنسان، ثم إنه في أثناء الصلاة دخله الشك هل تمت صلاته أو نقص أو زاد فيها فماذا يفعل ؟ "فلْيسْجُد سجدتين وهو قاعد" أي أن الواجب على من شك في صلاته هل زاد فيها أو نقص، أن يسجد سجدتين بعد أن يتم تشهده. " وهو قاعد " أي لا يلزمه القيام للإتيان بسجود السهو، بل يسجد وهو قاعد. وظاهر الحديث: أن المصلي إذا شك فلم يَدْر زاد أو نقص، فليس عليه إلا سجدتان عملاً بظاهر الحديث. لكن هذا الظاهر يخالفه منطوق حديث أبي سعيد _ رضي الله عنه _ في مسلم عن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ قال : " إذا شك أحدكم في صلاته، فلم يَدْر كم صلى، أثلاثا أم أربعا ؟ فليطرح الشك وليَبْنِ على ما استيقن " فيعتبر نفسه أنه صلى ثلاث ركعات؛ لأن هذا هو اليقين والأربع مشكوك فيها، فوجب طرح الشك والعمل باليقين وهو الأقل. " فإذا أتاه الشيطان، فقال: إنْك قد أَحْدَثْتَ " يعني : إذا جاءه الشيطان في صلاته وسوس له وخَيَّل إليه أنه أحْدَث، كما في حديث عبد

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "إِذا صلى أحدكم فلم يَدْرِ زاد أم نقص" یعنی جب کوئی انسان نماز پڑھے اور پھر دورانِ نماز اسے شک لاحق ہو جائے کہ آیا اس کی نماز پوری ہو گئی یا پھر اس میں کچھ کمی بیشی ہو گئی ہے تو اس صورت میں وہ کیا کرے؟ "فلیسجُد سجدتين وهو قاعد" یعنی جس شخص کو اپنی نماز میں شک لاحق ہو جائے کہ اس نے کچھ کمی بیشی کر دی ہے تو اس پر تشہد پڑھ لینے کے بعد دو سجدے کرنا واجب ہے"۔ وهو قاعد"۔ یعنی سجدہ سہو کرنے کے لیے اسے کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کر لے۔ حدیث کا ظاہری معنیٰ تو یہی ہے کہ نمازی کو جب شک لاحق ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا اس نے نماز میں کچھ زیادتی کر دی ہے یا کمی تو اس حدیث کے ظاہر کی رو سے اس پر صرف یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کر لے۔ تاہم اس حدیث کے ظاہر سے صحیح مسلم میں موجود ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا منطوق مخالفت رکھتا ہے۔ جس میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک لاحق ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو دور کرے اور یقین پر عمل کرے۔" چنانچہ ایسا شخص یہ سمجھے گا کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں کیونکہ یہ یقینی ہیں جب کہ چار میں شک ہے۔ اس لیے اس صورت میں شک کو چھوڑ کر یقین پر عمل کرنا واجب ہے جو کہ کم تر تعداد ہو گی۔ "فإذا أتاه الشيطان، فقال: إنك قد أحدثت" یعنی جب اس کی نماز میں شیطان آکر اس کے دل میں وسوسہ ڈالنا چاہے اور اسے یہ خیال دلائے کہ اس کا

الله بن زيد _ رضي الله عنه _ في الصحيحين عن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ : " يأتي أحدكم الشيطان في صلاته فَيَنْفُخ في مَقعدته، فَيُخيَّل إليه أنه أحدث.." "فلْيَقل: كَذَبت، إلا ما وجَد ريحًا بأنْفِه، أو صوتًا بأُذنه." أي يقول في نفسه لأن المصلي مَنْهي عن الكلام في الصلاة وتبطل به؛ لقوله _ صلى الله عليه وسلم _ : " إن هذه الصلاة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس..". وعلى هذا : إذا جاء الشيطان في صلاة العبد وسوس إليه بأنه أحدث فليقل في نفسه : " كذبت " ويستمر في صلاته، ولا يخرج منها إلا إذا تيقن الحدث، كأن يَشُمَّ ريْحًا أو يسمع صوتا .

وضو ٹوٹ گیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کے پاس اس کی نماز میں شیطان آکر اس کی سرین میں پھونک مارتا ہے جس سے اسے یوں لگتا ہے جیسے اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو۔ "فلْيَقل: كَذَبت، إلا ما وجَد ريحًا بأنْفِه، أو صوتًا بأُذنه." یعنی وہ ایسا اپنے دل میں کہے گا کیونکہ دوران نماز نمازی کے لیے گفتگو کرنا ممنوع ہے اور اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نماز میں لوگوں کی آپس کی گفتگو میں سے کوئی گفتگو کرنا جائز نہیں۔ اس طرح جب بندے کی نماز میں شیطان آکر اس کے دل میں وسوسہ ڈالے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے تو وہ اپنے دل میں کہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور اپنی نماز کو جاری رکھے اور صرف تب ہی نماز کو توڑے جب اسے یقین ہو جائے کہ اس کا وضو ٹوٹ چکا ہے بایں طور کہ یا تو اسے بو آجائے یا پھر وہ آواز سن لے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي _ رضي الله عنه _

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- الشيطان : مخلوق من نار لايرى إلا إذا تشكل، حريص على إغواء الإنسان وإيقاعه في الشرك والضلال، وزعيم الشياطين هو إبليس.
- صلى : الصلاة: التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة ، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم

فوائد الحديث:

١. إثبات وجود الشيطان.

٢. دليل على حرص الشيطان على إفساد عبادة بني آدم خصوصا الصلاة؛ وما يتعلق بها.

٣. الشيطان عدو مُبين لبني آدم، فمن تَمَادى معه، أغواه وأضله، فإذا لم يستطع إغواءه بالشهوات، جاءه من طريق الشبهات؛ فالواجب على المسلم مجاهدته وطرده وعدم الالتفات إلى ما يوسوس به، وأن يكذبه، وأن يعمل باليقين ويترك الشك، فإذا فعل ذلك انقطع عنه عمل الشيطان.

٤. وجوب سجود السهو إذا سها، سواء كان في صلاة الفرض أو النفل؛ لعموم الحديث.

٥. فيه أن الخارج من الفَرْج ناقض للوضوء، وهذا محل إجماع بين العلماء.

٦. في الحديث : قاعدة فقهية : " أن اليقين لا يزول بالشك " فإذا كان الإنسان متطهرًا، فخَيَّل إليه الشيطان أنه أحدث، ولم يتحقق ذلك يقينا، فالأصل أنه باق على طهارته، فلا يلتفت إلى هذه الشكوك والوساوس.

٧. عدم جواز الخروج من الصلاة، إلا إذا تَيقن الحدث.

٨. فيه أن حديث النَّفس لا يؤثر على الصلاة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، ، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). الشرح الممتع على زاد المستقنع لابن عثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، (١٤٢٢ - ١٤٢٨ ه)ـ (ج٢/٥)

الرقم الموحد: (8406)

إذا صلى أحدكم، فليجعل تلقاء وجهه شيئًا، فإن لم يجد، فلينصب عصا، فإن لم يجد، فليخط خطا، ثم لا يضره ما مر بين يديه

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس عصا (لاٹھی) نہ ہو تو لکیر ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔

١٨٤٠. الحديث:

عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا صلى أحدكم فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وجهه شيئا، فإن لم يجد، فلينصب عصا، فإن لم يجد، فَلْيَخُطَّ خَطًّا، ثم لا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يديه».

١٨٤٠. حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس لاٹھی نہ ہو تو لکیر ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف ضرورة أن يجعل المصلي أمامه سترة يصلي إليها، فإن لم يجد شيئاً نصب عصاً، وإن لم يجد يخط في الأرض خطاً يكون له سترة؛ ولا يضره بعد ذلك من مر أمامه بعد ذلك. هذا إذا كان المصلي إمامًا أو منفردًا، أما المأموم فسترة الإمام سترة له؛ لأنَّه -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي إلى سترة دون أصحابه، واتَّفق المصلون خلفه على أنَّهم مصلون إلى سترة، فلا يضرهم مرور شيء بين أيديهم؛ ففي البخاري (٤٩٣) ومسلم (٥٠٤) عن ابن عباس قال: "أقبلت على حمار أتان، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي بالناس، فمررت بين يدي بعض الصف، فلم ينكر ذلك علي أحد". ولا مانع من العمل بهذا الحديث؛ لعدم ما يعارضه من الأحاديث الصحيحة، ولأنه ليس شديد الضعف.

اجمالی معنی:

اس حدیث مبارکہ میں اس ضرورت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ نمازی جب نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے سترہ رکھ لے۔ اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو اپنے سامنے لاٹھی گاڑ لے اور اگر لاٹھی بھی نہ ہو تو زمین پر لکیر کھینچ لیے، یہی اس کے لیے سترہ بن جائے گا۔ اس کے بعد اس کے سامنے سے گزرنے والی کوئی بھی چیز اس کو نقصان نہیں دے سکتی۔ یہ اس صورت میں ہے جب نماز پڑھنے والا امام ہو یا منفرد۔ اگر وہ مقتدی ہو تو پھر امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہو گا کیوں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھاتے تو ان کے سامنے سترہ ہوتا اور صحابہ کے سامنے نہیں ہوتا تھا۔ تمام نمازیوں کا یہ اتفاق تھا کہ وہ سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہے ہیں اس لیے سامنے سے گزرنے والی کوئی بھی چیز ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صحیح بخاری (حدیث نمبر ٤٩٣) اور صحیح مسلم (حدیث نمبر ٥٠٤) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں بعض صفوں کے درمیان سے گزرا لیکن کسی ایک نے بھی ٹوکا نہیں۔ اس حدیث پر عمل کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں کیوں کہ یہ صحیح احادیث میں سے کسی کے معارض بھی نہیں اور نہ ہی یہ سخت ضعیف ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فَلْيَنْصِب : أي: يرفع ويقيم.
- تِلْقَاءَ : اسم من: اللقاء، وظرف لمكان اللقاء والمقابلة.
- فليخط : فليرسم علامةً مستقيمة على الأرض.

فوائد الحديث:

١. استحباب السترة بين يدي المصلي وتأكدها؛ لكثرة الأمر فيها.

٢. أنَّ السترة تكون بأي شيء بارز، يكون تلقاء وجه المصلي، يمنع المارين من المرور في قِبْلته، ومكان سجوده.

٣. فإن لم يجد شيئًا بارزًا، يكون بقدر مؤخرة رحل الراكب، فوق قتب البعير، إن لم يجد هذا، انتقل إلى ما دونه.

٤. إن لم يجد شيئًا، فلينصب عصا، وإن لم يجد العصا خطَّ خطًّا.

٥. الخط قد يحتاج إليه لإمكانه قديماً عندما كانت أرض المسجد وفناؤه مفروشة بالرمل، أما الآن فالمساجد فيها الفرش، فلا أثر للخط، إلا إذا كان الإنسان في الصحراء أو نحو ذلك.

٦. أنَّ المصلي إذا وضع السترة من أي نوع من هذه الأنواع؛ فإنَّه لا يضر صلاته شيء، ولا ينقصها، ولا يبطلها من مرَّ بين يديه من ورائها.

٧. صريح الحديث: أنَّه لا يضع السترة الدنيا حتى لا يجد التي أعلى منها، وأنَّها مبنية على الحديث الشريف: "إذا أمرتكم بأمرٍ، فأتوا منه ما استطعتم."

٨. الصلاة عبادة جليلة، وهي الصلة بين العبد وربه، فإذا وقف المصلي فإنه يناجي الله -تعالى-، والمرور أمامه يخل بهلذه المناجاة، ويقطع هذا الاتصال الإلهي بانشغال القلب، فاحتيط للصلاة بهذه الوقاية.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، دار الفكر، بيروت. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10872)

إذا فسا أحدكم في الصلاة فلينصرف، وليتوضأ، وليعد الصلاة

جب تم میں سے کسی کی دوران نماز ہوا خارج ہوجائے، تو وہ (نماز توڑ کر) پلٹ آئے، وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

١٨٤١. الحديث:

عن علي بن طَلق -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «إذا فَسَا أَحَدُكم في الصلاة فَلْيَنْصَرِف، وليتوضأ، وَلْيُعِدِ الصلاة».

١٨٤١. حدیث:

علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کی دوران نماز ہوا خارج ہوجائے، تو وہ (نماز توڑ کر) پلٹ آئے، وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

إذا أحدث المصلي بفساء أو ضراط أو أي ناقض من نواقض الوضوء، سواء كانت الصلاة فرضًا أو نفلًا، فعليه أن ينصرف من صلاته ولا يستمر فيها، ثم يتوضأ ، ثم يُعيد الصلاة. والحديث ضعيف، ولكن يدل على هذا الحكم أنه شكي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- الرجل الذي يخيل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة؟ فقال: «لا ينفتل -أو لا ينصرف- حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا». متفق عليه.

اجمالی معنی:

جب نمازی کا پھسکی یا گوز کے خارج ہونے یا پھر نواقض وضو میں سے کسی ناقض کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے، چاہے ایسا فرض نماز میں ہو یا پھر نفل میں، تو اس صورت میں اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز سے واپس پلٹ جائے اور اسے جاری نہ رکھے۔ پھر وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس حکم پر ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے، جس میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کی پریشانی کا ذکر کیا گیا، جسے یوں لگتا تھا کہ دوران نماز اس کی ہوا خارج ہوگئی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ نہ ہٹے، -یا پھر فرمایا- وہ نہ پلٹے، یہاں تک کہ آواز سن لے یا اسے بو محسوس ہو"۔ متفق علیہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: علي بن طَلق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فَسَا : الفُساء: خروج الرِّيح من الدُّبر بلا صَوت.

فوائد الحديث:

١. جواز التصريح بما يُستحيا منه عند الحاجة، كما في قوله: (إذا فَسَا) والنَّاطق بهذا أشَد الناس حَياء.
٢. وجوب انصراف المُحْدِثِ من صلاته، ويتوضَّأ ويعيد الصَّلاة؛ لبطلان صلاته بالحدث.
٣. عدم وجوب الاسْتِنْجَاء من الرِّيح؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يأمر إلا بالوضوء.
٤. أن رفع الحَدث شَرط لصحة الصلاة، وأن الصلاة لا تَصح من مُحْدِث، حتى يَرفع حَدثه.
٥. يحرُمُ على من أحدَث في الصلاة أن يستمرَّ فيها ويتمَّها، ولو صوريًّا؛ فكل حدثٍ مَنَع ابتداء الصلاة، يمنع الاستمرار فيها؛ فإنَّ صلاته بلا وضوء استهزاءٌ بالدِّين، وتلاعُبٌ بالشَّعائر الدِّينية.
٦. أنَّ خروج الرِّيح من الدُّبر يَنقُض الوضوءَ، وتَبطُل به الصلاة، وقد أجمع العلماء على هذا.
٧. جميع الأحْدَاث النَّاقِضة للوضوء، حكمها كَحُكم خروج الرِّيح، فيما ذُكِرَ من الأحكام.
٨. عِظم شأن الصلاة، وأن الإنسان إذا وقف بَين يَدي الله -تعالى- لا بُد أن يكون على أكْمَل وجه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10636)

إذا قام أحدكم يصلي، فإنه يستره إذا كان بين يديه مثل آخرة الرحل، فإذا لم يكن بين يديه مثل آخرة الرحل، فإنه يقطع صلاته الحمار، والمرأة، والكلب الأسود

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اور اس کے سامنے اونٹ کے کجاوے کے پچھلے حصے کی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ بطورِ سترہ کافی ہے اور اگر کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے مثل کوئی چیز نہ ہو تو اس کی نماز کو گدھا عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔

١٨٤٢. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا قام أحدكم يصلي، فإنه يستره إذا كان بين يديه مثل آخرة الرحل، فإذا لم يكن بين يديه مثل آخرة الرحل، فإنه يقطع صلاته الحمار، والمرأة، والكلب الأسود»، قلت: يا أبا ذر، ما بال الكلب الأسود من الكلب الأحمر من الكلب الأصفر؟ قال: يا ابن أخي، سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كما سألتني فقال: «الكلب الأسود شيطان». وفي رواية من حديث ابن عباس -رضي الله عنهما-: «يقطع الصلاة المرأة الحائض والكلب».

١٨٤٢. حدیث :

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اور اس کے سامنے اونٹ کے کجاوے کے پچھلے حصے کی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ بطورِ سترہ کافی ہے اور اگر کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے مثل کوئی چیز نہ ہو تو اس کی نماز کو گدھا عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔ " راوی کہتے ہیں میں نے کہا : اے ابوذر! سرخ و زرد کتے کے بالمقابل سیاہ کتے کی تخصیص کی کیا وجہ ہے ؟ تو انھوں نے کہا اے بھیجتے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی سوال کیا تھا جیسا تو نے مجھ سے کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "سیاہ کتا شیطان ہے۔ " اور ایک دوسري روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ : "کتا اور بالغہ عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أن المصلي إذا قام في صلاته فإنه يجعل له سترة لصلاته يكون أعلاها بقدر مؤخرة الرحل، وهي ثلثي ذراع تكون أمامه، فإذا لم يفعل فإنه يقطع صلاته واحد من ثلاثة أشياء: المرأة، وقُيد في رواية أبي داود بالحائض أي البالغ، والحمار، والكلب الأسود، فإن وضع سترة أمامه لم يضرَّه ما مرَّ من ورائها ولو كان واحداً من هذه الثلاثة. قال عبد الله بن الصامت راوي الحديث: قلت: يا أبا ذر، ما بال الكلب الأسود من الكلب الأحمر من الكلب الأصفر؟ أي لماذا خُص هذا الكلب فقط بقطع الصلاة دون سائر الكلاب؟ قال: يا ابن أخي، سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كما سألتني فقال: «الكلب الأسود شيطان». والمراد بقطع الصلاة بطلانها، وبه أفتت اللجنة

اجمالی معنی :

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو سامنے بطورِ سترہ اونٹ کے کجاوہ (پالان) کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے اور یہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کی نماز کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک توڑ دیتی ہے : عورت ، ابوداوٗد کی روایت میں عورت کے ساتھ حائضہ یعنی بالغہ کی قید لگائی گئی ہے ، گدھا ، اور سیاہ کتا۔ اگر کوئی نماز میں اپنے سامنے سترہ رکھ لے تو سترہ کے پیچھے سے کسی کے گزرنے سے اس کی نماز باطل نہیں ہوگی گرچہ مذکورہ تینوں میں سے ہی کسی کی گزر کیوں نہ ہو۔ حدیث کے ایک راوی عبد اللہ بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے کہا : اے ابوذر! سرخ و زرد کتے کے بالمقابل سیاہ کتے کی تخصیص کی کیا وجہ ہے ؟ یعنی دیگر کتوں کے بجائے صرف اسی کتے کو نماز کے توڑنے کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا ہے ؟ تو انھوں نے کہا : اے بھیجتے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی سوال کیا جیسا تو نے مجھ سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ''سیاہ کتّا شیطان ہے۔ '' نماز کو کاٹنے کا مطلب نماز کو باطل کرنا ہے ، اور یہی فتویٰ ''مستقل کمیٹی برائے افتاء'' کے مفتیان نے بھی دیا ہے۔ جب کہ بعض علماء اس

الدائمة، وذهب بعض العلماء إلى أنه قطع خشوعها وكمالها لا أن الصلاة تفسد وتبطل.	بات کی طرف گئے ہیں کہ نماز خراب و باطل نہیں ہوتی بلکہ اس کا خشوع و خضوع ختم ہوجاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم. رواية أبي داود.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه- عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يقطع الصلاة : يبطلها.
- الحمار : حيوان داجن من فصيلة الخيل، يستخدم للحمل، والركوب.
- الكلب : كل سبع عقور، وغلب على النابح حتى صار حقيقة لغوية، لا تحتمل غيره.
- والمرأة : المراد بالمرأة هنا: البالغة.

فوائد الحديث:

١. المصلي إذا لم يجعل له سترة لصلاته، يكون أعلاها بقدر مؤخرة الرحل، وأدناها كسهم واحد، أو خط في الأرض أمامه فإنَّه يفسد صلاته، ويبطلها مرور واحد من ثلاثة أشياء: المرأة، والحمار، والكلب الأسود البهيم.

٢. إِنْ وضع سترة في قِبلته فلا يضره مرور شيء من ورائها، ولو كان واحدًا من هذه الأشياء الثلاثة؛ لأنَّ السترة حددت مكان مصلاه، وجعلت لصلاته حِمًى، لا يضره من مرَّ وراءها.

٣. قَرْنُ المرأة مع هذين الحيوانين النجسين ليس لخستها، وإنما هو لمعنى آخر، ترغب المرأة أن تكون متصفة به؛ لما فيها من الجاذبية، وميل القلوب إليها، ولكنه مُنَافٍ للعبادة.

٤. قيدت المرأة في حديث ابن عباس بالحائض، والمراد بها: البالغة، فأما غير البالغة أو الطفلة الصغيرة فلا تقطع الصلاة لأن الصغيرة لا يصدق عليها أنها امرأة.

٥. يدخل في عموم الحديث مرور المرأة بين يدي المرأة، فإنه يقطع الصلاة؛ لأنه لا فرق بين الرجال والنساء في الأحكام إلا بدليل.

٦. استحباب وضع السترة أمام المصلي؛ لتقي صلاته من النقص، أو من البطلان، فهي حصانة للصلاة، وسور لها من آفات نقصها وفسادها.

٧. أنَّ أعلى السترة وأفضلها هي أن تكون بقدر مؤخرة الرحل، فإن لم يجد ذلك عرض ما استطاع عرضه، ولو بخط في الأرض.

٨. خصَّ الكلب الأسود من بين سائر الكلاب؛ لأنَّه شيطان.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - سنن أبي داود، للإمام أبي داود تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. صحيح الجامع الصغير وزيادته، للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٤٠٨هـ). مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10870)

إذا قدم العشاء، فابدءوا به قبل أن تصلوا صلاة المغرب، ولا تعجلوا عن عشائكم	جب شام کا کھانا حاضر ہو جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف جلدی مت کرو۔
١٨٤٣. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا قُدِّمَ العَشَاءُ ، فابدءوا به قبل أن تُصَلُّوا صلاة المغرب، ولا تَعْجَلوا عن عَشَائِكم».	**١٨٤٣. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب شام کا کھانا حاضر ہو جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف جلدی مت کرو“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أي: إذا حضر الطعام وحضرت الصلاة فابدؤوا بتناول الطعام، قبل أن تصلوا، حتى ولو كانت الصلاة قصيرة الوقت، محدودة الزمن، كصلاة المغرب؛ حتى لا ينشغل ذهن المصلي في الصلاة بالطعام، قال أبو الدرداء: من فقه المرء إقباله على حاجته حتى يقبل على صلاته وقلبه فارغ. رواه البخاري عنه تعليقا.	**اجمالی معنی:** یعنی جب کھانا حاضر ہو جائے اور نماز کا وقت بھی قریب آ جائے تو نماز پڑھنے سے قبل کھانے کو تناول کر لو اگر چہ نماز کا وقت تھوڑا یا محدود وقت ہو جیسا کہ نماز مغرب ہے، تاکہ نمازی کا ذہن کھانے میں مشغول نہ رہے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انسان کی عقلمندی اسی میں ہے کہ پہلے وہ اپنی حاجت پوری کر لے تاکہ جب وہ نماز میں کھڑا ہو تو اس کا دل فارغ ہو۔ امام بخاری نے تعلیقاً اسے روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- قُدِّمَ العَشَاءُ : الطعام الذي يؤكل في وقت العشي، وهو آخر النهار، وظاهر هذا الحديث وغيره أن عادة أهل المدينة أنهم يتناولون طعام العشاء قبل المغرب، لأنهم أهل حرث فلا يفرغون إلا آخر النهار.

فوائد الحديث:

١. إذا كان وقت صلاة المغرب وقد قُدِّم طعام العشاء، والنفوس متشوقة إليه، فإنَّ الأفضل هو تقديم الطعام قبل أداء الصلاة.

٢. الحكمة في هذا: هو أنَّ المطلوب في الصلاة هو حضور القلب، والحاجة إلى الطعام تشغل القلب، وتحول دون الخشوع في الصلاة، ففضَّلَ تقديم الأكل على دخول الصلاة، لتؤدَّى الصلاة براحة البال، وحضور القلب.

٣. يؤخذ منه إبعاد كل ما يشغل النفس عن الصلاة، ويلهي القلب عن استحضار معاني الصلاة، من القراءة والأذكار، والتنقل فيها من ركن إلى ركن آخر.

٤. جمهور العلماء حملوا تقديم الطعام على الصلاة؛ على الندب.

٥. إذا ضاق وقت الصلاة المكتوبة؛ بحيث لو قُدِّم الطعام لخرج وقتها -فجمهور العلماء على تقديم الصلاة؛ محافظة على الوقت.

٦. هذا الحكم فيما إذا كانت النفس محتاجة للطعام، ومتعلقة به، أما مع عدم الحاجة إليه، وإنما حان وقت وجبة عادية، فالصلاة والجماعة لها مقدمة على ذلك، على أنَّه لا ينبغي أن يجعل وقت طعامه، أو وقت منامه في وقت الصلاة، ويفوِّت الصلاة أول وقتها أو في الجماعة أو يخرج الصلاة عن وقتها لأجل ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري , تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث

من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان ، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ،١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م،٧مجلدات. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10876)

إذا قرأتم: الحمد لله فاقرءوا: بسم الله الرحمن الرحيم، إنها أم القرآن، وأم الكتاب، والسبع المثاني، وبسم الله الرحمن الرحيم إحداها

جب تم الحمدللہ (سورہ فاتحہ) پڑھو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھو کیوں کہ یہ (سورہ فاتحہ) ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کی ایک آیت ہے۔

١٨٤٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إذا قرأتم: الحمد لله فاقرءوا: ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ إنها أم القرآن، وأم الكتاب، والسبع المثاني، و﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ إحداها.

١٨٤٤. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم الحمدللہ (سورہ فاتحہ) پڑھو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھو کیوں کہ یہ (سورہ فاتحہ) ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کی ایک آیت ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف مشروعية قراءة البسملة قبل الفاتحة في الصلاة؛ وعلل ذلك بأنها جزء من سورة الفاتحة، والمراد قراءتها سرًا لا جهرًا، فقد ورد عدم الجهر في أحاديث أكثر وأصح، وقال الطحاوي: إن ترك الجهر بالبسملة في الصلاة تواتر عن النبي -صلى الله عليه وسلم- وخلفائه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی مشروعیت بیان کی جا رہی ہے اور اس کی توجیہ یہ بیان کی جا رہی ہے کہ یہ سورہ فاتحہ کا جز ہے۔ اس کی قرأت سے مراد سرّی ہے جہری نہیں ہے کیوں کہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کے بارے میں بہت ساری صحیح حدیثیں آئی ہوئی ہیں۔ امام طحاوی فرماتے ہیں: نماز میں بسم اللہ کو بلند آواز سے نہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ اور خلفاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

راوي الحديث: رواه البيهقي الدراقطني.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الدارقطني.

معاني المفردات:

- السبع المثاني : سورة الفاتحة، وسميت الفاتحة السبع المثاني؛ لأنها تثنى في كل صلاة أي تُقرأ وتعاد.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على مشروعية قراءة "البسملة" في الصلاة، عند إرادة قراءة الفاتحة، وذكر العلة في ذلك بأنَّها إحدى آيات الفاتحة، فهي منها.

٢. الجهر بالبسملة معارض بأحاديث صحيحة، وذكر بعض العلماء أن ترك الجهر بالبسملة في الصلاة تواتر عن النبي -صلى الله عليه وسلم- وخلفائه.

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، (ط١)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ١٤٢٤ هـ صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ سنن البيهقي الكبرى، أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي، مكتبة دار الباز، مكة المكرمة، ١٤١٤هـ – ١٩٩٤م، تحقيق: محمد عبد القادر عطا. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (10913)

إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث

"جب پانی کی مقدار دو قلہ ہو، تو وہ گندگی کو اثر انداز نہیں ہونے دیتا ہے" (یعنی اسے دفع کر دیتا ہے)۔

١٨٤٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: سُئِلَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الماء وما يَنُوبُهُ من الدواب والسِّبَاع، فقال صلى الله عليه وسلم: «إذا كان الماء قُلَّتين لم يحمل الخَبَثَ».

١٨٤٥. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے اس پانی کے بارے پوچھا گیا، جس پر چوپائے اور درندے آتے جاتے رہتے ہوں (کہ اس کا کیا حکم ہے؟)۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "جب پانی کی مقدار دو قلہ ہو، تو وہ گندگی کو اثر انداز نہیں ہونے دیتا ہے۔" (یعنی اسے دفع کر دیتا ہے۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي صلى الله عليه وسلم أن الماء الكثير لا ينجس بمجرد ملاقاته للنجاسة إن لم يتغير أحد أوصافه، بعكس ما إذا كان قليلاً فإنه ينجس غالبا لأنه مظنة تغير أوصافه؛ وعلى هذا فإن كان الماء كثيراً وتغيرت أوصافه بنجاسة خرج عن كونه طهوراً إلى كونه نجساً وإن كان قلتين، وذكر ذلك في معرض السؤال عن سؤر السباع والدواب؛ دل ذلك على عدم طهارة سؤرهم غالباً، إلا إذا كان كثيراً لم تتغير أوصافه بسببها.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم بیان فرما رہے ہیں کہ ماء کثیر محض نجاست کی آمیزش کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوتا، بشرطے کہ اس کے اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہوا ہو۔ اس کے برعکس اگر پانی قلیل ہو، تو یہ عموماً نجس ہو جاتا ہے، کیونکہ عموماً اس کے اوصاف میں تبدیلی آجاتی ہے۔ چنانچہ اگر پانی کثیر ہو اور اس کے اوصاف میں تبدیلی آجائے، تو وہ پاکیزہ نہیں رہتا، بلکہ نجس ہو جاتا ہے، اگرچہ مقدار میں وہ دو قلے ہی کیوں نہ ہو۔ درندوں اور چوپایوں کے جھوٹے کے بارے سوال کے ضمن میں اس کے بیان میں اس بات کی دلیل ہے کہ عموماً ان چوپایوں اور درندوں کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے، ماسوا اس صورت کے کہ پانی کثیر ہو اور ان کی وجہ سے اس کے اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر نہ ہوا ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والترمذي والنسائي والدارمي وأحمد

التخريج: عبد الله بن عمر-رضي الله عنه- .

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- قلتين . : تثنية قلة، وهي الجرة الكبيرة من الفخار .
- لم يحمل : لم يقبل ولم يتأثر.
- الخبث . : النجس.

فوائد الحديث:

١. الماء إذا بلغ قلتين، فإنه يدفع النجاسة عن نفسه، فتضمحل فيه، ما لم تغيره.
٢. نقل الإجماع على أن الماء إذا غيرته النجاسة نَجِسَ مطلقاً، سواء أكان قليلاً أم كثيراً.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م السنن، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة الثانية ، ١٤٠٦ – ١٩٨٦، تحقيق : عبدالفتاح أبو غدة . السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. السنن، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، حقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب

العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، لمحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي، تأليف الإِمَام أَبي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن الفضل الدَّارِمِيِّ، تحقيق : حسين سليم أسد . إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥ . توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ) ٢. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ) ٣. شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ) ٤منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧هـ)

الرقم الموحد: (8357)

إذا كان واسعا فخالف بين طرفيه، وإذا كان ضيقا فاشدده على حقوك

١٨٤٦. الحديث:

عن سعيد بن الحارث قال: سَأَلنَا جابر بن عبد الله عن الصلاة في الثوب الواحد؟ فقال: خَرَجْت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في بعض أَسْفَارِهِ، فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْض أَمْرِي، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، وعليَّ ثوب واحد، فَاشْتَمَلْتُ به وَصَلَّيْتُ إلى جَانِبِه، فلما انْصَرف قال: «ما السُّرَى يا جابر»؟ فأَخْبَرتُه بحاجتي، فلما فَرَغْتُ قال: «ما هذا الإِشْتِمَال الذي رَأَيْتُ»؟ قلت: كان ثوب -يعني ضاق-، قال: «فإن كان واسعا فَالتَحِفْ به، وإن كان ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ به». ولمسلم: «إذا كان واسِعًا فخالف بين طَرَفَيْه، وإذا كان ضَيِّقًا فَاشْدُدْه عَلَى حَقْوِكَ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

خرج جابر -رضي الله عنه- مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في بعض أَسْفَارِهِ، وكانت له حاجة عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في إحدى الليالي فجاءه ليخبره بها، فوجده يُصلي، وكان -رضي الله عنه- لابسا ثوبا واحدا، فالتَحَف به ووضع طَرَفَيه على عاتِقِه، وصلى إلى جانبه -صلى الله عليه وسلم-، فلما انصرف من صلاته سأله -صلى الله عليه وسلم- عن السبب الذي دعاه إلى السَّير في هذه الساعة المتأخرة من الليل، فأخبره بحاجته التي جاء من أجلها، فلما فرغ من ذكر حاجته، أنكر عليه -صلى الله عليه وسلم- التحَافه بالثوب؛ لأنه ضيّق، وأمره أنه إذا كان الثوب واسعا أن يَلُفَّه على جميع جسمه أعلاه وأسفله، فيجعله على كَتِفه، ويردُّ الطَّرف الأيسر على الكَتِف الأيمن، ويَرّد الطرف الأيمن على الكَتِف الأيسر، من

جب کپڑا کشادہ ہو تو اس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کے مخالف کندھوں پر ڈال لو اور جب کپڑا تنگ ہو تو اسے اپنی کمر پر باندھ لو

١٨٤٦. حدیث:

سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا؟ انہوں نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے کسی سفر میں نکلا، ایک رات اپنی کسی ضرورت سے میں (آپ کے پاس) آیا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور میرے (جسم کے) اوپر ایک کپڑا تھا، تو میں نے اس سے اشتمال کیا (یعنی اپنے جسم پر لپیٹ لیا) اور آپ کے پہلو میں (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے جابر! رات کو کیسے آنا ہوا؟ میں نے آپ کو اپنی ضرورت سے باخبر کیا، جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اشتمال جو میں نے دیکھا، کیسا تھا؟" میں نے کہا ایک کپڑا تھا، یعنی تنگ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کپڑا کشادہ ہو تو اسے جسم پر لپیٹ لو، اور اگر تنگ ہو تو اسے تہ بند کی صورت میں باندھ لو۔" اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے: "جب کپڑا کشادہ ہو تو اس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کے مخالف کندھوں پر ڈال لو (داہنے کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو داہنے کندھے پر ڈال لو) اور جب کپڑا تنگ ہو تو اسے اپنی کمر پر باندھ لو۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض سفر میں نکلے، ایک رات ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ضرورت پڑ گئی، چنانچہ خبر کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جابر رضی اللہ عنہ کے جسم پر صرف ایک کپڑا تھا، تو انہوں نے اسے اپنے جسم پر لپیٹ کر اس کے دونوں کناروں کو اپنے کندھے پر ڈال لیا اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دیر رات میں آنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے اپنی وہ حاجت بتلائی جس کی وجہ وہ آئے تھے۔ چنانچہ جب اپنی ضرورت بیان کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں لپٹنے کے سلسلے میں ان پر نکیر، کیونکہ وہ تنگ تھا اور انھیں حکم دیا کہ اگر کپڑا کشادہ ہے تو اسے جسم کے اوپر نیچے تمام حصے پر لپیٹ کر کندھے پر ڈال لو۔ بائیں کنارے کو داہنے کندھے پر اور داہنے کنارے کو بائیں کندھے پر ڈال لو تاکہ ازار اور چادر بن جائے اور پورا جسم ڈھک جائے۔ تو یہ سب سے زیادہ ساتر اور ہیئت کے لحاظ سے سب سے خوبصورت

أجل أن يكون إزارا ورداء، يُغطي به جميع جسمه، فهذا أمكن في سَتر العورة وأجمل من حيث الهيئة، وإن كان الثوب ضيِّقا لا يمكن أن يكون منه إزارا ورداء، يجعله إزارا وذلك بأن يَشُدَّه على حقوه ويستر أسفل جسده.	ہے۔ اور اگر کپڑا اتنا تنگ ہو کہ اس سے ازار اور چادر دونوں نہ بن سکے تو اس کو اپنی کمر پر باندھ کر ازار بنا لو تاکہ بدن کا نچلا حصہ ڈھک جائے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اشْتَمَلْت : الاشْتِمَال بالثوب: التَّلَفُّفُ به.
- السُّرَى : أي: ما هو السبب الذي دعَاك إلى السَّير في هذه الساعة المتأخرة من الليل.
- التَحِف : اللِّحَافُ: كل ثوبٍ يلتَحفُ به، فيغطِّي به بَدنه.
- اتَّزِر : الإزار: ما ستَرَ أسفلَ البَدن.
- حقوك : الحقو: موضع الإزار.

فوائد الحديث:

١. حَرص التَّابعين على تحصيل العِلم والتفقُّه في الدِّين.
٢. جواز صلاة التطوع جماعة.
٣. جواز الاقتداء بالمُنفرد في الصلاة بعد أن شَرع فيها، ولو لم ينو الإمامة من أولها.
٤. مُبادرة النبي -صلى الله عليه وسلم- بسؤال جابر-رضي الله عنه- عن سبب مجيئه في وقت متأخر من الليل، وهذا من حُسنِ خُلقه -صلى الله عليه وسلم.-
٥. جَوَازِ الصلاةِ في الثوب الواحد، وأجمعوا على أنَّ الصَّلاة في الثَّوبين أفضل.
٦. جواز الصلاة بالثوب الواحد ولو لم يكن على عاتِقه شيء؛ لقوله: (وإن كان ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ به) لكن هذا الحديث: يُحمل على حالة الضيِّق والشِّدة جمعًا بين الأدلة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠هـ.

الرقم الموحد: (10638)

إذا مضت أربعة أشهر: يوقف حتى يطلق، ولا يقع عليه الطلاق حتى يطلق	(ایلا کرنے کے بعد) جب چار مہینے گذر جائیں، تو ایلا کرنے والے کو روک دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے۔
١٨٤٧. الحديث: عن ابن عمر قال: "إذا مَضَتْ أربعة أشهر: يُوقَفُ حتى يُطَلِّقَ، ولا يَقَعُ عليه الطلاق حتى يُطَلِّقَ".	**١٨٤٧. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "(ایلا کرنے کے بعد) جب چار مہینے گذر جائیں، تو ایلا کرنے والے کو روک دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے۔ اور طلاق اس وقت تک واقع نہیں ہوتی، جب تک طلاق نہ دی جائے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث يبين ابن عمر -رضي الله عنهما- أنَّ مدة الإيلاء المباح هي أربعة أشهر، وأن ما زاد عليها، فغير مأذون فيه، وإنما يجب على المولي أن يفيء أو يطلق، وأن الطلاق أو انفساخ النكاح، لا يكون بمجرد مضي أربعة أشهر قبل الفيئة، وإنما النكاح باقٍ، ولا يقع الطلاق حتى يطلق الزوج، ولو بإجباره من الحاكم؛ لأن هذا إكراهٌ بحقٍّ.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مباح ایلا کی مدت بیان کی ہے کہ وہ چار ماہ ہے۔ اس مدت سے زیادہ کے ایلا کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ ایلا کرنے والے پر واجب ہوگا کہ یا تو رجوع کرے یا طلاق دے دے۔ نیز رجوع سے قبل محض چار ماہ گزر جانے سے طلاق یا فسخِ نکاح نہیں ہوگا، بلکہ نکاح باقی رہے گا اور جب تک شوہر طلاق نہ دے دے، طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خواہ حاکم کے ذریعے بالجبر ہی کیوں نہ طلاق دلوائی جائے؛ کیوں کہ یہ حق کے لیے مجبور کرنے کے قبیل سے ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يوقف حتى يطلق : يمنع القاضي المُوْلِي عن التمادي في إيلائه إذا بلغ ٤ أشهر؛ فإما أن يطأ، وإما أن يطلق.
- ولا يقع عليه الطلاق : حتى لو مضت أربعة أشهر فإنها لا تَطْلُق حتى يُطَلِّق.

فوائد الحديث:

١. أنه لا يجبر الزوج على الطلاق قبل تمام الأربعة أشهر.

٢. أنه لا تَطْلُق المرأة بمجرد تمام الأربعة أشهر.

٣. إذا آلى الرجل من زوجته أربعة أشهر، فعليها أن تصبر هذه المدة، وليس لها مطالبته بالفيئة، فإذا مضت الأربعة الأشهر، فلها عند انقضائها مطالبته بالفيئة، فإن فاء بالوطء فذاك، وإن لم يَفِيء، أجبره الحاكم بطلب الزوجة على الوطء أو الطلاق.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58151)

إنَّ الله -عَزَّ وَجَلَّ- قد حَبَسَ عن مكَّةَ الْفِيلَ، وسَلَّطَ عليها رسولَهُ والمؤمنين، وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلا تَحِلُّ لأَحَدٍ بَعْدِي، وإنما أُحِلَّتْ لي ساعة من نهارٍ، وإنَّها ساعتي هذهِ حرام

اللہ عزوجل نے مکہ کو ہاتھی (شاہِ یمن ابرہہ کے لشکر) سے روک دیا، اور وہاں کے باشندوں پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کردیا۔ یہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا، اور نہ میرے بعد کسی (کی دراندازی) کے لیے حلال ہوگا۔ یہ دن کے تھوڑے سے وقت کے لیے میں میرے لیے حلال ہوا اور اس وقت وہ پہلے کی طرح حرام ہے۔

١٨٤٨. الحديث:

عن أبي هُريرة -رضي الله عنه- قال: «لَمَّا فَتَحَ اللهُ -تَعَالَى- عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خزاعةُ رَجُلاً مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَامَ النبي -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ: إنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلا تَحِلُّ لأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ: حَرَامٌ، لا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلا يُخْتَلَى خَلاهَا، وَلا يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إلاَّ لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ: فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إمَّا أَنْ يَقْتُلَ، وَإِمَّا أَنْ يُودِيَ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ- يُقَالُ لَهُ: أَبُو شَاهٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اُكْتُبُوا لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: اُكْتُبُوا لأَبِي شَاهٍ، ثُمَّ قَامَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إلاَّ الإِذْخِرَ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: إلاَّ الإِذْخِرَ».

١٨٤٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو مکہ پر فتح دی تو قبیلہ خزاعہ نے بنی لیث کے ایک آدمی (ابن اثوع) کو جاہلیت کے خون کے بدلے میں قتل کردیا۔ اس پر رسول ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ نے مکہ کو ہاتھی (شاہِ یمن ابرہہ کے لشکر) سے روک دیا اور وہاں کے باشندوں پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کردیا۔ یہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا، نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ یہ دن کے تھوڑے سے وقت کے لیے میرے لیے حلال ہوا اور اس وقت وہ پہلے کی طرح حرام ہے۔ چنانچہ نہ تو اس کا درخت کاٹا جائے، نہ اس کا گھاس کاٹا جائے اور نہ ہی اس کا کوئی کانٹا ہی اکھاڑا جائے اور نہ کوئی یہاں کی گری پڑی ہوئی چیز اٹھائے ماسوا اس شخص کے جو اعلان کرنے کے لیے اٹھائے۔ اور جس کا کوئی آدمی قتل ہوجائے تو اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے کہ یا تو قاتل کو بطور قصاص قتل کیا جائے یا پھر وہ خون بہا ادا کردے۔ اہلِ یمن میں سے ایک شخص جس کا نام ابوشاہ تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! یہ ہمارے لیے لکھوادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اذخر گھاس کو مستثنیٰ کردیجیے کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے اذخر کے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنه لما فُتحت مكة قتل رجلٌ من خُزاعة رجلاً من هُذيل بقتيلٍ لهم كان في الجاهلية وأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قام فخطب بما ذكر في الحديث حيث بيَّن حرمة مكة وأن الله حبس عنها أهلَ الفيل وأباحَها لنبيه ساعة من نهار، وليس المراد بالساعة هي الساعة المحدودة، ولكن المراد وقتاً من نهارِ يوم الفتح إذ إنها أبيحت

اجمالی معنی:

ابوہریرہ رضی اللہ خبر دے رہے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو خزاعہ قبلیہ کے ایک آدمی نے قبیلہ ہذیل کے ایک آدمی کو جاہلیت میں قتل ہونے والے ایک شخص کے بدلے میں قتل کردیا۔ اس پر نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن کا حدیث میں ذکر ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ کی حرمت بیان کی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالی نے مکہ کو ہاتھی والوں کی دسترس سے دور رکھا اور اسے اپنے نبی کے لیے دن کی صرف ایک مختصر سی گھڑی کے لیے مباح کیا۔ یہاں گھڑی سے مراد

لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صبيحة ذلك اليوم إلى العصر، وأخبر أن حرمتها عادت بعد ذلك كما هي لا يعضد شوكها ولا يختلى خلاها، أي لا يقطع شجرها ولا يجز حشيشها النابت في حدود الحرم إلا الإذخر، ولا تحل ساقطتها إلا لمنشد.

کوئی معین گھڑی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد فتح مکہ کے دن کا کوئی تھوڑا سا وقت ہے کیونکہ اس دن صبح سے لے کر عصر کے وقت تک نبی ﷺ کے لیے مکہ کو مباح کر دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت کے بعد اس کی حرمت پھر سے ویسے ہی لوٹ آئی ہے جیسے وہ پہلے تھی بایں طور کہ اب نہ تو اس کا کوئی کانٹا ہی اکھاڑا جائے گا اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی یعنی نہ تو اس کا کوئی درخت اور نہ ہی حدود حرم میں اگی ہوئی گھاس کاٹی جائے گی ماسوا اذخر کے اور نہ ہی گری پڑی شے کو اٹھایا جائے گا سوائے اس شخص کے لیے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبُو هُريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- هُذَيْل : قبيلة مُضرِية مشهورة لا تزال مساكنهم بالقرب من مكة.
- لَيْث : قبيلة مُضرية مشهورة تنسب إلى ليثِ بن بكر بن كنانة.
- لا يُعْضَد شجرها : لا يقطع.
- ولا يُخْتَلَى خلاها : وهو الرَّطِب من الحشيش: أي لا يُجَزُّ ولا يُقطَعُ.
- لِمُنشِد : هو المُعَرف على الُّلقَطَة.
- بخير النظرين : أخذُ الدية أو القصاص.
- الإذخر : نبت معروف طيِّب الرائحة، دقيق الأصل، صغير الشجر.
- خُزاعة : خُزاعة -بضم الخاء المعجمة وتخفيف الزاي-، قبيلة.
- حبس : منع.
- ساقطتها : الساقطة هي اللقطة.

فوائد الحديث:

١. الدلالة على أن مكة فتنحت عَنْوَة.
٢. أن مكة محرمة، لم تحِلَّ لأحد، وأنها لا تزال ولن تزال محرمة، فلا يعضد شجرها وشوكها، ولا يقطع حشيشها النابت في حدود الحرم.
٣. يستثنى من ذلك ما أنبته الآدمي وما وجد مقطوعًا، ورَعي البهائم، والإذخر، فهذه مباحة.
٤. أن لقطة الحرم لا تحل إلا لمن أراد التعريف عليها حتى يجدها صاحبها.
٥. مشروعية كتابة العلم، ففيها حفظه وتقييده عن الضياع.
٦. كان القصاص مُتحَتِّما في التوراة، فخفف الله عن هذه الأمة بجواز العفو عن القاتل إلى الدية.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق زهير الناصر، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. تأسيس الأحكام للنجمي، دار المنهاج ،١٤٢٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، دار الصحابة، الشارقة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6637)

إن العينين وكاء السه، فإذا نامت العينان استطلق الوكاء

دونوں آنکھیں سرین کا بندھن ہیں جب وہ (دونوں آنکھیں) سوجائیں تو بندھن ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔

١٨٤٩. الحديث:

عن معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن العَيْنَين وِكَاء السَّه، فإذا نَامَت العَينان اسْتُطْلِقَ الوِكَاءُ».

١٨٤٩. حدیث:

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’دونوں آنکھیں سرین کا بندھن ہیں جب وہ (دونوں آنکھیں) سوجائیں تو بندھن ڈھیلا پڑجاتا ہے‘‘۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : " العَيْنان وِكَاء السَّه " أي أن العينين في حال اليقظة تحفظ الدبر، وتمنع خروج الخارج منه، وإن خرج منه شيء شَعَر الإنسان به. " فإذا نَامَت العَينان اسْتَطْلَقَ الوِكَاءُ " أي أن الإنسان إذا نام حصل عنده استرخاء في عضلات البدن، فينطلق الحَبْل الذي كان يَشُد حلقة الدبر، فيخرج منه الرِّيح من غير أن يَشْعُر به. فالنبي _ صلى الله عليه وسلم _ شبه العَين بالحبل الذي يُشَدُّ به الوِعاء فإن كانت العينان مفتوحتان كان الحَبْل مشدودا على حلقة الدبر، حتى وإن خرج منه شيء شَعَر به، وإن نامت العينان استرخى الوِكَاء، فخرج ما بداخل القِرَبة من غير أن يَشْعُر بخروجه. وهذا من باب التشبيه وهو: تشبيه بليغ من النبي _ صلى الله عليه وسلم _ ليُقَرب الحكم الشرعي إلى الأذهان، وهو من جوامع الكلم التي أوتيها النبي _ صلى الله عليه وسلم _. توضيح الأحكام(٣١٩/١) تسهيل الإلمام(٢٠٨/١)

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا معنیٰ: "العَيْنان وِكَاء السَّه" "دونوں آنکھیں سرین کا بندھن ہیں۔ یعنی دونوں آنکھیں بیداری کی حالت میں سرین کی حفاظت کرتی ہیں اوراز خود سرین سے کوئی چیز نکلے، اُسے روک دیتی ہیں اور اگر کوئی چیز نکلے تو انسان اسے محسوس کر لے" فإذا نَامَت العَينان اسْتَطْلَقَ الوِكَاءُ "جب دونوں آنکھیں سوجائیں تو بندھن ڈھیلا پڑجاتا ہے۔ یعنی انسان جب سوجاتا ہے تو اس کے بدن کے حصے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور وہ رسی اپنی جگہ سے کھسک جاتی ہے جو سرین کے دائرے کو باندھے ہوئے ہوتی ہے اور پھر وہاں سے ہوا (بو) احساس ہوئے بغیر نکلنے لگتی ہے۔ حدیث کے اس ٹکڑے میں نبی ﷺ نے آنکھ کو اس رسی سے تشبیہ دی ہے جس سے برتن باندھا جاتا ہے دونوں آنکھیں اگر بیدار ہوں گی تو سرین کے دائرے پر رسی کی پکڑ مضبوط ہوگی اور وہاں سے کوئی چیز نکلی تو اسے محسوس ہوگی اس کے برخلاف جب دونوں آنکھیں سوجائیں تو بندھن ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور مشک کے اندر کی چیز اسے محسوس ہوئے بغیر نکل جاتی ہے۔ یہاں پر نبی ﷺ نے انتہائی عمدہ اور لاجواب تشبیہ بطور مثال کے ذکر دی ہے تاکہ شرعی حکم کو ذہن کے قریب کیا جا سکے، اس (تشبیہ) کا شمار جوامع الکلم میں ہوتا ہے اور یہ نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ توضیح الأحکام (٣١٩/١)، تسہیل الإلمام (٢٠٨/١)۔

راوي الحديث: رواه أحمد والدارمي.

التخريج: معاوية بن أبي سفيان _ رضي الله عنه _

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- وِكَاء : الخيط الذي يُشَدُّ به الكيس أو القِرْبَة.
- السَّه : هي حَلَقة الدُّبُر.
- اسْتَطْلَقَ : انْحل الوِكَاء، فصار لو خرج منه شيء لم يَشْعُر به.

فوائد الحديث:

١. فيه أن خروج الرِّيح من الدُّبر من نواقض الوضوء.

٢. فيه دليل على أن النوم ليس بناقضٍ بنفسه، وإنما هو مظِنَّة نقض الوضوء.

٣. فيه أن النوم الناقض للوضوء هو النوم العَمِيق المستغرق الذي تسترخي معه العضلات، فتخرج الرِّيح من غير أن يشعر بها، أما إذا كان النوم خفيفا فلا ينتقض معه الوضوء.

٤. يدخل في الحديث كلُّ من زال عقله؛ بجنون، أو إغماء، أو سُكْر، أو غيره، بجامع زوالِ الإحساسِ.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي)،المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: ٢٥٥هـ)، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م، عدد الأجزاء: ٤ صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. فيض القدير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (8404)

إن الله أعطى كل ذي حق حقه، ولا وصية لوارث، والولد للفراش، وللعاهر الحَجَر، ومن ادَّعى إلى غير أبيه أو انتمى إلى غير مواليه رغبة عنهم فعليه لعنة الله، لا يقبل الله منه صرفًا ولا عدلًا

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، اس وقت میں اس کی گردن کے نیچے تھا، وہ جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کاندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے : "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق دے دیا ہے؛ کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔ لڑکا (ولد الزنا) بستر والے کی طرف منسوب ہوگا اور زناکار، رجم کا مستحق ہوگا۔ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف (اپنے بیٹے ہونے کی) نسبت کرے یا (غلام) اپنے آزاد کرنے والوں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے؛ انھیں ناپسند کرتے ہوئے، تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نہ نفلی عبادت قبول فرمائے گا اور نہ فرض"۔ سنن ترمذی

١٨٥٠. الحديث:

عن عمرو بن خارجة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خطب على ناقته وأنا تحت جِرَانِها وهي تَقْصَع بِجِرَّتِها، وإن لُعابها يَسِيل بين كتفيَّ فسمعتُه يقول: «إن الله أعطى كلَّ ذي حقٍّ حقَّه، ولا وصيَّةَ لِوارث، والولَد لِلْفِراش، وللعاهِرِ الحَجَر، ومن ادَّعى إلى غير أبِيهِ أو انْتمى إلى غير مَوَاليه رغبةً عنهم فعَلِيه لعنةُ الله، لا يَقْبَلُ الله منه صَرْفا ولا عَدْلا».

١٨٥٠. حدیث :

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، اس وقت میں اس کی گردن کے نیچے تھا، وہ جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کاندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے : "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق دے دیا ہے، کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔ لڑکا (ولد الزنا) بستر والے کی طرف منسوب ہوگا، اور زناکار، رجم کا مستحق ہوگا۔ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف (اپنے بیٹے ہونے کی) نسبت کرے یا (جو غلام) اسے آزاد کرنے والوں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے؛ انھیں ناپسند کرتے ہوئے، تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نہ نفلی عبادت قبول فرمائے گا اور نہ فرض"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر عمرو بن خارجة -رضي الله عنه- أنه كان مع النبي -صلى الله عليه وسلم- قريبًا منه, فخطب -عليه الصلاة والسلام- الناس وهو على ناقته, ولعابها يسيل بين كتفي عمرو, وذكر أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بيّن -في خطبته هذه- جملة من الأحكام, منها أن الله -تعالى- قد أعطى كل ذي حق حقه, وبيَّن له حظه ونصيبه الذي فُرض له فلا تجوز الوصية للوارث,

اجمالی معنی :

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ اس بات کا ذکر کر رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے قریب موجود تھے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام، اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے اور اس اونٹنی کا لعاب بہتے ہوئے عمرو کے دونوں کندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے اس خطبے میں کچھ احکام کی وضاحت فرمائی، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اور اس کے حق میں پہنچنے والے فرض کردہ حصے اور متعین مقدار کو واضح کر دیا ہے؛ لہٰذا وارث کے لیے وصیت کرنے کا اب کوئی جواز باقی نہ رہا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بیان کیا کہ

ثم بيَّن أن الولد للفراش, فلا ينسب إلا إلى صاحب الفراش، سواء كان زوجًا أو سيدًا، وليس للزاني في نسبةٍ حظٌّ, إنما الذي جُعل له من فعله الخيبة، واستحقاق الحد، ثم بين حرمة انتساب الإنسان لغير أبيه, أو انتساب المولى المعتَق لغير مواليه الذين أعتقوه, ووضح أن من انتسب إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه, أو انتمى إلى غير مواليه استوجب اللعن من الله -تعالى-, وأنه جل وعلا لا يقبل منه فرضًا ولا نفلًا.

بدکاری کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ بستر والے کا ہوگا؛ لہٰذا اس بچے کی نسبت بستر والے کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں کی جائے گی، چاہے وہ صاحب فراش شوہر ہو یا مالک۔ زانی کو بچے کی نسبت اپنی طرف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کی بدکاری کے نتیجے میں اس کے حق میں رسوائی و نامرادی ہے اور اس پر حد جاری کیے جانے کا حکم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس بات کی حرمت بیان فرمائی کہ کوئی انسان خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا غلام اپنی نسبت، اس کو آزاد کرنے والے مالکان کے علاوہ کسی اور کی جانب کرے۔ آپ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ غیر باپ کی طرف انتساب کرنا جب کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں، یا غلام کا اسے آزاد کرنے والوں کے سوا کسی اور کی جانب منسوب ہونا، اللہ تعالیٰ کی لعنت کا موجب ہے۔ اللہ جل و علا کی ذات ایسے شخص کی کوئی فرض اور نفل نیکی نہیں قبول فرمائے گی۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عمرو بن خارجة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- جرانها : مقدم عنقها من مذبحها.
- لتقصع بجرتها : قصع الجرة: شدة المضغ وضم بعض الأسنان على بعض. وقيل: قصعت الناقة بجرتها: أي ردتها إلى جوفها. والجرة: من الاجترار, يقال: اجترَّ البعيرُ: أي أعاد الأكلَ من بطنه إلى فمه ليمضغه ثانية ثم يبلعه.
- للفراش : الفراش لغة البساط على وجه الأرض؛ وتسمى المرأة فراشا لأن الرجل يفترشها, والمعنى: أنَّ الولد لصاحب الفراش، والفراش: زوجته، أو أمته.
- للعاهر : للزاني.
- الحجر : يريد أن له الخيبة فلا حظ له في نسب الوالد، وهو كقولك: له التراب، أي لا شيء له, وهذه كلمة تقولها العرب.
- ومن ادعى إلى غير أبيه : انتسب إلى غير أبيه.
- انتمى : انتسب إليهم.
- مواليه : جمع مولى, والمولى المعتِق.
- صرفا : الصرف: النافلة، وقيل التوبة.
- عدلا : العدل: المراد به هنا الفريضة.

فوائد الحديث:

١. طهارة لعاب البعير، وأنَّه ليس بنجس.
٢. أن حكم بهيمة الأنعام وغيرها من الحيوانات الطاهرة في حال الحياة مثل حكم البعير في طهارة لعابها وما يخرج منها.
٣. أن الولد للفراش, فلا ينسب إلا إلى صاحب الفراش، سواء كان زوجاً أو سيداً، أو واطئ شبهة، وليس للزاني في نسبةٍ حظٌّ, إنما الذي له استحقاق الحد.
٤. منع الوصية للوارث, وتبطل من أجل حقوق سائر الورثة, فإن أجازوها جازت كما إذا أجازوا الزيادة على الثلث.
٥. تحريم الانتساب إلى غير الأب أو المولى، وأن ذلك يوجب اللعن ورد العمل.
٦. جواز الخُطْبة والموعظة على الرَّاحلة.
٧. استحباب الخطب والمواعظ على الأمكنة العالية؛ لأنَّه أبلغ في الإعلام والإفهام، ويحصل به المقصود.

٨. استحباب الخطبة ثاني أيام التشريق بمِنًى من ولي أمر المسلمين أو نائبه؛ ليعلم النَّاس بقيَّة أحكام المناسك ووداع البيت؛ فقد كانت هذه الخطبة منه -صلى الله عليه وسلم- في ذلك اليوم كما ورد في الروايات الأخرى للحديث.

٩. جواز جعل الخطيب من يساعده في مهمته -تحته- في إبلاغ خطبته، وتوجيه النَّاس أو تسكيتهم أو ترتيبهم، ولا يعتبر هذا من التعالي والكبرياء.

١٠. حرص الصحابة على القرب من النبي -صلى الله عليه وسلم- والأخذ عنه.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ-٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزياداته, محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, , ط ٣, ١٤٠٨ هـ الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية, أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي, تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار, دار العلم للملايين – بيروت, الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م تاج العروس من جواهر القاموس, محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي, مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. -معجم مقاييس اللغة، تأليف: أحمد بن فارس بن زكريا القزويني الرازي، تحقيق: عبد السلام محمد هارون، الناشر: دار الفكر عام النشر: ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م. شرح صحيح البخاري لابن بطال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض-السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣ه، ٢٠٠٣م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. المصباح المنير في غريب الشرح الكبير, أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي، أبو العباس, المكتبة العلمية – بيروت تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي, أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى, دار الكتب العلمية - بيروت النهاية في غريب الحديث والأثر, مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير, المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م, تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن), شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي, المحقق: د. عبد الحميد هنداوي, الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض), الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م ". فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش مجموع فتاوى العلامة عبد العزيز بن باز رحمه الله -أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر- طبع وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف

الرقم الموحد: (8370)

إن الماء لا يجنب

پانی جُنبی نہیں ہوتا

١٨٥١. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: اغتسل بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم في جَفْنَةٍ، فجاء النبي صلى الله عليه وسلم ليتوضأ منها أو يغتسل، فقالت: له يا رسول الله، إني كنت جُنُباً؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الماء لا يَجْنُبُ».

١٨٥١. حدیث :

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ازواج میں سے کسی زوجہ نے ایک بڑے برتن میں (موجود پانی سے) غسل کیا۔ بعد ازاں نبی ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ اس برتن (میں موجود پانی) سے وضوء یا غسل کرنا چاہتے تھے۔ آپ کی اس زوجہ نے کہا کہ یارسول اللہ! میں تو جنبی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی جنبی نہیں ہوتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت إحدى زوجات النبي صلى الله عليه وسلم تغتسل للجنابة، فجاء النبي صلى الله عليه وسلم ليتوضأ أو يغتسل؛ فأراد استخدام الماء المتبقي من غسل زوجته -رضي الله عنها- ، فأخبرته بأنها كانت على جنابة، فأرشدها بأن ذلك الماء لا يتأثر بذلك وهو كونه طاهراً مطهراً .

اجمالی معنی :

نبی ﷺ کی کسی بیوی نے غسلِ جنابت کیا۔ آپ ﷺ وضو یا غسل کے ارادے سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ اپنی زوجہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ جنبی تھیں (اس لیے انہوں نے اُس پانی سے غسلِ جنابت کیا تھا)۔ آپ ﷺ نے ان کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ پانی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور یہ کہ پانی تو پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے والا ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رواه أبو داود

معاني المفردات:

- جنباً. : من أصابته جنابة بجماع أو إنزال، وهو لفظ يطلق على الذكر والأنثى.
- لا يجنب. : أن الماء لا تصيبه الجنابة.
- جفنة : هي القصعة الكبيرة، والقصعة : إناء كبير يوضع فيه الطعام.

فوائد الحديث:

١. جواز اغتسال الرجل بفضل طهور المرأة، ولو كانت المرأة جنباً، وبالعكس.
٢. أن اغتسال الجنب أو وضوء المتوضئ من الإناء، لا يؤثر في طهورية الماء؛ فيبقى على طهوريته.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ) سُبل السلام، للصنعاني، (د.ط)، دار الحديث، (د.ت) تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ) شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ) منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧هـ)

الرقم الموحد: (8360)

إن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يستنجى بروث أو عظم، وقال: إنهما لا تطهران.

نبی ﷺ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ ان سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔

١٨٥٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُسْتَنْجَى بِرَوْثٍ أو عَظْمٍ، وقال: «إِنَّهُمَا لَا تُطَهِّرَان».

١٨٥٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ ''ان سے طہارت حاصل نہیں ہوتی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر راوية الإسلام أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -عليه الصلاة والسلام- نهاهم في باب الاستنجاء، عن استعمال شيئين في قطع النجو، وهو الغائط الخارج من السبيل، وهما: الروث والعظم، أما الروث فلنجاستها، أو لعلة إبقائها ليستفيد منها دواب الجن؛ لقوله -عليه الصلاة والسلام- كما عند الترمذي: "لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام؛ فإنها زاد إخوانكم من الجن". وأما العظم فعلة النهي ملاسة العظم فلا يزيل النجاسة، وقيل علته أنه يمكن مصه أو مضغه عند الحاجة، وقيل لقوله -عليه الصلاة والسلام-: «إن العظم زاد إخوانكم من الجن» اهـ يعني: وإنهم يجدون عليه من اللحم أوفر ما كان عليه، وقيل لأن العظم ربما يجرح. ثم خُتِم الحديث بتوكيد علة النهي من استعمال الأرواث والعظام في الاستنجاء؛ وذلك لأنها تفوت المقصود من الاستنجاء، وهو تحصيل الطهارة؛ ولذلك قال -عليه الصلاة والسلام-: إنهما لا يطهران.

اجمالی معنی:

راوی اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو استنجا کے سلسلے میں دو چیزوں کو شرمگاہ سے نکلنے والی غلاظت کو صاف کرنے کے لیے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ یہ دو چیزیں گوبر اور ہڈی ہیں۔ گوبر سے تو اس لیے منع فرمایا کیونکہ یہ نجس ہوتا ہے یا پھر اس لیے منع کیا گیا تا کہ جنات کے چوپائے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے کہ: "گوبر اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو، یہ تمہارے 'جن' بھائیوں کی خوراک ہیں''۔ جب کہ ہڈی سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے جس کے بسبب یہ نجاست کو زائل نہیں کرتی۔ ایک اور قول کی رو سے اس کی علت یہ ہے کہ بوقتِ ضرورت اسے چوسا اور چبایا جا سکتا ہے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ یہ ممانعت اس لیے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ہڈی تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔ اھ" یعنی وہ اس پر پہلے سے بھی زیادہ گوشت پاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ممانعت اس لیے ہے کیوں کہ ہڈی زخم کر سکتی ہے۔ پھر حدیث کا اختتام استنجا کے لیے گوبر اور ہڈیوں کے استعمال کی ممانعت کی علت کے بیان کے ساتھ کیا گیا کہ ان سے استنجا کا مقصد پورا نہیں ہوتا جو کہ طہارت کا حصول ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان سے طہارت حاصل نہیں ہوتی''۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- روث : فضلة الدابة ذات الحافر.
- عظم : هو قصَب الحيوان الذي عليه اللحم، وهو العظم، عضو صلب تبلغ صلابته إلى أنه لا يثنى.
- نستنجي : الاستنجاء لغة: إزالة وقطع النجو، وهو الغائط.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الاستجمار بالروث؛ لأنه: إما نجس، وإما لأنه علف دواب الجن.

٢. النهي عن الاستجمار بالعظم؛ لأنه إما نجس، وإما لأنه طعام الجن أنفسهم.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. سنن الدارقطني،أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٤م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10045)

إن أحق الشروط أن توفوا به: ما استحللتم به الفروج

وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے، پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

١٨٥٣. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن أحَقَّ الشُّروط أن تُوفُوا به: ما استحللتم به الفروج».

١٨٥٣. حدیث:

عقبہ بن عامر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے، پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لكل واحد من الزوجين مقاصد وأغراض في إقدامه على عقد النكاح، فيشترط على صاحبه شروطًا ليتمسك بها ويطلب تنفيذها، وتسمى الشروط في النكاح، وهي زائدة على شروط النكاح التي لا يصح بدونها. وجاء التأكيد على الوفاء بها؛ لأن الشروط في النكاح عظيمة الحرمة قوية اللزوم؛ لكونها استحق بها استحلال الاستمتاع بالفروج.

اجمالی معنیٰ:

نکاح کی طرف اقدام کرنے میں میاں بیوی کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ شرائط طے کرتا ہے، تاکہ وہ اس کو پورا کرے اوران پر عمل کرے۔ ان شروط کے علاوہ جو عقدِ نکاح کے مقتضیات میں سے ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ نکاح کی شرائط بہت ہی محترم ہوتی ہیں اوران کا پورا کرنا لازمی ہوتا ہے، کیوں کہ ان کے ذریعے انسان شرمگاہ سے فائدہ اٹھانے کو حلال کرتا ہے۔ صاحبِ شریعت، حکمت والی دانا اور عادل ذات نے اسے پورا کرنے پر زور دیا۔ اس لیے کہ جو شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے قابل ہیں وہ ایسی شرطیں ہے جن کے ذریعے انسان شرمگاہ کو حلال کیا جاتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: هو عقبة بن عامر -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- أحق الشروط : أولى الشروط المشروعة.
- أن توفوا : بالتوفية.
- ما استحللتم به الفروج : لأن التوفية به أحوط وبابها أضيق.

فوائد الحديث:

١. وجوب الوفاء بالشروط التي التزم بها أحد الزوجين لصاحبه، وذلك كاشتراط زيادة في المهر أو السكنى بمكان معين من جانب المرأة، وكاشتراط البكارة والنسب، من جانب الزوج.

٢. يقيد عموم هذا الحديث بوجوب الوفاء بالشروط، بمثل حديث [لا يحل لامرأة أن تسأل طلاق أختها].

٣. أن الوفاء بشروط النكاح آكد من الوفاء بغيرها، لأنها في مقابل استحلال الفروج.

٤. أن ما يلزم لكل واحد من الزوجين على الآخر كالنفقة والاستمتاع والمبيت للمرأة وكالاستمتاع للزوج ليس بمقدر، بل المرجع في ذلك إلى العرف،

٥. الشروط في النكاح قسمان: صحيح وهو: مالا يخالف مقتضى العقد، وأن يكون للمشترط من الزوجين غرض صحيح. ب- وباطل وهو: ما كان مخالفا لمقتضى العقد. والميزان في هذه الشروط ونحوها، قوله صلى الله عليه وسلم: "المسلمون على شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالا أو أحل حراماً" ولا فرق بين أن يقع اشتراطها قبل العقد أو معه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ،

الرقم الموحد: (6021)

إن أخا صداء هو أذن، ومن أذن فهو يقيم

’صداء‘ قبیلے کے شخص نے اذان دی تھی، جو اذان دے اقامت بھی وہی کہے گا۔

١٨٥٤. الحديث:

عن زياد بن الحارث الصُّدائي -رضي الله عنه- قال: لما كان أول أذان الصبح أمرني يعني النبي -صلى الله عليه وسلم- فأذنت، فجعلت أقول: أقيم يا رسول الله؟ فجعل ينظر إلى ناحية المشرق وهي جهة طلوع الفجر، فيقول: «لا» حتى إذا طلع الفجر نزل فبرز، ثم أتى وقد تلاحق أصحابه -يعني فتوضأ- فأراد بلال أن يقيم، فقال له نبي الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن أخا صداء هو أذن، ومن أذن فهو يقيم»، قال الصدائي -رضي الله عنه-: فأقمت.

١٨٥٤. حدیث:

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صبح کی نماز کی اذان کا وقت ہوا تو نبی ﷺ نے مجھے اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ میں نے اذان دی۔ میں پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں اقامت کہوں؟ آپ ﷺ مشرق کی طرف دیکھتے جو طلوع فجر کی سمت تھی اور فرماتے نہیں۔ یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو آپ ﷺ نیچے اترے اور قضائے حاجت کی۔ پھر آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ ﷺ سے آملے تھے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا صداء قبیلے کے شخص نے اذان دی تھی، جو اذان دے اقامت بھی وہی کہے۔ صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اقامت کہی۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن من أذن هو أحق بالإقامة، كذلك يبين أن الإمام هو من يملك الحق في وقت الإقامة، ولكنه حديث ضعيف، فلو أقام شخص غير المؤذن فلا بأس، لكن إذا كان المسجد له مؤذن وإمام راتب فلا يحق لأحد أن يتدخل في أمرهما؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَؤُمَّنَّ الرجلُ الرجلَ في سلطانه، ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه». رواه مسلم.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں اس بات کا بیان ہے کہ جو اذان دے اقامت کہنے کا بھی وہی زیادہ حق دار ہے۔ اسی طرح اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ اقامت کے وقت میں اقامت کا حق امام کے پاس ہوتا ہے۔ تاہم یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر موذن کے بجائے کسی اور شخص نے اقامت کہہ دی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر مسجد کا کوئی متعین موذن ہو اور دائمی امام ہو تو اس صورت میں کسی کو ان کے کام میں دخل اندازی کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "کوئی شخص کسی اور شخص کے دائرۂ اختیار میں امامت نہ کرائے اور نہ ہی گھر میں اس کے بیٹھنے کی جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: زياد بن الحارث الصُّدائي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أخا صداء : نسبة إلى صُداء: اسم قبيلة في اليمن.

فوائد الحديث:

١. أن الإقامة حق لمن أذَّن من غير إيجاب، قال الترمذي: العمل على هذه عند أكثر اهل العلم، أن من أذَّن فهو يقيم.

٢. جمهور العلماء يجوزون إقامة من لم يؤذن؛ لعدم نهوض الدليل على المنع.

٣. استحقاق الأشياء العامة للناس بالشروع فيها، والأخذ بأسباب استحقاقها، فالأذان هو النداء الأول، والإقامة هي النداء الثاني، فاستحق الثاني لقيامه بالأول.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. سنن الترمذي، تأليف محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. سنن ابن ماجه، تأليف ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تأليف أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10630)

إنك لن تخلف فتعمل عملا تبتغي به وجه الله إلا ازددت به درجة ورفعة، ولعلك أن تخلف حتى ينتفع بك أقوام، ويضر بك آخرون

یقیناً یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے، اللہ کی رضا کی نیت سے، تو اس سے تمھارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں (کفار و مرتدین) کو نقصان

١٨٥٥. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- قال: جاءني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَعُودُني عام حَجَّةِ الوداع من وَجَعٍ اشْتَدَّ بي، فقلت: يا رسول الله، قد بلغ بي من الوَجَع ما ترى، وأنا ذو مال، ولا يَرِثُني إلا ابنةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بثلثي مالي؟ قال: لا، قلت: فالشَّطْرُ يا رسول الله؟ قال: لا، قلت: فالثلث؟ قال: الثلث، والثلث كثير، إنك إن تَذَرَ وَرَثَتَكَ أغنياء خيرٌ من أن تَذَرَهُم عالَةً يَتَكَفَّفُونَ الناس، وإنك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله إلا أُجِرْتَ بها، حتى ما تجعل في فِيْ امرأتك. قال: قلت: يا رسول الله أُخَلَّفُ بعد أصحابي؟ قال: إنك لن تُخَلَّفُ فتعمل عملا تبتغي به وجه الله إلا ازْدَدْتَ به درجة ورِفْعَةً، ولعلك أن تُخَلَّفَ حتى ينتفع بك أقوام، ويُضَرُّ بك آخرون. اللَّهُمَّ أَمْضِ لأصحابي هجرتهم، ولا تَرُدّهُم على أَعْقَابِهِم، لكنِ البَائِسُ سعد بن خَوْلَةَ (يَرْثِي له رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن مات بمكة).

١٨٥٥. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں سخت بیمار تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے۔ میرے پاس مال و اسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے، جو وارث ہو گی۔ تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بہت ہے۔ تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مال دار چھوڑ جائے، یہ اس سے بہتر ہو گا کہ تو انھیں اس طرح محتاجی کی حالت میں چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یاد رکھو، جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے، اس پر تمھیں ثواب ملے گا، حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی، جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے چھوٹ جاؤں گا؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے، تو اس سے تمھارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں (کفار و مرتدین) کو نقصان۔ (پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی:) اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کی تکمیل فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا۔ لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے (رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا تھا)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مرض سعد بن أبي وقاص -رضى الله عنه- في حجة الوداع مرضا شديدا خاف من شدته الموت. فعاده النبي -صلى الله عليه وسلم- كعادته في تفقد أصحابه ومواساته إياهم. فذكر سعد للنبي -صلى الله عليه وسلم- من الدواعي، ما يعتقد أنها تسوغ له التصدق بالكثير من ماله، فقال: يا رسول الله، إنني قد

اجمالی معنیٰ:

حجۃ الوداع کے موقع پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو گئے۔ مرض اس قدر شدید تھا کہ انھیں موت کا ڈر ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی مزاج پرسی اور اظہار ہم دردی کے عام معمول کے مطابق ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، تو سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے اسباب بیان کیے، جن کے بارے میں وہ سمجھتے تھے کہ ان کی بنا پر ان کے مال کے بڑے حصے کو صدقہ کرنا جائز ہو جائے

اشتد بي الوجع الذي أخاف منه الموت، وإني صاحب مال كثير، وإنه ليس من الورثة الضعفاء الذين أخشى عليهم العيلة والضياع إلا ابنة واحدة، فبعد هذا هل أتصدق بثلثي مالي، لأقدمه لصالح عملي؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لا. قال: فالشطر يا رسول الله؟ قال: لا. قال: فالثلث؟ فقال: لا مانع من التصدق بالثلث مع أنه كثير. فالنزول إلى ما دونه من الربع والخمس أفضل. ثم بين له النبي -صلى الله عليه وسلم- الحكمة في النزول في الصدقة من أكثر المال إلى أقله بأمرين: ١- وهو أنه إن مات وقد ترك ورثته أغنياء منتفعين ببره وماله فذلك خير من أن يخرجه منهم إلى غيرهم، ويدعهم يعيشون على إحسان الناس. ٢- وإما أن يبقى ويجد ماله، فينفقه في طرقه الشرعية، ويحتسب الأجر عند الله فيؤجر على ذلك، حتى في أوجب النفقات عليه وهو ما يطعمه زوجه. ثم خاف سعد بن أبي وقاص أن يموت بمكة التي هاجر منها وتركها لوجه الله تعالى، فينقص ذلك من ثواب هجرته، فأخبره النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لن يخلف قهرا في البلد التي هاجر منها، فيعمل فيه عملا ابتغاء ثواب الله إلا ازداد به درجة، ثم بشره -صلى الله عليه وسلم- بما يدل على أنه سيبرأ من مرضه، وينفع الله به المؤمنين، ويضر به الكافرين، فكان كما أخبر الصادق المصدوق، فقد بريء من مرضه، وصار القائد الأعلى في حرب الفرس، فنفع الله به الإسلام والمسلمين، وفتح الفتوح وضر به الله الشرك والمشركين، ثم دعا النبي -صلى الله عليه وسلم- لعموم أصحابه أن يحقق لهم درجتهم، وأن يقبلها منهم، وألا يردهم عن دينهم أو إلى البلاد التي هاجروا منها، فقبل الله منه ذلك، وله الحمد والمنة، والحمد لله الذي أعز بهم الإسلام. ثم ذكر سعد بن خولة، وهو من المهاجرين الذين هاجروا من مكة ولكن الله قدر أن يموت فيها؛ فمات فيها، فرثى له النبي -عليه الصلاة والسلام-؛ أي: توجع له أن مات بمكة؛ وقد كانوا يكرهون للمهاجر أن يموت في الأرض التي هاجر منها.

گا۔ چنانچہ انھوں نے کہا : اے اللہ کے رسول !مجھے سخت تکلیف ہے ، جس کی وجہ سے موت کا خوف لاحق ہے ۔ میں مالِ کثیر کا مالک ہوں اور سوائے ایک بیٹی کے میرے ایسے کمزور ورثا بھی نہیں ہیں ، جن کے بارے میں مجھے گداگری وضائع ہونے کا ڈر ہو۔ ایسی حالت میں کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؛ تاکہ نیک عمل کے طور پر اسے پیشگی بھیج سکوں ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا : نہیں! انھوں نے کہا : آدھا اے اللہ کے رسول ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نہیں! انھوں نے کہا : ایک تہائی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک تہائی صدقہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے ، جب کہ یہ بھی بہت ہے ۔ چنانچہ اس سے کم جیسے ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ زیادہ افضل ہے ۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زیادہ مال کی بہ نسبت کم مال صدقہ کرنے کی حکمت کے طور پر دو باتیں بتائیں : (1) اگر وہ اس حال میں فوت ہوئے کہ ان کے ورثا مال دار رہیں، ان کے مال سے فائدہ اٹھاتے رہیں ، تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ مال و دولت ان کے قبضے سے نکال کر دوسروں کے حوالے کر کے اورانھیں لوگوں کے کرم واحسان پر زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ کر جائیں ۔ (2) اور اگر وہ زندہ رہے اور مال ان کے پاس رہا، تو اسے شرعی طریقے سے خرچ کریں گے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھیں گے ، تو انھیں اجر ملے گا ۔ یہاں تک کہ اس کے اوپر واجب تریں نفقہ ، یعنی اپنی بیوی کو کھلانے پر بھی اجر وثواب ملے گا ۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہ شاید ان کی موت مکے ہی میں ہو جائے ، جہاں سے انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے ہجرت کی تھی اور اس کی وجہ سے ان کی ہجرت کے ثواب میں کمی آجائے ۔ اس لیے نبی ﷺ نے انھیں بتایا کہ جس شہر سے انھوں نے ہجرت کی تھی ، وہاں اگر بطور مجبوری رہ جاتے ہیں اور وہاں رہ کر بھی کوئی نیک عمل کرتے ہیں، تو اس سے ان کے درجے بلند ہوں گے ۔ پھر نبی ﷺ نے انھیں بشارت دی ، جو اس بات پر دلالت کرتی تھی کہ وہ اپنی بیماری سے اچھے ہوں گے اور اللہ ان سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے گا اور کفار کو نقصان ۔ پھر ویسا ہی ہوا جیسا صادق و مصدوق ﷺ نے خبر دی تھی ۔ وہ اپنی بیماری سے اچھے ہوئے اور جنگ فارس کے قائد اعلیٰ قرار پائے ۔ اللہ نے ان سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچایا؛ انھوں نے بہت سی فتوحات کیں اور اللہ نے ان سے شرک و مشرکین کو ضرر پہنچایا ۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے تمام ساتھیوں کے لیے عمومی دعا فرمائی کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے ۔ ان کے اعمال قبول فرمائے ۔ انھیں ان کے دین سے نہ پھیرے اور جہاں سے انہوں نے ہجرت کی تھی اس طرف نہ لوٹائے ۔ چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمالی ۔ ساری تعریف واحسان اسی کے لیے ہے اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے ، جس نے ان (صحابہ) کے ذریعے اسلام کو سربلندی عطا فرمائی ۔ پھر سعد بن خولہ کا ذکر فرمایا ۔ وہ ان مہاجرین

میں سے ہیں، جنھوں نے مکہ سے ہجرت کی تھی؛ لیکن اللہ نے ان کی موت مکہ ہی میں لکھ دی تھی اور وہیں ان کی موت ہوئی۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے غم کا اظہار کیا۔ یعنی اس تکلیف کا اظہار کیا کہ ان کی موت مکہ میں ہوئی؛ کیوں کہ صحابۂ کرام ایک مہاجر کے لیے ہجرت کی ہوئی سرزمین میں موت کو ناپسند کرتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يعودني : يزورني.
- وجع : مرض.
- اشتد بي : قوي علي.
- فالشطر : النصف.
- والثلث كثير : فالأولى أن ينقص عن الثلث ولا يزاد عليه.
- أن تذر : تترك.
- عالة : جمع "عائل" و "العالة" الفقراء.
- يتكففون الناس : يسألون الناس بأكفهم أي أيديهم.
- في في امرأتك : في فم زوجتك.
- أخلف بعد أصحابي : المنصرفين من مكة لأجل مرضي وكانوا يكرهون الإقامة بمكة لأنهم هاجروا منها وتركوها لله.
- أمض : أتمم.
- ولا تردهم على أعقابهم : بتركهم هجرتهم ورجوعهم عن استقامتهم.
- البائس : الشديد الحاجة.
- يرثي : يتوجع ويحزن.

فوائد الحديث:

١. استحباب عيادة المريض، وتتأكد لمن له حق من قريب وصديق ونحوهما.

٢. جواز إخبار المريض بمرضه، وبيان شدته إذا لم يقصد التشكي والسخط، وينبغي ذكره للفائدة، كطبيب يعينه على تشخيص مرضه أو مسعف يتسبب له العلاج.

٣. استشارة العلماء واستفتاؤهم في سائر أموره.

٤. إباحة جمع المال إذا كان من طرقه المشروعة.

٥. استحباب الوصية وأن تكون بالثلث من المال فأقل ولو ممن هو صاحب مال كثير.

٦. الأفضل أن يكون بأقل من الثلث ، وذلك لحق الورثة.

٧. أن إبقاء المال للورثة -مع حاجتهم إليه- أحسن من التصدق به على البعداء لكون الوارث أولى ببره من غيره.

٨. أن النفقة على الأولاد والزوجة عبادة جليلة مع النية الحسنة.

٩. أن من هاجر من بلد لوجه الله تعالى ولإعلاء كلمته، فلا يرجع إليها للإقامة، فإن أقام بغير قصده، فلا حرج عليه.

١٠. في الحديث معجزة النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث أشار إلى أن سعدا سيبرأ من مرضه وينتفع به أناس، ويضر آخرون، فكان كما قال، حيث فتح بلاد فارس وعز به المسلمون، وانضر به المشركون، الذين ماتوا على شركهم.

١١. أن الله كمل للصحابة هجرتهم من مكة إلى المدينة، بسبب عزمهم الصادق، ودعوات النبي -صلى الله عليه وسلم- المباركات.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق -مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة، (مصورة

عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية.

الرقم الموحد: (5885)

إنكم تسيرون عشيتكم وليلتكم، وتأتون الماء إن شاء الله غدًا

تم اپنی (پوری) شام اور (پوری) رات چلتے رہو گے توان شاء اللہ کل تک پانی پر پہنچ جاؤ گے۔

١٨٥٦. الحديث:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خطبَنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: «إنكم تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ، وتأتون الماء إن شاء الله غدا»، فانطلَق الناس لا يَلْوِي أحد على أحد، قال أبو قتادة: فبينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يسير حتى ابهَارَّ الليلُ، وأنا إلى جنْبه، قال: فَنَعَس رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمَال عن راحلته، فأتيتُه فدَعَمْته من غير أن أُوقِظه حتى اعتدل على راحلته، قال: ثم سار حتى تَهَوَّرَ الليل ، مالَ عن راحلته، قال: فدعمتُه من غير أن أُوقِظه حتى اعتدل على راحلته، قال: ثم سار حتى إذا كان من آخر السَّحَر، مال مَيْلة هي أشد من المَيْلتيْن الأوليَيْن، حتى كاد يَنْجَفِل، فأتيتُه فدعمْته، فرفع رأسه، فقال: «مَن هذا؟» قلت: أبو قتادة، قال: «متى كان هذا مسيرَك مني؟» قلت: ما زال هذا مَسِيري منذ الليلة، قال: «حفظك الله بما حفظت به نبيه»، ثم قال: «هل ترانا نَخْفى على الناس؟»، ثم قال: «هل تَرى من أحد؟» قلت: هذا راكب، ثم قلت: هذا راكب آخر، حتى اجتمعنا فكنا سبعةَ ركْب، قال: فمالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الطريق، فوضع رأسه، ثم قال: «احفظوا علينا صلاتنا»، فكان أَوَّلَ مَن استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم والشمسُ في ظهْره، قال: فقُمْنا فَزِعِين، ثم قال: «اركبوا»، فركبْنا فسِرْنا حتى إذا ارتفعت الشمس نَزَل، ثم دعا بِمِيضَأَة كانت معي فيها شيء من ماء، قال: فتوضأ منها وُضوءا دون وُضوء، قال: وبقي فيها شيء من ماء، ثم قال لأبي قتادة: «احفظْ علينا مِيضَأتك، فسيكون لها نَبَأ»، ثم أذَّن بلال بالصلاة، فصلَّى رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين، ثم صلَّى الغَداة، فصنع كما كان يصنع كلَّ يوم، قال: وركِبَ رسول الله صلى الله عليه وسلم وركبْنا معه، قال: فجعل بعضنا يَهْمِس إلى بعض ما كفَّارة ما صنعنا بِتَفْريطِنا في صلاتنا؟ ثم قال: «أما

١٨٥٦. حديث:

ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا "تم اپنی (پوری) شام اور (پوری) رات چلتے رہو گے توان شاء اللہ کل تک پانی پر پہنچ جاؤ گے۔" لوگ چل پڑے، کوئی مڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔ ابو قتادہ نے کہا اسی عالم میں رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ رات آدھی گزر گئی، میں آپ کے پہلو میں چل رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آگئی اور آپ سواری سے ایک طرف جھک گیے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا حتیٰ کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گیے، پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا بیشتر حصہ گزر گیا، آپ (پھر) سواری پر (ایک طرف) جھکے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا یہاں تک کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گیے، وہ کہتے ہیں پھر چلتے رہے حتیٰ کہ سحری کا آخری وقت تھا تو آپ (پھر) جھکے، یہ جھکنا پہلے دونوں بار کے جھکنے سے زیادہ تھا، قریب تھا کہ آپ اونٹ سے گر پڑتے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو سہارا دیا تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کی: ابو قتادہ ہوں۔ فرمایا "تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟" میں نے عرض کی: میں رات ہی سے اس طرح سفر کر رہا ہوں۔ فرمایا: "اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہاری حفاظت کرے جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی۔"، پھر فرمایا "کیا تم دیکھ رہے ہو (کہ) ہم لوگوں سے اوجھل ہیں؟" پھر پوچھا: "تمھیں کوئی (اور) نظر آرہا ہے؟" میں نے عرض کی: یہ ایک سوار ہے۔ پھر عرض کی: یہ ایک اور سوار ہے حتیٰ کہ ہم اکٹھے ہوئے تو سات سوار تھے، ابو قتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ راستے سے ایک طرف ہٹے، پھر سر (نیچے) رکھ دیا (اور لیٹ گیے) پھر فرمایا "ہمارے لیے ہماری نماز کا خیال رکھنا۔" پھر جو سب سے پہلے جاگے، وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے، سورج آپ کی پشت پر (چمک رہا) تھا۔ وہ کہتے ہیں ہم سخت تشویش کے عالم میں کھڑے ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا "سوار ہوجاؤ۔" ہم سوار ہوئے اور (آگے) چل پڑے حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو آپ ﷺ اترے، پھر آپ ﷺ نے وضو کا برتن مانگا جو میرے ساتھ تھا، اسی میں کچھ پانی تھا۔ راوئ حدیث) کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس سے (مکمل) وضو کے مقابلے میں کچھ ہلکا وضو کیا اور اس میں کچھ پانی بچ بھی گیا، پھر آپ نے (مجھے) ابو قتادہ سے فرمایا: "ہمارے لیے اپنے وضو کا برتن محفوظ رکھنا، اس کی ایک شان ہو گی۔" پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی، رسول

لَكُم فيَّ أُسْوة»، ثم قال: «أمَا إنه ليس في النوم تَفْريط، إنما التفريط على من لم يصلِّ الصلاة حتى يجيء وقت الصلاة الأخرى، فمن فعل ذلك فليُصَلِّها حِينَ ينتبه لها، فإذا كان الغد فليصلها عند وقتها»، ثم قال: «ما تَرَوْن الناس صنعوا؟» قال: ثم قال: «أصبح الناس فَقَدُوا نبيهم»، فقال أبو بكر وعمر: رسول الله صلى الله عليه وسلم بَعْدَكم، لم يكن لِيُخلِّفكم، وقال الناس: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم بيْن أيديكم، فإن يطيعوا أبا بكر، وعمر يَرْشُدُوا، قال: فانْتهيْنا إلى الناس حين امتدَّ النهار، وحَمِي كل شيء، وهم يقولون: يا رسول الله هَلَكْنا، عطِشْنا، فقال: «لا هُلْكَ عليكم»، ثم قال: «أَطْلِقوا لي غُمَرِي» قال: ودعا بالمِيضَأة، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يصُبُّ، وأبو قتادة يَسْقِيهم، فلم يعد أن رأى الناس ماء في الميضأة تكابوا عليها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أحسنوا المَلَأَ كلُّكُم سيَرْوَى» قال: ففعلوا، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبُّ وأسقِيهم حتى ما بقي غيري، وغير رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ثم صب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لي: «اشرب»، فقلت: لا أشرب حتى تشرب يا رسول الله قال: «إن ساقيَ القوم آخرهُم شربا»، قال: فشربتُ، وشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فأتى الناس الماء جامِّينَ رِوَاءً، قال: فقال عبد الله بن رباح: إني لأحدِّث هذا الحديث في مسجد الجامع، إذ قال عمران بن حصين انظر أيها الفتى كيف تحدِّث، فإني أحد الركب تلك الليلة، قال: قلت: فأنت أعلم بالحديث، فقال: ممَّن أنت؟ قلت: من الأنصار، قال: حدِّث، فأنتم أعلم بحديثكم، قال: فحدَّثت القوم، فقال عمران: لقد شهدت تلك الليلة، وما شَعَرتُ أن أحدا حفظه كما حفظته.

اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ نے اسی طرح جس طرح روز کرتے تھے، صبح کی نماز پڑھائی۔ راوی مزید بیان کرتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو گیے، ہم بھی آپ کی معیت میں سوار ہو گیے، راوی نے کہا: ہم میں سے کچھ لوگ ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے لگے کہ ہم نے نماز میں جو کوتاہی کی ہے اس کا کفارہ کیا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے لیے میرے عمل میں نمونہ نہیں؟"، پھر آپ نے فرمایا "سمجھ لو! نیند (آجانے) میں (کسی کی) کوئی کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس شخص میں ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے، جو اس طرح کرے (سوجائے) تو جب اس کے لیے جاگے تو یہ نماز پڑھ لے، پھر جب دوسرا دن آئے تو اسے وقت پر ادا کرے۔" پھر فرمایا "تم کیا دیکھتے ہو (دوسرے) لوگوں نے کیا کیا؟" راوی نے کہا پھر آپ نے فرمایا: "لوگوں نے صبح کی تو اپنے نبی کو گم پایا۔ ابو بکر اور عمر نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ تمھارے پیچھے ہیں، وہ ایسے نہیں کہ تمھیں پیچھے چھوڑ دیں۔ (دوسرے) لوگوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں۔ اگر وہ ابو بکر اور عمر کی اطاعت کریں تو صحیح راستے پر چلیں گے۔"، کہا: تو ہم لوگوں تک (اس وقت) پہنچ پائے جب دن چڑھ آیا تھا اور ہر شے تپ گئی تھی اور وہ کہہ رہے تھے اے اللہ کے رسول! ہم پیاسے مر گیے۔ تو آپ نے فرمایا "تم پر کوئی ہلاکت نہیں آنے والی ہے"۔ پھر فرمایا کہ "میرا چھوٹا پیالہ میرے پاس لاؤ"۔ راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ پھر وضو کے پانی والا برتن منگوایا، رسول اللہ ﷺ (اس سے پیالے میں) انڈیلتے گیے اور ابو قتادہ لوگوں کو پلاتے گیے، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ لوگوں نے وضو کے برتن میں تھوڑا سا پانی دیکھ لیا تو اس پر جھرمٹ بنا کر اکٹھے ہو گیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اچھا طریقہ اختیار کرو، تم میں سے ہر ایک اچھی طرح پیاس بجھا لے گا"۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ پانی (پیالے میں) انڈیلتے گیے اور میں لوگوں کو پلاتا گیا یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کوئی نہ بچا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھر پانی ڈالا اور مجھ سے فرمایا "پیو۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب تک آپ نہیں پی لیں گے میں نہیں پیوں گا۔ فرمایا: "قوم کو پانی پلانے والا ان سب سے آخر میں پیتا ہے"۔ راوی نے کہتے ہیں تب میں نے پی لیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی نوش فرمایا۔ وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ اس حالت میں (اگلے) پانی پر پہنچے کہ سب (اپنے) برتن پانی سے بھرے ہوئے تھے اور (خوب) سیراب تھے۔ (ابو قتادہ کہتے ہیں کہ) عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں یہ حدیث جامع مسجد میں سب لوگوں کو سناؤں گا۔ تب عمران بن حصین نے فرمایا: اے جوان! خیال رکھنا کہ تم کس طرح حدیث بیان کرتے ہو، اس رات میں بھی قافلے کے سواروں میں سے ایک تھا۔ کہا: میں نے عرض کی: آپ اس حدیث کو

زیادہ جاننے والے ہیں۔ تو انھوں نے پوچھا: تم کس قبیلے سے ہو؟ میں نے کہا انصار سے۔ فرمایا: حدیث بیان کرو تم اپنی احادیث سے زیادہ آگاہ ہو، کہا: میں نے لوگوں کو حدیث سنائی تو عمران نے کہا: اس رات میں بھی موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ اسے کسی نے اس طرح یاد رکھا جس طرح تم نے اسے یاد رکھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في سفر وانتهى ما معهم من الماء فبشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم يجدونه أمامهم، مما دعا القوم إلى أن يسرعوا ولا ينتظروا، حتى سبقوا النبي صلى الله عليه وسلم وبعض الصحابة، وكان منهم أبو قتادة فكان الليل وبدأ رسول الله صلى الله عليه وسلم ينعس وأبو قتادة يعضده حتى لا يقع عن الراحلة حتى انتبه له الرسول صلى الله عليه وسلم ودعا له بالحفظ كما حفظه، ثم أخبره أن الناس سيختلفون في مكانه عليه الصلاة والسلام وأن أبا بكر وعمر سيخبرونهم بأنه خلفهم وأنهم إن أطاعوهم سيرشدوا، وهذا من علامات نبوته عليه الصلاة والسلام، ثم ناموا في الليل ولم يوقظهم إلا حر الشمس، فبين الرسول صلى الله عليه وسلم أن من نام عن الصلاة دون تعمد تركها ليس بمفرط، بل هو معذور، ولكن المفرط من يدع وقت الصلاة يخرج دون أن يصليها، فلما مشى النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة الذين معه وصلوا للقوم وقد كادوا يهلكون من العطش، فبشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم لن يهلكوا وسيشربوا جميعاً ودعا بإناء أبي قتادة الذي يستخدمه للوضوء وهو قدح صغير، وتوضأ فيه ودعا الناس للشرب منه، فشرب الناس كلهم حتى لم يبق إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو قتادة رضي الله عنه، فشرب أبو قتادة بعد أن أخبره النبي صلى الله عليه وسلم أن على ساقي القوم أن يشرب آخرهم، وذلك من معجزات النبي صلى الله عليه وسلم.

اجمالی معنی:

اس حدیث شریف میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ان کے ساتھ موجود سارا پانی ختم ہوگیا تو نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو یہ بشارت سنائی کہ انھیں آگے پانی مل جائے گا،جس کو سن کر قوم میں تیزی سے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا اور وہ انتظار کیے بغیر نبی ﷺ سے آگے بڑھ گیے اور ابوقتادہ کے بشمول کچھ صحابہ کرام (نبی ﷺ کے ہمراہ رہ گیے)، رات کا وقت تھا اور رسول اللہ ﷺ اونگھنے لگتے تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو ایسے سہارا دیتے کہ آپ سواری سے گر نہ پڑیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ (آخری بار) ان کے سہارا دینے کی وجہ سے بیدار ہو گیے اور ان کے حق میں حفظ وامان کی ویسے ہی دعاء فرمائی جیسے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی حفاظت کرتے ہوئے کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے (کہ آیا آپ ﷺ، آگے پہنچ جانے والوں سے آگے یا پیچھے ہیں) مقام کے تعلق سے لوگوں کی الگ الگ رائے ہوگی اور یقینا ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنھما انہیں یہ بتائیں گے کہ آپ ﷺ ان کے پیچھے ہیں اور یقینا اگر یہ لوگ ان دونوں کی بات مان لیں تو صحیح راہ پالیں گے، اور یہ نبی ﷺ کی نبوی نشانیوں میں سے ہے، پھر وہ سب رات کو سو گیے اور سورج کی تپش ہی نے انہیں نیند سے بیدار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ جو شخص نماز سے سو جائے اور جان بوجھ کر اس نے نماز نہ چھوڑی ہو تو یہ تقصیر و کوتاہی نہ ہوگی، لیکن کوتاہ تو وہ شخص ہوگا جو اس نماز کو ادا کرنے کے بجائے، اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اس کا وقت ہی نکل جائے، جب نبی ﷺ اور آپ کے ہمراہی صحابہ کرام آگے بڑھ جانے والی قوم سے جا ملے اور وہ اس حال میں تھے کہ قریب تھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے تو نبی ﷺ نے انہیں یہ بشارت سنائی کہ وہ بالکل ہلاک نہ ہوں گے بلکہ وہ سارے کے سارے لوگ ہی سیراب ہوں گے اور آپ ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا وہ برتن منگایا جس کو وہ آپ ﷺ کے وضو کے لیے استعمال کیا کرتے تھے اور وہ چھوٹا سا برتن تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں وضو فرمایا اور لوگوں کو اس میں سے پینے کے لیے بلایا۔ تمام لوگ پی چکے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گیے۔ نبی

ﷺ کی اس خبر وآگہی کے بعد کہ قوم کو پلانے والے پر ضروری ہے کہ وہ سب سے آخر میں پیئے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے پی لیا۔ اور یہ نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- لا يلوي على أحد : لا يعطف، أي لا يلتفت لأحد.
- لا ضير : لا يضركم ذلك عند الله -تعالى.-
- إبهار الليل : انتصف.
- فنعس : النعاس مقدمة النوم.
- فدعمته : أقمت ميله من النوم وصرت تحته كالدعامة للبناء فوقها.
- تهور الليل : ذهب، أكثره مأخوذ من تهور البناء وهو انهداده.
- ينجفل : يسقط.
- بما حفظت به نبيه : بسبب حفظك نبيه صلى الله عليه وسلم.
- سبعة ركب : ركب جمع راكب.
- بميضأة : بكسر الميم وبهمزة بعد الضاد: وهي الإناء الذي يتوضأ به.
- وضوءا دون وضوء : وضوءًا خفيفًا.
- يهمس إلى بعض : يكلمه بصوت خفي.
- لا هُلْك عليكم : هو بضم الهاء من الهلاك.
- غمري : هو بضم الغين المعجمة وفتح الميم وبالراء هو القدح الصغير.
- أطلقوا لي : إيتوني به.
- فلم يعد أن رأى الناس ماء في الميضأة : لم يتجاوز رؤيتهم الماء في الميضأة.
- أحسنوا الملأ : الملأ الخلق والعشرة، يقال: ما أحسن ملأ فلان. أي خلقه وعشرته وما أحسن ملأ بني فلان. أي عشرتهم وأخلاقهم.
- جامِّين : مستريحين, والجمام: ذهاب الإعياء، والإجمام: ترفيه النفس لمدة حتى يذهب عنها التعب وتنشط.
- في مسجد الجامع : التقدير هنا مسجد المكان الجامع.
- تكابوا عليها : تزاحموا عليها مكبًّا بعضهم على بعض.
- رواء : الرواء ضد العطاش.

فوائد الحديث:

١. فيه أنه يستحب لأمير الجيش إذا رأى مصلحة لقومه في إعلامهم بأمر أن يجمعهم كلهم ويشيع ذلك فيهم ليبلغهم كلهم ويتأهبوا له ولا يخص به بعضهم وكبارهم لأنه ربما خفي على بعضهم فيلحقه الضرر
٢. استحباب قول إن شاء الله في الأمور المستقبلة
٣. وفيه أنه يستحب لمن صُنع إليه معروف أن يدعو لفاعله
٤. فيه استحباب الأذان للصلاة الفائتة
٥. وفيه قضاء السنة الراتبة لأن الظاهر أن هاتين الركعتين اللتين قبل الغداة هما سنة الصبح
٦. وقوله كما كان يصنع كل يوم فيه إشارة إلى أن صفة قضاء الفائتة كصفة أدائها
٧. وفيه إباحة تسمية الصبح غداة
٨. أن النائم ليس بمكلف وإنما يجب عليه قضاء الصلاة
٩. امتداد وقت كل صلاة من الخمس حتى يدخل وقت الأخرى وهذا مستمر على عمومه في الصلوات إلا الصبح فإنها لا تمتد إلى الظهر بل يخرج وقتها بطلوع الشمس

١٠. إن ساقي القوم آخرهم؛ فيه هذا الأدب من آداب شاربي الماء واللبن ونحوهما وفي معناه ما يفرق على الجماعة من المأكول كلحم وفاكهة ومشموم وغير ذلك

١١. وفي حديث أبي قتادة هذا معجزات ظاهرات لرسول الله صلى الله عليه وسلم, إحداها: إخباره بأن الميضأة سيكون لها نبأ وكان كذلك, الثانية: تكثير الماء القليل, الثالثة: قوله صلى الله عليه وسلم كلكم سيروى وكان كذلك, الرابعة: قوله صلى الله عليه وسلم قال أبو بكر وعمر كذا وقال الناس كذا, الخامسة: قوله صلى الله عليه وسلم إنكم تسيرون عشيتكم وليلتكم وتأتون الماء وكان كذلك, ولم يكن أحد من القوم يعلم ذلك ولهذا قال فانطلق الناس لا يلوي أحد على أحد إذ لو كان أحد منهم يعلم ذلك لفعلوا ذلك قبل قوله صلى الله عليه وسلم.

١٢. سنة تخفيف الوضوء

١٣. جواز النوم على الدابة

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج, عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي, حققه: أبو اسحق الحويني الأثري, الناشر: دار ابن عفان للنشر والتوزيع - المملكة العربية السعودية - الخبر, الطبعة: الأولى ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م. شَرْحُ صَحِيح مُسْلِمِ لِلقَاضِى عِيَاض المُسَمَّى إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم, عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل, المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل, الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م

الرقم الموحد: (10621)

إنما الوضوء على من نام مضطجعا

وضواس شخص پرواجب ہوتا ہے جوچت لیٹ کر سوتا ہے

١٨٥٧. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- «كان يسجد وينام ويَنْفُخُ ثم يقوم فيصلي ولا يتوضأ» قال فقلت له صليت ولم تتوضأ وقد نِمْتَ ؟ فقال «إنما الوضوء على من نام مُضْطَجِعًا».

١٨٥٧. حديث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ : ''رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے اوراسی حالت میں سوجاتے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگتے۔ پھر آپ ﷺ اٹھ کرباقی نماز پوری فرماتے اور وضو نہیں کرتے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھی اور (نئے سرے سے) وضو نہیں کیا حالانکہ آپ سو گئے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضواس شخص پرواجب ہوتا ہے جوچت لیٹ کر سوتا ہے۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ : ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان أن النوم الخفيف لا ينقض الوضوء، كالنوم من الجالس المتمكن والقائم إلا من نام نوماً عميقاً أو مضطجعا فإن وضوءه ينتقض لاسترخاء مفاصله وعدم أمن خروج الريح من دبره.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ہلکی سی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے جیسے اس شخص کی نیند جو بیٹھا بیٹھا سوجائے اوراسے اپنے آپ پر مکمل کنٹرول ہو یا وہ شخص جو کھڑا کھڑا سوجائے ماسوا اس شخص کے جو گہری نیند یا چت لیٹ کر سوجائے کیونکہ اس حالت میں اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور سرین سے ہوا کے خارج ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے چنانچہ اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- نفخ : أي تنفس بصوت حتى يسمع منه صوت النفخ.
- مضطجعا : أي واضعا جنبه على الأرض.

فوائد الحديث:

١. النوم اليسير من الجالس لا ينقض الوضوء.
٢. النوم الكثير المستغرق ناقض للوضوء.
٣. الطهارة من الحدث شرط لصحة الصلاة.
٤. جواز النعاس والرقود في المسجد، لا سيما لانتظار الصلاة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، الناشر: دار الفكر - تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون. ضعيف أبي داود، الأم، لمحمد ناصر الدين الألباني - دار النشر: مؤسسة غراس للنشر و التوزيع - الكويت، الطبعة الأولى - ١٤٢٣هـ تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفوري - الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للبسام، مكتبة الأسدي - الطبعة الخامسة - ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م. تسهيل الالمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان - الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م. مجموع فتاوى العلامة عبد العزيز بن باز، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر- طبع وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف.

الرقم الموحد: (8405)

إنما الولاء لمن أعتق

حق 'ولاء' اُسے حاصل ہوگا جوآزاد کرے۔

١٨٥٨. الحديث:

عن عائشة بنت أبي بكر-رضي الله عنهما- قالت: كانت في بريرة ثلاث سنن: خُيِّرَتْ على زوجها حين عتقت. وأُهْدِيَ لها لحم، فدخل علي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- والبُرْمَةُ على النار، فدعا بطعام، فَأُتِيَ بخبز وأُدْمٌ من أدم البيت، فقال: ألم أَرَ البرمة على النار فيها لحم؟ قالوا: بلى، يا رسول الله، ذلك لحم تُصدِّق به على بريرة، فكرهنا أن نطعمك منه، فقال: هو عليها صدقة، وهو منها لنا هدية. وقال النبي -صلى الله عليه وسلم- فيها: إنما الوَلاء لمن أعتق».

١٨٥٨. حدیث:

عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تین شرعی احکام جاری ہوئے: ایک یہ کہ وہ آزاد ہوئیں تو انہیں اپنے خاوند کی بابت اختیار دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ انہیں بطور صدقہ کہیں سے گوشت آیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہنڈیا آگ پر رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے کھانا مانگا تو آپ ﷺ کو روٹی کے ساتھ گھر والا سالن دے دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آگ پر رکھی ہنڈیا میں گوشت نہیں پک رہا تھا؟ گھر والوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! لیکن وہ تو وہ گوشت ہے جو بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے اس لئے ہم نے درست نہیں سمجھا کہ آپ کو اس میں سے کھلائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ تھا لیکن اس کی طرف سے ہمارے لئے تحفہ ہوگا۔ تیسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ہی فرمایا تھا کہ: حق ولاء اسے حاصل ہوگا جو آزاد کرے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تذكر عائشة رضي الله عنها من بركة مولاتها بريرة متيمنة بتلك الصفقة، التي قربتها منها، إذ أجرى الله تعالى من أحكامه الرشيدة في أمرها ثلاث سنن، بقيت تشريعاً عاماً على مر الدهور. فالأولى: أنها عتقت تحت زوجها الرقيق (مغيث) فخُيِّرت بين الإقامة معه على نكاحهما الأول، وبين مفارقته واختيارها نفسها؛ لأنه أصبح لايكافئها في الدرجة، إذ هي حرة وهو رقيق، والكفاءة هنا معتبرة، فاختارت نفسها، وفسخت نكاحها، فصارت سنة لغيرها. والثانية: أنه تُصدقَ عليها بلحم وهي في بيت مولاتها عائشة فدخل النبي صلى الله عليه وسلم واللحم يطبخ في البرمة، فدعا بطعام فأتوه بخبز وأدم من أدم البيت الذي كانوا يستعملونه في عادتهم الدائمة، ولم يأتوه بشيء من اللحم الذي تصدق به على بريرة، لعلمهم أنه لا يأكل الصدقة. فقال: ألم أر البرمة على النار فيها لحم؟ فقالوا: بلى، ولكنه قد تصدق به على بريرة، وكرهنا إطعامك منه. فقال : هو عليها صدقة، وهو

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی آزاد کردہ باندی کی برکت بیان کر رہی ہیں اور اس بابرکت سودے کا ذکر کر رہی جس نے اسے ان کے قریب کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت پر مشتمل اپنے احکامات میں سے تین کو ان کے بارے میں جاری فرمایا جو رہتے زمانے تک شرعی احکامات بن گئے۔ اول: وہ تب آزاد ہوئیں جب وہ اپنے غلام شوہر مغیث کے نکاح میں تھیں۔ انہیں اختیار دیا گیا کہ چاہے تو وہ اپنے پہلے نکاح پر ان کے ساتھ رہیں یا پھر انہیں چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو الگ کر لیں۔ کیونکہ وہ مرتبے کے اعتبار سے اب ان کے ہم پلہ نہیں رہے تھے کیونکہ یہ آزاد تھیں اور وہ غلام اور اس معاملے میں برابری کا خیال رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے الگ ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنے نکاح کو فسخ کر دیا۔ ان کا یہ عمل دوسروں کے لئے سنت بن گیا۔ دوم: ان کو بطور صدقہ گوشت دیا گیا جب کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھیں جنہوں نے انہیں آزاد کیا تھا۔ نبی ﷺ گھر آئے تو ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کھانا مانگا تو گھر والوں نے آپ ﷺ کو روٹی اور گھر کا وہ سالن دے دیا جو وہ عموما استعمال کیا کرتے تھے اور حضرت بریرہ کو جو صدقے کا گوشت آیا تھا اس میں سے آپ ﷺ کو کچھ بھی نہ دیا کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آگ پر چڑھی ہنڈیا

منها لنا هدية. والثالثة : أن أهلها لما أرادوا بيعها من عائشة، اشترطوا أن يكون ولاؤها لهم لينالوا به الفخر حينما انتسب إليهم الجارية وربما حصلوا به نفعا ماديًّا، من إرث ونصرة وغيرهما فقال النبي صلى الله عليه وسلم: (إنما الولاء لمن أعتق). وليس للبائع ولا لغيره. والولاء علاقة بين السيد المالك والعبد المملوك بعد عتقه وريته، فيرث السيد العبد إذا لم يكن له وارث أو بقي شيء بعد أن يأخذ أصحاب الفروض نصيبهم من الميراث.

میں گوشت نہیں تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ : جی بالکل ہے ۔ لیکن وہ حضرت بریرہ کو بطور صدقہ آیا ہے اس وجہ سے ہم نے اسے آپ کو کھلانا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور ان کی طرف سے ہمارے لئے ہدیہ ہوگا۔ سوم : بریرہ کے مالکان نے جب انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیچنا چاہا تو انہوں نے شرط لگائی کہ آزاد کرنے پر حق ولاء انہی کے پاس رہے گا کیونکہ جب باندی ان کی طرف منسوب ہوگی تو یہ ان کے لئے فخر کا باعث ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ اس سے انہیں کوئی مادی فائدہ بھی حاصل ہو جیسے وراثت اور نصرت وغیرہ۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا : ولاء اسی کا حق ہے جس نے آزاد کیا۔ یہ بیچنے والے یا کسی اور کو نہیں ملتا۔ ولاء مالک آقا اور مملوک غلام کے مابین اس کے آزاد ہو جانے کے بعد قائم رہنے والا ایک تعلق ہے۔ اگر غلام کا کوئی وارث نہ ہو یا پھر ذوی الفروض کے میراث میں سے اپنا حصہ لے چکنے کے بعد کچھ باقی بچ جائے تو وہ آقا کو بطور میراث مل جاتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة بنت أبي بكر-رضي الله عنهما-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- بريرة : مولاة عائشة صحابية مشهورة عاشت إلى زمن يزيد بن معاوية
- سُنَن : طرق.
- عَتُقَت : أعتقتها عائشة رضي الله عنها، أي جعلتها حرة بعد أن كانت مملوكة.
- برمة : البُرْمة قِدْر من حجارة، جمعه بُرَم
- أُدُم : جمع إدام وهو ما يؤكل مع الخبز، أي شيء كان.
- تُصدِّق : لم يذكر فاعله
- فكرهنا : أن نطعمك منه، لأنك لا تأكل الصدقة.
- هو : أي: اللحم
- عليها صدقة : لأنها فقيرة. والصدقة تمليك مال بلا عوض طلبا لثواب الآخرة
- وهو منها لنا هدية : أهدته لنا بريرة ، لأن للفقير التصرف في ملكه. والهدية هي تمليك مال بلا عوض للتودد والمحبة
- فيها : في بريرة لما أرادت عائشة أن تشتريها فاشترط أهلها أن يكون الولاء لهم.

فوائد الحديث:

١. أن الأمة إذا عتقت تحت عبد يكون لها الخيار بين البقاء معه وبين الفسخ من عصمة نكاحه، وجواز ذلك بإجماع العلماء. أما إذا عتقت تحت حر فلا خيار لها
٢. أن من موانع التكافؤ بين الزوجين الحرية والرق.
٣. أن الفقير إذا تُصدق عليه فأهدى من صدقته إلى من لا تحل له الصدقة، من غني وغيره، فإهداؤه جائز، لأنه قد ملك الصدقة، فيتصرف بها كيف شاء.
٤. دليل على سؤال صاحب البيت أهله عن شؤون منزله وأحواله.
٥. انحصار الولاء بالمعتق، فلا يكون لغيره، ولا ينتقل لغيره بأي طريقة.
٦. جواز أكل الإنسان من طعام من يسر بأكله ولو لم يأذن له فيه بخصوصه.
٧. جواز الصدقة على من ينفق غير المتصدق عليه.

٨. أن من حرمت عليه الصدقة جاز له أكل عينها إذا تغير حكمها.
٩. أن الهدية تملك بوضعها في بيت المهدى له ولا يحتاج إلى التصريح بالقبول.
١٠. أنه لا يجب السؤال عن أصل المال الواصل إذا لم يكن فيه شبهة، ولا عن الذبيحة إذا ذبحت بين المسلمين
١١. تسمية الأحكام سننا وإن كان بعضها واجبا.
١٢. استحباب شفاعة الحاكم في الرفق بالخصم، لقول النبي صلى الله عليه وسلم لبريرة: " زوجك وأبو ولدك."
١٣. تحريم الصدقة على النبي صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ) خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام لفيصل بن عبد العزيز آل المبارك ، ط٢، (١٤١٢ هـ) الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، (١٣٨١ه) صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت)

الرقم الموحد: (6159)

إنه لو حدث في الصلاة شيء لنبأتكم به، ولكن إنما أنا بشر مثلكم، أنسى كما تنسون، فإذا نسيت فذكروني، وإذا شك أحدكم في صلاته، فليتحر الصواب فليتم عليه، ثم ليسلم، ثم يسجد سجدتين

اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوتا لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ اس لیے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دِلا دیا کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو سوچ کر درست کیا ہے، اُسے معلوم کرے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر (سہو کے) دو سجدے کر لے۔

١٨٥٩. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- -قال إبراهيم: لا أدري زاد أو نقص- فلما سلم قيل له: يا رسول الله، أَحَدَثَ في الصلاة شيء؟ قال: «وما ذاك»، قالوا: صليتَ كذا وكذا، فَثَنَّى رِجليْهِ، واستقبل القبلة، وسَجَدَ سجدتين، ثم سلم، فلما أقبل علينا بوجهه، قال: «إنه لو حَدَثَ في الصلاة شيءٌ لَنَبَّأْتُكُم به، ولكن إنما أنا بَشَرٌ مثلكم، أنسى كما تَنْسَوْن، فإذا نَسِيتُ فذَكِّرُوني، وإذا شَكَّ أحدكم في صلاته، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فليُتِمَّ عليه، ثم ليسلم، ثم يسجد سجدتين».

١٨٥٩. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ رسول! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا: آخر کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں پھیرے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور (سہو کے) دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ: ''اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوتا لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں۔ اس لیے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دِلا دیا کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو سوچ کر درست کیا ہے، اسے معلوم کرے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر (سہو کے) دو سجدے کر لے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى بهم صلاة زاد فيها أو نقص، فسأله الصحابة هل حدث في الصلاة تغيير؟ فأخبرهم بأنه لو حدث فيها شيء لأخبرهم، ثم ذكر أنه بشر مثلنا ينسى لزيادته في الصلاة أو نقصانه، ثم ذكر الحكم فيمن زاد أو نقص في الصلاة ناسياً ثم ذكر أن يتحقق من عدد الركعات ثم يتم إن كان فيها نقص أو يسجد سجدتين للسهو ثم يسلم منهما.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی اس میں کمی بیشی ہوگئی۔ صحابہ نے پوچھا کہ کیا نماز میں کسی تبدیلی کا حکم آگیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا پھر انھیں بتایا کہ وہ بھی ان جیسے انسان ہیں اور نماز میں کمی بیشی کے اعتبار سے بھول سکتے ہیں۔ پھر یہ حکم بیان کیا کہ جو شخص بھول کر نماز میں کمی بیشی کر بیٹھے تو پھر ادا شدہ عدد رکعات کو یقینی کر لے اور اگر اس میں نقص آگیا ہے تو اس کے مطابق نماز پوری کرے اور سہو کے دو سجدے کر کے سلام پھیر دے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن مسعود-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أحدث في الصلاة شيء؟ : الهمزة فيه للاستفهام، و"حَدَثٌ" بفتح الدال، ومعناه: السؤال عن حدوث شيء من الوحي، يوجب تغيير حكم الصلاة بالزيادة على ما كانت معهودة.
- وما ذاك : سؤال من لم يشعر بما وقع منه، ولا يقين عنده، ولا غلبة ظن، وهو خلاف ما عندهم.
- لنبأتكم : لأخبرتكم به.
- أنا بشر : تطرأ عليَّ، وتلحقني الحالة البشرية.
- أنسى : النسيان في اللغة: خلاف الذكر والحفظ، وفي الاصطلاح: النسيان وغفلة القلب عن الشيء، فهو جهل طارىء يزول به العلم عن الشيء، مع ذكره لغيره، ليخرج النوم ونحوه.
- إذا شكَّ أحدكم : الشك في اللغة: خلاف اليقين، وفي الاصطلاح: الشك ما يستوي فيه طرفا العلم والجهل، وهو الوقوف بين الشيئين؛ بحيث لا يميل إلى أحدهما، فإذا قوي أحدهما، وترجح على الآخر، فهو الظن.
- فليتحرَّ الصواب : التحري: القصد والاجتهاد في الطلب، والعزم على تخصيص الشيء بالفعل والقول.
- فَلْيُتِمّ عليه : أي: فَلْيُتِمّ بانيًا على ما سبق من صلاته.

فوائد الحديث:

١. أن سجود السهو للزيادة سهوًا في الصلاة، وأنَّها لا تعاد، بل يسجد سجود السهو، ويجبر بهما خلل صلاته.

٢. أنَّ سجدتي السهو يُؤتى بهما من جلوس، فلا يشرع أن يقوم حينما يريد أن يسجدهما.

٣. أنَّ المتابعة خطأً لا تبطل الصلاة، ولكن إذا علم بخطأ إمامه فلا يتابعه إلاَّ في التشهد الأول، فإنه يقوم معه إذا لم يعلم الإمام بالخطأ إلاَّ بعد أن استتمَّ قائمًا.

٤. أنَّ سجدتي السهو، كالسجود ضمن الصلاة في الأحكام.

٥. أنَّ الانصراف عن القِبلة سهوًا، أو خطأ -لا يبطل الصلاة.

٦. أنَّ الكلام مع ظن إتمام الصلاة لا يبطلها، ولو طال.

٧. أنَّ محل سجود السهو يكون بعد السلام في مثل هذه الصورة.

٨. قوله: "فإذا نسيتُ فذكروني"، دليل على أنَّه يجب على المأمومين أن ينبهوا الإمام إذا سها في الصلاة.

٩. دل قوله: (إذا شك أحدكم في صلاته) وكذا غيره من الأحاديث المتقدمة على أن سجود السهو مشروع في صلاة النافلة، كما هو مشروع في صلاة الفريضة؛ لأن الجبران وإرغام الشيطان يحتاج إليه في صلاة النفل، كما يحتاج إليه في صلاة الفرض.

١٠. أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بشر يعتريه ما يعتري البشر من النسيان وغيره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري. حقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (11232)

إنها لرؤيا حق إن شاء الله، فقم مع بلال فألق عليه ما رأيت، فليؤذن به، فإنه أندى صوتا منك

''ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے''، (پھر فرمایا) ''تم بلال کے ساتھ اٹھ کر جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے''۔

١٨٦٠. الحديث:

عن عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- قال: لَمَّا أَمَرَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصلاة طاف بي وأنا نائم رجل يحمل ناقوساً في يده، فقلت: يا عبد الله أَتَبِيعُ الناقوس؟ قال: وما تصنع به؟ فقلت: ندعو به إلى الصلاة، قال: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فقلت له: بلى، قال: فقال: تقول: الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حيَّ على الصلاة، حيَّ على الصلاة، حيَّ على الفلاح، حيَّ على الفلاح، الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، قال: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي غَيْرَ بعيد، ثم قال: وتقول إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ: الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدًا رسول الله، حيَّ على الصلاة، حيَّ على الفلاح، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قد قامتِ الصلاة، الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله، فلما أصبحت، أتيتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فأخبرته، بما رأيتُ فقال: «إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ، فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ، فإنه أَنْدَى صوتا منك» فقمتُ مع بلال، فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ، وَيُؤَذِّنُ بِهِ، قَالَ: فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بنُ الخَطَّاب، وهو في بيته فخرج يَجُرُّ رِدَاءَهُ، ويقول: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لقد رأيتُ مثل ما رأى، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «فَلِلَّهِ الحَمْدُ».

١٨٦٠. حدیث:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم فرمایا تاکہ لوگوں کو نماز کی خاطر جمع کرنے کے لئے اسے بجایا جائے، تو میں نے خواب میں ایک شخص کو ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: اللہ کے بندے کیا اسے فروخت کروگے؟ اس نے کہا: تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے، اس شخص نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور بتائیے، تو اس نے کہا: تم اس طرح کہو: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، أَشْہَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، أَشْہَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، أَشْہَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ، أَشْہَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ'' (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کے لئے آؤ، نماز کے لئے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ) پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا، زیادہ دور نہیں گیا پھر اس نے کہا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس طرح کہو: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، أَشْہَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، أَشْہَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یقینا نماز کھڑی ہوگئی، یقینا نماز کھڑی ہوگئی، [اور ایک روایت میں ہے کہ اگر صبح کی اذان ہو تو ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' (نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے) کہو] ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ'' (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔) پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اسے آپ سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے''، پھر فرمایا: ''تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے زیادہ بلند

ہے‘‘۔ چناں چہ میں بلال کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، میں انہیں اذان کے کلمات بتاتا جاتا تھا اور وہ اسے پکارتے جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سنا تو وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کا شکر ہے۔‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث الشريف قصة الأذان، وذلك أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أراد أن يتخذ ناقوساً كالنصارى ليجتمع الناس على صوته للصلاة، ثم لم يفعل لأنه من خصائصهم، فرأى أحد الصحابة -رضوان الله عليهم- وهو عبد الله بن زيد في نومه أحدهم يبيع ناقوساً، فأراد أن يشتريه ليجمع به الناس للصلاة، فقال له الرجل: ألا أدلك على خير من ذلك؟ وقام بتعليمه جمل الأذان، فذهب إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- صباحاً وذكر له المنام، فأخبره -صلى الله عليه وسلم- أنها رؤيا صادقة وأمره أن يقرأ الأذان على بلال حتى يؤذن بها؛ لأنه أجمل منه صوتاً، فلما سمعه عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أتى وأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه رأى ذلك أيضاً.

اجمالی معنی:

یہ حدیث شریف اذان کا قصہ بیان کرتی ہے، اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ نصاریٰ کی طرح ایک ناقوس اپنا لیا جائے تاکہ اس کی آواز پر لوگ نماز کے لئے اکٹھا ہو جایا کریں، پھر آپ نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ ان کے شعار و خصائص میں سے تھا، تو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابیٔ رسول نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس بیچ رہا ہے، انہوں نے سوچا کہ اس سے خرید لیں تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لئے اکٹھا کریں، تو اس شخص نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ اور اس نے انھیں اذان کے جملے سکھلائے۔ صبح ہوئی تو عبداللہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے خواب بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتلایا کہ یہ سچا خواب ہے اور انہیں حکم دیا کہ اذان کے وہ کلمات (جو خواب میں دیکھے ہیں) بلال کو پڑھا دیں تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز ان سے بہتر تھی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب اسے سنا تو وہ بھی تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ انہوں نے بھی اسی طرح خواب دیکھا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد الدارمي.
التخريج: عبد الله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري الخزرجي - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- طاف بي : أي: ألمَّ بي وقَرُب حولي حالة كوني نائماً.
- إنها لرؤيا حق : أي: صادقة ثابتة مطابقة للوحي؛ لأنه -صلّى الله عليه وسلّم- لا ينطق عن الهوى، أو موافِقةً للاجتهاد.
- لرؤيا : ما رأيته في منامك.
- حيّ : بمعنى هلمَّ وأقبل.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الأذان، لإظهار شعائر الإسلام وإعلام الناس بدخول وقت الصلاة، ودعائهم إلى المساجد لأداء فريضة الله تعالى.
٢. أن الأفضل في الأذان التربيع في أوله، وهو التكبير أربع مرات، وعلى هذا أكثر أهل العلم.

٣. أن الإقامة تُفرد ألفاظها، فلا تكرر، ما عدا التكبير و(قد قامت الصلاة) فإنها تكرر مرتين، وإنما لم تكرر الإقامة لأنها للحاضرين في الأصل، فلا تحتاج إلى تكرار كالأذان.

٤. استحباب أن يقول المؤذن في أذان الفجر بعد: حي على الفلاح: الصلاة خير من النوم، مرتين؛ لأن صلاة الفجر في وقت ينام فيه عامة الناس، ويقومون إلى الصلاة من نوم، فاختصت صلاة الفجر بذلك دون غيرها من الصلوات.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10615)

إنها ليست بنجس، إنها من الطوافين عليكم والطوافات

"یہ ناپاک نہیں ہے، یہ تو تمہارے پاس بکثرت آنے جانے والوں اور آنے جانے والیوں میں سے ہے"۔

١٨٦١. الحديث:

عن كبشة بنت كعب بن مالك -وكانت تحت ابن أبي قتادة-: أن أبا قتادة دخل فسَكَبَتْ له وَضُوءًا، فجاءت هرة فشربت منه، فأصغى لها الإناء حتى شربت، قالت كبشة: فرآني أنظر إليه، فقال: أتعجبين يا ابنة أخي؟ فقلت: نعم، فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «إنها ليست بنجس، إنها من الطوافين عليكم والطوافات».

١٨٦١. حدیث:

کبشہ بنت کعب بن مالک -جو ابوقتادہ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں- بیان کرتی ہیں کہ ابوقتادہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی انڈیل کر رکھا۔ اسی دوران ایک بلی آئی اور اسی برتن میں سے پانی پینے لگی۔ ابوقتادہ نے برتن کو جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے اچھی طرح پانی پی لیا۔ کبشہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ میں تعجب سے ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو فرمایا: بھتیجی! کیا تمہیں اس سے تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے، یہ تو تمہارے گھروں میں بکثرت آنے جانے والوں اور بکثرت آنے جانے والیوں میں سے ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن أبا قتادة بدأ وضوءه، فدخلت هرة - والهرة تدخل البيوت وتخالط الناس وتتردد عليهم – فأصغى لها الإناء لتشرب من ماء الوضوء، فتعجبت كبشة ابنة أخيه من فعله- وهو ماء معد للوضوء ولا بد من أن يكون طاهراً مطهراً- فأخبرها بالحديث أن الهرة ليست نجسة و لا تؤثر في الماء لأنها من المخالطين للناس دائماً .

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے وضو شروع کیا تو اسی دوران ایک بلی آگئی۔ -اور بلی گھروں میں گھس آتی ہے، لوگوں میں گھل مل جاتی ہے اور ان کے پاس آتی جاتی رہتی ہے- چنانچہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے سامنے برتن کو جھکا دیا تاکہ وہ وضو کا پانی پی سکے۔ ایسا کرنے پر ان کی بھتیجی کبشہ بہت حیران ہوئیں۔ کیونکہ یہ وضو کا پانی تھا جس کے لیے پاکیزہ اور پاک کرنے والا ہونا ضروری ہے۔ اس پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث سنائی کہ بلی ناپاک نہیں ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے پانی پر کوئی اثر پڑتا ہے کیونکہ یہ تو ان جانوروں میں سے ہیں جو ہر وقت انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد والدارمي

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي-رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- هرة . : هي الأنثى من القطط .
- ليست بِنَجَسٍ . : وهو ضد الطاهر، أي: ليست نجسة الذات.
- الطوافين . : جمع طَوَّافٍ، شبهها بخدم البيت، وهو من يطوف على أهله ويدور حولهم برفق وعناية.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على طهارة فم الهرة، وطهارة فضلتها ـ
٢. فيه دليل على طهارة جميع أعضائها وبدنها.
٣. وهذا الحديث فرد من أفراد القاعدة العظيمة المشقة تجلب التيسير، فكثرة طوافها وعموم البلوى بها جعل ما تلامسه طاهراً وإن كان رطباً.

٤. الصحيح من أقوال أهل العلم إلحاق الحمار والبغل بالهرة في طهارة سؤرهما وعرقهما.

٥. يفيد الحديث مشروعية اجتناب الأشياء النجسة، وإذا دعت الحاجة أو الضرورة إلى ملامستها، فيجب التنزه منها؛ وذلك كالاستنجاء باليد اليسرى، وإزالة الأنجاس والأقذار بها.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- مؤسسة الرسالة سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (8361)

إني كنت أَمَرْتُكُمْ أن تُحْرِقُوا فلانًا وفلانًا، وإن النَّار لا يُعَذِّبُ بها إلا الله، فإن وجَدْتُمُوهُما فاقْتُلُوهُما

میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دینا۔ لیکن آگ کی سزا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ اس لیے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا

١٨٦٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: بَعَثَنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بَعْثٍ، فقال: «إن وجَدْتُم فُلانا وفُلانا» لرجلين من قُرَيْش سَمَّاهُما «فأَحْرِقُوهُمَا بالنَّار» ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين أردنا الخروج: «إني كنت أَمَرْتُكُمْ أن تُحْرِقُوا فلانًا وفلانًا، وإن النَّار لا يُعَذِّبُ بها إلا الله، فإن وجَدْتُمُوهُما فاقْتُلُوهُما».

١٨٦٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا تو فرمایا: ''اگر تمہیں فلاں فلاں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔'' آپ ﷺ نے یہ قریش کے دو آدمیوں کا نام لے کر فرمایا۔ پھر جب ہم نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دینا۔ لیکن آگ کی سزا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ اس لیے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة _ رضي الله عنه _ في هذا الحديث أن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ بعثهم في جيش لقتال العدو، وأمرهم إذا رأوا رجلين من قريش عينهما لهم أن يحرقوهما بالنار، ثم قال صلى الله عليه وسلم لهم عندما جاءوا ليودعونه قبل سفرهم: إني كنت أمرتكم أن تحرقوا فلانا وفلانا، وإن النار لا يعذب بها إلا الله، فإن أخذتموهما فاقتلوهما".

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں ایک لشکر میں دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ اگر انہیں دو قریشی افراد نظر آئیں جن کی آپ ﷺ نے تعیین کی تو انہیں آگ میں جلا دیں۔ پھر جب وہ آپ ﷺ کو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے الوداع کرنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں فلاں فلاں شخص کو جلانے کے لئے کہا تھا۔ لیکن آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے گا۔ اس لئے اگر وہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں تو انہیں (جلانے کے بجائے) قتل کر دینا۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- في بَعْثٍ : أي في جيش مَبْعُوث به.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الإحراق بالنار، والاكتفاء بالقتل كأقصى درجات التأديب والعقوبة حتى للأعداء.
٢. جواز الحكم بالشيء اجتهادا ثم الرجوع عنه.
٣. استحباب ذِكر الدليل عند تقرير الحكم لرفع الالتباس.
٤. فيه دليل على نسخ السنة بالسنة.
٥. جواز نسخ الحكم قبل العمل به، أو قبل التمكن من العمل به.
٦. طول الزمان لا يرفع العقوبة عمن يستحقها.
٧. أن التعذيب بالنار من خصوصيات الله تعالى.

المصادر والمراجع:
نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليق: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر . شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ

الرقم الموحد: (8889)

إياكم والدخول على النساء. فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله، أرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت

عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔ ایک انصاری شخص نے سوال کیا: یارسول اللہ! شوہر کے قریبی رشتہ دار (بھائی، چچازادوغیرہ) کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر کا قریبی رشتہ دار تو موت ہے۔

١٨٦٣. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إياكم والدخولَ على النساء. فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله، أرأيت الحمُو؟ قال: الحمُو الموتُ». ولمسلم: عن أبي الطاهر عن ابن وهب قال: سمعت الليث يقول: الحمو: أخو الزوج وما أشبهه من أقارب الزوج، ابن عم ونحوه.

١٨٦٣. حديث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔ ایک انصاری شخص نے سوال کیا: یارسول اللہ! شوہر کے قریبی رشتہ دار (بھائی، چچازادوغیرہ) کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''شوہر کا قریبی رشتہ دار تو موت ہے''۔ مسلم شریف میں ابو طاہر سے اور ان کے واسطے سے ابن وہب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے لیث رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ "حمو" سے مراد شوہر کا بھائی اور اس کے جیسے شوہر کی طرف سے دیگر قریبی رشتہ دار ہیں مثلاًچچازاد بھائی وغیرہ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحذر النبي صلى الله عليه وسلم من الدخول على النساء الأجنبيات، والخلوة بهن، فإنه ماخلا رجل بامرأة، إلا كان الشيطان ثالثهما فإن النفوس ضعيفة، والدوافع إلى المعاصي قوية، فتقع المحرمات، فنهى عن الخلوة بهن ابتعادا عن الشر وأسبابه. فقال رجل: أخبرنا يا رسول الله، عن الحمو الذي هو قريب الزوج، فربما احتاج، إلى دخول بيت قريبه الزوج وفيه زوجته، أما له من رخصة؟. فقال صلى الله عليه وسلم: الحمو الموت، لأن الناس قد جروا على التساهل بدخوله، وعدم استنكار ذلك، فيخلو بالمرأة الأجنبية، فربما وقعت الفاحشة وطالت على غير علم ولا ريبة، فيكون الهلاك الديني، والدمار الأبدي، فليس له رخصة، بل احذروا منه ومن خلواته بنسائكم.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اجنبی عورتوں کے پاس جانے اور ان سے تنہائی میں ملنے سے ڈرا رہے ہیں۔ جب بھی مرد و زن تنہا ہوتے ہیں تو شیطان ان دونوں کے مابین تیسرا ہوتا ہے۔ نفس بہت کمزور ہوتا ہے جب کہ گناہ پر اُسے برانگیختہ کرنے والے ذرائع بہت مضبوط ہوتے ہیں اس وجہ سے حرام کردہ اشیاء واقع ہوجایا کرتی ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے برائی اور اس کے اسباب سے دور رہنے کے لیے ان کے ساتھ تنہائی میں ملنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! ہمیں شوہر کے قریبی رشتہ دار کے بارے میں بتائیں کیونکہ اسے اپنے قریبی رشتہ دار کے گھر آنا جانا پڑتا ہے اور گھر میں اس کی بیوی ہوتی ہے۔ کیا اس کے لیے کچھ رخصت نہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''شوہر کا قریبی رشتہ دار تو موت ہے'' کیونکہ اس کے آنے جانے کے معاملے میں لوگ تساہل برتتے ہیں اور اسے برا نہیں جانتے چنانچہ اس کی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملاقات ہو جاتی ہے اور پھر بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ زنا کا ارتکاب ہوجاتا ہے اور بغیر کسی کو خبر اور شک ہوئے لمبے عرصے تک جاری رہتا ہے۔ اس میں دینی تباہی اور ابدی بربادی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی رخصت نہیں بلکہ (اگر تم غیرت مند ہو تو) اُس (قریبی رشتے دار) کے تمہاری بیویوں کے ساتھ تنہائی میں ملنے کے معاملے میں محتاط رہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عقبة بن عامر -رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- إياكم والدخول على النساء : احذروا من أن تدخلوا على النساء، أو يدخل النساء عليكم ، والمراد بالنساء: غير المحارم.
- أرأيت الحمو : يعنى أخبرنا عن حكم خلوة الحمو.
- الحمو : بفتح الحاء وضم الميم، هو: قريب الزوج، من أخ، وابن عم، ونحوهما. قال النووي: اتفق أهل اللغة على أن الأحماء أقارب زوج المرأة، كأبيه وعمه وأخيه وابن عمه ونحوهم.
- الحمو الموت : شبه (الحمو) بالموت، لما يترتب على دخوله الذي لا ينكر، من الهلاك الديني. قال في فتح الباري: والعرب تصف الشيء المكروه بالموت. وجه الشبه أنه موت الدين إن وقعت المعصية، وموت المختلي إن وقعت المعصية ووجب الرجم ، وهلاك المرأة بفراق زوجها إذا حملته الغيرة على تطليقها.
- الموت : موت الدين إن وقعت المعصية، وموت المُخْتَلِي إن وقعت المعصية ووجب الرجم، وهلاك المرأة بفراق زوجها إذا حملته الغيرة على تطليقها.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الدخول على الأجنبيات والخلوة بهن، سدا لذريعة وقوع الفاحشة

٢. أن ذلك عام في الأجانب من أخي الزوج وأقاربه، الذين ليسوا محارم للمرأة. قال ابن دقيق العيد: ولا بد من اعتبار أن يكون الدخول مقتضيا للخلوة، أما إذا لم يقتض ذلك فلا يمتنع.

٣. التحريم -هنا- من باب تحريم الوسائل، والوسائل لها أحكام المقاصد.

٤. الابتعاد عن مواطن الزلل عامة، خشية الوقوع في الشر.

٥. قال شيخ الإسلام: "كان عمر بن الخطاب يأمر العزاب ألا يسكنوا بين المتأهلين، وألا يسكن المتأهل بين العزاب، وهكذا فعل المهاجرون لما قدموا المدينة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم."

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة-

الرقم الموحد: (5888)

أَيُّكُم خَلَفَ الخَارِجَ في أهْلِه وماله بخَير كان له مِثل نِصَفِ أَجْرِ الخَارِجِ

تم میں سے جو شخص جہاد پر جانے والے کے اہل خانہ اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ اس کی جانشینی کرے گا اس کو جہاد میں جانے والے کا نصف اجر ملے گا۔

١٨٦٤. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَعَث إلى بني لَحْيَان، فقال: «لِيَنْبَعِث مِن كُلِّ رَجُلَين أَحَدُهُما، والأجرُ بَينَهُمَا». وفي رواية: «لِيَخرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَين رَجُل» ثم قال للقاعد: «أَيُّكُم خَلَفَ الخَارِجَ في أهْلِه وماله بخَير كان له مِثل نِصَفِ أَجْرِ الخَارِجِ».

١٨٦٤. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے نکلے اور اجران دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی (جہاد کے لئے) نکلے۔'' پھر آپ ﷺ نے بیٹھنے والے کے لیے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص جہاد پر جانے والے کے اہل خانہ اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ اس کی جانشینی کرے گا اس کو جہاد میں جانے والے کا نصف اجر ملے گا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء في حديث أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أراد أن يبعث جيشاً إلى بني لحيان، وهم من أشهر بطون هذيل. واتفق العلماء على أن بني لحيان كانوا في ذلك الوقت كفاراً، فبعث إليهم بعثاً يغزوهم (فقال) لذلك الجيش: (لينبعث من كل رجلين أحدهما)، مراده من كل قبيلة نصف عددها، (والأجر) أي: مجموع الحاصل للغازي والخالف له بخير (بينهما)، فهو بمعنى قوله في الحديث قبله: «ومن خلف غازياً فقد غزا»، وفي حديث مسلم: «أيكم خلَّف الخارج في أهله وماله بخير كان له مثل نصف أجر الخارج»، بمعنى أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرهم أن يخرج منهم واحد، ويبقى واحد يخلف الغازي في أهله ويكون له نصف أجره؛ لأنَّ النصف الثاني للغازي.

اجمالی معنیٰ:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا جو کہ قبیلہ ہذیل کی مشہور شاخوں میں سے ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بنی لحیان اس وقت کافر تھے، آپ ﷺ نے ان سے جہاد کرنے کے لئے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس لشکر والوں سے فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد پر جانے کے لئے اٹھے۔'' آپ ﷺ کی مراد ہر قبیلے سے اس کی نصف تعداد تھی، (والأجر) یعنی مجموعی اجر مجاہد اور بھلائی کے ساتھ اس کی جانشینی کرنے والے کے مابین مشترک ہو گا۔ اس کا مفہوم وہی ہے جو پچھلی حدیث کا ہے کہ: ''جس نے کسی مجاہد کا اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشین بنا یقیناً اس نے (بھی) جہاد کیا۔'' اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے: ''تم میں سے جو شخص جہاد پر جانے والے کے اہل خانہ اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ اس کی جانشینی کرے گا اس کو جہاد میں جانے والے کا نصف اجر ملے گا۔" مطلب یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے نکلے اور ایک جہاد پر جانے والے کے اہل و عیال کی نگہبانی اور دیکھ بھال کرے اور اس کے لئے اس کا آدھا اجر ہو گا۔ کیونکہ بقیہ آدھا جہاد پر جانے والے کو ملے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَيَنْبَعِث : ليخرج.
- خَلَفَ الخَارِجَ فِي أَهْلِه : قام فيهم بما كان يفعله.

فوائد الحديث:

١. أنه إذا لم يكن حاجة للنفير العام كان من الواجب أن ينفر بعض المسلمين للجهاد، ويقيم في الأوطان بعضهم للإنتاج وتقديم ما يحتاج إليه الوطن، من السلاح وغيره، ورعاية أسر المجاهدين، والأجر بينهم سواء.

٢. وجوب التعاون بين المسلمين على تجهيز جيش المسلمين.

٣. وجوب حماية بيوت المجاهدين، وحفظ أعراضهم، وتيسير سبل العيش الكريم لأسرهم.

٤. القائم بحوائج أسر الجنود الذين يقاتلون في سبيل الله له مثلهم من الأجر.

٥. أنَّ من خلف الغازي في أهله وماله بخير، فله نصف أجر الغازي من غير أن ينقص من أجره شيء.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (6366)

أبصروها، فإن جاءت به أبيض سبطًا قَضِيء العينين فهو لهلال بن أمية، وإن جاءت به أكحل جعدًا حمش الساقين فهو لشريك ابن سحماء

اس عورت پر نظر رکھو۔ اگر وہ گوراچٹا، سیدھے بالوں اور سرخی مائل ڈھیلی آنکھوں والا بچا جنتی ہے تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر وہ سرمئی آنکھوں، گھنگھریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنتی ہے تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا ۔

١٨٦٥. الحديث:

إن هِلال بن أُمية قذف امرأته بشريك ابن سَحْماء، وكان أخا البراء بن مالك لأمه، وكان أول رجل لَاعَنَ في الإسلام، قال: فَلَاعَنَهَا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أبصروها، فإن جاءت به أبيض سَبِطًا، قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ؛ فهو لهلال بن أمية، وإن جاءت به أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ؛ فهو لشريك بن سحماء»، قال: فأُنبِئْت أنها جاءت به أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ.

١٨٦٥. حدیث :

ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کیا ہے۔ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخیافی (ماں شریک) بھائی تھے اور اسلام میں لعان کرنے والے وہ پہلے آدمی تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی پر لعان کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس عورت پر نظر رکھو۔ اگر وہ گوراچٹا، سیدھے بالوں اور سرخی مائل ڈھیلی آنکھوں والا بچا جنتی ہے تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر وہ سرمئی آنکھوں، گھنگھریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنتی ہے تو وہ شریک بن سحاء کا ہوگا"۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "مجھے خبر دی گئی کہ اس نے سرمئی آنکھوں، گھنگھریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن الصحابي هلال بن أمية -رضي الله عنه- قذف امرأته بالزنا، بأنها زنت مع شريك بن سحماء وقد استبان حملها، فأراد أن ينفي عنه الولد باللعان، وهي شهادات بين الزوجين تكون مؤكدة بحلف ولعن بينهما لمن كان كاذبا، ثم إنه -عليه الصلاة والسلام- ذكر علامات يُعرف بها الولد هل هو لأبيه أو لمن كان سببا في حملها من الزنا، فذكر أنه إن كان شعره مسترسلاً كامل الخِلْقَةِ؛ فهو لأبيه وذلك لوجود الشبه بينهما، وإن كان الولد أكحل العينين أي شديد سواد منابت الأجفان، متجعد الشعر فيه التواء وتقبضٌ؛ فهو للذي زنا بها وهو شريك بن سحماء، فدل على مشروعية ملاعنة المرأة الحامل.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صحابئ رسول ﷺ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کیا ہے جب کہ اس کا حمل بھی ظاہر ہوچکا تھا۔ چنانچہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ لعان کرکے بچے کی اپنے نسب سے نفی کر دیں۔ لعان کچھ گواہیوں کا نام ہے جو میاں بیوی کے مابین ہوتی ہیں اور ان کی تاکید قسم اور ہر اس فریق پر لعنت کے ساتھ کی جاتی ہے جو جھوٹا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ ایسی نشانیاں بتائیں جن کے ذریعے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ آیا وہ اپنے باپ کا بچہ ہے یا پھر اس شخص کا بچہ ہے جس کی وجہ سے وہ عورت حاملہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کے بال سیدھے اور کامل ہوں تو وہ اپنے باپ کا بچہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں ان دونوں کے مابین مشابہت ہوگی۔ اور اگر وہ سرمئی آنکھوں والا ہوا یعنی اس کے پپوٹوں کی جڑیں بہت زیادہ کالی ہوئیں اور اس کے بال گھنگھریالے یعنی مڑے اور سکڑے ہوئے ہوں تو وہ اس شخص کا بچہ ہوگا جس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جو کہ شریک بن سحماء تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ عورت سے لعان کرنا جائز ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم وجاء مختصرًا في بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لاعن : أي قام باللعان، وهو شرعًا شهادات مؤكدات بأيمان الزوجين مقرونة بلعن أو غضب.
- أبصروها : تأملوها، وتعرفوا على ولدها، وتبينوا خلقته.
- جاءت به : أتت بالولد الذي كان حملًا عند اللعان.
- سَبْطا : مَن شَعْرُهُ مسترسل -وهو غير الجعد- وخِلقته تامّة.
- أكحل : هو الذي كل منابت أجفانه سود، كأن في عينيه كحلًا.
- جَعْدا : في شعره التواء وتقبض.

فوائد الحديث:

١. حقيقة انتقال الصفات الخلقية المنتقلة بالعوامل الوراثية، التي تكون سببا في تشابه الذرية بأبويها، بواسطة عملية التناسل في النبات والحيوان، ومنه الإنسان.
٢. يدل الحديث على تقديم ظاهر الأحكام الشرعية على القرائن، التي لم يعول عليها، إلا إذا فقدت أصول الأحكام، التي تبنى عليها القضايا.
٣. صحة اللعان للمرأة الحامل، ولا يؤخر إلى أن تضع، وإليه ذهب الجمهور لهذا الحديث.
٤. فيه العمل بالشبه لقوله(أبصروها).
٥. في الحديث دليل على أنه ينتفي الولد باللعان.
٦. في الحديث دليل على جواز ذكر الأوصاف المذمومة عند الضرورة الداعية إلى ذلك, ولا يكون ذلك من الغيبة المحرمة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. سبل السلام /محمد بن إسماعيل الصنعاني، - دار الحديث.

الرقم الموحد: (58156)

أتريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ لا، حتى تذوقي عسيلته، ويذوق عسيلتك

کیا تم رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟ نہیں، تم اس وقت تک اس کے پاس نہیں جا سکتی، جب تک تم اس کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمھارا مزہ نہ چکھ لے۔

١٨٦٦. الحديث:

عن عائشة- رضي الله عنها- مرفوعاً: «جاءت امرأة رفاعة القرظي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: كنت عند رفاعة القرظي فطلقني فَبَتَّ طلاقي، فتزوجت بعده عبد الرحمن بن الزَّبير، وإنما معه مثل هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فتبسم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وقال: أتريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ لا، حتى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ، ويذوق عُسَيْلَتَكِ، قالت: وأبو بكر عنده، وخالد بن سعيد بالباب ينتظر أن يؤذن له، فنادى: يا أبا بكر، ألا تسمع إلى هذه: ما تَجْهَرُ به عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم-».

١٨٦٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رفاعہ القرظی کی بیوی آئی اور کہا: میں رفاعہ قرظی کے حرم میں تھی، اس نے مجھے طلاق دی اور طلاقِ بتّہ دی، اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے شادی کی۔ لیکن ان کے پاس تو (شرم گاہ) اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: کیا تم رفاعہ کے ہاں واپس جانا چاہتی ہو؟ ایسا نہیں ہو سکتا، جب تک تم اس (عبدالرحمن) کا مزا نہ چکھ لو اور وہ تمھارا مزا نہ چکھ لے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور خالد بن سعید دروازے پر اپنے لیے اجازت ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ تو انھوں نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہا: ابو بکر! آپ سن رہے ہیں نا جو یہ زور زور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی ہے؟

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت امرأة رفاعة القرظي شاكية حالها إلى النبي صلى الله عليه وسلم. فأخبرته أنها كانت زوجاً لرفاعة، فبتَّ طلاقها بالتطليقة الأخيرة، وهي الثالثة من طلقاتها، وأنها تزوجت بعده (عبد الرحمن بن الزَّبِير) فلم يستطع أن يمسها لأن ذكرَه ضعيف رِخو، لا ينتشر. فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم من جهرها وتصريحها بهذا الذي تستحي منه النساء عادة، وفهم أن مرادها، الحكم لها بالرجوع إلى زوجها الأول رفاعة. حيث ظنت أنها بعقد النكاح من عبد الرحمن قد حلت له. ولكن النبي صلى الله عليه وسلم أبى عليها ذلك، وأخبرها بأنه لابد- لحل رجوعها إلى رفاعة- من أن يطأها زوجها الأخير. وكان عند النبي صلى الله عليه وسلم أبو بكر، وخالد بن سعيد، بالباب ينتظر الإذن بالدخول فنادى خالد أبا بكر، متذمرا من هذه المرأة التي تجهر بمثل هذا الكلام عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، كل هذا، لما له في صدورهم من الهيبة والإجلال له صلى الله

اجمالی معنی:

متفق علیہ

عليه وسلم ورضي الله عنهم وأرضاهم، ورزقنا الأدب معه، والاتباع له.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة- رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- امرأة رفاعة : زوجته تميمة-بالتصغير- بنت وهب أبي عبيد.
- القرظي : بضم القاف- نسبة إلى قريظة بطن من اليهود.
- فبت طلاقي : بتشديد التاء المثناة. أصله: القطع، والمراد طلقها الطلقة الأخيرة من الطلقات الثلاث، كما في صحيح مسلم "فطلقها آخر ثلاث تطليقات.
- عبد الرحمن بن الزبير : بفتح الزاي، بعدها باء مكسورة، ثم ياء، ثم راء- صحابي.
- هدبة : بضم الهاء، وإسكان الدال. بعدها موحدة: هي طرف الثوب الذي لم ينسج، شبهوها بهدب العين. أرادت أن ذَكَرَه، يشبه الهدبة في الاسترخاء وعدم الانتشار.
- فتبسم رسول الله : تعجبا منها إما تصريحا بما يستحي النساء من التصريح به غالبا ، وإما لضعف عقل النساء لكون الحامل على ذلك شدة بغضها للزوج الثاني ومحبتها للرجوع إلى الزوج الأول.
- عسيلته : بضم العين، وفتح السين. تصغير عسلة، وهي كناية عن الجماع. شبه لذته بلذة العسل وحلاوته.
- و أبو بكر : عند النبي صلى الله عليه وسلم.
- و خالد بن سعيد : ابن العاص بن خالد القرشي الأموي الصحابي.
- بالباب : خارج الحجرة، فلذلك أمر أبا بكر بنهيها لكونه مشاهدا لصورة الحال، لكن أبو بكر لما رأى تبسم النبي صلى الله عليه وسلم لم يزجرها.
- ما تجهر به : ما ترفع به صوتها

فوائد الحديث:

١. أنه لا يحل بعد هذا البت وهو الطلقة الثالثة أن ينكحها زوجها، الذي بت طلاقها إلا بعد أن تتزوج غيره، ويطأها الزوج الثاني، فيكون المراد بقوله تعالى: {حَتى تَنكِح زوجا غَيْرَهُ } الوطء في عقد نكاح، لا مجرد العقد قال ابن المنذر: أجمع العلماء على اشتراط الجماع لتحل للأول، فلا تحل له حتى يجامعها الثاني.

٢. المراد بالعسيلة، اللذة الحاصلة بتغيب الحشفة ولو لم يحصل إنزال مَني، وعليه إجماع العلماء، فلابد من الإيلاج لأنه مظنة اللذة.

٣. أنه لابد من الانتشار، وإلا لم تحصل اللذة المشترطة.

٤. أنه لا بأس من التصريح بالأشياء التي يستحي منها للحاجة، فقد أقرها النبي صلى الله عليه وسلم على ذلك، وتبسم من كلامها.

٥. حسن خلق النبي صلى الله عليه وسلم، وطيب نفسه. اللَّهُمَّ ارزقنا اتباعه، والاقتداء به. آمين.

٦. قال عياض: اتفق كافة العلماء على أن للمرأة حقا في الجماع، فيثبت الخيار لها إذا تزوجت المجبوب والممسوح جاهلة بهما، ويضرب للعِنِّين أجل سنة لاحتمال زوال ما به. والمجبوب مقطوع الذكر، والممسوح من ولد وليس له ذكر، و العنين العاجز عن الجماع

٧. لا بأس أن تسأل المرأة وعند المفتي من يسمع من الرجال ليستفيد الجميع، فإنها استفتت والصديق حاضر يسمع، وخالد بن سعيد يسمع.

٨. وفي الحديث ما كان الصحابة عليه من سلوك الأدب بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ، وإنكارهم على من خالف ذلك بفعله أو قوله.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م - الإفهام في شرح عمدة الأحكام -عبد العزيز بن عبد الله بن باز-حققه واعتنى به وخرج أحاديثه: د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني- توزيع مؤسسة الجريسي

الرقم الموحد: (6089)

أتصلي المرأة في درع وخمار ليس عليها إزار، قال: إذا كان الدرع سابغا يغطي ظهور قدميها

کیا عورت قمیص اوردوپٹے کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے جب کہ اس نے ازار نہ پہن رکھی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اگر قمیص اتنی لمبی ہو کہ اس نے اس عورت کے قدموں کو ڈھانپ رکھا ہو (تو پڑھ سکتی ہے")۔

١٨٦٧. الحديث:

عن أم سَلَمة -رضي الله عنها- أنها سألت النبي -صلى الله عليه وسلم-: أتُصلي المرأة في دِرْع وخِمَار ليس عليها إزَار. قال: «إذا كان الدِّرْعُ سَابِغًا يُغطي ظُهور قَدميها».

١٨٦٧. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ "کیا عورت قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے جب کہ اس نے ازار نہ پہن رکھی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قمیص اتنی لمبی ہو کہ اس نے اس عورت کے قدموں کو ڈھانپ رکھا ہو (تو پڑھ سکتی ہے)"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

تسأل أم سلمة -رضي الله عنها-: هل يجوز للمرأة أن تُصلي في ثوب واحد وخِمار من غير أن تأتَزِر بثوب؟ فقال -صلى الله عليه وسلم-: "إذا كان الدِّرْعُ سَابِغًا يُغطي ظُهور قَدميها" أي: لا بأس بذلك: بشرط أن يكون الثَّوب الذي تَلبسه ضَافِيا يُغطي جميع بَدنها من أعلاه إلى أسفله بما في ذلك القَدَمَان. وعليه: فإذا غطَّتِ المرأة بِدِرْعها السَّابغ قدَمَيْهَا، وغطَّت بِخِمارها رأسها وشعرها وعُنقها، فقد سَتَرَتْ عورتها في الصَّلاة، فتصلِّ ولو لم يكن عليها إزارٌ، أو سروالٌ تحت دِرْعِها، وإن كان الأكمل والأفضل أن يكون عليها ثلاثة أثواب، درع وخمار وإزار. أما الوجه فيباح كشفه في الصلاة حيث لم يأت دليل بتغطيته، والمراد حيث لا يراها أجنبي، فهذه عورتها في الصلاة، وأما عورتها بالنظر إلى نظر الأجنبي إليها فكلها عورة. والحديث ضعيف، ولكنه صح من كلام أم سلمة -رضي الله عنها-.

اجمالی معنی:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا پوچھ رہی ہیں کہ کیا یہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک کپڑے اور دوپٹے میں بنا کسی کپڑے کو بطور ازار پہنے نماز پڑھ سکتی ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر قمیص اتنی لمبی ہو کہ اس نے اس عورت کے قدموں کو ڈھانپ رکھا ہو (تو پڑھ سکتی ہے)"۔ یعنی اس صورت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشر طیکہ جو کپڑا اس نے پہن رکھا ہو وہ اتنا لمبا ہو کہ اس نے اس کا سارا بدن اوپر سے لے کر نیچے تک بشمول قدموں کے ڈھانپ رکھا ہو۔ چنانچہ اگر عورت اپنی لمبی قمیص سے اپنے دونوں پاؤں چھپالے، اور اپنے دوپٹے کے ساتھ اپنا سر، بال اور گردن کو ڈھانپ لے تو نماز کے لیے جس ستر کا چھپانا ضروری ہوتا ہے وہ اس نے چھپالیا۔ یہ عورت نماز پڑھ سکتی ہے اگرچہ اس نے اپنی قمیص تلے ازار یا شلوار نہ پہن رکھی ہو۔ تاہم افضل یہی ہے کہ اس پر تین کپڑے ہوں یعنی قمیص، دوپٹا اور ازار۔ چہرے کو نماز میں کھلا رکھنا جائز ہے اور کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہوئی جس کی رو سے اس کا ڈھانپنا واجب ہو۔ مراد یہ ہے کہ جب عورت کو کوئی اجنبی نہ دیکھ رہا ہو تو نماز کے لیے اس قدر اس کا ستر ہے۔ جب کہ اجنبی شخص کے اس کی طرف دیکھنے کے اعتبار سے وہ ساری کی ساری ستر ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہونا ثابت ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أم سَلَمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- دِرْع : المُراد به هنا: قميص المرأة الَّذي يَستُر جسمها من عاتقها، حتَّى يغطِّي قدميها.
- خِمَار : من التَّخْمِير، وهو: التَّغْطِية؛ ومنه: خِمَار المرأة، الَّذي تُغَطِّي به رأسَها وعُنقها.

- إزَار : الإزَار: ثوبٌ يُحيط بالنِّصف الأسْفل من البَدن.
- سَابِغًا : أي: واسعًا، ساترًا لظهور قدميها.

فوائد الحديث:

١. حرص أم سلمة -رضي الله عنها- على التفقه في الدِّين.
٢. بيان ما تَلبسه المرأة في الصلاة.
٣. عدم اشتراط الإزَار للمرأة إذا كان الثوب يُغطي جميع بدنها.
٤. أن جميع بَدن المرأة عورة في الصلاة غير وجهها، إذا لم يكن حولها رجال أجانب، فإن كان حولها رجال أجانب وجب عليها تغطيته.
٥. جواز نزول ثَوب المرأة إلى أسفل من الكَعبين؛ لأنه من ضرورة تغَطية القَدم أن ينزل دون الكَعب.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10640)

أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- رجل أعمى، فقال: يا رسول الله، إنه ليس لي قائد يقودني إلى المسجد، فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يرخص له فيصلي في بيته، فرخص له، فلما ولى دعاه، فقال: هل تسمع النداء بالصلاة؟ قال: نعم، قال: فأجب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ کوئی شخص نہیں جو مجھے مسجد تک لے جا سکے، تو کیا میرے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو (مؤذن کی پکار پر) لبیک کہو"۔

١٨٦٨. الحديث:

عن أبي هريرة، قال: أَتَى النبي -صلى الله عليه وسلم- رجُلٌ أعْمَى، فقال: يا رسول الله، إنه ليس لي قائد يَقُودُني إلى المسجد، فَسَأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يُرَخِّص له فيصلِّي في بَيْتِه، فرَخَّص له، فلمَّا ولَىَّ دَعَاه، فقال: «هل تسمع النِّداء بالصلاة؟» قال: نعم، قال: «فأجِب».

١٨٦٨. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے۔ پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسے اس بات کی رخصت دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رخصت فرما دی، جب اس نے جانے کے لیے پیٹھ پھیری تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا: "کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟" اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر اس کا جواب دے۔" (یا قبول کر یعنی مسجد ہی میں آ کر جماعت سے نماز پڑھ)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أَتَى رجُلٌ أعْمَى إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-, فقال يا رسول الله إنني رجل أعمى ليس عندي من يساعدني ويأخذ بيدي إلى المسجد، في الصلوات الخمس, يريد أن يرخص له النبي -صلى الله عليه وسلم- في ترك الجماعة فرخص له, فلما أدبر ناداه وقال: هل تسمع الأذان بالصلاة؟ قال: نعم. قال: فأجب المُنادي بالصلاة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں ایک نابینا شخص ہوں میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہیں جو میری مدد کرے اور پنج گانہ نمازوں میں مسجد تک (پہنچنے کے لیے) میرا ہاتھ پکڑ لے۔ وہ چاہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جماعت چھوڑنے کی اجازت دے دیں۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ جب وہ پلٹ کر جانے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں آواز دی اور پوچھا: کیا تم نماز کے لیے (دی جانے والی) اذان کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر نماز کے لئے آواز لگانے والے کی آواز پر لبیک کہو۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

فوائد الحديث:

١. وجوب صلاة الجماعة؛ لأن الرُّخصة لا تكون إلا من شيء لازم وواجب، ثم إن قوله: "أجب" هذا أمر والأصل أن الأمر للوجوب.

٢. وجوب صلاة الجماعة على الأعمى ولو لم يكن له قائد يقوده للمسجد.

٣. تربية المفتي على ترك الاستعجال في الفُتيا وأنه ينبغي عليه أن يستفصل من حال السائل قبل إصدار الفتوى.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11287)

أحلت لكم ميتتان ودمان، فأما الميتتان: فالحوت والجراد، وأما الدمان: فالكبد والطحال

تمہارے لئے دو مردار اور دو قسم کے خون حلال کئے گئے ہیں۔ رہے دو مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں، جب کہ دو قسم کے خون جگر اور تلی ہیں۔

١٨٦٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: « أُحِلَّتْ لكم مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فأما الميتتان: فَالْجَرَادُ والْحُوتُ ، وأما الدَّمَانِ: فالكبد والطحال».

١٨٦٩. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے ک : "تمہارے لیے دو مردار اور دو قسم کے خون حلال کئے گئے ہیں۔ رہے دو مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں، جب کہ دو قسم کے خون جگر اور تلی ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن عمر بحكم شرعي فقهي يتعلق بحل أكل بعض الأشياء الأول: تحليل أكل ميتة الجراد والحوت، والثاني : حل أكل نوعين من الدماء وهما: الكبد والطحال، وهذان الحكمان مستثنيان من تحريم أكل الميتة والدم . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام: (ج/١ ١٠٣)

اجمالی معنی :

ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک فقہی حکم شرعی بیان کررہے ہیں جس کا تعلق بعض اشیاء کے کھانے کی حلت سے ہے۔ ان میں سے ایک تو مردہ ٹڈی اور مردہ مچھلی کے کھانے کو حلال قرار دینے کے بارے میں ہے۔ جبکہ دوسرا : دو قسم کے خون کے کھانے کے جائز ہونے سے متعلق ہے اور وہ دونوں جگر اور تلی ہیں۔ یہ دونوں حکم مردار اور خون کھانے کی حرمت سے مستثنی ہیں۔ فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام : (ج ١/ ١٠٣)

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر-رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- الْجَرَادُ : حيوان صغير طائر معروف، والواحدة جرادة، الذكر والأنثى سواء
- الحوت : هو السمك، وقيل: ما عَظُمَ منه، والجمع حيتان.
- أُحِلَّتْ لكم : معناه أن الشارع أذن لنا وأباح لنا.
- مَيْتَتَانِ : تثنية ميتة، والميتة : ما فارقته الحياة بغير ذكاة شرعية.
- الكبد : عضو في الجانب الأيمن من البطن تحت الحجاب الحاجز، وهو مخزن هام للدم.
- الطحال : هو عضو يقع بين المعدة والحجاب الحاجز في يسار البطن، وظيفته تكوين الدم، وإتلاف القديم من كرياته.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على تحريم الميتة، واستثني منها الجراد والسمك، فكل منهما حلال.
٢. أن ميتة الجراد والحوت طاهرة وحلال.
٣. الكبد والطحال حلالان وطاهران.
٤. الحديث دليل على أن السمك والجراد إذا ماتا في ماء فإنه لا ينجس
٥. في الحديث دليل على تحريم الدم، وهذا مجمع عليه.

المصادر والمراجع:

.1 توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ) ٢. سُبل السلام، للصنعاني، (د.ط)، دار الحديث، (د.ت) ٣. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ) ٤. شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ) ٥. منحة العلَّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧هـ)

الرقم الموحد: (8362)

أسبغ الوضوء، وخلل بين الأصابع، وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما

وضو مکمل کیا کرو، انگلیوں میں خلال کرو اور ناک میں پانی اچھی طرح پہنچاؤ، الا یہ کہ تم روزے دار ہو۔

١٨٧٠. الحديث:

عن لقيط بن صبرة -رضي الله عنه- قال: كنتُ وافد بني المنتفِق -أو في وفد بني المنتفِق- إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فلمَّا قدِمْنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلم نُصادفْه في منزله، وصادفنا عائشة أم المؤمنين، قال: فأمرَتْ لنا بخَزِيرَةٍ فصُنِعت لنا، قال: وأتينا بقِنَاع (ولم يقل قتيبة: "القناع". والقناع: الطبق فيه تمر)، ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: «هل أصبتم شيئا؟ -أو أُمِر لكم بشيء؟-» قال: قلنا: نعم، يا رسول الله. قال: فبينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم جلوس، إذ دَفَعَ الراعي غَنَمَهُ إلى المُرَاح، ومعه سَخْلَةٌ تَيْعَر، فقال: «ما ولدت يا فلان؟»، قال: بهْمَة، قال: «فاذبح لنا مكانها شاة»، ثم قال: "لا تحْسَبَنَّ -ولم يقل: لا تحسِبن- أنا من أجلك ذبحناها، لنا غنم مائة لا نريد أن تزيد، فإذا ولد الراعي بهمة، ذبحنا مكانها شاة". قال: قلت: يا رسول الله، إن لي امرأة وإن في لسانها شيئا -يعني البَذَاء-؟ قال: «فَطَلِّقْها إذًا»، قال: قلت: يا رسول الله إن لها صُحْبَة، ولي منها ولد، قال: "فمرها -يقول: عظها- فإن يك فيها خير فستفعل، ولا تضرب ظَعِينَتَك كضربك أُمَيّتَكَ". فقلت: يا رسول الله، أخبرني عن الوضوء؟ قال: « أَسْبِغ الوضوء، وَخَلِّلْ بين الأصابع، وَبَالِغْ في الاسْتِنْشَاق إلا أن تكون صائما».

١٨٧٠. حدیث:

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بنی منتفق کے وفد کا سردار بن کر یا بنی منتفق کے وفد میں شریک ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ گھر میں نہیں ملے۔ ہمیں صرف ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ملیں۔ انھوں نے ہمارے لیے خزیرا (ایک قسم کا کھانا) تیار کرنے کا حکم کیا۔ وہ تیار کیا گیا۔ ہمارے سامنے تھالی لائی گئی۔ (قتیبہ نے اپنی روایت میں "قناع" کا لفظ نہیں کہا ہے۔ "قناع" اس تھالی و طبق کو کہتے ہیں جس میں کھجور رکھی ہوئی ہو) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: "کیا تم لوگوں نے کچھ کھایا ہے؟ یا تمھارے لیے کسی چیز کا حکم دیا گیا؟" ہم نے جواب دیا: ہاں، اے اللہ کے رسول! ہم لوگ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک چرواہا اپنی بکریاں باڑے کی طرف لے کر چلا۔ اس کے ساتھ ایک بکری کا بچہ تھا، جو ممیا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سے) پوچھا: "اے فلاں! کیا پیدا ہوا (نر یا مادہ)؟" اس نے جواب دیا: مادہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اس کی جگہ پر ہمارے لیے ایک بکری ذبح کرو"۔ پھر (لقیط سے) فرمایا: یہ بالکل نہ سمجھنا۔لقیط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ "تَحْسَبَنّ" سین کے فتحہ (زبر) کے ساتھ ادا فرمایا کسرہ (زیر) کے ساتھ نہیں۔کہ ہم نے اسے تمھارے لیے ذبح کیا ہے؛ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ہمارے پاس سو بکریاں ہیں۔ ہم انھیں بڑھانا نہیں چاہتے۔ اس لیے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہم اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر ڈالتے ہیں۔ لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے، جو زبان دراز ہے (میں کیا کروں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تب تو تم اسے طلاق دے دو"۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک مدت تک میرا اس کا ساتھ رہا، اس سے میری اولاد بھی ہے!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اسے تم نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہے، تو تمھاری اطاعت کرے گی اور تم اپنی عورت کو اس طرح نہ مارو، جس طرح اپنی لونڈی کو مارتے ہو"۔ پھر میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو خوب کامل کیا کرو، انگلیوں میں خلال کیا کرو اور ناک میں پانی اچھی طرح پہنچاؤ، الا یہ کہ تم روزے سے ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين لنا الصحابي الجليل لقيط بن صبرة -رضي الله عنه- أنه كان وافد قومه إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-, ومن عادة الوفود أن يسألوا النبي -صلى الله عليه وسلم- عما يهمهم ويشكل عليهم، وقدمت لهم عائشة حساء وتمرًا، ورأوا راعيًا للنبي -صلى الله عليه وسلم- ومعه شاة مولودة صغيرة، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يذبح شاة، وأخبر الوفد أنه لم يذبحها من أجله حتى لا يظن أنه تكلف في الضيافة فيرفض، وكان من أسئلته -رضي الله عنه- أنه سأل عن كيفية التعامل مع الزوجة في حال كان لسانها بذيئاً، فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن العلاج في وعظها إن كان فيها خير وإلا فالطلاق، كما أمره -عليه السلام- بأن لا يضرب زوجته ضرب الأمة، كذلك سأل عن الوضوء فبين له النبي -صلى الله عليه وسلم- وجوب الإسباغ بمعنى إكمال غسل كل عضو يغسل من أعضاء الوضوء وإكمال مسح ما يمسح، وسنية التخليل، وذلك لضمان وصول الماء لأعضاء الوضوء، أما إذا كان الماء لا يصل لما بين الأصابع إلا بالتخليل فهذا من الإسباغ الواجب، ثم بين سنية المبالغة في الاستنشاق لغير الصائم خشية أن يصل الماء لجوفه، وما يدل على سنيته وعدم وجوبه أنه مرغب فيه حال الفطر فقط.

اجمالی معنی:

جلیل القدر صحابی لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ وہ سردار کی حیثیت سے اپنی قوم کے ایک وفد کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے۔ وفود کا یہ معمول تھا کہ وہ نبی ﷺ سے اپنے اہمیت کے حامل اور غیر واضح مسائل دریافت کرتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا نے ان کے لیے شوربا (جس میں گوشت کو ابالے جانے کے بعد آٹا یا چاول ڈالا جاتا ہے) اور کھجور پیش کیے۔ (اسی دوران) نبی ﷺ کے چرواہے پر اس وفد کی نظر پڑی، جس کے ساتھ بکری کا ایک چھوٹا نومولود بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس چرواہے کو حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کردے اور وفد سے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ آپ نے اس وفد کی خاطر اس بکری کو ذبح نہیں کروایا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یہ گمان کربیٹھیں کہ آپ نے پرتکلف مہمان نوازی کا اہتمام فرمایا ہے۔ اس لیے آپ نے اس امکانی خیال کو دور فرمادیا۔ صحابی رسول ﷺ کے سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ بدزبان وبدگو بیوی کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس بیوی میں کچھ خیر و بھلائی موجود ہو تو اس کے حق میں وعظ و نصیحت کارگر ہوجائے گی؛ ورنہ طلاق ہی اس کا حل ہے۔ نیز آپ نے انھیں اس بات کا بھی حکم دیا کہ اپنی بیوی کو اس طرح نہ ماریں پیٹیں، جس طرح لونڈی کو مارا جاتا ہے۔ نیز صحابی رسول ﷺ نے آپ سے وضو کے بارے میں استفسار کیا، تو آپ نے واضح فرمادیا کہ کامل وضو کرنا واجب ہے۔ یعنی وضو میں دھوئے جانے والے اعضا میں سے ہر عضو کو کامل طریقے سے دھویا جائے۔ مسح کامل طریقے سے کیا جائے اور انگلیوں کے درمیان خلال کی سنت کو ملحوظ رکھا جائے۔ یہ سب اس لیے تاکہ وضو کے تمام اعضا تک پانی پہنچ جانے کا یقین ہوجائے اور اگر خلال ہی کے ذریعہ پانی انگلیوں کے درمیان پہنچ سکتا ہو تو کامل طریقے سے وضو کا پانی پہنچانا واجب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حد درجہ ناک میں پانی چڑھانے کی سنت کو واضح فرماتے ہوئے روزے دار کو اس خدشے کے ساتھ مستثنی فرمادیا کہ کہیں اس کے پیٹ میں پانی داخل نہ ہوجائے اور اس عمل کے سنت ہونے اور واجب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ صرف عدم روزہ ہی میں اس کو پسندیدہ قرار دیا گیا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي مختصرًا وابن ماجه وأحمد والدارمي.

التخريج: لقيط بن صبرة- رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أَسْبِغ : من الإسباغ وهو الاتساع والإتمام، أي : وفِّ كلَّ عضوٍ حقه في الغسل؛ فهو الإتمام واستكمال الأعضاء.
- وَخَلِّلْ : تخليل الأصابع: التفريج بينها، وإسالة الماء بينها.
- وَبَالِغْ في الاستنشاق : ابذل الجهد واستقص بإيصال الماء إلى أقصى الأنف.

• إلا أن تكون صائما : هذا الاستثناء يعود إلى الاستنشاق, لا إلى تخليل الأصابع.

• خَزِيْرة : حساء من دَقِيق ودسم.

فوائد الحديث:

١. الإسباغ نوعان: ١ ـ إسباغ واجب، وهو ما لا يتم الوضوء إلا به، ويراد به غسل المحل واستيعابه. ٢ ـ إسباغ مستحب، وهو ما يتم الوضوء بدونه، ويراد به ما زاد على الواجب من الغسلة الثانية والثالثة، فهذا مندوب إليه.

٢. استحباب تخليل أصابع اليدين والرجلين عند غسلهما، وتخليلهما جعل الماء يتخلل بينهما.

٣. الحديث دليل على وجوب المضمضة في الوضوء.

٤. الحديث دليل على استحباب المبالغة في الاستنشاق إلا للصائم فليست مستحبة، لئلا تؤدي المبالغة في الاستنشاق إلى دخول الماء من الأنف إلى الحلق فيفسد الصوم.

٥. استدل العلماء بهذا الحديث على قاعدة (سَدِّ الذرائع) وهي جمع ذريعة، وهي الفعل الذي ظاهره مباح، لكنه وسيلة إلى فعل محرم.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣ه) سُبل السلام، للصنعاني، دار الحديث. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧ه) شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه) منحة العلَّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧ه) سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي،، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، (ط١)، مؤسسة الرسالة، بيروت، (١٤٢١ ه). صحيح أبي داود للألباني ، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، (١٤٢٣ه). صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، ط٤، دار الصديق للنشر والتوزيع، (١٤١٨ ه). صحيح الترغيب والترهيب للألباني، (ط٥)،مكتبة المعارف – الرياض. صحيح وضعيف الترمذي للألباني، ط١، مكتبة المعارف، الرياض، (١٤٢٠ه).

الرقم الموحد: (8378)

أسلمت امرأة على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فتزوجت، فجاء زوجها إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال: يا رسول الله إني قد كنت أسلمت

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور اس نے نکاح بھی کرلیا، اس کے بعد اس کا (پہلا) شوہر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں اسلام لے آیا تھا۔

١٨٧١. الحديث:

عن ابن عباس قال: أسْلَمت امرأة على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فتزوجت، فجاء زوجها إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال: يا رسول الله إني قد كنت أسلمت، وعَلِمَتْ بإسلامي، «فانتزعها رسول الله صلى الله عليه وسلم من زوجها الآخر، وردَّها إلى زوجها الأول».

١٨٧١. حديث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور اس نے نکاح بھی کرلیا، اس کے بعد اس کا (پہلا) شوہر، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں اسلام لے آیا تھا اور اسے میرے اسلام لانے کا علم تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے شوہر سے اسے چھین کر اس کے پہلے شوہر کو لوٹا دیا''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن امرأة على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أسلمت ثم تزوجت، فجاء زوجها فأخبر النبي -عليه الصلاة والسلام- بأنه أسلم أيضًا، فأبطل -عليه الصلاة والسلام- نكاح الزوج الثاني وردها إلى زوجها الأول لأنها لا تزال في عصمته ما دام مسلمًا، فالحديث دليل على أنه إذا أسلم الزوج وعلمت امرأته بإسلامه فهي في عقد نكاحه، وإن تزوجت بآخر فهو زواج باطل؛ وتنتزع من الزوج الآخر.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خاتون مسلمان ہوگئی، پھر اس نے نکاح کرلیا۔ بعدِ ازاں اس کے (پہلے) شوہر نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ خبر دی کہ وہ بھی مسلمان ہوچکا تھا، لہذا آپ ﷺ نے دوسرے شوہر کے نکاح کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس خاتون کو پہلے شوہر کے حوالے کردیا کیوں کہ وہ اس کے مسلمان رہنے تک اسی کی عصمت و تحفظ میں رہے گی، اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر شوہر مسلمان ہوجائے اور بیوی کو اس کے اسلام قبول کرنے کا علم ہو تو وہ اسی کے نکاح کے بندھن میں رہے گی اور اگر اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا اور اس کو دوسرے شوہر سے چھین لیا جائے گا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، والترمذي، وابن ماجه، وأحمد.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
معاني المفردات:

- فجاء زوجها : أي: الأول.
- وعلمت : أي: المرأة.
- فانتزعها : أَبطل النِّكاح الثَّاني؛ لأنه وقع غير صحيح.
- وردَّها إلى زوجها الأول : أي: بلا تجديد نكاح.

فوائد الحديث:

١. إذا أسلم الزوجان معًا بأنَّ تلفَّظا بالإسلام دفعةً واحدةً، بقي نكاحهما بإجماع أهل العلم؛ لأنَّه لم يوجد منهما اختلاف دين.
٢. أنه إن أسلم زَوْج كتابية بقي أيضًا على نكاحه؛ لأنَّ للمسلم ابتداء نكاح الكتابية، فاستدامته واستمراره أقوى وأولى.

٣. إذا أسلم أحد الزوجين، وتأخَّر إسلام الآخر، فإن أسلم المتخلف في مدة العدة، فهما على نكاحهما، وإن انقضت العدة جاز للزوجة أن تتزوج، فإنْ لم تتزوج وأسلم الزوج بعد ذلك وأرادها واختارته، ردَّت إليه بغير نكاح.

٤. فيه دليل على أن المرأة إذا ادعت الفراق على الزوج بعد أن عُلم ما بينهما من النكاح وأنكر الزوج، أن القول قول الزوج مع يمينه، سواء نكحت آخر أم لا.

٥. إذا تزوج رجل امرأة بشبهةٍ -أي شبهة عقد يظنه صحيحاً وهو فاسد- فليس فيه حدٌّ ولا عقوبة.

المصادر والمراجع:

-بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١ - سبل السلام، للصنعاني. الناشر: دار الحديث. - شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، للطيبي. الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض). الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م - شرح مصابيح السنة للإمام البغوي، لابن الملك. الناشر: إدارة الثقافة الإسلامية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ- ٢٠١٢ م - حاشية السندي على سنن ابن ماجه، للسندي. الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (58086)

أصبحوا بالصبح؛ فإنه أعظم لأجوركم، أو أعظم للأجر	فجر کے ساتھ صبح کرو کیوں کہ یہ تمہارے اجر کے لیے بہت عظیم ہے۔ یا اجر کے اعتبار سے بہت عظیم ہے۔
١٨٧٢. الحديث: عن رافع بن خديج -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَصْبِحُوا بالصبح؛ فإنه أعظم لِأُجُورِكُم، أو أعظم للأجر».	**١٨٧٢. حدیث:** حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''فجر کے ساتھ صبح کرو کیوں کہ یہ تمہارے اجر کے لیے بہت عظیم ہے۔ یا اجر کے اعتبار سے بہت عظیم ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أمرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نصلي صلاة الصبح إذا دخل الصبح، ثم علل -صلى الله عليه وسلم- ذلك بأنه أعظم في الأجر؛ لتيقن دخول وقت الصبح.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب صبح ہو تو اس کا آغاز نمازِ فجر کے ساتھ ہو۔ اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اجر کے اعتبار سے یہ بہت عظیم پایے کی چیز ہے جس سے صبح کے وقت میں داخل ہونے کا یقین بھی ہوجاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: رافع بن خديج -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أصبحوا بالصبح : والمراد بالصبح: الصلاة، والإصباح: الدخول في الصبح، يقال: أصبح الرجل: إذا دخل في الصبح، والمعنى: أدخلوا الصلاة في وقت الصبح يقينا، ولا تكتفوا بمجرد ظن الصبح.
- فإنه أعظم لأجوركم : تعليل لما قبله، وهو أن التيقن من الإسفار أعظم للأجر.

فوائد الحديث:

١. صلاة الفجر في أول وقتها، وإطالة القراءة فيها هو مذهب جمهور العلماء، ومنهم الأئمة الثلاثة سوى الحنفية.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10601)

أعلنوا النكاح	نکاح کا اعلان کرو
١٨٧٣. الحديث: عن عامر بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أَعْلِنُوا النِّكاح".	**١٨٧٣. حدیث :** عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "نکاح کا اعلان کرو"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: دل الحديث على مشروعية إعلان الزواج وإشهاره ونشر خبره بين الناس، إظهارًا للسرور وتمييزًا له عن نكاح السِّرِّ، وضابط الإعلان العرف، ومن وسائل الإعلان الوليمة والإشهاد وتشييع الزوج وقت الذهاب بزوجته وضرب الدف وأصوات السيارات (الجرس أو البوري) ونحو ذلك.	**اجمالی معنی :** یہ حدیث شادی کے اعلان و تشہیر اور لوگوں میں اس کے خبر کی تشہیر کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، یہ خوشی کے اظہار اور پوشیدہ شادی سے ممتاز کرنے کے لیے ہے، اعلان کا ضابطہ عرف ہے، وسائلِ اعلان میں سے ولیمہ، لوگوں کی حاضری، رخصتی کے وقت شوہر کا بیوی کی ہمراہی اختیار کرنا، دف بجانا اور گاڑیوں کی آوازیں (ہارن) وغیرہ ہیں۔

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: عبد الله بن الزبير -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند الإمام أحمد.

معاني المفردات:

- أعلنوا النكاح : إعلان النكاح: إظهاره والجهر به.

فوائد الحديث:

١. مشروعية إعلان النكاح.
٢. من إعلان النكاح الإشهاد عليه عند عقده.
٣. أن إعلان النكاح يدخل فيه صنع الوليمة والضرب بالدف.

المصادر والمراجع:

-مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ- بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح الجامع الصغير وزياداته, محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, , ط ٣, ١٤٠٨ هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58065)

أفضل الصيام، بعد رمضان، شهر الله المحرم، وأفضل الصلاة، بعد الفريضة، صلاة الليل

١٨٧٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أفضل الصِّيام، بعد رمضان، شَهر الله المُحَّرم، وأفضل الصلاة، بعد الفَريضة، صلاة الليل».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أن صوم شهر مُحرم، وهو أول شهور السنة الهجرية أفضل الصيام بعد صوم رمضان؛ لأنه أول السَّنة المستأنفة فافتتاحها بالصوم الذي هو ضياء أفضل الأعمال؛ فينبغي للمسلم أن يحرص عليه ولا يَدعه إلا لعُذر. وقوله: "شَهر الله" هذا مما يدل على تعظيمه ومَزيته على غيره من الشُّهور. وأن صلاة الليل أفضل التَّطوعات بعد الفريضة؛ لأن الخشوع فيه أوفر لاجتماع القلب والخلو بالرَّب قال تعالى:{ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا}، [سورة المزمل : ٦]، ولأن الليل وقت السُّكون والرَّاحة فإذا صُرف إلى العِبادة كانت على النَّفْس أشد وأشق وللبدن أتْعب وأنْصَب فكانت أدخل في معنى التكليف وأفضل عند الله.

رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (تہجد) ہے۔

١٨٧٤. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ماہ محرم، جو کہ ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے اس کا روزہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ سال کی ابتداء ہے اور اس کا آغاز روزے جیسے بہترین عمل سے کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے روزوں کا اہتمام کرے اور بغیر عذر کے یہ روزے نہ چھوڑے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ " شَهر الله" (اللہ کا مہینہ ہے) یہ دوسرے مہینوں کی بنسبت اس کی قدر و منزلت پر دلالت کرتا ہے۔ نماز تہجد (صلوة اللیل) فرائض کے بعد نوافل میں سے سب سے بہترین عبادت ہے کیوں کہ اس میں خشوع وخضوع، حضورِ قلب اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوت کا بھرپور موقع موجود ہوتا ہے۔ (اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِیْلًا) (سورۃ المزمل: ٦) ترجمہ: ''رات کا اٹھنا یقیناً (نفس کو) بہت زیر کرنے والا ہے اور قرآن پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں وقت ہے''، کیونکہ رات کا وقت آرام و سکون کا ہوتا ہے اور جس وقت عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو نفس پر بڑا شاق گزرتا ہے اور باعث مشقت ہوتا ہے نیز بدن تھکاوٹ سے چور ہوتا ہے تو گویا اس کو تکلیف میں ڈالا جاتا ہے اور یہ اللہ کے ہاں بڑا فضیلت والا کام ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

فوائد الحديث:

١. التَّرغيب في صيام التطوع.
٢. التَّرغيب في صلاة التطوع.
٣. التَّرغيب في قيام الليل.
٤. أن صلاة الليل أفضل من غيرها من التَّطوعات في النَّهار؛ لظاهر النَّص.
٥. أن أفضل الصيام المستحب ما كان في محرم كصيام عاشوراء وغيره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. فيض القدير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة الأولى، ١٣٥٦هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (11261)

أفطر عندكم الصائمون وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلَائِكَةُ

”تمھارے پاس روزے دار افطار کیا کریں، نیک لوگ تمھارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمھارے لیے دعائیں کریں“۔

١٨٧٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- جاءَ إلى سعد بنِ عبادة -رضي الله عنه- فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فأكلَ، ثم قال النبيُّ -صلى الله عليه وسلم-: «أفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ؛ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلاَئِكَةُ».

١٨٧٥. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو وہ آپ کی خدمت میں روٹی اور تیل لے کر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا، پھر آپ نے یہ دعا پڑھی: ”أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلَائِكَةُ“ یعنی تمھارے پاس روزے دار افطار کیا کریں، نیک لوگ تمھارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمھارے لیے دعائیں کریں“۔

درجة الحديث: إسناده صحيح

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

عن أنس أن النبي -صلى الله عليه وسلم- جاء إلى سعد بن عبادة"، سيد الخزرج، قوله: "فجاء بخبز وزيت"، فيه إحضار ما سهل، وإنه لا ينافي الجود، "فأكل" أي: النبي -صلى الله عليه وسلم-، قوله: "ثم قال النبي -صلى الله عليه وسلم-"، أي: بعد إتمام الأكل، قوله: "أفطر عندكم الصائمون"، أي: أثابكم الله إثابة من فطّر صائماً، والجملة بمعنى الدعاء، وقوله: "وأكل طعامكم الأبرار"، جمع بر وهو التقي، وقوله: "وصلت عليكم الملائكة"، أي: استغفرت لكم. انظر: دليل الفالحين (٧/٧٦-٧٥).

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خزرج کے سردار سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ "فجاء بخبز وزیت" (چنانچہ وہ روٹی اور تیل لے کر آئے) اس جملے میں اس چیز کو پیش کرنے کا بیان ہے، جو آسانی سے میسر ہو، یہ تہذیب کے خلاف نہیں ہے۔ "فأكل" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا۔ "ثم قال النبی۔صلی اللہ علیہ وسلم۔" یعنی کھانا کھانے کے بعد۔ "أفطر عندكم الصائمون" یعنی اللہ تمھیں اتنا ثواب دے، جتنا روزے دار کو افطار کرانے والے کا ہوتا ہے۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ "وأكل طعامكم الأبرار" الأبرار جمع ہے "بر" کی، بمعنی متقی۔ "وصلت عليكم الملائكة" یعنی تمھارے لیے استغفار کریں۔ انظر: دليل الفالحين (٧/٧٦-٧٥)۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد والدارمي

التخريج: أنس بن مالك –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الأبرار : جمع بر، وهو التقي.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء من الضيف عند الفراغ من الأكل.
٢. استحباب دعاء الصائم بهذا الدعاء لمن أفطر عنده.
٣. تقديم ما تيسر للضيوف، وأن ذلك لا ينافي الجود.
٤. الملائكة تستغفر لأهل الإيمان لفعلهم الصالح من العمل.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب

العربي-بيروت. ٤-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥-سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. ٦-سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. ٧-المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. ٨-مسند الدارمي –المعروف بـ: سنن الدارمي-؛ للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني-الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ. ٩-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. ١٠-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10110)

ألا إن كل مأثرة كانت في الجاهلية من دم أو مال تذكر وتدعى تحت قدمي، إلا ما كان من سقاية الحاج، وسدانة البيت

خون ومال سے متعلق جاہلیت کی تمام قابل ذکر و بیان اقدار میرے پاؤں تلے ہیں سوائے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانۂ کعبہ کی دربانی کے۔

١٨٧٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خطب يوم الفتح فقال: «ألا إن كل مَأْثُرَة كانت في الجاهلية من دم أو مال تُذْكَرُ وَتُدْعَى تحت قدمي، إلا ما كان من سِقَايَةِ الحاج، وسِدَانَة البيت» ثم قال: «ألا إن دِيَةَ الخطإِ شِبْه العمد ما كان بالسَّوْطِ والعَصَا مِائة من الإبل: منها أربعون في بُطُونِهَا أولادُهَا».

١٨٧٦. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا "خون و مال سے متعلق جاہلیت کی تمام قابل ذکر و بیان اقدار میرے پاؤں تلے ہیں سوائے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانۂ کعبہ کی دربانی کے"۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آگاہ ہو جاؤ کہ قتلِ خطا کی دیت قتلِ عمد کی سی ہے جو کہ کوڑے یا لاٹھی سے واقع ہو۔ اس کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہونی چاہیے جن کے پیٹ میں ان کے بچے ہوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر رسول الله -رسول الله صلى الله عليه وسلم- في خطبة يوم الفتح بأن كل ما يؤثر ويذكر من مكارم أهل الجاهلية ومفاخرهم باطل وساقط إلا ما كان من سقاية الحاج وخدمه البيت الحرام والقيام بأمره، أي فهما باقيان على ما كانا. وكانت الحجابة في الجاهلية في بني عبد الدار والسقاية في بني هاشم فأقرهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. ثم ذكر أن القتل شبه العمد وهو أن يقصد الضرب بآلة لا تقتل غالبا كالسوط والعصا ديته مغلظة، وهي مائة من الإبل أربعون منها حوامل .

اجمالی معنیٰ:

فتحِ مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کیا کہ اہلِ جاہلیت کی تمام قابل ذکر و بیان فخریہ باتیں باطل و ساقط ہیں ماسوا حاجیوں کو پانے پلانے اور بیت اللہ کی خدمت اور اس کی دیکھ بھال کے۔ یعنی یہ دونوں ویسے ہی باقی ہیں جیسے تھیں۔ زمانۂ جاہلیت میں بیت اللہ کی دیکھ بھال بنو عبد الدار کے پاس تھی اور حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری بنو ہاشم کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس پر باقی رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قتلِ شبہ عمد کی دیت بھی دیتِ مغلظہ ہے جو کہ سو اونٹ ہوتی ہے جن میں سے چالیس حاملہ ہوتے ہیں۔ قتلِ شبہ عمد سے مراد یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے آلے سے مارے جس سے عموماً قتل واقع نہ ہوتا ہو جیسے کوڑا اور لاٹھی (اور اس طرح سے مارنے سے آدمی مرجائے)۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود وهو في بلوغ المرام مختصراً

معاني المفردات:

- المأْثُرة : هي ما يؤثر ويذكر من مكارم أهل الجاهلية ومفاخرهم.
- تحت قدمي : أي باطل وساقط.
- سِدانة البيت : خدمته والقيام بأمره.
- شِبه العمد : القتل بآلة لا يقصد بمثلها القتل غالبا كالعصا الصغيرة والسوط واللطمة ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. دية شبه العمد كدية العمد في تغليظها، وهي: مائة من الإبل، منها أربعون في بطونها أولادها.
٢. تعظيم أمر الدم في الإسلام.

٣. عدل الإسلام في التفريق بين العمد والخطأ.

٤. فيه إثبات شبه العمد وقد نقله بعض العلماء إجماعًا عن الصحابة -رضي الله عنهم.-

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود-المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن ابن ماجه-تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي-الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب،الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري-الناشر: دار الفلق، الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. عون المعبود شرح سنن أبي داود، محمد أشرف الصديقي، العظيم آبادي،الناشر: دار الكتب العلمية ، بيروت،الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (58210)

ألم تري أن مجززا نظر آنفا إلى زيد بن حارثة وأسامة بن زيد، فقال: إن بعض هذه الأقدام لمن بعض

تمہیں معلوم ہے، مجزز(ایک قیافہ شناس) نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اوراسامہ بن زید کو(چادراوڑھے لیٹے ہوئے) دیکھا توکہاکہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ (یعنی ان کاایک دوسرے کے ساتھ گہرا نسبی تعلق ہے۔)

١٨٧٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- : إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل عليَّ مسرورا تبَرُقُ أساريِرُ وجهه. فقال: ألم ترَيْ أن مُجَزِّزاء نظر آنفا إلى زيد بن حارثة وأسامة بن زيد، فقال: إن بعض هذه الأقدام لمن بعض». وفي لفظ: «كان مجزز قائفا».

١٨٧٧. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ آپ بہت خوش تھے، آپ کا چہرہ دمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے، مجزز(قیافہ شناس) نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو (چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے) دیکھا تو کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ (یعنی ان کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا نسبی تعلق ہے۔)ایک اور روایت میں آتا ہے کہ مجززقیافہ شناس تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان زيد بن حارثة أبيض اللون، وابنه أسامة أسمر، وكان الناس يرتابون فيهما -من أَجْلِ اختلاف لونيهما-، ويتكلمون في صحة نسبة أسامة إلى أبيه، بما يؤذى رسول الله صلى الله عليه وسلم. فمرَّ عليهما (مجزِّز المدلجي) القائف، وهما قد غَطَّيَا رَأْسيْهما في قطيفة -أي رداء-، وبدت أرجلهما. فقال إن بعض هذه الأقدام لَمْنْ بعض، لما رأى بينهن من الشبه. وكان كلام هذا القائف على سمع من النبي صلى الله عليه وسلم، فسُرَّ بذلك سرورا كثيرا، حتى دخل على عائشة وأسارير وجهه تَبْرق، فرحا واستبشارا للاطمئنان إلى صحة نسبة أسامة إلى أبيه، ولِدحْض كلام الذين يطلقون ألسنتهم في أعراض الناس بغير علم.

اجمالی معنی :

زید بن حارثہ کا رنگ گورا تھا جب کہ ان کے بیٹے اسامہ گندمی رنگ کے تھے۔ لوگ ان کے رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے بارے میں شک کیا کرتے تھے اوراسامہ رضی اللہ عنہ کی اپنے والد کی طرف نسبت کی صحت میں باتیں کیا کرتے تھے اوراس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو بہت اذیت پہنچتی تھی۔ ایک دفعہ مجزز مدلجی کا جو قیافہ شناس تھا ان کے قریب سے گزر ہوا۔ ان دونوں نے اپنے سروں کو ایک چادر سے ڈھانپ رکھا تھا لیکن ان کے پاؤں باہر نظر آرہے تھے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں کیونکہ اسے ان کے مابین مشابہت نظر آئی تھی۔ نبی ﷺ اس قیافہ شناس کی بات کو سن رہے تھے۔ آپ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس حال میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے کہ آپ کا چہرہ اس بات پر خوشی و اطمئنان کی وجہ سے دمک رہا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی اپنے والد کی طرف نسبت درست ہے اور اس لیے بھی کہ اس سے ان لوگوں کی باتوں کا رد ہوگیا تھا جو بلا کچھ جانے لوگوں کی عزتوں میں اپنی زبانیں چلاتے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه
التخريج: عائشة -رضي الله عنها-.
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام
معاني المفردات:

- تبرق : بضم الراء تضيء وتستنير من الفرح والسرور.
- أسارير وجهه : الخطوط التي في الجبهة.

• ألم تري : ألم تعلمي.
• مجززا : بضم الميم وكسر الزاي المشددة وبعدها زاي معجمة ، صحابي جليل ذكره ابن يونس فيمن شهد فتح مصر، وسمي مجززا، لأنه كان إذا أخذ أسيرا في الجاهلية جز ناصيته وأطلقه.
• آنفا : قريبا.
• قائفا : القائف: هو الذي يعرف الشبه بين الناس ويميز أثر الأقدام، وكانت القيافة من علوم العرب.

فوائد الحديث:

١. العمل بقول القافة في إلحاق النسب، مع عدم ما هو أقوى منها، كالفراش، وهو قول الجمهور؛ استدلالا بسرور النبي صلى الله عليه وسلم في هذه القصة، ولا يُسَرُّ إلا بحق.
٢. يكفي قائف واحد، ولكن اشترط العلماء فيه أن يكون عَدْلا مُجَرَّبًا في الإصابة؛ لأنه لا يقبل الخبر، ولا ينفذ الحكم إلا ممن اتصف بهذين الوصفين.
٣. تَطَلُّع الشارع الحكيم إلى صحة الأنساب، وإلحاقها بأصولها.
٤. الفرح والتبشير بالأخبار السارة، وإشاعتها.
٥. لا تختص بالقيافة قبيلة بعينها، وإنما يعمل بخبر من اجتمعت فيه شروط الإصابة من القافة.
٦. جواز اضطجاع الرجل مع ولده في غطاء واحد، خاصة إذا دعت لذلك حاجة.
٧. وفي الحديث جواز الشهادة على المنتقبة، والاكتفاء بمعرفتها من غير رؤية الوجه
٨. قبول شهادة من شهد دون أن يستشهد عند عدم التهمة.
٩. جواز الاستفادة من التقنيات الحديثة التي عُرِفتْ بدقتها في الدلالة على المراد، كتحليل الدي إن إيه(DNA) بالشروط التي ذكرتها المجامع الفقهية المعاصرة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5916)

أما هذا فقد عصى أبا القاسم -صلى الله عليه وسلم-

اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

١٨٧٨. الحديث:

عن أبي الشعثاء، قال: كنا قُعُودًا مع أبي هريرة -رضي الله عنه- في المسجد، فأذن المؤذن، فقام رجل من المسجد يمشي، فأَتْبَعَهُ أبو هريرة بَصَرَهُ حتى خرج من المسجد، فقال أبو هريرة: أما هذا فقد عصى أبا القاسم -صلى الله عليه وسلم-.

١٨٧٨. حديث:

ابو شعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی، تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور مسجد سے جانے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نگاہ سے اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آدمی نے ابوالقاسم (یعنی نبی) صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر أبو الشعثاء أنهم كانوا قعودا مع أبي هريرة في المسجد، فأذن المؤذن، فإذا برجل بعد الأذان يمشي، فظل أبو هريرة -رضي الله عنه- ينظر إليه هل سيخرج من المسجد أم ماذا يريد؟ فلما تبين له أنه خرج، أخبر أنه بفعله هذا قد عصى النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

ابو شعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی، تو اذان کے بعد ایک آدمی کھڑا ہو کر چلنے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے کہ کیا وہ مسجد سے باہر جانے والا ہے یا وہ کیا چاہتا ہے؟ جب انہیں پتہ چل گیا کہ وہ مسجد سے باہر نکل گیا، تو انھوں نے بتلایا کہ اس آدمی نے اپنے اس فعل کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فأتبعه بصره : أي لاحقه ببصره لينظر مراده .

فوائد الحديث:

١. أهمية وفضل الجلوس في المسجد انتظاراً للصلاة.
٢. تنبيه على عظم فضل صلاة الجماعة.
٣. تحريم الخروج من المسجد بعد الأذان إلا لعذر، كمرض وحدث أو خرج لحاجة وسيرجع قريبًا.
٤. من مهام الداعية الانتباه لأفعال المدعوين، والتنبيه على المخالفات الشرعية.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5731)

أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من كان به جرحٌ أن لا يستقيد حتى تبرأ جراحته، فإذا برئت جراحته استقاد

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کو بھی کوئی زخم آئے تو وہ اس وقت تک قصاص نہ لے جب تک اس کا زخم ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ جب زخم ٹھیک ہو جائے تو اپنا بدلہ لے لے۔

١٨٧٩. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قضى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رجل طعن رجلًا بِقَرْنٍ في رِجْلِهِ، فقال: يا رسول الله، أَقِدْنِي، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا تعجل حتى يبرأ جرحك"، قال: فأبى الرجل إلا أن يَسْتَقِيدَ، فَأَقَادَهُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منه، قال: فَعَرَجَ المُستَقيدُ، وبَرَأَ المُستقادُ منه، فأتى المُستَقِيدُ إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال له: يا رسول الله، عَرَجْتُ، وبَرَأَ صاحبي؟ فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "ألم آمرك ألا تستقيد، حتى يبرأ جرحك؟ فعصيتني فأبعدك الله، وبطل جرحك" ثم أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم، بعد الرجل الذي عرج- من كان به جرحٌ أن لا يستقيد حتى تبرأ جراحته، فإذا برئت جراحته استقاد.

١٨٧٩. حدیث:

عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فیصلہ کیا جس نے کسی شخص کو پاؤں پر کسی سینگ سے مارا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) مجھے قصاص چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ جلدی نہ کرو پہلے اپنا زخم ٹھیک ہو لینے دو۔ اس نے انکار کیا اور قصاص کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدلہ دلوا دیا۔ بدلہ لینے والا اس پر چڑھا اور اپنا بدلہ پورا کر لیا پھر یہ قصاص لینے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں لنگڑا ہو گیا اور میرا ساتھی ٹھیک ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس وقت تک بدلہ نہ لو جب تک تمہارا زخم ٹھیک نہیں ہو جاتا؟ تم نے میری نافرمانی کی اللہ نے تجھے دور کر دیا اور تیرے زخم کو بگاڑ دیا۔ اس آدمی کے بعد جو لنگڑا ہو گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم فرمایا کہ جس کو بھی کوئی زخم آئے تو وہ اس وقت تک قصاص نہ لے جب تک اس کا زخم ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ جب زخم ٹھیک ہو جائے تو اپنا بدلہ لے لے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن رجلًا ضرب آخر بقرن وهو العظم الذي يكون في رأس الدواب، فطلب من النبي -عليه الصلاة والسلام- إقامة القصاص على من ضربه، فأمره النبي -عليه الصلاة والسلام- أن ينتظر إلى أن يبرأ؛ لأنه لا يُدرى هل تندمل هذه الجراح أو تسري على العضو أو تسري على النفس ويموت الإنسان، فأبى إلا تعجيل القصاص، فأقامه النبي -عليه الصلاة والسلام- على الجاني، ثم إن الجاني بريء بعد إقامة القصاص عليه وطالبُ القصاص أصابه العرج، فجاء شاكيا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- ، فبين له بأنك تعجلت ولم ترضَ بالتأخير فذهب حقك في الدية، ودعا عليه من باب الزجر له على

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو سینگ سے مارا اور سینگ وہ ہڈی ہوتی ہے جو چوپایوں کے سر میں ہوتی ہے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے اُس مار کا قصاص طلب کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو زخم کے مندمل ہونے تک انتظار کرنے کو کہا کیونکہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ یہ زخم مندمل ہوتا ہے یا نہیں، یا عضو پر اثر انداز ہو جائے یا اس کی جان پر اثر انداز ہو جائے اور انسان مر جائے۔ اس نے انکار کیا اور قصاص میں جلدی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجرم پر حد قائم کروا دی۔ مجرم قصاص کے بعد ٹھیک ہو گیا جب کہ قصاص کا مطالبہ کرنے والا لنگڑا ہو گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کی کہ تو نے قصاص میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا اور تاخیر پر راضی نہیں ہوا تھا، اس لیے تیری جو دیت بنتی تھی وہ حق تو نے وصول کر لیا۔ اس کی جلد بازی اور نبی

استعجاله وعدم امتثاله أمرَ النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأمر -عليه الصلاة والسلام- بتأخير إقامة القصاص بعد ذلك في الجروح إلى البرء.	کریم ﷺ کے حکم کی نافرمانی پر آپ ﷺ نے اس کو ڈانٹتے ہوئے اس بات پر زور دیا اور زخم کے ٹھیک ہونے تک قصاص لینے میں تاخیر کا حکم دیا۔

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- أقدني : يريد الاقتصاص من الذي جنى عليه.
- بقرن : بفتح القاف، وسكون الراء، آخره نون: مادة صلبة ناتئة بجوار الأذن، تكون في رؤوس البقر والغنم ونحوها، وفي كل رأس قرنان غالبًا.
- عرجت : عرج: أي مشى مِشْيَةً غير مُتساوية بسبب عِلَّةٍ طارئة أصابت إحدى رِجْلَيه.
- بطل عرجك : بطل ما كان لك من دية جرحك بتعجلك بالقصاص.
- جرح : شق في البدن.
- أبعدك الله : جملة دعائية غير مقصودة، لأن هذا الرجل قد أساء الأدب فدعا عليه من باب الزجر عن هذه العجلة.

فوائد الحديث:

١. جواز القصاص فيما دون النفس.

٢. يحرم أن يقتص من عضو قبل برئه، وهذا مذهب جمهور العلماء، كما لا تطلب له دية قبل برئه؛ وذلك لاحتمال السراية.

٣. أن سِراية الجناية إذا كان القصاص قبل البرء غير مضمونة.

٤. الحكمة في هذا: أن الجرح ما دام طريا لم يبرأ؛ فإن فيه احتمالًا أن تكون له سراية ومضاعفات، فالواجب الصبر حتى يتم شفاؤه، ثم يقتص له، أو تؤخذ له الدية.

٥. بيان الآثار السيئة التي تترتب على معصية الشرع وعلى الاستعجال.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني ومعه بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني/أحمد بن عبد الرحمن بن محمد البنا الساعاتي - دار إحياء التراث العربي- الطبعة: الثانية إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني, المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـمعجم اللغة العربية المعاصرة المؤلف: د أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل, الناشر: عالم الكتب. الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ.

الرقم الموحد: (58200)

أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض	بریرہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عدت تین حیض پوری کرے۔
١٨٨٠. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت"أُمِرَتْ بريرة أن تعتد بثلاث حِيَضٍ».	**١٨٨٠. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ ''بریرہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عدت تین حیض پوری کرے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بريرة مولاة لعائشة -رضي الله عنها- عتقت من الرق، وهي تحت زوجها الرقيق مغيث، فكان لها الخيار بين بقائها معه، وبين أن تفسخ نكاحها؛ ففسخت نكاحها، ففي الحديث أنها اعتدت من زوجها بثلاث حيض، مع أنه فسخ، وليس بطلاق، وأنه فراق في الحياة، لا في الموت، وأن زوجها الذي اعتدت من فراقه لا زال رقيقًا.	**اجمالی معنی:** عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی بریرہ رضی اللہ عنہا کو اپنی غلامی سے آزاد کیا اور وہ اپنے غلام خاوند مغیث رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو وہ ان کے ساتھ باقی رہیں اور چاہیں تو اپنے نکاح کو فسخ کر دیں تو انہوں نے اپنے نکاح کو فسخ کر دیا۔ اس حدیث میں یہ موجود ہے کہ انہوں نے تین حیض عدت مکمل کی۔ جب کہ وہ فسخ تھا نہ کہ طلاق، اور ان کی یہ علیحدگی زندگی میں ہی تھی مرنے کے ساتھ نہیں ہوئی تھی اور جس خاوند سے علیحدگی کی عدت گزاری تھی وہ ابھی غلام ہی تھے۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أُمِرَتْ : بصيغة المبني للمجهول، أي: أمرت من جهة النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- تعتدّ : العدة هي تربص وانتظار يلزم المرأة عند زوال النكاح المتأكد بالدخول.
- بريرة : مولاةٌ لعائشة -رضي الله عنها- عَتَقَتْ من الرقّ.

فوائد الحديث:

١. قولها: "أمرت بريرة" له حكم الرفع، فالآمر هو النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. أن الأمة إذا عتقت تحت العبد فاختارت نفسها أنها تعتد عدة الحرة ثلاث حِيَضٍ، وهذا مذهب الجمهور.
٣. أن المباشر للقصة يكون أعلم بها من غيره؛ فإن عائشة -رضي الله عنها- مباشرة للقصة؛ لأنها اشترت بريرة وأعتقتها.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه: تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل /محمد ناصر الدين الألباني - إشراف: زهير الشاويش-المكتب الإسلامي – بيروت-الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58161)

أن ابن عمر كان يضع يديه قبل ركبتيه، وقال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفعل ذلك.

ابن عمر رضی اللہ عنہما (نماز میں سجدے میں جاتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

١٨٨١. الحديث:

كان ابن عمر يَضع يديه قبل رُكْبَتَيه، وقال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَفعل ذلك.

١٨٨١. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما (نماز میں سجدے میں جاتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يدل على أن المصلي يضع يديه قبل ركبتيه عند النزول للسجود، لكن يعارضه حديث وائل بن حجر -رضي الله عنه- في أنَّ المصلي حين يهوي للسجود فإنه يضع ركبتيه قبل يديه. والمسألة اجتهادية والأمر فيها واسع؛ ولذا خير بعض الفقهاء المصلي بين الأمرين، إما لضعف الأحاديث من الجانبين وإما لتعارضها وعدم رجحان بعضهما على بعض في نظره؛ ونتيجة هذا: السعة والتخيير بين الهيئتين.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نمازی سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو رکھے گا۔ تاہم وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث اس سے ٹکراتی ہے، جس میں آیا ہے کہ: نمازی جب سجدے کے لیے جھکے، تو اپنے ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھے۔ در حقیقت یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے، جس میں کشادگی ہے۔ اسی وجہ سے بعض فقہا نے نمازی کو دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کا اختیار دیا ہے؛ اس بنا پر کہ یا تو دونوں طرح کی حدیثوں میں ضعف ہے یا پھر ان میں تعارض پایا جاتا ہے اور ان کی نظر میں ترجیح کی کوئی صورت بھی نہیں بنتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں کشادگی ہے اور دونوں صورتوں میں سے کسی کو بھی اپنا لینے کا اختیار ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. تقديم اليَدين على الرُّكبتين عند الهوي إلى السُّجود.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن خزيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة، المحقق: محمد مصطفى الأعظمي، الناشر: المكتب الإسلامي، بيروت. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. نيل الأوطار، محمد بن علي الشوكاني اليمني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ ١٩٩٣م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10940)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- ,إذا كان في وتر من صلاته لم ينهض حتى يستوي قاعدا

جب نبی ﷺ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

١٨٨٢. الحديث:

عن مالك بن الحويرث -رضي الله عنه-: أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي, فإذا كان في وِتْرٍ من صلاته لم ينهض حتى يستوي قاعداً.

١٨٨٢. حدیث:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، جب آپ ﷺ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان من هديه -عليه السلام- إذا قام من الركعة الأولى إلى الثانية ومن الثالثة إلى الرابعة لم يقم حتى يستقر جالساً جلسة خفيفة ثم قام، وتسمى هذه الجلسة بجلسة الاستراحة، وقد رواها عنه -عليه السلام- جمع من الصحابة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ﷺ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کے لیے اور تیسری رکعت سے چوتھی رکعت کے لیے کھڑے نہیں ہوتے جب تک کہ مکمل طور پر ہلکا سا بیٹھ نہ جاتے اس بیٹھنے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کئی لوگوں نے آپ ﷺ سے اس جلسے کے متعلق روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: مالك بن الحويرث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- وِتْر من صلاَتِهِ : هي عند النهوض إلى القيام إلى الثانية، وعند النهوض من الثالثة إلى الرابعة في الرباعية، وتسمى جِلسة الاستراحة.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذه الجِلسة، وهو أنَّ المصلي إذا قام في وتر من صلاته؛ بأن يقوم من الركعة الأولى، أو يقوم من الركعة الثالثة، فإنَّه يستوي جالسًا، فيما بين السجدة الأخيرة والقيام، ثم ينهض لأداء الركعة الثانية، أو الركعة الرابعة.

٢. هذه الجلسة يسميها العلماء "جلسة الاستراحة"، والاستراحة: طلب الراحة؛ فكأنَّ المصلي حصل له إعياء، فيجلس ليزول عنه.

٣. وهي جلسة خفيفة لطيفة عند من يرى استحبابها، قال النووي: جلسة الاستراحة جلسة لطيفة؛ بحيث تسكن حركتها سكونًا بينًا.

المصادر والمراجع:

توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ). بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ. فتاوى اللجنة الدائمة، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (10931)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- احتجم فصلى ولم يتوضأ ولم يزد عن غسل محاجمه

نبی ﷺ نے پچھنے لگوانے کے بعد نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے نئے سرے سے وضو نہیں فرمایا اور پچھنے لگنے کی جگھوں کو دھونے سے زیادہ آپ ﷺ نے کچھ اور نہیں کیا۔

١٨٨٣. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- : أن النبي -صلى الله عليه وسلم- «احْتَجَمَ فصلَّى ولم يتوضأ ولم يَزِدْ عن غَسْلِ مَحَاجِمِهِ».

١٨٨٣. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پچھنے لگوانے کے بعد نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے نئے سرے سے وضو نہیں فرمایا اور پچھنے لگنے کی جگھوں کو دھونے سے زیادہ آپ ﷺ نے کچھ نہیں کیا‘‘۔

درجة الحديث: ضعيف للفائدة: ليس للألباني حكم على الحديث، لكن قال الحافظ ابن حجر في التلخيص: في إسناده صالح بن مقاتل وهو ضعيف، وادعى ابن العربي أن الدارقطني صححه، وليس كذلك بل قال عقبة في السنن: صالح بن مقاتل ليس بالقوي وذكره النووي في فصل الضعيف

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أن الحجامة لا تنقض الوضوء، سواء كان الدم الخارج قليلاً أو كثيرا، ويؤيد هذا الحديث - وإن كان ضعيفا -أنه ثبت عنه- صلى الله عليه وسلم -أنه أوصى أمته بالحجامة في أحاديث كثيرة واحتجم - صلى الله عليه وسلم - كما ثبت ذلك عنه في الصحيحين وغيرهما واحتجم الصحابة - رضي الله عنهم - ومع ذلك لم يأت حديث يحتج به فيه الأمر بالوضوء من الحجامة. فدل ذلك على أن الأصل: بقاء الطهارة، ولا يرتفع هذا الأصل إلا بدليل شرعي يدل على أن خروج الدم من البدن من غير السبيلين ناقض للوضوء. ويلحق بالحجامة: كل ما يخرج من البَدن - من غير السبيلين - بغير الحجامة كسحب الدم بالإبر أو خروجه بسبب عملية جراحية أو إخراجه للتنقية، ثم إعادته كأصحاب الفشل الكلوي وغير ذلك. " ولم يَزِدْ عن غَسْلِ مَحَاجِمِهِ " يعني: أن النبي - صلى الله عليه وسلم - اكتفى بعد الحِجَامة

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ پچھنے لگوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے نکلنے والا خون کم ہو یا زیادہ۔ اس حدیث کی جو اگرچہ ضعیف ہے تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کو بہت سی احادیث میں پچھنے لگوانے کی نصیحت فرمائی اور آپ ﷺ نے خود بھی پچھنے لگوائے۔ اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ نے پچھنے لگوائے تاہم ایسی کوئی بھی قابلِ حجت حدیث وارد نہیں ہوئی جس میں پچھنے لگوا کر وضو کرنے کا حکم پایا جائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصل طہارت کا باقی رہنا ہے اور یہ اصل اس کے بغیر ختم نہیں ہو سکتی کہ کوئی ایسی شرعی دلیل پائی جائے جس سے یہ نشاندہی ہو کہ دونوں شرمگاہوں کے علاوہ جسم کے کسی اور حصے سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پچھنے لگوانے کے حکم کے ساتھ ہر اس شے کا حکم ملحق ہوگا جو پچھنوں کے بغیر ہی دونوں شرمگاہوں کے بجائے جسم کے کسی اور حصے سے نکلے جیسے سرنج کے ذریعے سے خون نکالنا یا پھر آپریشن کی وجہ سے خون کا نکلنا یا پھر خون کی صفائی کے لیے اسے نکالنا اور پھر دوبارہ اسے جسم میں داخل کر دینا جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کے گردے فیل ہو چکے ہوں یا اس طرح کے دیگر مریضوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ "ولم يَزِدْ عن غَسْلِ مَحَاجِمِهِ" یعنی نبی ﷺ نے پچھنے لگوانے

بغسل موضع الحجامة لإزالة ما بقي من آثار الدم. والحاصل: أن يقال: الخارج من البدن من غير السبيلين لا ينقض الوضوء، سواء كان دما أو غيره وسواء كان كثيرا أو قليلا وسواء كان عن طريق الحجامة أو بغيرها وسواء خرج بقصد أو بغير قصد، عملا بالبراءة الأصلية.

کے بعد پچھنے لگنے کی جگہ کو دھونے پر اکتفا کیا تاکہ خون کے آثار کو ختم کر دیں۔ خلاصہ یہ کہ یوں کہا جائے گا کہ دونوں شرمگاہوں کے علاوہ جسم کے کسی بھی دوسرے حصے سے نکلنے والی شے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے وہ خون ہو یا پھر اس کے علاوہ کوئی اور شے ہو اور چاہے وہ زیادہ ہو یا کم اور چاہے وہ پچھنے لگوانے کی وجہ سے نکلے یا پھر کسی اور وجہ سے قصدا یا بلا قصد نکلے۔ یہ حکم برأت اصلیہ کے قاعدے پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ (یعنی یہ قاعدہ کہ اشیاء میں اصل اباحت و حلت ہے جب تک کہ اس کے خلاف قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہ آ جائے)۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.

التخريج: أنس- رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- احْتَجَمَ : الاحتجام : إخراج الدم من الجسم بصفة مخصوصة.

فوائد الحديث:

١. أن الحجامة لا تنقُض الوضوء، ويلحق بها غيرها كسحب الدم، والدم الخارج بسبب الجراحة أو غسيل الكلى.
٢. خروج الدم من البَدن من غير الفرجين لا ينقض الوضوء سواء كان قليلا أو كثيرا، ويلحق بالدم كل خارج كالصديد والقيح.
٣. إباحة الحجامة، إلا أن تتعين علاجا، فيستحب التداوي بها ؛ لقوله صلى الله عليه وسلم : "تداووا عِبَاد الله".

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني/أبو الحسن الدارقطني حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم- مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان- الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ- ٢٠٠٤ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة،١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ. - التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير المؤلف: أحمد بن علي حجر العسقلاني -: دار الكتب العلمية- الطبعة الأولى ١٤١٩هـ. ١٩٨٩م.

الرقم الموحد: (8403)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس وهو أعمى

نبی کریم ﷺ نے ابنِ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا، وہ لوگوں کی امامت کرتے تھے، حالانکہ وہ نابینا تھے۔

١٨٨٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اسْتَخْلَفَ ابن أُمِّ مَكْتُومٍ يَؤُم الناس وهو أعْمَى.

١٨٨٤. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا، وہ لوگوں کی امامت کرتے تھے، حالانکہ وہ نابینا تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ابن أم مكتوم -رضي الله عنه- خلفًا له في بعض أسفاره، فكان يصلي بالناس إماما نيابة عنه -صلى الله عليه وسلم- فترة غيابه؛ وإنما كان اختياره -صلى الله عليه وسلم- لابن أُمِّ مكتوم دون غيره؛ لسابقته في الإسلام، فهو من المهاجرين الأولين، وهو من القُرَّاء والعلماء، فاستحق الإمامة بهذه الفضائل وغيرها، وولاية النبي -صلى الله عليه وسلم- لابن أُمِّ مكْتُوم لا تقتصر على الصلاة، بل هي ولاية عامة في الصلاة وغيرها، فله أن يُفتي، وله أن يقضي بين الناس، ويدير جميع شؤون أهل المدينة في حال غياب النبي -صلى الله عليه وسلم-، ويدل له ما رواه الطبراني عن عطاء عن ابن عباس، أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: استخلف ابن أم مكتوم على الصلاة وغيرها من أمر المدينة. حسنه الألباني في إرواء الغليل، وفي رواية أبي داود الأخرى: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- استخلف ابن أم مَكْتُوم على المدينة مرتين.

اجمالی معنی:

نبی اکرم ﷺ نے ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو کسی سفر میں اپنا نائب بنایا۔ وہ آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں آپ کا نائب بن کر لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ آپ ﷺ دوسروں کو چھوڑ کرا بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ان کے سبقتِ اسلام کی وجہ سے اپنی نیابت کے لیے چنتے تھے، وہ ابتدائی دور میں ہجرت کرنے والوں میں سے تھے نیز وہ قراء اور علماء میں سے تھے، چنانچہ ان تمام فضائل کی وجہ سے وہ امامت کے زیادہ مستحق تھے۔ آپ ﷺ کا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار بنانا صرف نماز پڑھانے کی حد تک محصور نہیں تھا بلکہ یہ عام ذمہ داری تھی جو نماز اور دیگر سب چیزوں کو شامل تھی، انہیں فتویٰ دینے کا بھی حق تھا، لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا بھی حق تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں مدینہ والوں کے تمام معاملات سنبھال تھے۔ اس پر طبرانی کی روایت دلالت کرتی ہے جسے عطا رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نماز اور مدینہ کے معاملات طے کرنے کے لیے اپنا نائب بنایا۔ اِرواء الغلیل میں علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ابو داؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ابنِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ مدینہ پر اپنا نائب بنایا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود واللفظ له وأحمد.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يؤم : يصلي بهم إماما في الصلاة.

فوائد الحديث:

١. جواز استخلاف الأعمى في إمامة الناس، ولو لم يكن أقرأ الناس وأعلمهم بالسُّنة؛ لأنه نائب يقوم مقام الإمام الراتب.

٢. فيه ثقة النبي -صلى الله عليه وسلم- بعبد الله ابن أُمِّ مكتوم -رضي الله عنه- وهذه الثِّقة تعتبر من مَنَاقِبِه الكِبَار، فهي ثقة مؤيدة بالعصمة النَّبوية، فتكون كالشَّهادة النبوية على صلاحه.

٣. صحة ولاية الأعمى على القضاء والفُتْيَا وغير ذلك.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (11308)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أتي برجل قد شرب الخمر، فجلده بجريدتين نحو أربعين

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو حاضر کیا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی ٹہنی سے لگ بھگ چالیس ضربیں لگائیں۔

١٨٨٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ برجل قد شرب الخمر، فجلده بِجَرِيدَتَيْنِ نحو أربعين»، قال: وفعله أبو بكر، فلما كان عمر استشار الناس، فقال عبد الرحمن: أَخَفُّ الحدود ثمانين، «فأمر به عمر».

١٨٨٥. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی، تو آپ ﷺ نے اسے کھجور کی دو ٹہنیوں سے تقریباً چالیس ضربیں لگائیں۔ (انس) کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدود میں سب سے ہلکی حد اسّی کوڑے ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کا حکم صادر کر دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- جلد في الخمر بسعف النخل شارب الخمر قريبًا من أربعين جلدة، ومثله الخليفة أبوبكر -رضي الله عنه-، فلما كثر شربه في الناس بعد فتح الشام وغيرها وكثرت الأعناب والبساتين، استشار عمر -رضي الله عنه- الصحابة في حده، فأشار عليه عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه- أن يجعل حد شارب الخمر أخف الحدود -غير حد شرب الخمر- وهو ثمانين جلدة، فاستقر الأمر على ذلك عند أكثر الصحابة، وبه قال الجمهور من الفقهاء، وحد شرب الخمر ثابت في الأصل وليس محلا للاجتهاد، وإنما كان اجتهاد الصحابة -رضي الله عنهم- في الزيادة عليه لما كثر وفشا شرب الخمر ولم يرتدع الناس بما كان عليه ذلك العدد.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شرابی کو شراب کی حد کے طور پر کھجور کی ٹہنی سے چالیس ضربیں لگائیں۔ خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ شام وغیرہ کی فتح کے بعد انگور اور باغات کی کثرت کی وجہ سے جب لوگوں میں شراب نوشی زیادہ ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حد سے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا۔ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ شراب نوشی کی حد وہ مقرر کی جائے جو سب سے کم حد ہے (سوائے شراب کی حد کے) اور وہ اَسّی کوڑے ہے۔ کثیر صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا۔ اسی لیے جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ شراب نوشی کی حد اَسّی کوڑے ہے اور یہ اصلاً ثابت ہے اجتہاد کے قبیل سے نہیں ہے۔ اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اس میں زیادتی کا اجتہاد اس وقت کیا جب شراب نوشی کثرت سے عام ہو گئی جب کہ لوگ اس چیز سے باز آنے والے نہیں تھے کہ اس کی تعداد کیا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ لمسلم.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قد شرب الخمر : الخمر في اللغة الستر والتغطية، وهي في الشرع كل ما أسكر العقل من عصيرِ كل شيءٍ أو نقيعه، سواء كان من العنب أو التمر أو غيرهما.
- بِجَرِيدَتَيْنِ : الجريدة: سعفة النخل، سميت بذلك؛ لأنَّها مجرَّدة من الخوص: والخوص ورق النخل.

فوائد الحديث:

١. ثبوت الحد في شرب الخمر، هو مذهب عامة العلماء.

٢. أنَّ حده على عهد النبي نحو أربعين جلدة، وتبعه أبو بكر على هذا.

٣. أنَّ عمر -رضي الله عنه- بعد استشارة الصحابة جعله ثمانين تعزيرا.

٤. الاجتهاد في المسائل، ومشاورة العلماء عليها، وهذا دأب أهل الحق، وطالبي الصواب.

٥. أن وقوع مثل هذه المنكرات لا يستغرب لأنها وقعت في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه لكنها كانت قليلة.

٦. مشروعية الاستشارة حتى وإن كان الإنسان ذا عقل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـمنحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58254)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- توضأ، فمسح بناصيته، وعلى العمامة والخفين

نبی ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی، عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔

١٨٨٦. الحديث:

عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- توضأ، فمسح بِنَاصِيَتِهِ، وعلى العِمَامة والخُفَّين.

١٨٨٦. حدیث :

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی، عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مسح على ناصيته وهي: مقدَّم شعر الرأس، ثم أكمل المسح على العمامة، ولم يقتصر على المسح على بعض الرأس، بل كمل المسح على العمامة، ومن هديه -صلى الله عليه وسلم- أيضا المسح على الخفين، كما في هذا الحديث وغيره.

اجمالی معنی :

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح فرمایا۔ "ناصیۃ" سر کے بالوں کے اگلے حصے کو کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے عمامہ پر مسح کو پورا کیا۔ آپ ﷺ نے سر کے کچھ حصے پر مسح کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ عمامہ پر مسح کر کے اسے مکمل کیا۔ موزوں پر مسح کرنا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے۔ جیسا کہ اس حدیث اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ سبل السلام (١/٧٢، ٨١) تسہیل الإلمام (١/١٣٥)

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بِنَاصِيَتِهِ : النَّاصية الشعر الذي يكون في مقدم الرأس.
- العِمَامة : ثوبٌ يُلَف ويُدَار على الرَّأس.
- الخُف : ما يلبس في الرجلين، ويكون من الجلد.

فوائد الحديث:

١. الجمع بين المسح على النَّاصية وعلى العمامة.
٢. جواز المسح على الخفين ونحوهما، إذا لبسهما بعد كمال طهارة

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (8382)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عامل أهل خيبر بشطر ما يخرج منها من تمر أو زرع	رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے کھجور اور غلہ کی نصف پیداوار کے بدلے (بٹائی کا) معاملہ کیا۔
١٨٨٧. الحديث: عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عامل أهل خيبر بِشَطْرِ ما يخرج منها من ثَمَرٍ أو زرع.	**١٨٨٧. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے کھجور اور غلہ کی نصف پیداوار کے بدلے (بٹائی کا) معاملہ کیا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بلدة خيبر بلدة زراعية، كان يسكنها طائفة من اليهود. فلما فتحها النبي -صلى الله عليه وسلم- في السنة السابعة من الهجرة، وقسم أراضيها ومزارعها بين الغانمين، وكانوا مشتغلين عن الحراثة والزراعة بالجهاد في سبيل الله والدعوة إلى الله تعالى، وكان يهود "خيبر" أبصر منهم بأمور الفلاحة أيضاً، لطول معاناتهم وخبرتهم فيها، لهذا أقر النبي -صلى الله عليه وسلم- أهلها السابقين على زراعة الأرض وسقْي الشجر، ويكون لهم النصف، مما يخرج من ثمرها وزرعها، مقابل عملهم، وللمسلمين النصف الآخر، لكونهم أصحاب الأصل.	**اجمالی معنیٰ:** خیبر کا شہر کاشتکاری کا شہر تھا، کچھ یہودی اس میں آباد تھے۔ جب آپ ﷺ نے سن سات (٧) ہجری میں خیبر کو فتح کیا اور اس کی زمینیں اور کھیتیاں غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کردیں، مسلمان کھیتی باڑی اور زراعت کے بجائے اللہ کے راستے میں جہاد اور دعوت و تبلیغ میں مصروف تھے اور خیبر کے یہودی ایک طویل عرصے سے مشقت اٹھانے اور تجربے کی وجہ سے زراعت کے کاموں کو زیادہ بہتر جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے خیبر کے گزشتہ مالکوں کو اسی زراعت اور درختوں کی دیکھ بال پر قائم رکھا، اس شرط پر کہ وہ اپنے کام کے عوض آدھے پھل اور کھیتی کی پیداوار میں سے آدھی پیداوار لیں گے اور دوسرا نصف حصہ اصل مالک ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو دیں گے۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- خيبر : بلاد شمالي المدينة تبعد عنها ١٦٠كم لا تزال عامرة بالمزارع والسكان، وكانت مسكنا لليهود، حتى فتحها النبي -صلى الله عليه وسلم- عام سبع، فأقرهم على فلاحتها كما في هذا الحديث حتى أجلاهم عمر في خلافته.
- بشطر ما يخرج منها : الشطر، يطلق على معان، منها النصف، وهو المراد هنا.
- من ثمر : عام لثمر النخل والكرم وغيرهما.
- أو زرع : أو هنا للتنويع، أو بمعنى الواو كما في الرواية الأخرى.

فوائد الحديث:

١. جواز المزارعة والمساقاة، بجزء مشاع مما يخرج من الزرع الثمر، والمزارعة أن يتعاقد صاحب الأرض مع رجل يزرعها له، مقابل نصف الحصاد أو ربعه أو النسبة التي يتفقان عليها، والمساقاة أن يتعاقد صاحب الأرض مع رجل يسقيها له، مقابل نصف الحصاد أو ربعه أو النسبة التي يتفقان عليها.
٢. ظاهر الحديث، أنه لا يشترط أن يكون البذر من رب الأرض.
٣. أنه إذا عُلِمَ نصيب العامل، أغنى عن ذكر نصيب صاحب الأرض أو الشجر، لأنه بينهما.

٤. جواز الجمع بين المساقاة والمزارعة في بستان واحد، بأن يساقيه على الشجر، بجزء معلوم وزراعة الأرض بجزء معلوم.

٥. جواز معاملة الكفار بالفلاحة، والتجارة، والمقاولات على البناء والصنائع، ونحو ذلك من أنواع المعاملات.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق -مكتبة الصحابة- الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6023)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا ركع فرج أصابعه وإذا سجد ضم أصابعه

نبی ﷺ رکوع کرتے وقت اپنی انگلیاں کشادہ کر لیتے اور سجدہ کرتے وقت اپنی انگلیاں سمیٹ لیا کرتے تھے۔

١٨٨٨. الحديث:

عن وائل بن حجر -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا ركع فَرَّجَ أصابِعَه وإذا سَجد ضَمَّ أصَابِعه.

١٨٨٨. حدیث:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رکوع کرتے وقت اپنی انگلیاں کشادہ کر لیتے اور سجدہ کرتے وقت اپنی انگلیاں سمیٹ لیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث:" كان إذا ركع فَرَّجَ أصابِعَه وإذا سَجد ضَمَّ أصَابِعه " أي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان في الرَّكوع يقبض على رُكبتيه بِكَفَّيه ويفرِّج بين أصابعه؛ لأن ذلك أمكَن من الرُّكوع، وأثبت لحصول تَسوية ظهره برأسه. وأما في السجود فيضع كفَّيه على الأرض، ويضمَّ أصابعه فيلصق بعضها ببعض؛ ليحصل بذلك كمال استقبال القِبْلَة بها، وهو أعْوَن على تحملها أثناء السُّجود.

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی: نبی ﷺ رکوع کرتے وقت اپنی انگلیوں کے مابین گیپ رکھتے یعنی نبی ﷺ رکوع کرتے وقت اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو پکڑ لیتے اور انگلیوں کے درمیان کشادگی کر لیتے کیونکہ ایسا کرنے سے رکوع میں اور نمازی کے سر کا پیٹھ کے ساتھ برابری کرنے میں مدد ملتی ہے اور سجدہ میں جاتے وقت اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھتے اور انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملا لیتے جس کی وجہ سے مکمل قبلے کا استقبال ہو جاتا اور وہ سجدے کے دوران (جسم کے بوجھ) برداشت کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن حبان.

التخريج: وائل بن حُجْر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح ابن حبان.

معاني المفردات:

- فرج بين أصابعه : باعد بين أصابع يديه، حين قبضه بهما على ركبتيه.

فوائد الحديث:

١. استحباب تمكين الرَّاحتين من الرُّكبتين، أثناء الرُّكوع.
٢. استحباب تَفريج أصابع اليدين في الرُّكوع عند القَبض على الرُّكبتين.
٣. ضَمُّ أصابع اليَدين أثناء السُّجود.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن حبان، تأليف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، البُستي، تحقيق: شعيب الأرناؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٤ - ١٩٩٣. صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (10928)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يقنت إلا إذا دعا لقوم، أو دعا على قوم

نبی ﷺ جب کسی قوم کے حق میں دعا یا کسی کے لیے بد دعا کرتے، تو اس صورت میں قنوت پڑھتے، ورنہ نہیں پڑھتے تھے۔

١٨٨٩. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: كان لا يقنت إلا إذا دعا لقوم، أو دعا على قوم.

١٨٨٩. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب کسی قوم کے حق میں دعا یا کسی کے لیے بد دعا کرتے، تو اس صورت میں قنوت پڑھتے، ورنہ نہیں پڑھتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف المواطن التي كان يقنت فيها النبي -صلى الله عليه وسلم- وهي إما حال الدعاء لقوم، أو حال الدعاء على قوم، وبهذا يتبين مشروعية القنوت في النوازل، ولم يرد في الصلاة المكتوبة قنوت غيره، وهو مخصوص بأيام الوقائع والنوازل؛ لأنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يقنت إلاَّ إذا دعا لقوم مسلمين، أو دعا على الكافرين، وهذا القنوت لا يختص بصلاة دون صلاة، بل ينبغي الإتيان به في جميع الصلوات.

اجمالی معنی:

حدیث میں وہ مواقع بیان کیے گئے ہیں، جہاں آپ علیہ الصلاۃ السلام قنوت پڑھتے تھے۔ یعنی کسی کے لیے دعا یا بد دعا کرتے وقت۔ اس سے حادثات میں قنوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ فرض نمازوں میں اس کے علاوہ کوئی قنوت وارد نہیں ہوا۔ یہ حادثات اور مصائب کے دنوں کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے دعا مانگتے وقت یا کفار کے لیے بد دعا مانگتے وقت قنوت پڑھتے تھے۔ نیز یہ کسی خاص نماز کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ تمام نمازوں میں اسے پڑھنا چاہیے۔

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح ابن خزيمة.

معاني المفردات:

- القنوت : في اللغة يطلق على عدة معانٍ منها: دوام الطاعة، وطول القيام، والسكوت، والدعاء، وهو أشهرها. وعند الفقهاء: القنوت: الدعاء في الصلاة قائماً، بعد الرفع من الركوع في الركعة الأخيرة، وهذا معنى (قنت) هنا.

فوائد الحديث:

١. القنوت هنا: هو الدعاء بعد الركوع من الركعة الأخيرة في الصلوات الخمس، والوتر.

٢. مشروعية القنوت في النوازل.

٣. المقصود بالنوازل التي يشرع فيها الدعاء في الصلوات هو ما كان متعلقا بعموم المسلمين، كاعتداء الكفار على المسلمين، والدعاء للأسرى وحال المجاعات، وانتشار الأوبئة وغيرها.

٤. أجمع العلماء على أنَّ فعل قنوت النوازل أو تركه لا يبطل الصلاة، وإنَّما الخلاف في استحباب تركه، أو التفصيل في ذلك والصواب استحبابه.

المصادر والمراجع:

توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله

الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ صحيح ابن خزيمة، المحقق: د. محمد مصطفى الأعظمي، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت. فتاوى اللجنة الدائمة، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (10934)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي ركعتين خفيفتين بعد ما يطلع الفجر

١٨٩٠. الحديث:

عن حفصة -رضي الله عنها- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يُصلي ركعتين خَفيفتين بعد ما يَطلع الفجر»، وفي رواية: قبل أن تُقام الصلاة.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

تخبر حفصة -رضي الله عنها- في هذا الحديث عن حاله -صلى الله عليه وسلم- وأنه كان يُصلي ركعتين، وهي راتبة الفجر، ولا يَزيد عليهما؛ لما رواه مسلم من حديث حفصة -رضي الله عنها- أنها قالت: (إذا طلع الفجر، لا يصلي إلا ركعتين خَفيفتين). وقولها في هذا الحديث "خَفيفتين" تعني: يخفف في القيام والرُّكوع والسُّجود، ومن شِدَّةِ تخفيفه -صلى الله عليه وسلم- تقول عائشة -رضي الله عنها- كما في البخاري: "هل قرأ بأم الكتاب؟" وفي رواية في الموطأ: "إن كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليُخفف ركعتي الفجر، حتى إني لأقول: أقرأ بأم القرآن أم لا؟" وليس معنى هذا أنه كان -صلى الله عليه وسلم- يُسرع فيهما بحيث يخل بأركانها، من القيام والرُّكوع والسُّجود، والمعنى الصحيح: أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يخففهما مقارنة ببقية التطوعات، التي عُهد عنه الإطالة فيها. "بعد ما يَطلع الفجر" تعني: إذا طلع الفجر بَادر بهاتين الركعتين"قبل أن تُقام الصلاة" وهذا يعني أن وقت ركعتي الفَجر من وقت طلوع الفجر إلى صلاة الصُّبح.

نبی کریم ﷺ فجر ہونے کے بعد دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر) پڑھتے۔

١٨٩٠. حدیث:

اُمّ المؤمنین حفصہ - رضی اللہ عنہا- سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر ہونے کے بعد دو ہلکی رکعتیں (سنتِ فجر) پڑھتے.ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "قبل اَن تُقام الصلاۃ" یعنی نماز کا اقامت ہونے سے پہلے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اُمّ المؤمنین حفصہ - رضی اللہ عنہا- آپ ﷺ کی کیفیت بتا رہی ہیں کہ آپ دو رکعات پڑھتے تھے، یہ فجر کی دو رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں، اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حفصہ - رضی اللہ عنہا- سے روایت ہے کہ جب فجر طلوع ہوتی تو آپ ﷺ مختصر سی دو رکعات پڑھتے تھے۔ حدیث میں جو "خَفیفتین" فرمایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ قیام، رکوع اور سجود میں اختصار فرماتے، بہت زیادہ مختصر ہونے کی وجہ سے عائشہ - رضی اللہ عنہا-بخاری کی روایت میں فرماتی ہے "ہل قرأ بأمّ الکتاب؟" کہ آپ نے فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں؟ مؤطّا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے، یہاں تک کہ میں کہتی آپ فاتحہ پڑھتے ہیں بھی یا نہیں؟ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس میں اتنی جلدی کرتے تھے کہ نماز کے ارکان قیام، رکوع اور سجود میں خلل پڑتا۔ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ باقی نفلی عبادات جن کو طویل کرنے کی آپ کو عادت تھی ان کی بنسبت اسے مختصر پڑھتے تھے۔ "بعد ما یَطلع الفجر" یعنی طلوعِ فجر کے بعد ان دو رکعات کے پڑھنے میں جلدی کرتے تھے۔ "قبل اَن تُقام الصلاۃ" یعنی فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کا وقت طلوع فجر سے لے کر فجر کی فرض نماز تک ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: حفصة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

فوائد الحديث:

١. سنية راتبة الفجر.

٢. أن وقت راتبة الفجر بعد طلوع الفجر وقبل الصلاة المفروضة.

٣. استحباب التَّخفيف في راتبة الفَجر، لكن بحيث لا يُخل بأركانها.
٤. أن الرَّاتبة تصلى في البيت، وذلك هو الأفضل والأحسن.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩هـ. المنتقى: شرح موطأ مالك، تأليف: سليمان بن خلف بن سعد القرطبي، الناشر: مطبعة السعادة، الطبعة: الأولى، ١٣٣٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (11248)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يغتسل بفضل ميمونة -رضي الله عنها-	نبی ﷺ میمونہ۔رضی اللہ عنہا۔کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔
١٨٩١. الحديث: عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يغتسل بفضل ميمونة -رضي الله عنها-.	**١٨٩١. حدیث:** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يغتسل بالماء المتبقي من اغتسال زوجته ميمونة .	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ اپنی زوجہ میمونہ۔رضی اللہ عنہا۔کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- ميمونة . : هي ميمونة بنت الحارث الهلالية، تزوجها النبي صلّى الله عليه وسلّم سنة سبع لما اعتمر عمرة القضية.
- بفضل . : باقي الماء الذي اغتسلت منه ميمونة.

فوائد الحديث:

١. جواز اغتسال الرجل بفضل طهور المرأة، ولو كانت المرأة جنباً، وبالعكس.

٢. أن اغتسال الجنب أو وضوء المتوضئ من الإناء، لا يؤثر في طهورية الماء؛ فيبقى على طهوريته.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- مؤسسة الرسالة - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي -مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م

الرقم الموحد: (8359)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ في الظهر في الأولين بأم الكتاب، وسورتين، وفي الركعتين الأخريين بأم الكتاب ويسمعنا الآية

نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو مزید سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ کبھی کبھی ہمیں ایک آیت سنا بھی دیا کرتے تھے۔

١٨٩٢. الحديث:

عن أبي قتادة -رضي الله عنه-: «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ في الظهر في الأولين بأم الكتاب، وسورتين، وفي الركعتين الأخريين بأم الكتاب ويسمعنا الآية، ويطول في الركعة الأولى ما لا يطول في الركعة الثانية، وهكذا في العصر وهكذا في الصبح».

١٨٩٢. حدیث:

ابوقتادہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور مزید دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ کبھی کبھی ہمیں ایک آیت سنا بھی دیا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے زیادہ لمبی کرتے تھے۔ عصر اور صبح کی نماز میں بھی آپ کا یہی معمول تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أنه في الصلوات السرية كالظهر والعصر يقرأ فيها بالفاتحة مع سورة أخرى في الركعتين الأولين، ويقرأ بالفاتحة فقط في الأخريين كالصلاة الجهرية تماماً، ولا بأس من رفع الصوت قليلاً للتعليم.

اجمالی معنی:

یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ آپ ﷺ سرّی نمازوں، جیسے ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورتیں بھی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے جس طرح تمام جہری نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ تعلیم اور سکھلانے کی غرض سے آواز تھوڑی بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : كان يفعل: جملة تفيد الاستمرار والتكرار في الغالب.
- في الأولين : بيائين تثنية الأُولى، والمراد الركعة الأولى والثانية، وكذا الأخريين مثنى الأخرى، والمراد الركعة الثالثة والرابعة من صلاة الظهر والعصر.
- ويسمعنا الآية : أي: يجهر بها حتى يُسمعها من خلفه، والآية لغة: العلامة، وسُمي بها الجزء من القرآن؛ لأنه علامة على أن القرآن كلام الله، أو لأنها علامة لانقطاع الكلام الذي قبلها عن الذي بعدها وانفصاله، أي: أنها علامة على أن الكلام له ابتداء وانتهاء.

فوائد الحديث:

١. وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة من ركعات الصلاة.
٢. استحباب قراءة شيء من القرآن بعد الفاتحة، في الركعتين الأولين من الظهر والعصر، ومثله المغرب والعشاء وصلاة الفجر.
٣. القراءة بعد الفاتحة ليست واجبة، فلو اقتصر على الفاتحة أجزأت الصلاة؛ باتفاق العلماء، ولكن يكره الاقتصار على الفاتحة في الصلاة في غير ما ذكر، فرضًا كانت أو نفلاً؛ لأنَّه خلاف السنة.
٤. استحباب تطويل الركعة الأولى على الثانية، في الظهر والعصر.
٥. استحباب كون قراءة الظهر والعصر سرية.
٦. أنَّه لا بأس من الجهر بآية أو آيتين في القراءة في الصلاة السرية، لاسيَّما إذا تعلَّق بذلك مصلحة من تعليم أو تذكير؛ ذلك أنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- كان يجهر في بعض الآيات، ولعل الغرض من ذلك بيان الجواز.

٧. استحباب الاقتصار على الفاتحة في الركعتين الأُخريين من صلاة العصر والظهر والعشاء، وثالثة المغرب.

٨. أنَّ ما ذكر في الحديث هو سُنَّة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

توضِيحُ الأحكَام مِن بُلوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥هـ - ٢٠١٤ م. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨،هـ.

الرقم الموحد: (10916)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كره الصلاة نصف النهار إلا يوم الجمعة، وقال: إن جهنم تسجر إلا يوم الجمعة	نبی ﷺ نے ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے سوائے جمعہ کے دن کے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہنم سوائے جمعہ کے دن کے ہر روز بھڑکائی جاتی ہے۔
١٨٩٣. الحديث: عن أبي قتادة -رضي الله عنه-، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كَرِه الصلاة نِصف النَّهار إلا يوم الجُمعة، وقال: «إن جَهنَّم تُسَجَّر إلا يوم الجُمعة».	**١٨٩٣. حدیث:** ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ نبی ﷺ نے ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے سوائے جمعہ کے دن کے اور آپ نے فرمایا کہ جہنم سوائے جمعہ کے دن کے ہر روز بھڑکائی جاتی ہے۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: حرم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يتطوع الإنسان بالصلاة عند زوال الشمس إلا يوم الجُمعة، وبين العِلَّة التي من أجْلِها نُهي عن الصلاة عند الزَّوال، وهي: أن جهنَّم توقد وتحمى في ذلك الوقت، إلا يوم الجمعة، ولو لم تصح العلة فقد صحت الأحاديث بجواز التنفل يوم الجمعة حتى يدخل الخطيب للجامع. والكراهة تأتي في النصوص ويراد بها كراهة التحريم، كقوله -تعالى- بعد ذكر المحرمات: {كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا} [الإسراء: ٣٨].	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے اس بات کو حرام قرار دیا کہ کوئی انسان زوال آفتاب کے وقت جمعہ کے دن کے علاوہ نفلی نماز پڑھے، اور جمعہ کے دن کے علاوہ نفلی نماز پڑھنے سے منع کرنے کا سبب بتایا ہے کہ جمعہ کے دن کے علاوہ دوزخ اسی وقت جلائی اور بھڑکائی جاتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو قتادة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تُسَجَّر : تُوقَد وتُحمى.

فوائد الحديث:

١. جواز التَّنَفل بالصلاة يوم الجمعة زوال الشمس.

٢. أن يوم الجُمعة له مَزِيَّة عن سائر الأيام.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ـ ٢٠٠٦ م. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. الشرح الممتع على زاد المستقنع لابن عثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، (١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ).

الرقم الموحد: (10606)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن نكاح المتعة يوم خيبر، وعن لحوم الحمر الأهلية

نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

١٨٩٤. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن نكاح المتعة يوم خيبر، وعن لحوم الحُمُرِ الأهلية».

١٨٩٤. حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قصد الشرع من النكاح الاجتماع و الدوام، والألفة، وبناء الأسرة، وتكوينها، وحرم بعض الصور التي تخالف مقصود الشرع من النكاح، ولهذا حرم النبي صلى الله عليه وسلم زمن خيبر نكاح (المتعة)، وهو أن يتزوج الرجل المرأة إلى أجل، بعد أن كان مباحا في أول الإسلام لداعي الضرورة، وكذلك نهى عن أكل الحمر المملوكة التي لها أهل ترجع إليهم ويرجعون إليها ضد الوحشية.

اجمالی معنی:

نکاح سے شریعت کا مقصد اجتماعیت، دائمی بقا، محبت اور خاندان کی تعمیر و ترقی ہے۔ اسی لیے نکاح کی بعض صورتیں جو شریعت میں مقصدِ نکاح کے خلاف ہیں ان کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ بنا بریں آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر نکاحِ متعہ کو حرام کردیا۔ نکاحِ متعہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے ایک خاص وقت تک کے لیے شادی کرے۔ شروعِ اسلام میں یہ ضرورت کے پیشِ نظر جائز تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان گدھوں کو کھانے سے بھی منع فرمایا جس کے مالک ہوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف رجوع کرتے ہیں، برخلاف وحشی گدھوں کے کہ ان کو کھانا جائز ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- نكاح المتعة : تزوج الرجل بالمرأة إلى أجل.
- يوم خيبر : زمن خيبر، في السنة السابعة من الهجرة.
- الأهلية : المملوكة التي لها أهل ترجع إليهم ويرجعون إليها ضد الوحشية.

فوائد الحديث:

١. تحريم نكاح المتعة وبطلانه.
٢. المتعة في النكاح كان مباحا في أول الإسلام للضرورة فقط، ثم جاء التأكيد والتأبيد لتحريمه ولو عند الضرورة.
٣. نهى الشارع الحكيم عنه، لما يترتب عليه من المفاسد، منها:اختلاط الأنساب، واستباحة الفروج بغير نكاح صحيح.
٤. النهي عن أكل لحوم الحمر الأهلية فهي رجس، بخلاف الحمر الوحشية، فهي حلال بالإجماع.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإمام

بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5922)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر وعمر كانوا يفتتحون الصلاة بـ الحمد لله رب العالمين

نبی کریم ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز ''الحمد للہ رب العالمین'' کے ساتھ شروع کرتے تھے۔

١٨٩٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر وعمر كانوا يفتتحون الصلاة بـ﴿الحمد لله رب العالمين﴾. زاد مسلم: لا يذكرون: ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ في أول قراءة ولا في آخرها. وفي رواية لأحمد والنسائي وابن خزيمة: لا يجهرون بـ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾. وفي أخرى لابن خزيمة: كانوا يُسرُّون.. وعلى هذا يحمل النفي في رواية مسلم خلافا لمن أعلها.

١٨٩٥. حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز ''الحمد للہ رب العالمین'' کے ساتھ شروع کرتے تھے۔ امام مسلم نے اس کی زیادتی کی ہے کہ وہ نہ تو قرأت کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر کرتے نہ ہی اس کے آخر میں۔ اور احمد، نسائی اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' جہراً نہیں پڑھتے۔ ابن خزیمہ کی ایک دیگر روایت میں ہے ''کہ وہ سرّاً پڑھتے تھے'' اور اسی سرّی معنی پر مسلم کی روایت، جس میں نفی وارد ہے، کو محمول کیا جائے گا۔ (یعنی مسلم کی روایت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ جہرا بسم اللہ کا ذکر نہیں کرتے تھے۔)

درجة الحديث: صحيح بكل رواياته

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی تمام روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وصاحبيه -رضي الله عنهما- لم يكونا يقرؤون البسملة جهرًا في أول الفاتحة حال الصلاة، وهذا يؤكد أن البسملة ليست من الفاتحة. قالت اللجنة الدائمة للإفتاء: والصحيح أن البسملة ليست من الفاتحة ولا غيرها، بل هي آية مستقلة من القرآن، وبضع آية في سورة النمل في قوله تعالى: {إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}، ويستحب أن تقرأ في بداية كل سورة، ماعدا براءة، والسنة أن تقرأ قبل الفاتحة في الصلاة سراً.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صاحبین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ جہری طور پر نہیں پڑھتے تھے۔ یہ اس بات کی تاکید ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے۔ مستقل فتویٰ کمیٹی (سعودی عرب) کا کہنا ہے کہ: صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ اور دیگر سورتوں کا حصہ نہیں بلکہ یہ سورۂ نمل کی مستقل آیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: {إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ} اور اس کا سوائے سورہ براءت کے ہر سورت کے شروع میں پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی مسنون ہے کہ نماز میں (بسم اللہ الرحمن الرحیم کو) سورۂ فاتحہ سے پہلے سری طور پر پڑھا جائے گا۔

راوي الحديث: الرواية الأولى متفق عليها. الرواية الثانية: "لا يجهرون" رواها أحمد، والنسائي، وابن خزيمة.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- صليت مع أبي بكر وعمر وعثمان : أي: خلفهم في صلاة الجماعة حال خلافتهم، وفائدة ذكره بيان استقرار هذه السنة، وأنه أمر لم ينسخ، وأنه سنة النبي صلّى الله عليه وسلّم وسنة الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم وإلا فالحجة قائمة بفعل النبي صلّى الله عليه وسلّم.
- بـ {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} : المراد اسم السورة، التي كانت تسمى عندهم بهذه الجملة، وهي الفاتحة، والدال مِنْ "بالحمد" مضمومة على سبيل الحكاية.
- لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم : أي: لا يذكرونها جهراً فالنفي محمول على ذلك، لا على أنهم لا يقرأونها، بل يقرأونها ولا يجهرون بها، بدليل رواية مسلم: (فلم أسمع أحداً منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم) ورواية أحمد والنسائي وابن خزيمة (لا يجهرون)، ورواية ابن خزيمة (يسرون)

فوائد الحديث:

١. صفة قراءة النبي -صلى الله عليه وسلم- وخلفائه الراشدين، أنَّهم كانوا يستفتحون قراءة الصلاة بـ {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}.

٢. زيادة الإمام مسلم أكدت أنَّهم لا يذكرون "البسملة"؛ لا في أول القراءة، ولا في آخرها.

٣. أنَّ البسملة ليست من الفاتحة، فلا تتعيَّن قراءتها معها، وإنَّما تستحب كإحدى فواصل السور.

٤. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: تشتمل على اسم الجلالة العظيم، وصفات الرحمة والخير والبركة، فهي ألفاظٌ جليلةٌ يستحب الإتيان بها في أول كل عمل ذي بال: من أكلٍ وشربٍ، وجماعٍ، وغُسلٍ، ووضوءٍ، ودخولِ مسجدٍ، ومنزلٍ، وحمَّامٍ، فهي إما أن تَحْمِلَ بركة وخيرًا، وإما أن تدفع شرًّا وأذى.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. - صحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة النيسابوري، المكتب الإسلامي، بيروت. - المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦م. - التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار باوزير للنشر والتوزيع، جدة، الطبعة: الأولى ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (10911)

أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بثلثي مد فجعل يدلك ذراعه

نبی ﷺ کی خدمت میں دو تہائی مد پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے (دھونے کے لیے) اپنے بازو کو ملنا شروع کر دیا

١٨٩٦. الحديث:

عن عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أن النبي صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِثُلُثَيْ مُدٍّ فجعل يَدْلُكُ ذِرَاعَه».

١٨٩٦. حدیث:

عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''نبی ﷺ کی خدمت میں دو تہائی مد پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے (دھونے کے لیے) اپنے بازو کو ملنا شروع کر دیا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يخبرنا عبد الله بن زيد _ رضي الله عنه _ عن كمِّية الماء التي يتوضأ بها النبي _ صلى الله عليه وسلم _ وهو أنه كان يتوضأ بِثُلُثَيْ مُدٍّ، إلا أنه يؤدي الغَرض من غير إسْرَاف، وأنه _ صلى الله عليه وسلم _ جعل يَدْلُك ذِرَاعه؛ وذلك لأجل إيصال الماء إلى جميع العضو المغسول.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہمیں اس پانی کی مقدار کے بارے میں بتا رہے ہیں جس سے نبی ﷺ وضو کیا کرتے تھے اور وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ دو تہائی مد سے وضو فرمایا کرتے تھے (اگرچہ یہ مقدار کم تھی) تاہم اس سے بغیر کسی اسراف کے مقصود پورا ہو جاتا تھا اور یہ کہ نبی ﷺ نے اپنا بازو ملنا شروع کر دیا تاکہ پانی کو دھوئے جانے والے سارے عضو تک پہنچایا جا سکے۔

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة أحمد

التخريج: عبد الله بن زيد _ رضي الله عنه _

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- المُدّ : مِلْءُ كَفَّي الإنسانِ المُعْتَدِل إذا مَلأَهُما وَمَدَّ يَدَهُ بهما
- يَدْلُكُ : إمرار اليد الغَاسِلة على العضو المغسول مع الماء.
- ذِرَاعَه : الذِّراع من الإنسان: هي من طرف المرفق إلى الكَفِّ.

فوائد الحديث:

١. استحباب التقليل في ماء الوضوء، ومثله الغُسْل، وأن هذا هو هدي النبي صلى الله عليه وسلم.
٢. الأفضل هو الاقتداء بالنَّبي -صلى الله عليه وسلم- في مثل هذه الكمية في ماء الوضوء، ولا تضر الزيادة اليسيرة، وأمَّا الإسراف في الماء فحرامٌ.
٣. بهذه الكيفية للغَسْل، يُعْرَفُ الفرق بين المسح وبين الغَسْل؛ فإنَّ المسح: بَلُّ اليد بالماء، ومسح المكان بها، وأمَّا الغسل: فهو إجراء الماء على المحل، ولو أدنى جريان.
٤. استحباب دَلْك أعضاء الوضوء؛ لأنَّ ذلك من الإِسْبَاغ المستحب.
٥. حرص الصحابة _ رضي الله عنهم _ على تتبع هديه _ صلى الله عليه وسلم _ ونقلهم وضبطهم لما كان يفعله النبي صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ صحيح ابن خزيمة، تأليف: أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة ، المحقق: د. محمد مصطفى الأعظمي، الناشر: المكتب الإسلامي _ بيروت _ توضيح الأحكَام مِن بلوغ المرَام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م
التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه، محمد ناصر الدين، الأشقودري الألباني، الناشر: دار باوزير للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م

الرقم الموحد: (8380)

أن النبي صلى الله عليه وسلم قبل بعض نسائه، ثم خرج إلى الصلاة ولم يتوضأ

١٨٩٧. الحديث:

عن عروة، عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «أن النبي صلى الله عليه وسلم قَبَّلَ بعض نسائه، ثم خرج إلى الصلاة ولم يتوضَّأ»، قال: قلت: من هي إلا أنت؟ فَضَحِكت.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة _ رضي الله عنها _ في هذا الحديث، أنه _صلى الله عليه وسلم _ قَبَّلَ إحدى زوجاته، ثم ذهب إلى الصلاة ولم يتوضأ. ثم إن عروة _ رضي عنه الله _ وهو الراوي عن عائشة _ رضي الله عنها _ تَفَطَّن لهذا الأمر وعلم بأن الزوجة المبهمة في الحديث هي عائشة _ رضي الله عنها _ فلما أخبرها بذلك ضَحِكَت _ رضي الله عنها _ إقرارا منها على فهمه. " ولم يتوضأ " وهذا هو الأصل : أن مسَّ الرجل زوجته أو تقبيلها لا ينقض الوضوء مطلقا، سواء كان بشهوة أو بغير شهوة؛ لأن الأصل سلامة الوضوء وسلامة الطهارة، فلا يجوز القول بأنها منتقضة بشيء إلا بحجة قائمة لا معارض لها، وليس هنا حجة قائمة تدل على نقض الوضوء بلمس المرأة مطلقًا والأصل بقاء الطهارة. أما قوله تعالى: (أو لامستم النساء) . فالصواب في تفسيرها : أن المراد به الجماع وهكذا القراءة الأخرى " أو لمستم النساء " فالمراد بها الجماع، كما قال ابن عباس وجماعة من أهل العلم. ولأن الغالب في تقبيل الرجل زوجته يكون عن شهوة، فدل ذلك على أن مسَّ المرأة بشهوة لا ينقض الوضوء، إلا إذا صاحب ذلك إنزال، فهنا ينتقض الوضوء بسبب الإنزال. مجموع فتاوى الشيخ ابن باز(٢١٩/١٧) فتح ذي الجلال والإكرام(٢٥٣/١، ٢٥٥)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیا، پھر نماز کے لیے نکل گئے اور وضو نہیں کیا

١٨٩٧. حدیث :

عروہ رحمہ اللہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ : "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیا، پھر نماز کے لیے نکل گئے اور وضو نہیں کیا۔" عروہ فرماتے ہیں میں نے کہا : وہ آپ کے علاوہ کون ہو سکتی ہیں؟ تو وہ ہنسنے لگیں۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بتلا رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی ایک بیوی کو بوسہ دیا، پھر بغیر وضو کئے نماز کے لیے چلے گئے۔ پھر عروہ رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں، اس معاملے کو سمجھ گئے اور جان گئے کہ حدیث میں جو بیوی مذکور نہیں وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔ جب عروہ نے ان کو اس بارے میں بتلایا تو وہ ہنسنے لگیں، جو اس بات کا اقرار تھا کہ وہ ٹھیک سمجھے ہیں۔ "ولم يتوضأ" اور وضو نہیں کیا۔ اور اصل بات یہی ہے کہ : شوہر کے اپنے بیوی کو چھُونے یا بوسہ دینے سے وضو بالکل نہیں ٹوٹتا، خواہ یہ بوسہ دینا شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے ہو۔ اس لیے کہ اصل وضو اور طہارت کا باقی رہنا ہے۔ اس لیے اس کے مقابلے میں کسی دوسری دلیل کے بغیر یہ کہنا درست نہیں کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس پر کوئی دلیل موجود نہیں کہ عورت کو مطلقاً چھُونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اصل طہارت کا باقی رہنا ہے۔ رہی بات اللہ تعالیٰ کے فرمان : "أَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ" (یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو) کی، تو اس کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد جماع ہے، اسی طرح دوسری قراءت : "او لمستم النساء" میں بھی (چھونے) سے مُراد جماع ہے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علماء کی ایک جماعت کا نقول ہے۔ نیز اس لیے کہ شوہر کا بیوی کو بوسہ دینا اکثر شہوت سے ہی ہوتا ہے، لھٰذا یہ اس بات پر دلیل ہے کہ شہوت کے ساتھ بیوی کو چھُونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر انزال ہوجائے، تو انزال کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ مجموع فتاوی الشیخ ابن باز(٢١٩/١٧) فتح ذي الجلال والإكرام(٢٥٣/١، ٢٥٥)

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد وأبو داود والنسائي في الكبرى وابن ماجه

التخريج: عائشة _ رضي الله عنها _
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود
فوائد الحديث:

1. ظاهر الحديث يدل على أن تقبيل المرأة ولمسها لا ينقض الوضوء، وهو الأصل، والحديث مقرر لهذا الأصل من عدم الوجوب.
2. فيه جواز الإخبار بالأمور الخاصة بين الزوجين من غير تعرض لكيفيته إذا كان لمصلحة كتعليم جاهل أو نحو ذلك. ولا يعتبر هذا من الإفشاء المنهي عنه
3. فِطْنَة عروة بن الزبير رحمه الله

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. مجموع فتاوى ومقالات، تأليف: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر.

الرقم الموحد: (8395)

أن امرأة ثابت بن قيس اختلعت من زوجها على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تعتد بحيضة

١٨٩٨. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- «أن امرأة ثابت بن قيس اخْتَلَعَت من زوجها على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تَعْتَدَّ بِحَيْضَة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث تابع لقصة الخلع التي حدثت بين ثابت بن قيس -رضي الله عنه- وامرأته، وقد أفادت هذه الرواية أنها بعد طلاقها من ثابت أمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تعتد بحيضة واحدة، وليس ثلاث حيضات، والحكمة من ذلك أن المرأة المطلقة جُعِلَتْ حيضتها ثلاث حيض لتطول؛ لأنه ربما راجعها زوجها وندم على طلاقها فله فرصة في هذه المدة الطويلة ليرجعها، بخلاف الخلع فإن الفرقة صارت بينهما برضاهما ولا رجعة فيها، فيكفي في معرفة براءة رحمها حيضة واحدة، والحديث دليل لكثير من العلماء على أن الخلع فسخ وليس بطلاق، لأن الطلاق عدته ثلاث حيض.

نبی ﷺ کے دور میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا تو نبی ﷺ نے انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔

١٨٩٨. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

یہ حدیث خلع سے متعلق اس قصہ کے تابع ہے جو ثابت بن قیس اور ان کی بیوی کے درمیان واقع ہوا، اور یہ روایت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ ثابت (رضی اللہ عنہ) سے طلاق کے بعد ان کی بیوی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا، نہ کہ تین حیض۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ مطلقہ عورت کی عدت تین حیض اس لیے قرار پائی کہ اس کی مدت طویل ہو، ممکن ہے کہ اس کا خاوند اس سے رجوع کرلے اور طلاق دینے پر شرمندہ وپشیمان ہو اس طرح اس طویل مدت میں اسے رجوع کرنے کا موقع میسر ہوگا، جب کہ اس کے برخلاف خلع ایسی فرقت و جدائی ہے جو میاں بیوی کی رضامندی سے طے ہوتی ہے اور اس میں رجوع و واپسی کا اختیار نہیں رہتا ہے، چنانچہ براءتِ رحم کی معرفت و جانکاری کے لیے (مدتِ عدت) ایک حیض کافی ہے، بیشتر علماء کے نزدیک یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ خلع فسخِ نکاح ہے طلاق نہیں ہے، اس لیے کہ طلاق کی عدت تین حیض ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اختلعت : بذلت له مالاً ليُطلِّقها، طُلِّقت بفدية من مالها.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث أقوى دليل لمن قال إن الخلع فسخ، وليس بطلاق إذ لو كان طلاقا لم يكتف بحيضة للعدة.
٢. أن الحكمة من جعل عدتها حيضة واحدة هي العلم باستبراء رحمها.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - تأليف سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - تأليف محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م صحيح أبي داود – الأم - تأليف محمد ناصر الدين، الألباني - مؤسسة غراس للنشر والتوزيع،

الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - سبل السلام /محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار. الناشر: عالم الكتب. الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م.

الرقم الموحد: (58134)

أن أبا هريرة قرأ لهم: إذا السماء انشقت فسجد فيها، فلما انصرف أخبرهم أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سجد فيها

١٨٩٩. الحديث:

عن أبي رافع أن أبا هريرة -رضي الله عنه- قرأ لهم: «إذا السماء انْشَقَّتْ» فسجد فيها، فلما انصَرَفَ أخبرهم أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سجد فيها.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

ذكر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنه قرأ سورة الانشقاق، فسجد فيها عند قوله تعالى: (وإذا قُرِيءَ عليهم القرآن لا يسجدون). "فقيل له في ذلك" أي: فأنْكَر عليه أبو رافع -رضي الله عنه- السجود فيها، كما في رواية أخرى عن أبي رافع -رضي الله عنه-، قال: "فقلت ما هذه السجدة؟" وإنما أنكر عليه لما روي عنه -صلى الله عليه وسلم- أنّه لم يسجد في المفصل منذ تحوله إلى المدينة. فقال أبو هريرة -رضي الله عنه-: "لو لم أر النبي -صلى الله عليه وسلم- يسجد لم أسجد" أي وإنما سجدت اقتداءً به -صلى الله عليه وسلم-.

حضرت ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-نے ان کے سامنے سورہ (اذاالسماء انشقت) پڑھی اوراس میں سجدہ کیا، پھر جب سلام پھیرا تو انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا تھا۔

١٨٩٩. حدیث:

حضرت ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ- نے ان کے سامنے سورہ (اذا السمآء انشقت) پڑھی اور اس میں سجدہ کیا، پھر جب سلام پھیرا تو انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا تھا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - نے سورہ انشقاق پڑھی اور جب اس آیت پر پہنچے (وإذا قُرِئ عليهم القرآن لا يسجدون) تو سجدہ کیا۔ تو اس پر ان پر اعتراض کیا گیا۔ یعنی ابو رافع - رضی اللہ عنہ - نے اس سورہ میں سجدہ (تلاوت) سے اختلاف کیا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابو رافع نے کہا "فقلتُ ما هذه السجدة؟" میں نے کہا کہ یہ کس بات کا سجدہ ہے؟ اور انھوں نے ان کا اس لیے انکار کیا کیونکہ رسول ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد مفصلات میں سجدہ نہیں کیا۔ حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ- نے فرمایا "لو لم أر النبي صلى الله عليه وسلم يسجد لم أسجد" کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا۔ یعنی میں نے صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سجدہ کیا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

فوائد الحديث:

١. الحديث في سجود التلاوة، وقد أجمع العلماء على أنَّه مشروع، شرعه الله تعالى ورسوله، عبودية وقُربة إليه، وخضوعًا لعظمته، وتذلُّلاً بين يديه عند تلاوة آيات السجود واستماعها.

٢. سجود التلاوة سنة.

٣. سجدات القرآن إخبار من الله -تعالى- عن سجود مخلوقاته، فسُنَّ للتالي، والمستمع أن يتشبه بها عند تلاوة آية السجدة أو سماعها، وبعض السجدات أوامر، فيسجد عند تلاوتها بطريق الأولى.

٤. سجود التلاوة بحق القارىء، والمستمع -وهو قاصد الاستماع- لاشتراكهما في الثواب، دون السامع الذي لم يقصد الاستماع، فلا يشرع بحقه.

٥. يشرع التكبير لسجود التلاوة في الصلاة إذا سجد وإذا رفع وأما خارج الصلاة فيكبر قبل السجود فقط.

٦. يقال في سجود التلاوة ما يقال في سجود الصلاة: "سبحان ربي الأعلى"؛ لعموم قوله -صلى الله عليه وسلم-: "اجعلوها في سجودكم"، ولا بأس من زيادة بعض الأدعية، لاسيما المأثورة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. فتاوى اللجنة الدائمة، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (11237)

أن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث الأنصاري، وكانت قد جمعت القرآن، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أمرها أن تؤم أهل دارها	ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاری -رضی اللہ عنہا- نے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا اور آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔
١٩٠٠. الحديث: عن أُمِّ ورَقَة بنت عبد الله بن الحارث الأنصارية، وكانت قد جَمعت القرآن، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أَمَرَهَا أن تَؤُمَّ أهل دارِها، وكان لها مُؤَذِّنٌ، وكانت تَؤُمُّ أهل دارها.	**١٩٠٠. حدیث:** ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاریہ -رضی اللہ عنہا- بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا اور نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے اہل خانہ کی امامت کریں۔ چنانچہ ان کا ایک موذن تھا اور وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: أن أُمَّ ورَقة الأنصارية -رضي الله عنها- كانت قد جَمعت القرآن أي: حفظته عن ظهر قَلب -رضي الله عنها-، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أَمَرَهَا أن تكون إمامة لأهل بيتها في الصلوات الخمس، فكان لها مُؤَذِّنٌ يؤذن لها الصلوات الخَمس، وكانت تَؤُمُّ أهل دارِها من النِّساء لرواية الدارقطني: (وتؤم نِسَاءها)، فدل على أن إمامتها مقيدة بالنِّساء فقط.	**اجمالی معنی:** ام ورقہ انصاریہ -رضی اللہ عنہا- نے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا اور نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں یعنی پانچوں نمازوں میں ان کی امام بنیں۔ ان کا ایک موذن تھا جو پانچ نمازوں کے لیے اذان دیتا تھا اور وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں کیوں کہ دار قطنی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: (وتوم نِسَاءہا)۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی امامت صرف عورتوں کی حد تک تھی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: أم ورَقة بنت عبد الله بن الحارث الأنصارية -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مؤذن : هو الشخص الذي يقوم بالإعلام بوقت الصلاة المفروضة، بألفاظ معلومة مأثورة، على صفة مخصوصة.
- جمعت : حفظت القرآن.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أُمِّ ورقة -رضي الله عنها.-
٢. استحباب صلاة الجماعة للنساء.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: أحمد محمد شاكر، الناشر: دار الحديث، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. القاموس المحيط، مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادى، تحقيق: مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة، بإشراف: محمد نعيم العرقسُوسي، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٦ هـ ٢٠٠٥م.

الرقم الموحد: (11307)

أن تطعمها إذا طعمت، وتكسوها إذا اكتسيت -أو اكتسبت- ولا تضرب الوجه، ولا تقبح، ولا تهجر إلا في البيت

یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو یا یوں فرمایا کہ "جب تم کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو اور گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اس سے علاحدگی اختیار نہ کرو۔

١٩٠١. الحديث:

عن حكيم بن معاوية القشيري، عن أبيه، قال: قلت: يا رسول الله، ما حَقُّ زوجة أحَدِنَا عليه؟، قال: «أن تُطْعِمَهَا إذا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ -أو اكْتَسَبْتَ- ولا تضرب الوجه، ولا تُقَبِّحْ، ولا تَهْجُرْ إلا في البيت».

١٩٠١. حدیث :

حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول! ہم پر ہماری بیوی کے کیا حق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو یا یوں فرمایا : "جب تم کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو اور گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اس سے علاحدگی اختیار نہ کرو۔"

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ : حَسَن صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل معاوية القشيري -رضي الله عنه- رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الحقوق الواجبة للزوجة, فبين له أن الواجب من ذلك إطعامها وكسوتها, بقدر سعته وطاقته, ثم نهاه عن ضرب الزوجة في الوجه, وعن سبها وشتمها, وعن هجرها إلا في البيت, فلا يكون هجره لها -إن أراد عقوبتها- إلا في المضجع, ولا يتحول عنها إلى دار أخرى, ولا يحولها إلى دار أخرى.

اجمالی معنیٰ :

معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیوی کے لازمی حقوق کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ اس کے لازمی حقوق میں یہ ہے کہ شوہر، اپنی گنجائش اور طاقت کے مطابق، اس کو کھلائے اور پہنائے۔ پھر آپ نے شوہر کو اس بات سے باز رہنے کی تاکید فرمائی کہ وہ بیوی کو چہرہ پر مارے اور اس کے ساتھ سخت گالی گلوچ کرے اور اس سے جدائی اختیار نہ کرے مگر اسی کے گھر میں اور بیوی سے اس کی یہ علاحدگی (بشرطیکہ اس کو سزا و سرزنش کرنا مقصود ہو) صرف بستر سے الگ کرنے تک محدود رہے گی۔ نہ ہی وہ کسی اور مکان میں منتقل ہوگا اور نہ ہی بیوی کو کسی اور گھر میں منتقل کرے گا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: معاوية بن حيدة القشيري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ما حقّ زوجة أحدنا عليه؟ : أي ما الواجب لها عليه؟
- إذا طعمت : إذا أكلت.
- واكسها : من الكسوة، أي اللبس.
- لا تُقَبِّح : لا تشتم وتسب.
- تهجر : من الهَجْر، وهو الترك والإعراض.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة على العلم بما عليهم وما لهم.

٢. وجوب نفقة المرأة على زوجها، وكسوتها، وسُكناها.

٣. جواز تأديب الزوج زوجته عند الحاجة إلى ذلك بالضرب في غير الوجه؛ لكرامته، ولحساسيته، ولئلا يقع فيه من ضربها ما ينفره منها من أثر شين وتشويه.

٤. أنَّ على الزوج أن يكف عن أذى زوجته، فلا يضربها، وإذا جاء ما يوجب تأديبها بالضرب، فعليه اجتناب الوجه؛
٥. جواز هجر الزوج لزوجته في البيت تأديبًا لها.
٦. مشروعية مساواة الرجل زوجته بنفسه؛ فلا يستأثر عليها بشيء، وإنما تكون النفقة لها بحسب حاله من الغنى والفقر.
٧. النهي عن التقبيح المعنوي والحسي.
٨. النهي عن الهجر خارج البيت وجوازه في البيت إن كان هناك سبب مشروع.
٩. بيان شمولية الشريعة وأنها لم تترك شيئًا ينفع الناس في معاشهم ومعادهم إلا بينته.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - سبل السلام، للصنعاني. الناشر: دار الحديث. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, عناية: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط ٤ عام ١٤٢٥ - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه - صحيح أبي داود – الأم، للألباني. الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت. الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ، للأمير الصنعاني. الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض. الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م

الرقم الموحد: (58093)

أن جارية بكرا أتت النبي -صلى الله عليه وسلم- فذكرت أن أباها زوجها وهي كارهة، فخيرها النبي -صلى الله عليه وسلم-

ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی اوراس نے یہ بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کردیا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہے چناچہ نبی کریم ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔

١٩٠٢. الحديث:

عن ابن عباس، أن جَارِيةً بِكْراً أتَتِ النبي -صلى الله عليه وسلم- فذكرت «أنّ أباها زَوَّجَها وهي كارهة، فَخَيَّرَهَا النبي -صلى الله عليه وسلم-».

١٩٠٢. حدیث :

ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی اوراس نے یہ بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کردیا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہے چناچہ نبی کریم ﷺ نے اسے (نکاح کو باقی رکھنے یا فسخ کردینے کا) اختیار دے دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن شابة صغيرة السن لم تزل بكارتها بنكاح سابق، جاءت فأخبرت النبي -عليه الصلاة والسلام- أن أباها أراد أن يزوجها من رجل بغير رضاها ولا إذنها، فخيرها النبي -عليه الصلاة والسلام- بين أن تبقى تحت ذمة هذا الزوج إنفاذاً لتزويج أبيها، أو تفسخ هذا النكاح وترده؛ وذلك لأن إذنها معتبر في الشرع، فلا يزوجها الولي إلا بإذنها ورضاها, ولو كانت بكراً وهي عاقلة بالغة، فلها أن تختار أو ترفض. والقول باعتبار رأي البكر البالغة, وعدم جواز إجبارها اختيار اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء بالمملكة العربية السعودية.

اجمالی معنی :

یہ حدیث اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ ایک نوجوان کم سن دوشیزہ جس کی بکارت ابھی کسی نکاحِ سابق سے زائل نہیں ہوئی تھی، نبی ﷺ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی اس کی رضامندی واجازت کے بغیر کسی شخص سے کرنے کا ارادہ کیا ہے، تو نبی ﷺ نے اسے اس بات کا اختیار دیا کہ وہ اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس شوہر کے عقد میں رہے یا اس نکاح کو فسخ کرتے ہوئے اس کو رد کردے، کیوں کہ شریعت میں اس (لڑکی) کی اجازت کا اعتبار کیا گیا ہے، لہذا ولی اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کی شادی نہیں کرا سکتا۔ اور اگر وہ باکرہ ہو اور عقل مند و بالغہ ہو تو اسے ولی کی بات ماننے یا انکار کرنے کا حق حاصل ہے۔ باکرہ اور بالغہ لڑکی کی رائے کے اعتبار کرنے اور اسے مجبور نہ کرنے کے قول کو سعودی عرب کی مستقل کمیٹی برائے افتاء نے اختیار کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جارية : هي البنت الشابة، سميت جارية؛ لخفَّتها وسرعة جريها.
- بِكْرًا : هي التي لم تُفَضَّ بَكَارتها.
- كارهة : غير راضية.
- فخيرها : أي جعل لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الخيار بين أن تبقى مع الزوج, أو تفسخ النكاح.

فوائد الحديث:

١. المرأة التي تعرف مصالح النكاح لا تجبر على النكاح، لا من أبيها، ولا من غيره من الأولياء، وأنَّ أمرها بيدها، وإن كانت بكرًا.
٢. أنَّ المرأة لا تجبر على البقاء مع زوج لا ترضاه، وأنَّه يجب تلبية طلبها إذا طلبت فسخ نكاحها.
٣. أنَّ النكاح إذا لم يعقد على الوجه الشرعي، فإنَّه يجب فسخه، وأنَّ الذي يفسخه هو الحاكم الشرعي.

٤. يجوز للإنسان أن يشكو والده عند القاضي في الحقوق الخاصة إذا ظلمه.

٥. أن الشريعة الإسلامية تأخذ للمظلوم حقه، ولو كان على أقرب الناس إليه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني, تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن ابن ماجه، تأليف ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي, مؤسسة الرسالة, الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م صحيح أبي داود - الأم، تأليف محمد ناصر الدين، الألباني (المتوفى: ١٤٢٠هـ) مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. -منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ -توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- -فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع - الرياض.

الرقم الموحد: (58070)

أن رجلًا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- قد ظاهر من امرأته، فوقع عليها

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے اپنی بیوی سے 'ظہار' کر رکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ جماع کر بیٹھا۔

١٩٠٣. الحديث:

عن ابن عباس: أن رجلا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- قد ظَاهَرَ مِنْ امرأته، فَوَقَعَ عليها، فقال: يا رسول الله، إني قد ظَاهَرْتُ مِنْ زَوْجَتِي، فَوَقَعْتُ عليها قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ، فقال: «وما حَمَلَكَ على ذلك يرحمك الله؟»، قال: رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا في ضوء القمر، قال: «فلا تَقْرَبْهَا حتى تَفْعَلَ ما أَمَرَكَ الله به».

١٩٠٣. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ جماع کر بیٹھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں نے اس سے جماع کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تم پر رحم کرے، کس چیز نے تجھ کو اس پر آمادہ کیا؟" اس نے کہا: میں نے چاندکی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا)، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے قریب نہ جانا جب تک کہ وہ نہ کر لو جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن هذا الصحابي كان كثير الوقاع لامرأته، وقد دخل عليه رمضان وخشي أن يجامعها وهو صائم، فظاهر منها، أي شبهها بمن تحرم عليه تحريمًا مؤبدًا من أم وأخت وعمة ونحو ذلك، إلا أنها كانت تخدمه في ليلة من الليالي، فظهر له شيء من حُلِيِّها في ساقها فأعجبته فجامعها، فندم على فعله وجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- مستفتياً، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- ألا يقربها بالجماع مرة أخرى حتى يكفر الكفارة التي أوجبها الله -عز وجل- على المظاهر من امرأته، وهذا الحديث أصل في باب الظهار.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ مذکورہ صحابی اپنی بیوی سے بہت زیادہ صحبت کرنے والے تھے، رمضان آگیا اور انہیں خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں وہ روزے کی حالت میں جماع نہ کر بیٹھیں، اس لیے انہوں نے بیوی سے ظہار کر لیا یعنی انہیں اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے مشابہ قرار دے کر اپنے اوپر دائمی حرام کر لیا، ایک رات وہ ان کی خدمت کر رہی تھیں کہ ان کی پنڈلی کا زیور ظاہر ہو گیا انہیں اچھا لگا اور وہ جماع کر بیٹھے، اپنے اس عمل سے وہ شرمندہ ہوئے اور نبی ﷺ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی بیوی سے ظہار کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان پر جو کفارہ واجب کیا ہے اسے پورا کیے بغیر دوبارہ جماع کے لیے اپنی بیوی کے قریب نہ ہوں، یہ حدیث ظہار کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ظاهر من امرأته : حرم على نفسه وطأها بسبب الظهار، والظهار مشتق من الظهر، سمي بذلك لتشبيه الزوج المظاهر امرأته بظهر أمه أو بمن تحرم عليه تحريما مؤبدًا بسبب أو نسب أو رضاع، وهو محرم بالكتاب والسنة والإجماع.
- فوقع عليها : جامعها.
- قبل أن أكفر : من التكفير، أي قبل أن أعطي الكفارة التي أوجبها الله -تعالى- علي.
- وما حملك على ذلك : ما استفهامية: أي أيُّ شيء حملك على أن تُواقع امرأتك التي حرم الله عليك العودة إليها قبل أن تكفر عن ظهارك؟
- رأيت خَلْخَالها : حلي معروف يلبس في الرِّجْل.

• لا تقربها : لا تجامعها مرة أخرى.

• حتى تفعل ما أمر الله : أي من الكفارة.

فوائد الحديث:

١. إذا ظاهر الزوج حرم عليه وطء الزوجة المظاهر منها، حتى يكفر عن ظهاره، وذلك بإجماع العلماء.

٢. الحديث دليل على تحريم الظهار؛ للأمر بالكفارة في القرآن والسنة.

٣. أن من ظاهر من امرأته فشبهها بظهر أمه في التحريم ثم أراد أن يجامعها فعليه أن يكفر عن ظهاره قبل الجماع لقوله في الحديث: فلا تقربها حتى تفعل ما أمرك الله.

٤. أنه لا ينبغي للإنسان أن يستحيي من الحق كما هي عادة الصحابة -رضي الله عنهم-، وهم أقوى منا إيمانًا وحياءً.

٥. أن من ظاهر ثم جامع قبل التكفير لا تلزمه كفارتان بل كفارة واحدة, مع ترتب الإثم؛ لأنه ارتكب محرمًا.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - - السنن الصغرى للنسائي - أحمد بن شعيب ، النسائي - تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة - مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب - الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - ١٩٨٦ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - ذخيرة العقبى في شرح المجتبى.المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل /محمد ناصر الدين الألباني - إشراف: زهير الشاويش - المكتب الإسلامي - بيروت - الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58154)

أن رجلًا من بني عدي قتل فجعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ديته اثني عشر ألفًا	بنوعدی کے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار ٹھہرائی۔
١٩٠٤. الحديث: عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن رجلًا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ قُتِلَ، فَجَعَلَ النبي -صلى الله عليه وسلم- دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا.	**١٩٠٤. حدیث:** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنوعدی کے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا، تو نبی ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار ٹھہرائی۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: هذا الحديث يخبر فيه ابن عباس -رضي الله عنهما- بأنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قدر دية رجل قتل من قبيلة بني عدي بالفضة، وجعلها اثني عشر ألف درهم، ويحمل هذا الحديث على أن الجاني لم يكن عنده إبل في ذلك الوقت، أو أنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- صالح بين أهل القتيل والجاني بذلك المبلغ، فلا يخالف هذا الحديث المتقرر من أن الإبل هي الأصل في باب الديات.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبیلۂ بنی عدی کے ایک مقتول کی دیت کی مقدار چاندی میں مقرر فرمائی اور وہ بارہ ہزار درہم تھی، یہ حدیث اس بات پر محمول کی جائے گی کہ اس وقت مجرم کے پاس اونٹ نہیں رہے ہوں گے یا نبی ﷺ نے مقتول کے گھر والوں اور مجرم کے مابین اسی مبلغ پر صلح کرا دیا ہوگا۔ اس طرح یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں ہوگی جس میں دیت کے متعلق اونٹ کو اصل قرار دیا گیا ہے۔۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والنسائي والترمذي وابن ماجه والدارمي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود وهو في بلوغ المرام بلفظ مقارب.

معاني المفردات:

- ديته : الدِّيَة هي: المال الواجب بالجناية على حر في نفس أو غيرها.

فوائد الحديث:

١. أن الدِّيَة اثنا عشر ألف من الفضة لكن تقدم بأنه لعل الجاني لم يكن عنده إبل، أو أن هذا قيمة الإبل في ذاك الوقت.
٢. مراعاة الحاكم لأحوال العاقلة، وهم عصبة الرجل الذين يتحملون الدية.
٣. اهتمام الإسلام بصيانة الدماء وحفظ النفوس، ولو كان القتل من باب الخطأ.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود ، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت . سنن الترمذي ، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر . الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م . سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب،الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. سنن ابن ماجه-تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي-الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - سنن الدارمي . تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. -

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58216)

أن رجلا رمى امرأته، وانتفى من ولدها في زمن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأمرهما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فتلاعنا، كما قال الله تعالى، ثم قضى بالولد للمرأة، وفرق بين المتلاعنين

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا اور اس کے بچہ کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کردیا تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کو حکم دیا تو ان دونوں نے لعان کیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے بیٹے کا فیصلہ عورت کے حق میں کیا اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کرادی۔

١٩٠٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: أن رجلا اتهم امرأته بالزنا، ونفى كون ولدها منه في زمن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأمرهما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فتلاعنا، كما قال الله تعالى، ثم قضى بالولد للمرأة، وفرق بين المتلاعنين

١٩٠٥. حدیث :

عبداللہ ابن عمر -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا اور اس کے بچہ کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کردیا تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کو حکم دیا تو ان دونوں نے لعان کیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے بیٹے کا فیصلہ عورت کے حق میں کیا اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کرادی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يروي عبد الله بن عمر رَضيَ الله عنهما: أن رجلا قذف زوجته بالزنا، وانتفى من ولدها، وبرئ منه فكذبته في دعواه ولم تُقِرَّ على نفسها. فتلاعنا، بأن شهد الزوج بالله تعالى أربع مرات أنه صادق في قذفها، ولعن نفسه في الخامسة. ثم شهدت الزوجة بالله أربع مرات أنه كاذب، ودعت على نفسها بالغضب في الخامسة. فلما تمَّ اللعان بينهما، فرق بينهما النبي صلى الله عليه وسلم فرقة دائمة، وجعل الولد تابعا للمرأة، منتسبا إليها، منقطعا عن الرجل، غير منسوب إليه.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں عبداللہ بن عمر - رضی اللہ عنہما - روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور اس کے بچے کے نسب کا انکار کیا اور اس سے براءت ظاہر کی، عورت نے اس کے دعوے میں اس کی تکذیب کی اور زنا کا اقرار نہیں کیا۔ دونوں نے لعان کیا یعنی شوہر نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر چار مرتبہ یہ کہا کہ وہ اس تہمت لگانے میں سچا ہے اور پانچویں دفعہ اپنے اوپر لعنت کی۔ پھر بیوی نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر چار مرتبہ کہا کہ شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے غصے کا دعویٰ کیا۔ جب ان کے درمیان لعان پوری ہوگئی، تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی کرادی اور بچے کا نسب عورت سے ثابت کرتے ہوئے اس کے تابع بنایا اور مرد سے نسب ختم کردیا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- رمى امرأته : بالزنا
- وانتفى من ولدها : الحمل الذي لم تضعه ذلك الوقت.
- كما قال الله تعالى : في كتابه: "والذين يرمون أزواجهم" إلى قوله: "والخامسة أن غضب الله عليها إن كان من الصادقين."
- قضى بالولد للمرأة : حكم بأن الولد للمرأة، ونفاه عن الزوج، فلا توارث بينهما، وأما أمه فترثه ويرث منها ما فرض الله له.

فوائد الحديث:

١. إذا تم اللعان، انتفى الولد عن أبيه، وصار منسوبا إلى أمه فقط.

٢. الفرقة المؤبدة الدائمة بين المتلاعنين، فلا تحل له بعد تمام اللعان بحال من الأحوال

٣. الأصل أن الولد للفراش، فإذا تحقق الزوج أن الولد من غيره، كأن يكون بعيدا عن امرأته مدة طويلة: فيجب عليه نفيه، واللعان عليه، إن كذبته. لئلا يلحقه نسبه، فيفضي إلى أمور منكرة، حيث يستحل من الإرث ولحوق النسب، والاختلاط بالمحارم، وغير ذلك، وهو أجنبي عنهم.

٤. الأحسن في رعاية النساء التوسط، فلا يكثر الرجل من الوساوس التي لم تبن على قرائن، ولا يحجبها عما هو متعارف ومألوف بين الناس المحافظين مادام لم ير ريبة، ولا يتركها مهملة، تذهب حين شاءت، وتكلم من شاءت، فهذا هو التفريط.

٥. أنه لا يشترط في نفي الحمل تصريح الرجل بأنها ولدت من زنا ولا أنه استبرأها بحيضة.

٦. أن المفتي إذا سُئل عن واقعة ولم يعلم حكمها ورجا أن يجد فيها نصا لا يبادر إلى الاجتهاد فيها.

٧. أن الحاكم يردع الخصم عن التمادي على الباطل بالموعظة والتحذير ويكرر ذلك ليكون أبلغ

٨. أن اللعان إذا وقع سقط حد القذف عن الملاعن للمرأة والذي رميت به.

٩. أنه ليس على الإمام أن يُعْلِمَ المَقْذُوف بما وقع من قَاذِفِهِ.

١٠. أن الحامل تلاعن قبل الوضع؛ لأن اللعان شُرِع لدفع حد القذف عن الرجل، ودفع حد الرجم عن المرأة، فلا فرق بين أن تكون حاملا أو حائلا أي: غير حامل.

١١. أن الحكم يتعلق بالظاهر، وأمر السرائر موكلٌ إلى الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ، - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ مم

الرقم الموحد: (6024)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تزوجها وهو حلال

رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو آپ اس وقت حلال تھے۔

١٩٠٦. الحديث:

عن يَزِيد بن الأصمِّ قال: حدَّثَتْني مَيْمونَة بنت الحارث -رضي الله عنها-: «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجها وهو حلال»، قال: «وكانت خالَتِي، وخالةَ ابنِ عباس».

١٩٠٦. حدیث:

یزید بن اصم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو آپ ﷺ اس وقت حلال تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میمونہ رضی اللہ عنہا میری بھی خالہ تھیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر يزيد بن الأصم أن أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها- أخبرته أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تزوجها وهو متحلل من إحرامه, فلم يكن أثناء زواجه بها محرمًا بحج أو عمرة, ثم ذكر قرابته بميمونة -رضي الله عنها- وأنها كانت خالته, كما كانت خالة ابن عباس -رضي الله عنهما-، مما يدل على قربه من صاحبة القصة، وأنه لم يكن محرمًا كما قال ابن عباس.

اجمالی معنی:

یزید بن اصم نے یہ بات ذکر فرمائی کہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو اس وقت آپ ﷺ احرام کھول کر حلال ہو چکے تھے اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح کے دوران کسی حج یا عمرہ کا احرام نہیں پہنا تھا۔ پھر یزید بن اصم، میمونہ رضی اللہ عنہا سے اپنی رشتہ داری کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس طرح وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں، ان کی بھی خالہ تھیں، جس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ وہ قصہ بیان کرنے والی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قریبی رشتہ دار تھے اور آپ ﷺ احرام میں نہیں تھے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال ہے (کہ آپ احرام میں تھے)۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- حلال : غير محرم بحج أو عمرة.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن محرما أثناء زواجه بميمونة -رضي الله عنها-, وما ذكرته -رضي الله عنها-مقدَّم على ما ذكره ابن عباس -رضي الله عنهما- في الصحيحين من أنه -صلى الله عليه وسلم- تزوجها وهو محرم؛ لأنها صاحبة القصة.

٢. أن الإحرام من موانع النكاح, فلا يصح نكاح محرم بحج أو عمرة, كما صرحت به الأحاديث الأخرى.

٣. أن ميمونة -رضي الله عنها- كانت خالة يزيد بن الأصم, كما كانت خالة ابن عباس -رضي الله عنهما.-

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد

رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (58074)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رخص في بيع العرايا، في خمسة أوسق أو دون خمسة أوسق

رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں اجازت ورخصت عنایت فرمادی، (بایں صورت کہ تازہ کھجوروں کوخشک کے عوض اندازے سے فروخت کرلیا جائے) جب کہ یہ پانچ وسق کی مقدار سے کم ہوں، یا پھر پانچ وسق ہوں۔

١٩٠٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رخص في بيع العرايا، في خمسة أَوْسُقٍ أو دون خمسة أوسق».

١٩٠٧. حدیث:

ابوہریرة - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے 'بیع عرایا' میں اجازت و رخصت عنایت فرما دی، (بایں صورت کہ تازہ کھجوروں کو خشک کے عوض اندازے سے فروخت کرلیا جائے) جب کہ یہ پانچ وسق کی مقدار سے کم ہوں، یا پھر پانچ وسق ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

العرايا جمع عرية، ومعناها أن يرغب إنسان في أكل الرطب في وقت ظهوره، ولكنه لا يقدر على ذلك لفقره، وعنده تمر يابس، فيشتري الرطب على رؤوس النخل بالتمر اليابس، على أن يُقدَّر وزن الرطب بخمسة أوسق، لأنه لما كانت مسألة "العرايا" مباحة للحاجة من أصل محرم، اقتصر على القدر المحتاج إليه غالباً، فرخص فيما قدره خمسة أوسق فقط أو ما دون ذلك، لأنه في هذا القدر تحصل الكفاية للتفكه بالرطب، والأصل المحرم هو ربا الفضل، قال -صلى الله عليه وسلم- لما سئل عن بيع الرطب بالتمر: (أينقص الرطب إذا جف) قالوا: نعم. قال: (فلا إذًا) حديث صحيح رواه الخمسة.

اجمالی معنی:

'عرایا' جمع ہے 'عریۃ' کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کھجوریں پکنے کے وقت اس کے کھانے میں رغبت رکھے، لیکن اپنے فقر کی وجہ سے کھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو، تاہم اس کے پاس خشک کھجوریں ہیں، چنانچہ وہ پانچ وسق خشک کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی کھجوروں کا اندازہ کرکے خرید لے۔ چونکہ 'عرایا' جوکہ اصل میں حرام تھا لیکن ضرورت کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا گیا، اس لیے ضرورت کی مقدار پر اکتفاء کرنا چاہیے، اس لیے کہ صرف پانچ وسق یا اس سے کم میں جائز ہے۔ اس لیے کہ تر کھجوریں لذّت کے طور پر کھانا اس مقدار میں کافی ہو جاتا ہے۔ اصل حرمت 'ربا الفضل' کی ہے۔ آپ ﷺ سے جب تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: 'کیا تر کھجور سوکھ جانے کے بعد (وزن میں) کم ہوجاتی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- بيع العرايا : بيع ثمر العرايا؛ لأن العرية هي النخلة فحذف المضاف وأقيم المضاف إليه مقامه.
- أوسق : جمع وسق ، وهو ستون صاعا
- أو دون خمسة أوسق : هذ الشك من أحد رواة الحديث: داود بن الحصين راوي الحديث عن أبي سفيان عن أبي هريرة – رضي الله عنه.

فوائد الحديث:

١. الرخصة في بيع العرايا للحاجة إلى التفكه بالرطب.
٢. أن تكون الرخصة بقدر الكفاية، لأن الرخصة لا يتجاوز بها قدر الحاجة.
٣. مقدار ما تجوز فيه الرخصة ، وهو ما لم يتجاوز خمسة أوسق، والوسق ٦٠ صاعًا، فهذه ٣٠٠ صاع، والصاع ٢,١٧ كلغ، فالمجموع ١٣٠,٥ كلغ.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6042)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رخص لصاحب العرية: أن يبيعها بخرصها

رسول اللہ ﷺ نے صاحبِ عریہ کو اس کی اجازت دی کہ اپنا عریہ اس کے اندازے سے برابر میوے کے بدلے میں بیچ ڈالے۔

١٩٠٨. الحديث:

عن زيد بن ثابت -رضي الله عنه-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رخص لصاحب العَرِيَّةِ: أن يبيعها بِخَرْصِهَا». ولمسلم: «بخرصها تمرا، يأكلونها رُطَبًا».

١٩٠٨. حدیث:

زید بن ثابت -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحبِ عریہ کو اس کی اجازت دی کہ اپنا عریہ اس کے اندازے سے برابر میوے کے بدلے میں بیچ ڈالے۔ صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں «بخرصها تمرا، يأكلونها رُطَبًا» یعنی اندازے سے خشک کھجور دے کر کھانے کے لیے تازہ کھجوریں حاصل کر لیں

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بيع الرطب على رؤوس النخيل بتمر محرم، ويسمى المزابنة، لما فيه من الجهل بتساوي النوعين الربويين، ولكن استثني منه العرايا، وهي مبادلة بيع الرطب على رؤوس النخيل بتمر بشروط معينة، منها أن يكون في أقل من خمسة أوسق، فقد كانت النقود كالدنانير والدراهم قليلة في الزمن الأول، فيأتي زمن الرطب والتفكه به، في المدينة والناس محتاجون إليه، وليس عند بعضهم ما يشترى به من النقود، فرخص لهم أن يشتروا ما يتفكهون به من الرطب بالتمر الجاف ليأكلوها رطبة مراعين في ذلك تساويهما لو آلت ثمار النخل إلى الجفاف، وهو الخرص، فالعرايا استثناء من تحريم المزابنة.

اجمالی معنی:

درخت پر لگے کھجوروں کے بدلے ایک جیسی کھجوروں کی بیع حرام ہے، اسے 'مزابنہ' کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں طرفَین سے سودی اشیاء (وہ اشیاء جن میں سود کا حکم ہوتا ہے، جیسے کھجور وغیرہ) کی برابری میں جہالت ہے۔ پہلے زمانے میں درہم و دینار کی طرح رقم کم ہوتی تھی۔ کھجور پکنے کا زمانہ آتا، مدینہ کے لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی تھی، لیکن ان کے پاس یہ خریدنے کے لیے نقد رقم نہیں ہوتی تھی۔ اسی لیے آپ ﷺ نے خشک کھجوروں کے بدلے تر کھجوریں کھانے کی اجازت دی، جب کہ وہ طرفَین سے برابری کو ملحوظ رکھے یعنی اگر درخت کے کھجور سوکھ جائیں تو کتنے ہوں گے۔ اس کو خرص یعنی اندازہ کہتے ہیں۔ 'بیع عرایا'، 'بیع مزابنہ' کی حرمت سے مستثنیٰ ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زيد بن ثابت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- العرية : العرية مبادلة التمر بالرطب في أقل من خمسة أوسق.
- أن يبيعها : أن يشتريها إذا تضرر بمداخلة الموهوب له.
- بخرصها : بقدر ما فيها إذا صار تمرًا بتم.

فوائد الحديث:

١. تحريم بيع التمر على النخل بتمر مثله، لأنه بيع المزابنة المنهي عنه، ومأخذه في هذا الحديث لفظ " رخص".
٢. جواز بيع العرية: هو مستثنى من التحريم السابق في المزابنة.
٣. أن الرخصة لمن احتاج إلى أكل الرطب خاصة.
٤. أن يقدر الرطب على النخلة تمرا بقدر التمر الذي جعل ثمنا له.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6043)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رد ابنته زينب على أبي العاص بن الربيع بنكاح جديد

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نئے نکاح کے ساتھ بھیج دیا۔

١٩٠٩. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، رَدَّ ابنته زينب على أبي العاص بن الرَّبيع بنكاح جديد».

١٩٠٩. حدیث:

عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نئے نکاح کے ساتھ بھیج دیا۔

درجة الحديث: منكر

حدیث کا درجہ: مُنکَر

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث في قصة زينب بنت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه ردها على زوجها الأول الربيع بن العاص بعد إسلامه بنكاح جديد ومهر جديد، مراعاة لما بينهما من النكاح السابق، والعمل على هذا الحديث عند جمهور أهل العلم أن المرأة إذا خرجت من عدتها قبل أن يسلم الزوج ثم أسلم بعد ذلك فلا بد من تجديد العقد, وبذل مهر جديد، إلا أنه حديث ضعيف لا يثبت. وقد جاء في فتوى اللجنة الدائمة : (أ- إذا أسلم الزوجان الكافران معا فهما على زواجهما؛ لأن الكفار كانوا يسلمون هم وزوجاتهم على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- فيقرهم على زواجهم. ب- وإن أسلم أحدهما فقط فرق بينهما، وانتظر فإن أسلم الآخر في العدة فهما على زواجهما، وإن انتهت العدة قبل أن يسلم الآخر فقد انتهت عصمة الزواج بينهما؛ لقول الله تعالى: {فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ} إلى قوله: {وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ}).

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ سے متعلق اس حدیث میں یہ مسائل مستنبط ہوتے ہیں کہ آپ نے انہیں ان کے پہلے شوہر ربیع بن عاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لے آنے کے بعد ان دونوں کے سابقہ نکاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے، نئے نکاح اور نئے مہر کے ساتھ لوٹا دیا، جمہور اہل علم کے ہاں اسی حدیث کے مطابق عمل ہے کہ اگر عورت کی عدت کے ایام، شوہر کے اسلام لانے سے قبل ختم ہوجائیں اور پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو تو ازسر نو نکاح کرنا اور نیا مہر دینا ضروری ہے، تاہم یہ غیر ثابت شدہ ضعیف حدیث ہے۔ لجنہ دائمہ کے فتوی میں یہ وضاحت ہے کہ : ١۔ اگر شوہر اور بیوی دونوں ہی کافر ہوں اور دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوجائیں تو ان کا پہلا نکاح برقرار رہے گا؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کفار، اپنی بیویوں کے ساتھ مسلمان ہوا کرتے تھے تو آپ ﷺ ان کے پہلے نکاح کو اپنے حال پر برقرار رکھتے۔ اگر شوہر کے اسلام لانے سے قبل بیوی کی عدت ختم ہوجائے تو دونوں کے درمیان نکاح کا پاکیزہ بندھن ختم ہوجاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : "فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ"(سورہ الممتحنہ : ١٠)۔ ترجمہ : لیکن اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کردو، ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضہ میں نہ رکھو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. يفيد الحديث -إن صح- أن المرأة إذا أسلمت قبل زوجها وتأخر إسلامه عنها وأراد الرجوع لها فلا بد أن يجدد النكاح، بحيث يكون نكاحا جديداً ولا يبنى على النكاح السابق، وهذا ما أخذ به جمهور الفقهاء، وقد تقدم -في المعنى الإجمالي- ما أفتت به اللجنة الدائمة بخصوص هذه المسألة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - حاشية السندي على سنن ابن ماجه /محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي (المتوفى: ١١٣٨هـ)-دار الجيل - بيروت، بدون طبعة - سبل السلام /محمد بن إسماعيل ثم الصنعاني، دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل - محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش-المكتب الإسلامي - بيروت - الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58085)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن ثمن الكلب، ومهر البغي، وحلوان الكاهن

رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی اجرت اور کاہن کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

١٩١٠. الحديث:

عن أبي مسعود -رضي الله عنه- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن ثمن الكلب، ومَهْرِ البغي، وحُلْوَانِ الكَاهِنِ».

١٩١٠. حدیث:

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی اجرت اور کاہن کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لطلب الرزق طرق كريمة شريفة طيبة، جعلها الله عوضا عن الطرق الخبيثة الدنيئة. فلما كان في الطرق الأولى كفاية عن الثانية، ولما كانت مفاسد الثانية عظيمة لا يقابلها ما فيها من منفعة، حَرَّم الشرع الطرق الخبيثة التي من جملتها، هذه المعاملات الثلاث. ١- بيع الكلب: فإنه خبيث رجس. ٢- وكذلك ما تأخذه الزانية مقابل فجورها، الذي به فساد الدين والدنيا. ٣- ومثله ما يأخذه أهل الدجل والتضليل، ممن يدعون معرفة الغيب والتصرف في الكائنات، ويخيلون على الناس- بباطلهم- ليسلبوا أموالهم، فيأكلوها بالباطل. كل هذه طرق خبيثة محرمة، لا يجوز فعلها، ولا تسليم العوض فيها، وقد أبدلها الله بطرق مباحة شريفة.

اجمالی معنی:

روزی تلاش کرنے کے بہت سے عمدہ، معزز اور پاکیزہ راستے ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے خبیث اور رذیل کے مقابلہ بنایا ہے۔ چونکہ پہلے (پاکیزہ) راستے دوسرے راستوں کے بنسبت کفایت گزار ہیں، نیز ان غلط راستوں کے نقصانات اول الذکر راستوں کے بالمقابل زیادہ ہیں، چنانچہ شریعت نے ان ناپاک راستوں کو حرام قرار دیا۔ ذیل کے تینوں اقسام کے معاملات انھی ناپاک راستوں میں سے ہیں۔ ١۔ کتے کا بیچنا۔ اس لیے کہ یہ ناپاک اور خبیث ہے۔ ٢۔ بعینہ فاحشہ عورت کا اپنے گناہ کے بدلے اجرت لینا، جس سے دین و دنیا دونوں برباد ہوتے ہیں۔ ٣۔ اسی میں جھوٹ اور گمراہ کرنے والے لوگ کی (ٹھگی کرکے) کمائی کرنا بھی شامل ہے، جن کا دعویٰ ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں، کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں غلط خیالات ڈال کر ان کے اموال حاصل کرکے انہیں باطل طریقے سے کھاتے ہیں۔ یہ تمام خبیث راستے ناجائز اور حرام ہیں اور ان کا اختیار کرنا اور ان کی کمائی لینا بھی حرام ہے۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے جائز اور اچھے راستے فراہم کیے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو مسعود الأنصاري- رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- ثمن : ما يبذل في مقابل الحصول على الشيء
- مهر البغي : الزانية، والبغاء : الطلب، وكثرة استعماله في الفساد. ومهرها، ما تعطاه على الزنا، سمى مهرا، من باب التوسع.
- حلوان الكاهن : الحُلوان بضم الحاء، مصدر "حلوته" إذا أعطيته. قال في فتح الباري : وأصله من الحلاوة، شبه بالشيء الحلو، من حيث إنه يؤخذ سهلا بلا مشقة. وأما الكاهن: فهو الذي يدعي علم الأشياء المغيبة المستقبلة. وفي معناه " العراف" و " المنجم " ونحوهما من المشعوذين والدجالين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الكلب، وتحريم ثمنه، ولا فرق بين المُعلَّم وغيره، وكلب الزرع والماشية وغيره، وإنما يجوز اقتناؤه فقط بهذه الأشياء الثلاثة.
٢. تحريم البغاء وتحريم ما يؤخذ عليه، سواء كان من حُرَةٍ أو أمة ، فهو خبيث من عمل خبيث في جميع طرقه.
٣. تحريم الكهانة ونحوها من العرافة، والتنجيم، وضرب الحصى، وتحضير الجن، وتحريم أخذ شيء على هذه الأعمال الشيطانية.
٤. من هذه المنهيات وغيرها، يُعلم أنَّ الشريعة تنهى عن كل ما فيه مضرة وما يترتب عليه من مكاسب.

٥. الكلب غير متقوم ، يعني: لو أتلف شخصٌ كلب الصيد أو الحرث أو الماشية فلا قيمة له شرعا ، لأنه لو كان له قيمة لجاز له الثمن ، إذ أن القيمة عوض عن العين المتلفة ، والثمن عوض عن العين الفائتة عن صاحبها ، وهذا هو القول الراجح ، ولكن من أتلف كلب غيره لغير عذر فيستحق التعزير.

٦. حفظ العرض أولى من حفظ المال ، فلا يجوز اتخاذ الزنا والبغاء مهنة للتكسب وأخذ المال.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6036)

أن عائشة كانت تكره أن يجعل يده في خاصرته، وتقول: إن اليهود تفعله	عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ حالتِ نماز میں اپنے ہاتھ کو کوکھ پر رکھا جائے۔ وہ فرماتی تھیں کہ ایسا یہودی کرتے ہیں۔
١٩١١. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- أنها كانت تكره أن يجعل يده في خَاصِرَتِهِ، وتقول: إن اليهود تفعله.	**١٩١١. حدیث:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ حالتِ نماز میں اپنے ہاتھ کو کوکھ پر رکھا جائے۔ وہ فرماتی تھیں کہ ایسا یہودی کرتے ہیں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف أن عائشة -رضي الله- عنها كانت تكره أن يضع المصلي يده في خاصرته وهو يصلي، وبينت العلة والسبب، وهو أنه من فعل اليهود.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ کوئی شخص حالتِ نماز میں اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھے اور اس کی وجہ اور سبب یہ بیان کیا کہ یہ یہودیوں کا فعل ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يده في خاصرته : يعني: واضعًا يده على خاصرته، أو يديه على خاصرتيه، والخاصرة من الإنسان هي ما بين الوَرِك، وأسفل الأضلاع، وهما خاصرتان.

فوائد الحديث:

١. النهي أن يصلي المصلِّي واضعًا يده على خاصرته، وهي ما بين رأس الوَرِك، وأسفل الأضلاع.

٢. الحكمة في النّهي هو الابتعاد عن مُشابهة اليهود؛ فإنَّهم يضعون أيديهم على خواصرهم في الصلاة.

٣. وقيل: الحكمة أنَّه فعل المتكبرين، ولا منافاة؛ فإنَّ من طبيعة اليهود الكبر، واحتقار الناس، ولا يرون شعبًا، ولا جنسًا أفضل منهم، فهم يقولون: إنَّهم شعب الله المختار.

٤. المطلوب في الصلاة الخشوع والخضوع؛ لأنَّ المصلي واقف بين يدي الله -تعالى-، متذلِّلًا بعيدًا عن صفات المتكبرين وسيماهم.

٥. الواجبُ البعد عن مشابهة أهل الضلال؛ سواء أكان هذا التشبه مما يُخرج من الملة، أو كان يفضي إلى المعصية؛ فإنَّ من تشبه بقوم، فهو منهم.

٦. جمهور العلماء حملوا الكراهة على الكراهة التنزيهية؛ قالوا: لأنَّه لا يعود على الصلاة ببطلان، وهذا محمل وجيه، ما لم يقصد المختصر التشبه باليهود أو المتكبرين؛ فيكون حرامًا.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (10875)

أن عليًّا قال: تزوجت فاطمة -رضي الله عنها-، فقلت: يا رسول الله، ابن بي، قال: «أعطها شيئًا» قلت: ما عندي من شيء. قال: «فأين درعك الحطمية؟»

علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے ملنے کا موقع عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا "اسے کچھ (تحفہ) دو"، میں نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے! آپ نے فرمایا "تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟"۔

١٩١٢. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن عليًّا قال: تزوجتُ فاطمةَ -رضي الله عنها-، فقلتُ: يا رسول الله، ابْنِ بِي، قال: «أَعْطِها شيئًا» قلت: ما عندي مِن شيء، قال: «فأينَ دِرْعُكَ الحُطَمِيَّة؟» قلت: هي عندي، قال: «فأعطها إياه».

١٩١٢. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے ملنے کا موقع عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے کچھ (تحفہ) دو"، ۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے! آپ نے فرمایا: "تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟" میں نے کہا یہ تو میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "وہی اسے دے دو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- وهو ابن عم النبي -صلى الله عليه وسلم-، زوَّجه النبي -صلى الله عليه وسلم- ابنتَه فاطمة -رضي الله عنها-، فأمره النَّبيّ -صلى الله عليه وسلم- أنْ يُعطي زوجه صداقًا، جبرًا لخاطرها، وإشعارًا لها بالرغبة والقدْر، ولمَّا لم يجد شيئًا، سأله عن درعه وهو اللباس الذي يلبس في الحرب للوقاية؛ ليُصْدقها إيَّاها، فيكون مهرًا لها -رضي الله عنها- رغم قلته.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا اور انھیں اس بات کا حکم دیا کہ مہر کے طور پر اپنی بیوی کو کچھ دیں تاکہ ان کی دلجوئی کا سامان رہے اور انھیں چاہت اور قدردانی کا احساس ہو اور جب انھیں کوئی چیز نہیں ملی تو آپ ﷺ نے ان کی زرہ (جنگ میں ڈھال کے طور پر، بچاؤ کے لیے پہنے جانے والے لباس) کے تعلق سے پوچھا تاکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مہر کے طور پر وہی زرہ دے دیں اور اس کے معمولی ہونے کے باوجود وہ چیز ان کا مہر ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- ابن بي: اسمح لي بالدخول بفاطمة.
- أَعْطِهَا شيئًا: أي شيء كان، مهرًا، أو غيره، كثيرًا كان أو قليلًا، وذلك استمالَةً لقلبها، واستجلابًا لمودّتها.
- ما عندي مِن شيء: أراد الشيء الزائد على الحوائج اللازمة، وإلا فلا يريد أنه لا شيء عنده.
- درعك: الدرع: قميصٌ من حِلَقِ الحديد، يُلبَس في الحرب؛ للوقاية من السلاح.
- الحُطَمِيَّة: منسوبٌ إلى قبيلة حُطمة بن محارب، بطنٌ من عبد القيس، كانوا يصنعون الدروع.

فوائد الحديث:

١. أنَّه لابُدَّ في النِّكاح من الصداق.
٢. استحباب تخفيف الصداق.

٣. الصداق ليس عوضًا أصليًّا في عقد النكاح؛ ولذا فإنَّه لا يضر جهله في العقد، ويحسن تخفيفه.
٤. أنَّ الصداق كما يكون بالنقود والأثمان، يكون أيضًا بالعروض والمتاع.
٥. أنَّ إعداد آلة الجهاد، من دروعٍ، وسلاحٍ، وفرسٍ، لا يُعتبر توقيفًا لا يجوز معه التصرف فيه، ببيعٍ ونحوه.
٦. أنه يجوز الامتناع من تسليم المرأة حتى يسلم الزوج مهرها.
٧. فضل علي -رضي الله عنه-، وذلك حين أنكحه النبي -صلى الله عليه وسلم- ابنته فاطمة -رضي الله عنها.-
٨. أنه يجوز أن يكون المهر مما لا يصلح للمرأة، ولكن تبيعه أو تهديه.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية. - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦. - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - صحيح أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ-٢٠٠٣م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.
- شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى - نيل الأوطار للشوكاني , ت: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58104)

أن غيلان بن سلمة الثقفي أسلم وله عشر نسوة في الجاهلية، فأسلمن معه، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يتخير أربعًا منهن

غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کیا اور جاہلیت میں ان کی دس بیویاں تھیں، وہ سب بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئیں، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان میں سے کسی چار کو منتخب کر لیں۔

١٩١٣. الحديث:

عن ابن عمر، أن غَيْلَانَ بن سَلَمَةَ الثقفي أَسْلَمَ وله عشر نِسْوَةٍ في الجاهلية، ، فَأَسْلَمْنَ معه، «، فَأَمَرَهُ النبي صلى الله عليه وسلم أن يَتَخَيَّرَ أربعا مِنْهُنَّ».

١٩١٣. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کیا اور جاہلیت میں ان کی دس بیویاں تھیں، وہ سب بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئیں تو ''نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان میں سے کسی چار کو منتخب کر لیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يبين صورة من صورالأنكحة التي كانت موجودة في الجاهلية، حيث كان أحدهم يجمع بين أعداد كبيرة من النساء، ولا يتقيدون بعدد معين. فجاء هذا الصحابي وقد أسلم وكان له عشر نسوة فأسلمن معه جميعًا، فأمره النبي -عليه الصلاة والسلام- أن يختار منهن أربعًا ويفارق البواقي؛ لأن الشرع حدد الجمع في النكاح بأربع فقط. وهو إجماع من المسلمين.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں زمانۂ جاہلیت میں پائے جانے والے نکاح کے طور طریقوں میں سے ایک کی وضاحت کی گئی ہے کہ بعضوں کے نکاح میں بیک وقت عورتوں کی بڑی تعداد ہوا کرتی تھی اور وہ متعین تعداد کے پابند نہ تھے، چنانچہ یہ صحابی تشریف لائے اور وہ اسلام لا چکے تھے اور ان کی دس بیویاں تھیں اور شوہر کے ساتھ وہ سب بھی مسلمان ہوگئیں، چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے کسی چار کو اپنا لیں اور باقی کو طلاق دے دیں کیونکہ اسلامی شریعت نے مرد کے نکاح میں صرف چار خواتین کو رکھنے کی حد قائم کردی ہے اور تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- غيلان بن سلمة : هو من ثقيف وأحد وجهائها وكبرائها وكان شاعرا، وقد أسلم عام فتح مكة.
- يتخير منهن أربعا : يختار أربعة ويفارق الست البواقي.

فوائد الحديث:

١. أنَّ نهاية ما يباح للحر جمعه من الزوجات هو أربع زوجات.
٢. لو أسلم رجل في عصمته أكثر من أربع زوجات، فإنَّه يؤمر أن يختار منهن أربعًا، ويطلق الباقيات.
٣. اعتبار أنكحة الكفار، وأنَّها تبقى على حالها بلا تفتيش عن صفة ما عقدت عليه في كفرهم، هذا إذا كانت أنكحتهم حال إسلامهم، أو حال ترافعهم إلينا حلالًا، أما إذا كانت حال الترافع، أو إسلامهم مما لا يجوز ابتداؤها، كذات مَحرم أو معتدة لم تَنْقض عدَّتها: فُرِّق بينهما؛ لأنَّ ما منع ابتداء العقد منع استدامته.
٤. الدليل على اعتبار أنكحتهم عند الإسلام أو الترافع بشرطه، هو أنَّه لم يؤمر بتجديد العقد لمن اختار الدخول في الإسلام، وأنَّه أمر أن يطلق التي لم يختر منهنَّ، فهذا دليل على اعتبار العقد.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ . منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (58083)

أن في الكتاب الذي كتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم: أن لا يمس القرآن إلا طاهر

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے جو مکتوب تحریر مایا تھا اس میں تھا کہ : قرآن کو صرف طاہر ہی چھوئے

١٩١٤. الحديث:

عن عبد الله بن أبي بكر بن حزم، أن في الكتاب الذي كتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم لعَمْرو بن حَزْم: «أن لا يَمَسَّ القرآن إلا طَاهر».

١٩١٤. حدیث :

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے جو مکتوب تحریر مایا تھا اس میں تھا کہ : ''قرآن کو صرف طاہر ہی چھوئے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: " في الكتاب الذي كَتَبَه رسول الله _ صلى الله عليه وسلم _ لعمرو بن حَزْم " أي أن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ كتب كتابا لعمرو بن حَزْم عندما كان قاضيا على نجران، كتب له كتابا مُطَوَّلا فيه كثير من أحكام الشريعة، كالفرائض والصدقات والديات..، وهو كتاب مشهور تلقته الأُمَّة بالقبول. " أن لا يَمَسَّ القرآن إلا طَاهر" المراد بالمس هنا: أن يُباشره بيده من غير حائل، وبناء عليه: فإن تناوله من وراء حائل مُنفصل عنه كما لو حمله في كِيس أو شنطة أو قَلَّب صفحاته بِعُود ونحوه لم يدخل في النهي لعدم حصول المَسِّ. والمراد بالقرآن هنا: ما كُتب فيه القرآن، كالألواح والأوراق والجلود، وغير ذلك . وليس المراد به الكلام؛ لان الكلام لا يُمَس بل يُسْمَع. و " إلا طَاهر هذا اللفظ مشتَرَك بين أربعة أمور: الأول: المراد بالطاهر المسلم؛ كما قال تعالى: {إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ} الثاني: المراد به الطاهرُ من النجاسة؛ كقوله -صلى الله عليه وسلم- في الهرَّة: "إنَّها ليست بنجس". الثالث: المراد به الطَّاهرُ من الجنابة. الرابع: أنَّ المراد بالطَّاهر المتوضئُ كل هذه المعاني للطهارة في الشَّرع مُحْتَمِلَة في المراد من هذا الحديث، وليس لدينا مرجِّح لأحدها على الآخر، فالأولى حَمْلُهَا على أدنى محاملها، وهو المُحْدِث حدثًا أصغر؛ فإنه المُتَيَقَّن، وهو موافق لما ذهب إليه الجمهور، ومنهم الأئمة الأربعة وأتباعهم. وهو الاحتياط والأولى

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : ''رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے جو مکتوب تحریر مایا تھا۔'' یعنی عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ جب نجران کے قاضی تھے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک تفصیلی مکتوب لکھ کر دیا تھا جس میں بہت سے احکامِ شریعت جیسے فرائض و صدقات اور دیات وغیرہ کا بیان تھا۔ یہ ایک مشہور مکتوب ہے جسے امت نے قبول کیا ہے۔ ''قرآن کو صرف طاہر ہی چھوئے۔'' یہاں چھونے سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص قرآن پاک کو بغیر کسی آڑ کے براہ راست ہاتھ لگائے۔ اس بنیاد پر اگر آدمی کسی ایسی آڑ کے پیچھے سے اسے اٹھائے جو اس سے الگ ہو مثلاً وہ اسے کسی تھیلی یا بیگ میں اٹھائے، یا لکڑی وغیرہ سے اس کے اوراق پلٹے تو یہ اس ممانعت کے دائرے میں نہیں آئے گا کیونکہ اس صورت میں چھونے کا عمل نہیں ہوا ہے۔ یہاں قرآن سے مراد وہ تختیاں، اوراق اور چمڑے وغیرہ ہیں جن پر قرآن لکھا گیا ہے، یہاں قرآن سے مراد کلام نہیں ہے کیونکہ کلام کو چھوا نہیں بلکہ سنا جاتا ہے۔ ''سوائے طاہر کے'' طاہر کا لفظ چار معانی میں مشترک ہے : اول : طاہر سے مراد مسلمان ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : {إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ} "مشرک تو ہیں ہی ناپاک۔" دوم : اس سے مراد وہ شخص ہو جو نجاست سے پاک ہو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کے بارے میں فرمایا : ''یہ نجس نہیں ہے۔'' سوم : اس سے مراد وہ شخص ہے جو جنابت سے پاک ہو۔ چہارم : طاہر سے مراد باوضو شخص ہے۔ اس حدیث میں شریعت کی رو سے طہارت کے ان سبھی معانی کے مراد ہونے کا احتمال ہے اور ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل یا قرینہ نہیں ہے جس کی بنا پر ہم ان میں سے کسی ایک کو دیگر معانی پر ترجیح دے سکیں۔ چنانچہ اولیٰ یہی ہے کہ اس لفظ کو اس کے ممکنہ معانی میں سے سب سے ادنی معنی پر محمول کیا جائے، اور وہ حدثِ اصغر سے طاہر شخص ہے۔ (یعنی جس کا وضو نہ ہو وہ قرآن نہ

چھوئے)۔ کیوں کہ یہ معنی یقینی ہے اور جمہورِ علماء بشمول ائمۂ اربعہ اور ان کے متبعین کے مسلک کے بھی موافق ہے۔ نیز اسی میں احتیاط اور یہی اولی ہے۔

راوي الحديث: رواه مالك والدارمي

التخريج: عبد الله بن أبي بكر بن حزم

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

فوائد الحديث:

١. في الحديث تعظيمُ القرآن، وأنَّه يجبُ احترامه، فلا يجوزُ مَسُّ المصحف بنجاسة، ولا يُجعَل في مكانٍ لا يليق؛ إمَّا لنجاستِهِ، وإمَّا بجانب صور، أو تعلق آياته بجانب صور، أو يُتْلَى في مكانٍ لهوٍ أو عند الأغاني، أو عند أحدٍ يشرب الدخان، أو في مكان لغَطٍ وأصواتٍ، ونحو ذلك ممَّا يعرِّض كتاب الله تعالى للإهانة.

٢. وجوب الوضوء عند إرادة مَسِّ المصحف.

٣. ظاهر عموم الحديث شامل للصغير المميز، والراجح خلاف ذلك لوجود المشقة في إلزامهم بالوضوء، ولأنهم غير مُكلَّفين، فأُبيح لهم مَسُّه لحاجة التعليم.

المصادر والمراجع:

الموطأ، تأليف: مالك بن أنس الأصبحي، تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي ، الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ- سنن الدارمي، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ).

الرقم الموحد: (8401)

أن قدح النبي -صلى الله عليه وسلم- انكسر، فاتخذ مكان الشعب سلسلة من فضة	نبی ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ٹوٹی ہوئی جگہ پر چاندی کا تار لگا کر اسے جوڑ دیا۔
١٩١٥. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن قَدَحَ النبي -صلى الله عليه وسلم- انْكَسَرَ، فاتَّخَذَ مكان الشَّعْبِ سِلْسِلَةً من فِضة.	**١٩١٥. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: نبی ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ٹوٹی ہوئی جگہ پر چاندی کا تار لگا کر اسے جوڑ دیا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان للنبي -صلى الله عليه وسم- إناء يشرب فيه الماء، فانشق؛ فاتخذ النبي -صلى الله عليه وسلم- قطعة من فضة، ووصل بها بين طرفي الشق.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ کا ایک برتن تھا جس میں آپ ﷺ پانی پیا کرتے تھے۔ یہ برتن ٹوٹ گیا تو آپ ﷺ نے چاندی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس سے ٹوٹے ہوئے دونوں اطراف کو باہم جوڑ دیا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قَدَحَ : إناء يشرب به الماء، وجمعه أقداح.
- انكسر : انشق.
- سِلْسِلَةً : أي: سِلكا من الفضة، أو قِطعة منها تصل بين طرفي الشق.
- الشَّعب : الصدع والشق.

فوائد الحديث:

١. جواز إصلاح الإناء المنكسر بسلسلة من الفضة عند الحاجة إلى ذلك.
٢. المحرم كون الإناء من فضة، أما كونه يربط بفضة قليلة فلا بأس بذلك؛ لأن مصلحتها ظاهرة، والغالب كون الإناء صغيرا، فلا يحتاج إلى شيء كثير من الفضة.
٣. الحديث دليل على أن ذلك مختص بالفضة؛ لورود النص به، أما الذهب فلا يجوز استعماله في مثل ذلك؛ لأنه أغلى ثمنًا وأشد تحريمًا.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (8368)

أنت إمامهم، واقتد بأضعفهم، واتخذ مؤذنا لا يأخذ على أذانه أجرًا

تم ان کے امام ہو، تو تم ان کے کمزور ترین لوگوں کی رعایت کرنا، اور ایسا موذن مقرر کرنا جو اذان پر اجرت نہ لے۔

١٩١٦. الحديث:

عن عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه- قال: يا رسول الله، اجعلني إمام قومي. قال: «أنت إمامهم، وَاقْتَدِ بأضعفهم، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّناً لا يأخذ على أذانه أجرا».

١٩١٦. حدیث:

عثمان بن ابی العاص - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری قوم کا امام مقرر فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے امام ہو، تو تم ان کے کمزور ترین لوگوں کی رعایت کرنا، اور ایسا موذن مقرر کرنا جو اذان پر اجرت نہ لے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين لنا هذا الحديث أنه يجوز لمن رأى في نفسه الأهلية للإمامة أن يطلبها من ولي الأمر، وهذا ليس من طلب الإمارة؛ لأن طلب الإمارة منهي عنه، ولكن عليه مراعاة المأمومين خلفه من الضعفاء والعجزة، وألا يشق عليهم، ويفضل في المؤذن أن يكون محتسباً؛ ليكون عمله أقرب للإخلاص، فإلم يوجد متبرع فلا مانع من أن يجري الإمام له رزقا من بيت المال.

اجمالی معنی:

یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ جو اپنے اندر امامت کی اہلیت پائے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حاکمِ وقت سے اس کا مطالبہ کرے، یہ امارت کا مطالبہ نہیں، اس لیے کہ امارت کا مطالبہ کرنا ممنوع ہے۔ ہاں امام پر اپنے کمزور اور عاجز مقتدیوں کی رعایت کرنا ضروری ہے ورنہ معاملہ ان کے لیے مشکل ہوجائے گا۔ موذن کے لیے یہ بہتر ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے اذان دے تاکہ اس کا یہ عمل اخلاص کے قریب ہو۔ اگر تبرعاً کوئی اذان دینے والا نہ ہو تو حاکمِ وقت کا بیت المال سے اس کے لیے وظیفہ جاری کرنا جائز ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو عبد الله عثمان بن أبي العاص بن بشر الثقفي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أنت إمامهم : أي: جعلتك إماماً لهم.
- واقتد بأضعفهم : راعِ حال الضعيف منهم في تخفيف الصلاة مع الإتمام؛ حتى لا يَمَلَّ القوم.
- أجراً : أجرة دنيوية؛ لأن الذي لا يأخذ على الأذان أجرة؛ أقرب إلى الإخلاص، والحرص على إبراء الذمة.

فوائد الحديث:

١. جواز سؤال الإمامة، وأما الإمارة والولاية فالأصل المنع والنهي عن ذلك، لكن إن كان ذلك لقصد صالح؛ وهو مصلحة المسلمين وتوجيههم وتعليمهم، وليس هذا بمذموم بل هو محمود؛ لما فيه من الخير والمصلحة، وهذا مشروط بكون الإنسان يعلم من نفسه الكفاءة والقدرة على القيام بالمهمة التي أنيطت به.

٢. أنه يستحب للإمام مراعاة أحوال الضعفاء وكبار السن من المأمومين، فلا يشق عليهم بطول الصلاة في القيام والركوع والسجود، ولا بطول الانتظار بحيث يشق عليهم التأخر.

٣. مراعاة الضعفاء في كل شيء: في السفر وفي الجهاد وفي مواساتهم بالمال ونحو ذلك؛ لأنه إذا طلب مراعاتهم في الصلاة التي هي عمود الإسلام، فغيرها من باب أولى.

٤. تفضيل من يتولى الأذان حِسْبَةً ولا يأخذ على أذانه أجراً؛ لأن من كان كذلك يكون أكمل في رعاية الوقت لحرصه على الأذان وإبراء ذمته، لما في قلبه من الدافع الإيماني القوي، بخلاف من يؤذن؛ لأجل عرض الدنيا فقد يتساهل، ولا يكون عنده من الإخلاص والحرص ما عند الأول.

المصادر والمراجع:
سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10626)

أول الوقت رضوان الله، ووسط الوقت رحمة الله، وآخر الوقت عفو الله

١٩١٧. الحديث:

عن أبي مَحْذُورة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أولُ الوقت رِضْوَان الله، ووسَط الوقت رحمة الله، وآخر الوقت عَفْو الله».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

أداء الصلاة في أول وقتها رضا الله الذي لا يُعادله شيء، ويستتبع ما لا يكاد يخطر على بال أحد، قال تعالى: (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ)، ولما قال الله -تبارك وتعالى- لأهل الجنة: يا أهل الجنة؟ فيقولون: لبيك ربنا وسعديك، فيقول: هل رضيتم؟ فيقولون: وما لنا لا نَرضى وقد أعطيتنا ما لم تعط أحدًا من خَلقك، فيقول: أنا أُعطيكم أفضل من ذلك، قالوا: يا ربِّ، وأيُّ شيء أفضل من ذلك؟ فيقول: أحِل عليكم رِضْوَاني، فلا أَسْخَط عليكم بَعْدَه أبدًا، -متفق عليه-، فرضا الله تعالى أفضل أنواع النَّعيم. وأداء الصلاة في ما بين أول الوقت وآخره رحمة الله وتفضله وإحسانه على عبده، فهي دون مرتبة الرضا. وأداؤها في آخر وقت الصلاة عَفْو الله ولا يكون إلا من تقصير، والتقصير هنا: بالنِّسبة لسَبق من أدى الصلاة في أول وقتها. قال الإمام الشافعي: رضوان الله أحب إلينا من عَفوه، فالعفو يشبه أن يكون للمقصرين. ومحل استحباب المبادرة بالصلاة في أول وقتها، هذا من حيث الأصل وإلا فقد يكون تأخيرها عن أول وقتها أفضل، كصلاة الظهر إذا اشْتَدَّ الحرُّ، فإن السُّنة تأخيرها إلى وقت الإبرَاد، وكذلك وقت العشاء، فإن السُّنة تأخيرها عن أول وقتها، وقد ثبتت بذلك سنة المصطفى -صلى الله عليه وسلم-. والحديث ضعيف ويغني عنه حديث:

نماز کا اول وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کا ہے، درمیانہ وقت اس کی رحمت کا اور آخری وقت اس کے درگزر کا ہے۔

١٩١٧. حدیث:

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کا اول وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کا ہے، درمیانہ وقت اللہ کی رحمت کا ہے اور آخری وقت اللہ کے درگزر کا۔"

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

اول وقت میں ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے، جس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اس کے نتیجے میں ایسی چیزیں ملیں گی، جن کا خیال کسی دل سے نہیں گزرا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ) (اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) جب اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کہے گا کہ اہل جنت! تو وہ کہیں گے: لبیک وسعدیک! اللہ پوچھے گا کہ کیا تم راضی ہو گئے؟ وہ کہیں کہ ہم راضی کیوں نہ ہوں، جب کہ تو نے ہمیں وہ سب کچھ عطا کر دیا ہے، جو مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمھیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے بہتر چیز اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ فرمائے گا: میں نے تمھیں اپنی رضا سے نواز دیا۔ آج کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (متفق علیہ) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تمام نعمتوں سے افضل نعمت ہے۔ نماز کو اس کے اول اور آخری وقت کے درمیان ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر رحمت، فضل اور احسان کا باعث ہے۔ یہ رضا سے کم تر چیز ہے۔ جب کہ اسے آخر وقت میں ادا کرنا، اللہ کے عفو و درگزر کا باعث ہے اور عفو و درگزر اسی وقت ہوتی ہے، جب کوتاہی سرزد ہوئی ہو۔ (واضح رہے کہ) یہاں کوتاہی اس کے مقابلے میں ہے جو اول وقت میں نماز ادا کر لیتا ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رضا اس کی معافی سے زیادہ محبوب ہے؛ کیوں کہ معافی میں احتمال ہے کہ گناہ گاروں کے لیے ہو۔ اصل یہی ہے کہ نماز کو اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے، لیکن کبھی کبھی اسے موخر کر کے پڑھنا بھی افضل ہوتا ہے، جیسے سخت گرمی کے وقت ظہر کی نماز کو فضا ٹھنڈا ہونے تک موخر کرنا مسنون ہے، اسی طرح عشا کی نماز کو اول وقت سے موخر کر کے پڑھنا سنت ہے۔ یہ اللہ کے رسول کی سنت سے ثابت ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور وہ حدیث اس

أي العمل أفضل؟ قال: (الصلاة على وقتها). متفق عليه.	سے بے نیاز کر دیتی ہے، جس میں آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (وقت پر نماز پڑھنا)۔ متفق علیہ۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.
التخريج: أبو مَحْذُورة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رضوان الله : بكسر الرَّاء: رضاء الله، عكس سخطه.
- رحمة الله : تفضُّله وإحسانه على عبده، فهي دون مرتبة الرضا.
- عفو الله : تجاوزه ومسامحته.

فوائد الحديث:

١. استحباب أداء الصلاة المفروضة في أول وقتها؛ طلبا لرِضوان الله -تعالى-، فإن لم يكن ذلك فَلتؤد في وسطه؛ لنَيل رحمة الله -تعالى-، أما أداؤها في آخر الوقت، ففيه تَكاسل وتَثاقل عن الطَّاعة، فمن أخرها إلى آخر وقتها، فإن الله تعالى يَعفو عنه، ويسامحه على تَكاسله وعدم مُبادرته.
٢. أن أفضل المراتب الثلاث: رِضوان الله، ثم رحمة الله، ثم عَفو الله، والعفو لا يكون إلا بعد شيء من التَّقصير.
٣. فضيلة النشاط في العبادة، والمبادرة إليها، والإتيان إليها برغبة؛ قال تعالى: (يا يحيى خذ الكتاب بقوة) [مريم: ١٢]، وقال تعالى: (خذوا ما آتيناكم بقوة) [الأعراف: ١٧١]، وذم المنافقين بقوله: (وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله إلا قليلا)، [النساء : ١٤٢].

المصادر والمراجع:

سنن الدار قطني، تأليف: علي بن عمر بن أحمد الدارقطني، حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، وغيره، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10611)

أولئك قوم إذا مات فيهم العبد الصالح، أو الرجل الصالح، بنوا على قبره مسجدا، وصوروا فيه تلك الصور، أولئك شرار الخلق عند الله

وہ ایسے لوگ تھے کہ اگراُن میں سے کوئی نیک بندہ (یا یہ فرمایا کہ) نیک آدمی مر جاتا تواس کی قبر پر مسجد بناتے اوراس میں بت رکھتے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات سے بدترین ہیں۔

١٩١٨. الحديث:

عن عائشة - رضي الله عنها-، أن أمَّ سَلَمَة، ذَكَرَت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- كَنِيسة رأَتْهَا بأرض الحَبَشَةِ يُقال لها مَارِيَة، فذَكَرت له ما رأَت فيها من الصُّور، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أولئِكِ قوم إذا مات فيهم العَبد الصالح، أو الرَّجل الصَّالح، بَنُوا على قَبره مسجدا، وصَوَّرُوا فيه تلك الصَّور، أولئِكِ شِرَار الخَلْق عند الله».

١٩١٨. حدیث:

عائشہ- رضی اللہ عنہا- فرماتی ہیں کہ ام سلمہ- رضی اللہ عنہا- نے نبی کریم ﷺ سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو انھوں نے حبشہ کے علاقے میں دیکھا اس کا نام ماریہ تھا۔ اس میں جو مورتیں دیکھی تھیں وہ بیان کیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اگران میں سے کوئی نیک بندہ (یا یہ فرمایا کہ) نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اوراس میں یہ بت رکھتے۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات سے بدترین ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن أمَّ سَلَمَة -رضي الله عنها- لما كانت بأرض الحَبَشة رأت كَنِيسة فيها صور، فَذَكرت له -صلى الله عليه وسلم- ما رأَت فيها من حسن الزخرفة والتصاوير؛ تعجبًا من ذلك، ومن أجل عظم هذا وخطره على التوحيد؛ رفع النبي -صلى الله عليه وسلم- رأسه، وبيّن لهم أسباب وضع هذه الصور؛ لتحذير أمته مما فعل أولئك، وقال: إن هؤلاء الذين تذكرين كانوا إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدًا يصلون فيه، وصوروُا تلك الصور، وبيَّن أن فاعل ذلك شر الخلق عند الله -تعالى-؛ لأن فعله يؤدي إلى الشرك بالله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ:

اُمُّ المؤمنین عائشہ- رضی اللہ عنہا- فرماتی ہے کہ امّ سلمہ- رضی اللہ عنہا- نے حبشہ کی سرزمین میں ایک کنیسہ دیکھا تھا جس میں مورتیاں تھیں۔ انھوں نے اس میں کہ اس میں جو خوبصورت نقشے اور تصویریں بنی دیکھی تھیں ان کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا، اس معاملے کی حساسیت اور توحید کے لیے خطرہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور امت کو بچانے کے لئے ان کے سامنے مورتیوں کے بنانے کے اسباب بیان کیے کہ لوگ جن کا تم تذکرہ کر رہی ہو جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں اوراس میں نماز پڑھتے ہیں اوران کی مورتیاں بناتے ہیں اور یہ فرمایا کہ اس کو بنانے والے اللہ کے ہاں بدترین لوگ ہیں۔ اس لیے کہ ان کا یہ عمل شرک کی طرف لے جانے والا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة - رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كَنِيسَة : الكَنِيسَة: مُتَعَبد اليَهود والنَّصارى.

فوائد الحديث:

١. تحريم بناء المساجد على القُبور، أو دَفن الموتى في المساجد؛ سَدًّا لذَريعة الشِّرك، والبُعد عن التَّشبُّه بِعَبدة الأوثان.

٢. أنَّ بناء المساجد على القُبور، ونَصب الصُّور في المسجد هو عمل اليَهود والنَّصارى، وأنَّ من فعل هذا، فقد شَابَهَهم واستحق العذاب الذي يستحقونه.

٣. أن الصلاة عند القُبور ذَرِيعة للشِّرك، سواء كانت القُبور في المَسجد أو خَارجه.

٤. تحريم اتخاذ الصُّور إذا كانت لذَوَات الأرواح.

٥. أن مَن بَنى مسجدا على قَبر وصَوَّر فيه التصاوير، فهو من شَرِّ خَلْقِ الله تعالى.

٦. حِماية الشَّريعة لجَنَاب التوحيد حماية كاملة؛ بحيث سَدَّت جميع الوسائل التي قد تُؤدي إلى الشِّرك.

٧. عدم صحة الصلاة في المساجد المَبْنِية على القبور؛ لأن النبي - صلى الله عليه وسلم- نهى عن ذلك ولعَن فاعله، والنَّهي يقتضي فساد المَنْهِي عنه.

٨. حِرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على هِداية أُمَّته؛ وجه ذلك: أنه -صلى الله عليه وسلم- وهو على فِراش المُوت يُحذِّر أمَّته من صَنِيع اليَّهود والنَّصارى مع أنبيائهم وصالحيهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. الجديد في شرح كتاب التوحيد- محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. الملخص في شرح كتاب التوحيد- صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (10887)

أوه، أوه، عين الربا، عين الربا، لا تفعل، ولكن إذا أردت أن تشتري فبع التمر ببيع آخر، ثم اشتر به

توبہ توبہ یہ تو عین سود ہے، یہ تو بعینہ سود ہے۔ ایسا نہ کیا کرو البتہ (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو (ردی) کھجور بیچ کر (اس کی قیمت سے) عمدہ خرید لیا کرو۔

١٩١٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري- رضي الله عنه-: جاء بلال إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بتمر بَرْنِيٍّ، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: «من أين لك هذا؟» قال بلال: كان عندنا تمر رديء، فبعتُ منه صاعين بصاع ليطعم النبي -صلى الله عليه وسلم-. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- عند ذلك: «أَوَّهْ، أَوَّهْ، عَيْنُ الربا، عين الربا، لا تفعل، ولكن إذا أردت أن تشتري فَبِعِ التمرَ ببيع آخر، ثم اشتر به».

١٩١٩. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس برنی کھجوریں لے کر آئے۔ تو نبی ﷺ نے اُن سے کہا تمہیں یہ کہاں سے ملیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں، اس کے دو صاع کو برنی (اچھی کھجوروں) کے ایک صاع کے بدلے میں دے کر میں اسے لایا ہوں۔ تاکہ میں یہ آپ کو کھلاؤں آپ ﷺ نے فرمایا: توبہ توبہ یہ تو عین سود ہے، یہ تو بعینہ سود ہے۔ ایسا نہ کیا کرو البتہ (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو (ردی) کھجور بیچ کر (اس کی قیمت سے) عمدہ خرید لیا کرو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء بلال إلى النبي صلى الله عليه وسلم بتمر برني جيد، فتعجب النبي صلى الله عليه وسلم من جودته وقال: من أين هذا؟ قال بلال: كان عندنا تمر، فبعت الصاعين من الردي بصاع من هذا الجيد، ليكون مطعم النبي صلى الله عليه وسلم منه. فعظم ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم وتأوه، لأن المعصية عنده هي أعظم المصائب. وقال: عملك هذا، هو عين الربا المحرم ، فلا تفعل ، ولكن إذا أردت استبدال رديء، فبع الرديء بدراهم، ثم اِشتر بالدراهم تمرا جيدا. فهذه طريق مباحة تعملها، لاجتناب الوقوع في المحرم .

اجمالی معنیٰ:

بلال رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاں برنی اچھی کھجوریں لے کر آئے، آپ ﷺ نے اس کی عمدگی پر حیرانگی فرمائی اور کہا کہاں سے لائے ہو؟ بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس ردی کھجوریں تھی، میں نے دو صاع ردی کھجوروں کے بدلے ایک صاع اچھی کھجوریں لے لیں، تاکہ آپ ﷺ اس کو تناول فرمالیں۔ یہ آپ ﷺ پر ناگوار گزرا اور ''توبہ توبہ'' فرمایا، اس لیے کہ یہ گناہ آپ ﷺ کے ہاں عظیم گناہوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا یہ کام بعینہٖ سود ہے جو کہ حرام ہے، ایسا نہ کرو۔ ہاں جب تم ردی کھجوروں کو تبدیل کرنا چاہو، تو ردی کھجوروں کو درھم کے بدلے بیچ دو، پھر درھم کے عوض اچھی کھجوریں خریدو۔ یہ جائز طریقہ ہے، حرام سے بچنے کے لیے اس طرح تم کرسکتے ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو سعيد الخدري- رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- برني : من تمر المدينة الجيد، وهو معروف بها إلى الآن، بسره أصفر، فيه طول.
- رديء : غير جيد
- أَوَّهْ : كلمة يؤتى بها للتوجع، أو التفجع، وهذا التأوه أبلغ في الزجر لدلالته على التألم من هذا الفعل.
- عين الربا : حقيقة الربا المحرم
- فبع التمر : الردئ

• ببيع آخر : بمبيع آخر لقوله: " ثم اشتر به"
• ثم اشتر به : تمرًا جيدًا.

فوائد الحديث:

١. فيه بيان شيء من أدب المفتي. وهو أنه إذا سئل عن مسألة محرمة، ونهى عنها المستفتي، أن يفتح أمامه أبواب الطرق المباحة، التي تغنيه عنها.
٢. أنه لا اعتبار بالتفاضل في الصفات في تجويز الزيادة.
٣. اهتمام الإمام بأمر الدين وتعليمه لمن لا يعلمه وإرشاده إلى التوصل إلى المباحات.
٤. في الحديث قيام عذر مَن لا يعلم التحريم حتى يعلمه
٥. تحريم ربا الفضل في التمر، بأن يباع بعضه ببعض، وأحدهما أكثر من الأخر.
٦. استدل بالحديث على جواز التورق وهي نوع من أنواع البيوع، وهي أن يشتري الإنسان غرضا بثمن مؤجل لا لينتفع به بل ليبيعه وينتفع بثمنه، مثاله: أن يشتري سيارة بالأجل من أخيه، ويقبضها ثم يبيعها في السوق بنقد بلا تأجيل، فينتفع بالنقد، ويدفع الدين في المستقبل.
٧. عظم المعصية، كيف بلغت من نفس النبي صلى الله عليه وسلم.
٨. لم يذكر في الحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم أمره برد البيع. والسكوت عن الرد، لا يدل على عدمه. وقد ورد في بعض الطرق أنه قال: [هذا الربا فرُدَّهُ] وقد قال تعالى: {فإنْ تُبتم فَلَكُم رُؤوس أمْوَالِكُم لا تَظْلِمُونَ وَلا تُظْلَمُون }
٩. جواز الترفه في المأكل والمشرب، ما لم يصل إلى حد التبذير، والسرف المنهي عنه، فقد قال تعالى: {قُلْ مَنْ حَرمَ زِينَةَ الله التي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَيباتِ مِنَ الرِّزْقِ؟ قُلْ هي لِلَّذِينَ آمَنُوا في الحَيَاةِ الدُّنيا}.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (6033)

أيما امرأة زوجها وَلِيّان فهي للأول منهما، وأيما رجل باع بيعًا من رجلين فهو للأول منهما

جب دوولی کسی عورت کا نکاح کردیں تو وہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کردیا ہو تو وہ پہلے خریدار کی ہوگی۔

١٩٢٠. الحديث:

عن سمرة بن جندب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أَيُّما امرأةٍ زَوَّجَها وَلِيَّانِ فهي للأَوَّلِ منهما، وأَيُّما رَجُلٍ باع بَيْعًا مَنْ رَجُلَيْن فهو للأَوَّلِ منهما».

١٩٢٠. حدیث:

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دوولی کسی عورت کا نکاح کردیں تو وہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کردیا ہو تو وہ پہلے خریدار کی ہوگی“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى حديث سمرة -رضي الله عنه- أن المرأة إذا عقد لها وليان مستويان في المرتبة -كأخوين شقيقين مثلا- لزوجين مختلفين, كانت للزوج الذي عَقَد له أوَّل الوليين, سواء كان قد دخل بها الثاني أم لا, كما أفاد أن من باع شيئًا لرجل ثم باعه لآخر, لم يكن للبيع الآخِرِ حكم, بل هو باطل؛ لأنه باع ما لا يملك، إذ قد صار في ملك المشتري الأول, وخرج عن ملك البائع بمجرد البيع.

اجمالی معنی:

سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب عورت کا نکاح اس کے دو ولی، مثال کے طور پر دو سگے بھائی جو مرتبہ میں مساوی ہوں، دو مختلف شوہروں سے کر دیں، تو وہ اس شوہر کی ہوگی، جس کے ساتھ ان دونوں ولیوں میں سے پہلے نے شادی کرائی ہے؛ خواہ دوسرے شوہر کے ساتھ اس کا دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اسی طرح کوئی شخص ایک چیز کسی آدمی سے بیچے اور پھر وہی چیز کسی دوسرے آدمی سے بیچ دے، تو دوسرے سے کی گئی بیع درست نہیں بلکہ باطل ہوگی؛ کیوں کہ اس نے ایک ایسی چیز فروخت کی ہے، جس کا وہ مالک نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ چیز پہلے خریدار کی ملکیت ہو چکی ہے اور بیچنے والی کی ملکیت سے اس کے فقط بیچنے کی وجہ سے خارج ہو گئی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد، واقتصر ابن ماجه على رواية الجملة الثانية المتعلقة بالبيع

التخريج: سمرة بن جندب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- زوَّجها : عقد لها.
- وليان : تثنية ولي, وهو القريب الذي يتولى عقد النكاح على المرأة.
- للأول منهما : للسابق منهما.
- باع بيعا من رجلين : باع لهما شيئًا واحدًا بعقدين.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للأولياء إذا خُطب من أحدهم أن يَرُدَّ الأمر إلى الآخرين مخافة أن يقع العقد منهم بدون علم فيحصل اللبس.
٢. أن المرأة إذا عقد لها وليان مستويان في المرتبة -كأخوين شقيقين مثلا- لزوجين مختلفين, كانت للزوج الذي عَقَد له أوَّل الوليين, ولا اعتبار للنكاح الثاني, سواء كان قد دخل بها الثاني أم لا.
٣. إذا لم يعلم السابق من الوليين, أو زوَّجا جميعًا في وقت واحد ولم يحصل سبق لأحدهما, يبطل العقد في الصورتين؛ لأنه لا ميزة لأحدهما على الآخر.

٤. لو زوَّج المرأة البعيد من الأولياء، مع وجود الأقرب بلا عضل فالعقد لا يصح؛ لأنَّ البعيد لا يسمى وليًّا مع وجود من هو أقرب منه, كابن عم أو أخ لأب, مع أخ شقيق.

٥. ولاية عقد النكاح من جملة الولايات التي يُختار لها الأكْفاء، فإذا كانوا في درجةٍ واحدةٍ من القرابة قدِّم الأصلح لهذه الولاية، من حيث معرفة مصالح النكاح، واختيار الزوج الكفء، والمصاهرة الصالحة؛ لأنَّ هذا عقد سيدوم، فيُحتَاط له بطلب الأصلح.

٦. أن من باع شيئًا لرجل ثم باعه لآخر, لم يكن للبيع الآخر حكم، بل هو باطل؛ لأنه باع غير ما يملك.

٧. اعتبار الأسبقية في الدين الإسلامي, ولهذا أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- من دعاه اثنان أن يجيب أسبقهما.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ نيل الأوطار, محمد بن علي الشوكاني اليمني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (58071)

أيما امرأة نكحت بغير إذن مواليها، فنكاحها باطل

جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے۔

١٩٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعًا: «أيُّما امرأةٍ نَكَحَت بغير إذن مَواليها، فنِكاحها باطل»، ثلاث مرات «فإن دخلَ بها فالمهرُ لها بما أصاب منها، فإن تَشاجروا فالسلطان وَلِيُّ مَنْ لا وَلِيَّ له».

١٩٢١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے“۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات تین بار فرمائی۔ (پھر فرمایا) ”اگر مرد نے ایسی عورت سے دخول کرلیا، تو اس دخول کے عوض عورت کے لیے اس کا مہر ہے اور اگر ولی آپس میں اختلاف کریں، تو بادشاہ (حاکم وقت) اس کا ولی ہے، جس کا کوئی ولی نہ ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بين النبي -صلى الله عليه وسلم- اشتراط إذن الولي في صحة النكاح, وأن المرأة إذا تزوجت بغير إذن وليها, بحيث باشرت عقد النكاح بنفسها, فنكاحها غير صحيح, فإن حصل وطء في هذا الزواج فُرِّق بين الرجل والمرأة, واستحقت المرأة المهر بذلك الوطء, ثم بين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الأولياء إذا تنازعوا في تزويج المرأة, أو اختلفت هي مع أوليائها انتقل أمرها إلى السلطان, وأن السلطان يعتبر ولي من لا ولي له.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی صحت کے لیے ولی کی اجازت کو شرط قرار دیا ہے۔ اگر عورت ولی کی اجازت کے بغیر شادی کرتی ہے، اس طرح کہ خود عقدِ نکاح کرے، تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔ اگر اس طرح کی شادی میں وطی و ہم بستری ہو جاتی ہے، تو مرد و عورت کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی اور اس ہم بستری کی وجہ سے عورت مہر کی مستحق ہوگی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ اگر عورت کے ولی شادی سے متعلق اختلاف کریں یا خود عورت اپنے ولیوں سے اختلاف کرے، تو اس کا معاملہ سلطان کی طرف منتقل ہو جائے گا اور جس کا ولی نہ ہو سلطان اس کا ولی ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أيُّما : من ألفاظ العموم، فهي تفيد طلب الولاية عن المرأة مطلقًا من غير تخصيص.
- تشاجروا : تنازعوا, والمراد به هنا منع الأولياء للعقد عليها.
- نكحت : بفتح النون، أي تولت عقد زواجها بنفسها.
- فنكاحها : المراد به العقد لا الوطء؛ لأن الكلام في صحة النكاح وبطلانه.
- باطل : غير صحيح.
- فإن دخل بها : أي الذي نكحته بغير إذن وليها, والمراد بالدخول الوطء.
- السُلْطانُ : هو الملك أو الوالي, ويقوم مقامه القاضي؛ لأنه النائب عنه في هذه المسائل.
- مواليها : جمع مولى, والمراد به الولي, وهو أقرب الرجال إلى المرأة من عصبتها.

فوائد الحديث:

١. اشتراط الولي لصحة النكاح.

٢. بطلان النكاح بدون ولي، ويعتبر نكاحًا غير شرعيّ.
٣. أن المهر تستحقه المرأة بالدخول في النكاح الباطل.
٤. إذا اختل ركن من أركان النكاح فهو باطل مع العِلم والجهل.
٥. أن السلطان ولي من لا ولي لها من النساء, سواء كان ذلك بسبب عدم وجوده أصلًا, أو بسبب امتناعه عن تزويجها.
٦. أن الأولياء إذا اختلفوا في تزويج المرأة انتقل أمرها إلى السلطان.
٧. الإشارة إلى أن الأمة لا يمكن أن تبقى بدون سلطان, وأن نصب الإمام فرض كفاية على الأمة منعا للتشاجر والاختلاف.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن الترمذي, ت:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ- إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني , المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ_ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (58067)

أيما عبد تزوج بغير إذن مواليه، فهو عاهر	جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے، وہ زانی ہے
١٩٢٢. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أَيُّما عَبْدٍ تَزَوَّجَ بغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فهو عاهِرٌ».	**١٩٢٢. حديث:** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے، وہ زانی ہے"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: معنى الحديث أن العبد إذا تزوج بدون إذن سيده فزواجه غير صحيح، وعقده فاسد، وحكمه حكم الزاني, وبناءً على ذلك يجب فسخ نكاحه، والتفريق بينه وبين من عقد عليها؛ لأن العبد لا يمكن أن يزوج نفسه.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کرلے، تو اس کی شادی صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کا عقد فاسد اور اس کا حکم زانی کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نکاح فسخ کردینا اور جس سے عقد ہوا ہے، اس کے اور غلام دونوں کے درمیان تفریق کردینا واجب ہے؛ کیوں کہ غلام کے لیے خود سے شادی کرنا ممکن نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- عبد : العبد هو الرقيق.
- مواليه : أسياده الذين لا يزال في رِقهم.
- عاهر : هو الفاجر الزاني.

فوائد الحديث:

١. العبد ناقص عن الأحرار، من ذلك أنَّه لا يملك المال، ولو أُعطي مالًا صار ذلك المال لسيده، وحيث إنَّ النكاح عقد له تبِعَاتٌ ماليةٌ من المهر والنفقات ولأن فيه انشغالًا فإن أمر تزويجه جُعِل إلى سيده.

٢. إذا تزوج العبد بدون إذن سيده، فزواجه غير صحيح، وعقده فاسد.

٣. بناءً على أنَّه عقدٌ فاسدٌ، فإنَّه يجب فسخه، والتفريق بين الزوج وبين من عقد عليها؛ لأنَّه -كما جاء في الحديث- عاهر، والعاهر هو الزاني.

٤. مفهوم الحديث أن العبد لو تزوج بإذن سيده فنكاحه صحيح.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). تسهيل الإلمام

بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58072)

آلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من نسائه، وَحَرَّمَ، فجعل الحرام حلالًا، وجعل في اليمين كفارة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور حرام کرلیا۔ پھر آپ نے حرام (کی ہوئی چیز) کو حلال کرلیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا

١٩٢٣. الحديث:

عن عائشة، قالت: «آلَى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مِنْ نسائه، وحرَّمَ، فَجَعَلَ الحرام حَلَالا، وجَعَلَ في اليَمِينِ كَفَّارَة».

١٩٢٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور حرام کرلیا۔ پھر آپ نے حرام (کی ہوئی چیز) کو حلال کرلیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- حلف ألا يدخل على نسائه شهرًا، وأنه حرم على نفسه ما كان مباحا له من العسل, أو وطء جاريته مارية على القول الثاني في الشيء الذي حرمه على نفسه, وأنه كفَّر عن يمينه؛ فأحلَّ لنفسه ما كان محرماً عليه؛ امتثالًا لقول الله -تعالى-: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ}... -إلى قوله-: {قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ} [التحريم: ٢].

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں ذکر فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے قسم کھائی کہ اپنی بیویوں پر ایک ماہ نہیں داخل ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے اوپر ایک حلال چیز حرام کرلی۔ آپ نے جو چیز اپنے اوپر حرام ٹھہرائی تھی، وہ شہد یا دوسرے قول کے مطابق اپنی لونڈی ماریہ کے ساتھ وطی کرنا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور جسے اپنے لیے حرام ٹھہرایا تھا، اسے اسے اللہ تعالی کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے حلال کرلیا۔ : "اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے، اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟" ۔۔۔۔یہاں تک : "تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کردیا ہے" [التحریم : ٢]

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- آلى من نسائه : حلف ألاَّ يدخل عليهن شهرًا.
- وحرَّم : حلف ألا يطأ مارية، أو ألا يشرب العسل، على اختلاف الروايات.
- فجعل الحرام حلالا : أي رجع إلى شرب العسل بعد ما كان حَرَّمه على نفسه, أو أنه أصاب جاريته.
- جعل في اليمين كفارة : كفَّر عن يمينه.

فوائد الحديث:

١. النبي -صلى الله عليه وسلم- أحلم الناس، وأوسعهم خلقًا، وأحسنهم عشرة لأهله؛ ولذا فإنه لم يؤل منهن إلاَّ لتأديبهن، ليكنّ أكمل النساء استقامة وخلقًا، فالصغيرة من الفاضل كبيرة.

٢. إيلاء النبي -صلى الله عليه وسلم- من الإيلاء المباح؛ لأنه لم يؤل إلاَّ شهرًا.

٣. جواز الإيلاء من الزوجتين فأكثر بإيلاء واحد؛ فإنه لم يَرِدْ أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كرره على نسائه.

٤. إباحة الإيلاء إذا كان أربعة أشهر فأقل, وكان الغرض صحيحًا, مثل تأديب الزوجة بسبب خطأ ارتكبته, أو إساءة أساءتها لزوجها.

٥. أن تحريم الحلال يجري مجرى اليمين, وتلزم به الكفارة, وهذا من تيسير الله -تعالى- على عباده.

٦. أنه لا يجوز للزوج أن يترك وطء زوجته دائمًا أو مدة تزيد على أربعة أشهر؛ لأن في هذا إضرارًا عليها.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - بلوغ المرام من أدلة الأحكام, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق – الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـتسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (58150)

بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سرية، فأصابهم البرد فلما قدموا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمرهم أن يمسحوا على العصائب والتساخين

رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا توان لوگوں کو سردی نے آلیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور موزوں پر مسح کرلیا کریں۔

١٩٢٤. الحديث:

عن ثوبان -رضي الله عنه-، قال: «بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سَرِيَّةً، فأصابهم البَرْد فلما قَدِموا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَمَرَهُم أن يَمْسَحوا على الْعَصَائِب والتَّسَاخِين».

١٩٢٤. حديث:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا توان لوگوں کو سردی نے آلیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور موزوں پر مسح کرلیا کریں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ثوبان -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بعث جماعة من أصحابه لملاقاة الكفار، وفي أثناء سيرهم شَقَّ عليهم خلع العمائم والخفاف بسبب برودة الجو، فلما قدموا المدينة أخبروا النبي -صلى الله عليه وسلم- بذلك، فأباح لهم المسح على العمائم وعلى الخفاف، سواء كانت من الجلود أو من الصوف أو من الخِرق، تسهيلا وتيسيرا على المكلفين، فكان ذلك سنة ثابتة حضرا وسفرا لعذر ولغير عذر.

اجمالی معنی:

ثوبان رضی اللہ عنہ خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کافروں سے مدبھیڑ کے لیے روانہ فرمائی چنانچہ سفر کے دوران انہیں ٹھنڈ موسم کی وجہ سے پگڑیوں اور موزوں کو نکالنا گراں گزرا جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تو آپ ﷺ کو انہوں نے ٹھنڈ موسم کے بارے میں جانکاری دی، چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ پگڑیوں اور موزوں پر مسح کریں، بندوں کی آسانی اور سہولت کے لیے پھر چاہے وہ موزے چمڑے یا اون یا چیتھڑوں کے ہوں چنانچہ یہ سفر اور حضر، معذور وغیر معذور سب کے لیے سنت ثابتہ مقرر پائی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: ثوبان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- السَرِيَّةً : القطعةُ من الجيش، سُمِّيَتْ سريةً؛ لأنَّها تَسْرِي في خُفْية، وهي ما بين خمسة أَنْفُس إلى ثلاثمائة.
- العَصَائِب : هي العمائم سميت بذلك؛ لأن الرأس يعصب بها، فكل ما عَصَبْتَ به رأسك من عمامة أو منديل أو نحو ذلك فهو عصابة.
- التَّسَاخِين : الخِفَاف، ويقال: أصل ذلك كل ما يُسخن به القدم من خف وجورب ونحوهما.

فوائد الحديث:

١. جواز المسح على العمامة، والخفاف في السفر، ويقاس عليه الحضر؛ لأن الرخصة عامة.

٢. ظاهر الحديث جواز المسح على العمامة ولو لم تكن محنكة أي ملوية على الحنك أو لها ذؤابة لإطلاق النصوص، فمتى شُدَّت العمامة على الرأس جاز المسح عليها.

٣. مشروعية بعث السرايا، لكن بشرط ألا يكون في هذا البعث إلقاء بالنفس إلى التهلكة، مثل أن يرسل سرية إلى جيش تبلغ آلافا ، فهنا لا يجوز ؛ لقوله تعالى: (ولا تلقوا بأنفسكم إلى التهلكة)[النساء : ٢٩].

٤. يُسر الشريعة الإسلامية.

٥. جواز تأخير البيان إلى وقت الحاجة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ صحيح أبي داود - الأم، للألباني، نشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ، ١٤٢٧ هـ - ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (8391)

بلى فجدي نخلك، فإنك عسى أن تصدقي، أو تفعلي معروفًا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ کو طلاق دی گئی، انہوں نے (دورانِ عدت) اپنی کھجوروں کا پھل توڑنے کا ارادہ کیا تو ایک آدمی نے انہیں باہر نکلنے پر ڈانٹا، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں، تم اپنی کھجوروں کا پھل توڑو، ممکن ہے کہ تم (اس سے) صدقہ کرو یا کوئی اور اچھا کام کرو"۔

١٩٢٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله قال: طُلِّقَتْ خالتي، فأرادت أن تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رجل أن تخرج، فأتت النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «بلى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فإنك عسى أن تَصَدَّقِي، أو تفعلي معروفا».

١٩٢٥. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ کو طلاق دی گئی، انہوں نے (دورانِ عدت) اپنی کھجوروں کا پھل توڑنے کا ارادہ کیا تو ایک آدمی نے انہیں باہر نکلنے پر ڈانٹا، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں، تم اپنی کھجوروں کا پھل توڑو، ممکن ہے کہ تم (اس سے) صدقہ کرو یا کوئی اور اچھا کام کرو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن خالة جابر -رضي الله عنهما- طلقها زوجها، فأرادت في وقت العدة أن تجد نخلها فمنعها رجل من ذلك، فسألت النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبرها بأنه لا حرج عليها في الخروج، وهذا يفيد أنَّ المطلقة طلاقًا بائنًا في عدتها ليست كالمتوفَّى عنها في عدة الوفاة، فلها الخروج لحاجتها متى شاءت، مع أنَّ الأفضل على وجه العموم: أنَّ بقاء المرأة في بيتها أفضل لها وأصون؛ فإنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "بيوتهن خير لهن"، هذا في حق العبادة، والصلاة مع المسلمين، وسماع الخير؛ فكيف مع غير ذلك؟

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی، انہوں نے دورانِ عدت میں اپنے کھجوروں کا پھل توڑنا چاہا تو ایک شخص نے انہیں اس سے منع کر دیا، پس انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے بتایا کہ ان کے نکلنے میں کوئی حرج و گناہ نہیں ہے، اور یہ اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ مطلقہ بائنہ اپنی عدت گزاری میں متوفیٰ عنہا (جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو) کی عدت گزاری کی طرح نہیں ہے، مطلقہ جب چاہے اپنی ضرورت کے مطابق باہر نکل سکتی ہے، اسی کے ساتھ عمومی طور پر عورت کا اپنے گھر میں رہنا ہی زیادہ افضل و بہتر ہے اور از حد حفاظت و صیانت کا باعث ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "عورتوں کا گھر ان کے لیے بہتر ہے"۔ یہ فرمان عبادت، مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے اور بھلائی کی باتیں سننے کے متعلق ہے، تو پھر اس کے ماسوا کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟!

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تَجُدَّ نَخْلَها: تقطع ثمرة نخلها وتجنيه.
- فَزَجَرَهَا: انتهرها، ومنعها.
- جُدّي: اخرجي إلى نخلك، فاقطعيه.

- فإنَّك عسى : تعليل للخروج.
- أو تفعلي خيراً : أو للتنويع، بأن يُراد بالتصدق الفرض، وبالخير: التطوع والهدية والإحسان إلى الجار.

فوائد الحديث:

١. جواز خروج المطلَّقة عند الحاجة، ومن الحاجة استحصال غلة عقارها؛ من جد ثمار، وحصد زروع، أو قبض أجور، ونحو ذلك.

٢. مفهوم الحديث أنَّ المحدة لا تخرج من منزلها مدة العدَّة والإحداد؛ فهذا ما فهمه الصحابة من أحكام ربّهم، وهذا ما دعا قريب المطلَّقة إلى زجرها عن الخروج.

٣. أنَّه يستحب لمن عنده تمر يجُدُّه أو يجنيه، أو زرع يحصده: أنْ يتصدَّق بجزء منه، ويُحْسِن إلى المحتاجين، وذلك من غير الزكاة، فهو من المعروف والإحسان.

٤. استحباب سؤال أهل العلم عن حقائق العلم التي يتسرع العوام إلى إفتاء الناس فيها بلا مستند شرعي.

٥. أنه قد يخفى على بعض الصحابة ما يخفى من أحكام الله -تعالى.-

٦. استحباب التعريض لصاحب النخل أو الزرع بفعل الخير والتذكير بالمعروف والبرّ؛ لأن بعض الناس قد يغفل عن ذلك.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (58163)

تحته، ثم تقرصه بالماء، وتنضحه، وتصلي فيه

اسما بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی ئیں کہ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ذرا یہ بتا ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض آ جائے، تو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(پہلے) اسے کھرچے، پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے دھو ڈالے اور اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے"۔ صحیح البخاری

١٩٢٦. الحديث:

عن أسماءَ -رضي الله عنها- قالت: جاءت امرأةٌ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- فقالت: أرأَيْتَ إحدانا تَحِيضُ في الثَّوب، كيف تصنعُ؟ قال: «تَحُتُّهُ، ثم تَقْرُصُه بالماء، وتَنْضَحُه، وتُصَلِّي فيه».

١٩٢٦. حدیث:

اسما بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ذرا یہ بتائیں کہ ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض آ جائے، تو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(پہلے) اسے کھرچے، پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے دھو ڈالے اور اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت أسماء -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سُئل عن دم الحيض يصيب الثوب، فبيَّن -صلى الله عليه وسلم- كيفية إزالته من الثوب بأن تبدأ المرأة بحكِّه؛ لكي تزول عينه, ثم تَدلك موضع الدم بأطراف أصابعها؛ ليتحلل بذلك ويخرج ما يشربه الثوب منه, ثم تغسله بعد ذلك لتزول بقيَّة نجاسته، فيراعى فيه هذا الترتيب الذي هو الأمثل في إزالة النجاسة اليابسة؛ لأنَّه لو عكس لانتشرت النَّجاسة، فأصابت ما لم تصبه من قبل, ثم لها أن تصلي في ذلك الثوب الذي أصابه دم الحيض بعد تطهيره بهذه الطريقة.

اجمالی معنیٰ:

اسما بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا ذکر فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ سے کپڑوں کو لگ جانے والے حیض کے خون کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے کپڑے سے اس کو زائل کرنے کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ عورت سب سے پہلے اس کو کھرچے گی؛ تاکہ جما ہوا خون نکل جائے، پھر خون لگے مقام کو اپنی انگلیوں کے کناروں سے رگڑے گی؛ تاکہ اس کے ذریعہ اس کی سختی دور ہو جائے اور کپڑے میں جذب شدہ خون نکل جائے اور پھر اس کے بعد اس کو دھوئے گی؛ تاکہ بچی ہوئی نجاست زائل ہو جائے۔ اس ضمن میں اس ترتیب کا لحاظ رکھے، جو خشک نجاست کو دور کرنے میں نہایت ہی قابل عمل نمونہ ہے؛ کیوں کہ اگر اس ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے، تو نجاست پھیل کر اس جگہ بھی لگ جائے گی، جہاں قبل ازیں نہ لگی تھی۔ اس طرح اس عورت کے لیے جائز ہوگا کہ اس طریقے سے اس حیض کے کپڑے کو پاک کرنے کے بعد اسی میں نماز پڑھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسماء بنت أبي بكر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تَحُتُّه : تفركه وتقشره حتى يزول أثر الحيض.
- تَقْرُصُه : تَدْلك الدم بأطراف أصابعها بالماء؛ ليتحلَّل بذلك ويخرُجَ ما شربه الثوب منه.
- تنضَحُه : تغسله, ويستعمل النضح في أحاديث أخرى بمعنى الرش بالماء.

• الحيض : دم طبيعي يعتاد الأنثى في أوقات معلومة عند بلوغها وقابليتها للحمل.

فوائد الحديث:

١. نجاسة دم الحيض، وأنَّه لا يُعْفَى عن يسيره؛ فتجب إزالته من الثوب والبدن وغيرهما ممَّا يجب تطهيره.

٢. أنَّ إزالةَ النجاسة مِنَ الثوبِ والبدنِ والبُقْعَةِ شرطٌ مِنْ شروطِ الصلاة؛ فلا تَصِحُّ الصلاة مع وجودها والقدرة على إزالتها؛ وذلك للأمر بغسل دم الحيض قبل الإتيان بالصلاة.

٣. وجوب حَتِّ اليابس من دم الحيض ليزول جرمه، ثمَّ دلكه بالماء، ثمَّ غسله بعد ذلك لتزول بقيَّه نجاسته، فيراعى فيه هذا الترتيب الذي هو الأمثل في إزالة النجاسة اليابسة.

٤. جواز الصلاة في الثوب الذي حاضت به المرأة؛ بعد القيام بخطوات التطهير السابقة.

٥. أنَّ الواجب هو إزالة النجاسة فقط، وأنَّه لا يشترط عددٌ معيَّنٌ من الغسلات، فلو زالت بغسلةٍ واحدةٍ، طَهُرَ المحل.

٦. ما كان عليه الصحابة من زهد في الدنيا وعدم تكلف في المعيشة, فقد كانت المرأة تصلي في الثوب الذي تحيض فيه, وكان الرجل يصلي في الثوب الذي يجامع فيه بخلاف ما عليه كثير من الناس اليوم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف مسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م نيل الأوطار, محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (8372)

تفضل صلاة الجميع صلاة أحدكم وحده، بخمس وعشرين جزءا، وتجتمع ملائكة الليل وملائكة النهار في صلاة الفجر

باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے۔ اور فجر کی نماز میں دن اور رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں۔

١٩٢٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «تفضل صلاة الجميع صلاة أحدكم وحده، بخمس وعشرين جزءا، وتجتمع ملائكة الليل وملائكة النهار في صلاة الفجر» ثم يقول أبو هريرة: فاقرءوا إن شئتم: ﴿إن قرآن الفجر كان مشهودا﴾ [الإسراء: ٧٨].

١٩٢٧. حديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے۔ اور فجر کی نماز میں دن اور رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں''، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ پڑھو﴿إن قرآن الفجر كان مشهودا﴾[الإسراء: ٧٨]. (بے شک فجر کا قرآن (پڑھنا، فرشتوں کے) حاضر ہونے کا باعث ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بين الحديث أن صلاة الرَّجُل في جماعة تفضل عن صلاته وحده، بِخمس وعشرين صلاة يصليها وحده, ثم ذكر أن ملائكة الليل والنهار يجتمعون في صلاة الفجر، ثم يقول أبو هريرة مستشهدًا لذلك: فاقرءوا إن شئتم: ﴿إن قرآن الفجر كان مشهودا﴾[الإسراء: ٧٨]. "أي : أن صلاة الفجر تشهدها ملائكة الليل وملائكة النَّهار, وسميت قرآنا، لمشروعية إطالة القرآن فيها أطول من غيرها، ولفضل القراءة فيها حيث شهدها الله تعالى وملائكة الليل وملائكة والنَّهار.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آدمی کی باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے پچیس درجے زیادہ افضل ہے۔ پھر اس بات کا ذکر کیا کہ دن اور رات کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطور استشہاد اس بات کو بیان کیا کہ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ کر دیکھو﴿إن قرآن الفجر كان مشهودا﴾(بے شک فجر کا قرآن (پڑھنا، فرشتوں کے) حاضر ہونے کا باعث ہے) یعنی نماز فجر میں دن اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس (فجر) کا نام 'قرآن' اس لیے رکھا گیا ہے کہ دیگر نمازوں کی بہ نسبت اس میں قرآن کی تلاوت زیادہ لمبی کی جاتی ہے۔ اس کی لمبی قرأت کی فضیلت کی وجہ ہی سے اللہ تعالیٰ اور دن رات کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- بخمس وعشرين جزءا : الجزء: الدرجة, أي يحصل له من صلاة الجماعة مثل أجر المنفرد خمسا وعشرين مرة.

فوائد الحديث:

١. فضيلة صلاة الجماعة، والفرق بينها وبين صلاة المنفرد.
٢. صحة صلاة المنفرد، وأن صلاة الجماعة ليست شرطا لصحتها.
٣. مشروعية صلاة الجماعة، ودلت أدلة أخرى على وجوبها.
٤. فيه فضيلة صلاة الفَجر؛ لاختصاص اجتماع الملائكة بها.
٥. إثبات وجود الملائكة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢٠هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

ثمن الكلب خبيث، ومهر البغي خبيث، وكسب الحجام خبيث	”کتے کی قیمت خبیث ہے، فاحشہ کی مہر (خرچی) خبیث ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے“۔
١٩٢٨. الحديث: عن رافع بن خديج- رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ثمن الكلب خبيث. ومهر البغي خبيث، وكسب الحجام خبيث».	**١٩٢٨. حدیث:** رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”کتے کی قیمت خبیث ہے، فاحشہ کی مہر (خرچی) خبیث ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين لنا النبي صلى الله عليه وسلم المكاسب الخبيثة والدنيئة لنتجنبها، إلى المكاسب الطيبة الشريفة، ومنها ثمن الكلب، وأجرة الزانية على زناها، وكسب الحجام.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ نے ہمیں ناپاک اور نجس کمائی کے متعلق بیان فرمایا تاکہ ہم انہیں چھوڑ کر پاکیزہ ذرائع اختیار کریں۔ خبیث ذرائع آمدنی میں سے کتے کی قیمت، فاحشہ کے زنا کی کمائی اور پچھنے لگانے والے کی کمائی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: رافع بن خديج- رضي الله عنهما-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ثمن الكلب : ما يدفع في مقابل الحصول على الكلب، سواء المعلَّم وغيره
- مهر البغي : ما تعطاه المرأة على الزنا
- كسب الحجام : صاحب المحجم ، وهي: الآلة التي يجتمع فيها دم الحجامة عند المص.
- خبيث : الخبيث هو الرديء من كل شيء، وقد يرد الخبيث بمعنى الحرام

فوائد الحديث:

١. تحريم ثمن الكلب للإخبار عنه بالخبث ، وهو مقتضٍ للتحريم إلا بدليل خارج.
٢. تحريم مهر البغي، لوصفه بالخبث.
٣. خبث كسب الحجام، ولكن دل الدليل هنا على عدم التحريم ، وهو حديث : " أن النبي صلى الله عليه وسلم أعطى الحجام أجره" ، ولو كان حراما لم يعطه.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6037)

جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم

مشرکین کے ساتھ اپنی جان، مال اور زبان کے ذریعے جہاد کرو۔

١٩٢٩. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «جَاهِدُوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم».

١٩٢٩. حدیث :

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : "مشرکین کے ساتھ اپنی جان، مال اور زبان کے ذریعے جہاد کرو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- المؤمنين بالجهاد الذي يكون تحت سلطة إمام، وتحت راية مؤمنة واحدة، ويكون لإعلاء كلمة الله لا لأغراض دنيوية، ويكون بالآتي: المال: وذلك بإنفاقه على شراء السلاح، وتجهيز الغزاة، ونحو ذلك. وأما النفس: فبمباشرة القتال للقادر عليه، والمؤهل له، وهو الأصل في الجهاد، كقوله -تعالى- {وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم} [التوبة: ٤١] وأما اللسان: فبالدعوة إلى دين الله -تعالى- ونشره، والذود عن الإسلام، ومجادلة الملاحدة، والرد عليهم، وبث الدَّعوة بكل وسيلة من وسائل الإعلام، لإقامة الحجة على المعاندين، وبالأصوات عند اللقاء والزجر ونحوه من كل ما فيه نكاية للعدو {ولا ينالون من عدو نيلا إلا كتب لهم به عمل صالح} [التوبة: ١٢٠] وبالخطب التي تحث على الجهاد، وبالأشعارفقد قال -صلى الله عليه وسلم- «اهجوا قريشا فإنه أشد عليهم من رشق النبل» رواه مسلم.

اجمالی معنیٰ :

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے مؤمنوں کو جہاد کا حکم دیا ہے، جو حاکم وقت کے زیر نگرانی اور ایک مؤمنانہ جھنڈے کے نیچے عمل میں آتا ہے۔ جہاد دنیوی مقاصد کے لیے نہیں، بلکہ اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے درج ذیل چیزوں کے ذریعہ کیا جائے گا : مال کے ذریعے : اسے آلاتِ حرب کی خریداری اور غزوے کی تیاری وغیرہ میں خرچ کیا جائے گا۔ جان کے ذریعے : طاقت وقوت اور اہلیت رکھنے والے کے لیے بالمشافہ قتال کرنا۔ یہی اصل جہاد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : "اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ جہاد کرو" [التوبۃ : ٤١] زبان کے ذریعے : اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت اور اس کی نشر واشاعت، اسلام کا دفاع، ملحدین کے ساتھ مناظرہ، ان کی تردید اور دعوت کو مختلف وسائلِ اعلام کے ذریعے عام کرنا؛ تاکہ سرکش مخالفین پر حجت قائم ہو، ان سے مڈبھیڑ کے وقت شور اور زجر و توبیخ وغیرہ ہر وہ کام جس میں دشمنوں کی سرزنش ہو۔ فرمان الٰہی ہے : "اور دشمنوں کی (جنھوں نے بھی) جو کچھ خبر لی، ان سب پر ان کے نام (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا" [التوبۃ : ١٢٠] اور ایسے خطبات واشعار کے ذریعہ جو جہاد پر ابھاریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کفار قریش کی ہجو کیا کرو؛ کیوں کہ یہ ہجو ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے۔" اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والدارمي والنسائي وأحمد.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جاهدوا : فعل أمر من الجهاد، وهو شرعًا قتال الكفار لإعلاء كلمة الله، وحماية المسلمين.

فوائد الحديث:

١. وجوب جهاد الكفار بالمال، والنفس، واللسان.

٢. أنَّ الجهاد يكون بالمال، فإعطاء الزكاة في الدَّعوة إلى الله -تعالى- من مصرف "في سبيل الله."

٣. الأمر بالجهاد للوجوب, وقد يكون واجبًا عينيًّا وقد يكون واجبًا كفائيًّا.

٤. قتال المشركين مشروع في الإسلام لأجل شركهم، وليس لأجل بلادهم وأموالهم، وإنما لإخلاء الأرض من الشرك ومنع ضررهم عن المسلمين.
٥. ذكر المشركين على وجه التمثيل؛ و لذلك يشمل الجهاد الكفار والمنافقين.
٦. الجهاد يكون بالنفس واللسان والمال على التخيير بحسب الأنفع والمصلحة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود-المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي،تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية ، حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام ، صالح الفوزان ،اعتناء عبد السلام السلمان ، الرياض ،الطبعة الأولى، ١٤٢٧. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري- الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. مشكاة المصابيح، محمد بن عبد الله التبريزي، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت،الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥. -مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م

الرقم الموحد: (64597)

جعل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر، ويوما وليلة للمقيم.

رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کرنے کی مدت) تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ہے

١٩٣٠. الحديث:

عن شريح بن هانئ، قال: أتيتُ عائشة أسألها عن المسح على الخُفَّين، فقالت: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طالب، فَسَلْهُ فإنَّه كان يُسَافِرُ مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فسألناه فقال: «جَعَلَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ للمسافر، ويوما وليلة للمُقيم».

١٩٣٠. حدیث:

شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھنے آیا (کہ اس کی مدت کتنی ہے؟)، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن ابی طالب کے پاس جا کر پوچھو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کرنے کی مدت) تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

شريح بن هانئ من جملة أصحاب علي رضي الله عنه، جاء إلى عليٍّ مستفتيًا عن التوقيت في المسح على الخفين، وكان هذا الاستفسار بعدما أحالته أمنا عائشة رضي الله عنها على عليٍّ؛ لكونه الخبير في سنة المسح، فقال: (سألناه عن المسح) أي: عن مدته، والمسح إصابة اليد المبتلة بالعضو، والخف نعل من جلد يغطي الكعبين، والجورب لفافة الرجل من أي شيء كان من الشعر، أو الصوف، ثخيناً أو رقيقاً إلى ما فوق الكعب يتخذ للبرد. فأجابهم علي بن أبي طالب رضي الله عنه: (ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر، ويوما وليلة للمقيم) ففيه دليل لما ذهب إليه جمهور العلماء من توقيت المسح بثلاثة أيام للمسافر، ويوم وليلة للمقيم، وإنما زاد في المدة للمسافر؛ لأنه أحق بالرخصة من المقيم لمشقة السفر.

اجمالی معنی:

شریح بن ہانی علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے بارے میں استفسار کے لئے آئے۔ یہ استفسار اس وقت ہوا جب کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا؛ کیونکہ وہ مسح کی سنت کو زیادہ جاننے والے تھے۔ شریح ابن ہانی کہتے ہیں کہ: "ہم نے ان سے مسح کے بارے میں پوچھا" یعنی اس کی مدت کے بارے میں دریافت کیا۔ مسح کا معنی ہے عضو پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔ "الخف" (موزہ) چمڑے سے بنا جوتا ہوتا ہے جو ٹخنوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور ''جورب'' (پائتابہ) کسی بھی شے سے بنے ہوئے پاؤں کے غلاف کو کہتے ہیں چاہے وہ بال کا ہو یا اون کا، چاہے وہ موٹا ہو یا پتلا، یہ ٹخنوں سے اوپر تک ہوتا ہے اور سردی سے بچاؤ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس میں جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے کہ مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ مسافر کی مدت زیادہ اس لیے رکھی گئی ہے کیونکہ سفر کی مشقت کی وجہ سے وہ مقیم کی بنسبت رخصت کا زیادہ حق دار ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخف : هو ما يُلبس على الرجل من جلد، سمي بذلك؛ لخفته، ويلحق به في الحكم الجوارب.

فوائد الحديث:

١. مده مسح المسافر: ثلاثة أيام ولياليهن، وهو من ابتداء المسح بعد الحدث إلى مثل وقته من اليوم الرابع.

٢. مدة مسح المقيم: يوم وليلة، ويكون -على الراجح من قولي العلماء- من ابتداء المسح بعد الحدث، إلى مثل وقته من اليوم الثاني.

٣. مثل الخفين في المدة: العمامة، وخُمُرُ النِّساء، عند من يقول بجواز المسح عليها؛ ففيها خلاف، والراجح: جواز ذلك.

٤. إثبات حكمة الشرع وتنزيل الأمور منازلها، واعتبار الأحوال؛ فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- فرق -هنا- بين المسافر والمقيم، فجعل للمسافر مدة أطول من مدة المقيم، مراعاة بحال المسافر ومشقته، واحتياجه إلى زيادة المدة، بخلاف المقيم المستقر المرتاح، والله حكيم عليم.

٥. بيان يسر الشريعة وسماحتها، ومراعاتها لأحوال الناس في قوتهم وضعفهم وحاجتهم.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣ هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (10406)

جمع النبي -صلى الله عليه وسلم- بين المغرب والعشاء بِـجَمْع، لكل واحدة منهما إقامة، ولم يُسَبِّحْ بينهما، ولا على إثْرِ واحدة منهما.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع (مزدلفہ) میں مغرب اور عشاء (کی نماز) کو ایک ساتھ پڑھی، ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اقامت کہی، اور نہ ان دونوں کے درمیان اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نفل پڑھی۔

١٩٣١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «جَمَع النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- بين المغرب والعشاء بِـجَمْع، لِكُلِّ واحدة منهما إقامة، ولم يُسَبِّحْ بينهما، ولا على إثْرِ واحدةٍ مِنْهُمَا».

١٩٣١. حدیث :

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے جمع (مزدلفہ) میں مغرب اور عشاء (کی نماز) کو ایک ساتھ پڑھی، ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اقامت کہی اور نہ ان دونوں کے درمیان اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نفل پڑھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لما غربت الشمس من يوم عَرَفة انصرف النبي -صلى الله عليه وسلم- منها إلى "مزدلفة"، فصلَّى بها المغرب والعشاء، جمع تأخير، بإقامة لكل صلاة، ولم يُصَلِّ نافلة بينهما؛ تحقيقاً لمعنى الجمع، ولا بعدهما؛ ليأخذ حظه من الراحة، استعداداً لما بعدها من مناسك.

اجمالی معنی :

عرفہ کے دن کا سورج ڈوبنے کے بعد نبی اکرم ﷺ وہاں سے مزدلفہ کی طرف چلے اور وہاں پہونچ کر آخری وقت میں مغرب اور عشاء کی نماز دو الگ الگ اقامتوں سے ایک ساتھ پڑھی اور ان کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھی تاکہ دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا جو مقصد ہے اس کو حاصل کر سکیں اور نہ ہی ان دونوں کے بعد کوئی نفل پڑھی تاکہ بھرپور آرام حاصل کر سکیں اور حج کے جو بقیہ کام ہیں ان کی ادائیگی بخوبی ہو سکے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- جمع بين المغرب والعشاء : ضم إحداهما إلى الأخرى، فصلاهما في وقت واحد.
- جَمْع : هي "مُزْدَلِفة" سميت جمعاً؛ لاجتماع الناس فيها ليلة يوم النحر.
- لم يُسَبِّحْ بينهما : يراد بالتسبيح -هنا- صلاة النافلة، كما جاء في بعض الأحاديث تسمية صلاة الضحى بـ" سُبْحة الضحى"؛ لاشتمال الصلاة على التسبيح من تسمية الكل باسم البعض.
- إقامة : إقامة الصلاة، وهي إعلام بالقيام إلى الصلاة، بألفاظ معلومة مأثورة على صفة مخصوصة.
- إثر : عقب أو بعد.

فوائد الحديث:

١. مشروعية جمع التأخير بين المغرب والعشاء في "مزدلفة" في ليلتها.

٢. أن يقام لكل صلاة من المغرب والعشاء، إقامة واحدة.

٣. لم يذكر في هذا الحديث، الأذان لهما، وقد صح من حديث جابر -رضي الله عنه- أنه -صلى الله عليه وسلم- "جمع بينهما بأذان وإقامتين" ومن حفظ حجة على من لم يحفظ.

٤. أنه لا يشرع التنفل بين المجموعتين ولا بعدهما، فهو من باب التيسير والتخفيف، والاستعداد للمناسك بنشاط؛ لأن هذه المناسك، ليس لها وقت تشرع فيه إلا هذا، فينبغي التفرغ لها، والاعتناء بها قبل فواتها.

٥. يسر الشريعة وسهولتها، رحمةً من الشارع، الذي علم قدرة الناس وطاقتهم وما يلائمها.

٦. الحكمة في هذا -والله أعلم- التخفيف والتيسير على الحاج؛ فهم في مشقة من التنقل، والقيام بمناسكهم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤- ١٤٢٧هـ). الأجزاء (١- ٢٣) الطبعة الثانية، دار السلاسل، الكويت. الأجزاء (٢٤- ٣٨) الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة، مصر. الأجزاء (٣٩ - ٤٥) الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

الرقم الموحد: (7187)

حديث رافع بن سنان في تخيير الصبي بين أبويه عند الفراق بالإسلام

١٩٣٢. الحديث:

عن رافع بن سنان أنه أسلَمَ وأَبَتْ امرأتُه أن تُسْلِم، فأتت النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقالت: ابنتي وهي فَطِيمٌ أو شَبَهُهُ، وقال رافع: ابنتي، قال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: «اقعد ناحية»، وقال لها: «اقعدي ناحية»، قال: «وأقعد الصَبِيَّةَ بينهما»، ثم قال «ادعواها»، فمَالت الصبية إلى أمها، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «اللَّهُمَّ اهدها»، فمالت الصبية إلى أَبيها، فأخذها.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاء في هذا الحديث أن خصومةً متعلقة بالحضانة وقعت عند النبي -صلى الله عليه وسلم- بين أبوين, أحدهما مسلم وهو الأب, والثاني كافر وهي الأم, حيث اختصما عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في شأن ابنتيهما, والنبي -صلى الله عليه وسلم- خيَّر الصبية بين الأبوين فاختارت الأم وهي كافرة, فالنبي -صلى الله عليه وسلم- قال: اللَّهُمَّ اهدها, أي دلها على الصواب, فاستجاب الله دعوة نبيه -صلى الله عليه وسلم- فاختارت الأب المسلم. وهذا يفيد أنَّ بقاء الطفل تحت رعاية وحضانة الكافر خلاف هدي الله -تعالى-. لأنَّ الغرض من الحضانة هي تربيته، ودفع الضرر عنه، وأنَّ أعظم تربيةٍ هي المحافظة على دينه، وأهم دفاع عنه هو إبعاد الكفر عنه. وإذا كان في حضانة الكافر، فإنَّه يفتنه عن دينه، ويخرجه عن الإسلام بتعليمه الكفر، وتربيته عليه، وهذا أعظم الضرر، والحضانة إنما تثبت لحفظ الولد، فلا تشرع على وجه يكون فيه هلاكه، وهلاك دينه.

بوجہ اسلام ماں باپ کے مابین جدائی ہونے کے موقع پر بچے کو اختیار دینے کے بارے میں رافع بن سنان رضی اللہ عنہ کی حدیث۔

١٩٣٢. حدیث:

رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تو اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہو گئی)۔ ان کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی "میری بیٹی نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہے یا چھوڑنے کے قریب ہے"۔ جب کہ رافع رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ "بیٹی میری ہے"۔ نبی کریم ﷺ نے رافع سے کہا "ایک طرف بیٹھ جاؤ" اور اس عورت سے کہا کہ "تم دوسری طرف بیٹھ جاؤ"۔ رافع کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بچی کو ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا اور پھر ان سے فرمایا "تم دونوں اسے بلاؤ"۔ (انہوں نے بلایا) تو بچی اپنی ماں کی طرف جھک گئی۔ نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے"۔ اس پر بچی اپنے باپ کی طرف جھک گئی اور انہوں نے اسے لے لیا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس والدین کے مابین بچے کی حضانہ (پرورش سے متعلق نزاع) کا مسئلہ آیا جن میں سے ایک یعنی باپ مسلمان تھا ور دوسرا یعنی ماں کافر تھی۔ اپنی بیٹی کے بارے میں نبی ﷺ کے پاس ان دونوں کے مابین نزاع پیدا ہو گیا۔ نبی ﷺ نے بچی کو ماں باپ کے مابین اختیار دیا تو اس نے ماں کو اختیار کرنا چاہا جو کہ کافر تھی۔ اس پر نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے"۔ یعنی صحیح کی طرف اس کی راہنمائی فرما۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو قبول فرما لیا اور اس بچی نے مسلمان باپ کو چن لیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا کافر کی نگہداشت اور پرورش میں رہنا اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ پرورش میں دیے جانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ بچے کی تربیت ہو اور ہر قسم کے ضرر کو اس سے دور رکھا جائے۔ جب کہ سب سے بڑی تربیت اس کے دین کی حفاظت ہے اور اس کا سب سے بڑا دفاع یہ ہے کہ اس سے کفر کو دور رکھا جائے۔ جب بچہ کافر کی پرورش میں ہوگا تو وہ اسے اس کے دین سے پھیر دے گا اور اسے کفر کی تعلیم و تربیت دے کر اسلام سے نکال دے گا جو کہ سب سے بڑا ضرر ہے۔ پرورش تو ہوتی ہی بچے کی حفاظت کے لیے ہے

چنانچہ اس کی کوئی بھی ایسی صورت جائز نہیں جس میں بچے کی ہلاکت ہو یا اس کے دین کا ضیاع ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.
التخريج: رافع بن سنان -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- فَطِيمٌ : مفطومة, وفَطْمُ الصبيِّ: فَصلُه عن الرضاع.
- أَوْ شَبَهُهُ : شَبَهُ الْفَطِيمِ.
- قال له : أي: لرافع.
- اقعد ناحية : أي: في ناحية, يعني في جِهة.
- وقال لها : أي: لامرأة رافع.
- اللَّهُمَّ اهدها : أي: الصبية.

فوائد الحديث:

١. أن الولد الصغير إذا كان بين المسلم والكافر فإن المسلم أحق به.
٢. أن الابن لا يُقرُّ عند أبيه إذا كان كافرا, ولو اختاره, ولا عند أمه إذا كانت كافرة ولو اختارها. قال ابن قيم الجوزية: (إن الحديث قد يحتج به على صحة مذهب من اشترط الإسلام، فإن الصبية لما مالت إلى أمها دعا النبي -صلى الله عليه وسلم- لها بالهداية، فمالت إلى أبيها، وهذا يدل على أن كونها مع الكافر خلاف هدى الله الذي أراده من عباده، ولو استقر جعلها مع أمها، لكان فيه حجة، بل أبطله الله -سبحانه- بدعوة رسوله. ومن العجب أنهم يقولون: لا حضانة للفاسق، فأي فسق أكبر من الكفر؟ وأين الضرر المتوقع من الفاسق بنشوء الطفل على طريقته إلى الضرر المتوقع من الكافر).
٣. أن أهم شيء في الحضانة أن يهتدي المحضون.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , تحقيق: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - صحيح أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر تحقيق: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ - معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود للخطابي , المطبعة العلمية - حلب, الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ- تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ٢٠٠٦ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58191)

حديث سُبيعة الأسلمية في العِدَّة

١٩٣٣. الحديث:

عن سبيعة الأسلمية -رضي الله عنها- أنها كانت تحت سعد بن خولة -وهو من بني عامر بن لؤي، وكان ممن شهد بدرا- فتوفي عنها في حجة الوداع، وهي حامل. فلم تنشب أن وضعت حملها بعد وفاته. فلما تعلت من نفاسها؛ تجملت للخطاب، فدخل عليها أبو السنابل بن بعكك -رجل من بني عبد الدار- فقال لها: ما لي أراك متجملة؟ لعلك ترجين النكاح؟ والله ما أنت بناكح حتى يمر عليك أربعة أشهر وعشر. قالت سبيعة: فلما قال لي ذلك: جمعت علي ثيابي حين أمسيت، فأتيت رسول -صلى الله عليه وسلم- فسألته عن ذلك؟ فأفتاني بأني قد حللت حين وضعت حملي، وأمرني بالتزويج إن بدا لي». وقال ابن شهاب: ولا أرى بأسا أن تتزوج حين وضعت -وإن كانت في دمها-، غير أنه لايقربها زوجها حتى تطهر.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

توفي سعد بن خولة عن زوجته سبيعة الأسلمية وهي حامل، فلم تمكث طويلا حتى وضعت حملها. فلما طَهُرَت من نِفَاسها تجملَّت، وكانت عالمة أنها بوضع حملها قد خرجت من عدتها وحلَّت للأزواج. فدخل عليها أبو السنابل، وهي متجملة، فعرف أنها متهيئة للخُطَّاب، فأنكر عليها بناء على اعتقاده أنه لم تنته عدتها، وأقسم أنه لا يحل لها النكاح حتى يمر عليها أربعة أشهر وعشر، أخذا من قوله تعالى: (والذِين يُتَوَفوْن منكم ويذرون أزْواجاً يَتَربَصْنَ بِأنفُسِهن أربعة أشهُر وعشراً) وكانت غير متيقنة من صحة ما

عدت کے بارے میں سُبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

١٩٣٣. حدیث :

سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، جو کہ قبیلۂ بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی۔ حجۃ الوداع کے سال ان کا انتقال ہو گیا جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ ان کی وفات کے کچھ بعد ہی انھوں نے اپنا بچہ جن دیا۔ جب وہ اپنی مدتِ نفاس سے فارغ ہو گئیں تو انھوں نے شادی کے پیغامات آنے کے خیال سے بناؤ سنگھار کیا (اور زیب وزینت کے ساتھ رہنے لگیں)۔ ان کے پاس قبیلۂ بنی عبد الدار کے ایک آدمی ابو سنابل بن بعکک (رضی اللہ عنہ) آئے اور کہنے لگے: کیا بات ہے میں تمھیں بنی سنوری دیکھ رہاں ہوں؟ لگتا ہے تم شادی کرنا چاہ رہی ہو؟ اللہ کی قسم! تم اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ چار مہینہ دس دن (کی عدت) مکمل نہ ہو جائے۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب انھوں نے مجھے ایسی بات کہی تو شام کے وقت میں اپنے کپڑے اوڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے مجھے فتوی دیا کہ: جس وقت میں نے بچہ جنا تھا اسی وقت سے میں حلال ہو چکی ہوں اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اگر چاہوں تو شادی کر لوں۔'' ابن شہابؒ کہتے ہیں: میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ وہ بچہ جننے کے (فوراً) بعد شادی کر لے۔ اگرچہ اس کا خون ابھی جاری ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن نفاس سے پاک ہونے سے پہلے اس کا شوہر اس کے قریب نہیں جائے گا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے جب کہ ان کی بیوی سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ انھوں نے اپنے بچے کو جن دیا۔ جب وہ اپنے نفاس سے پاک ہو گئیں تو انھوں نے بناؤ سنگھار کیا۔ انھیں علم تھا کہ وضع حمل کے ساتھ ہی وہ اپنی عدت سے نکل چکی ہیں اور ان کے لیے دوسرے مردوں سے شادی کرنا جائز ہو گیا ہے۔ ایسے میں ابو السنابل رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انھیں بنی سنوری دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ وہ شادی کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے تیاری کی ہوئی ہیں۔ انھوں نے اپنے اس خیال کی بنیاد پر ان کے اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ ان کی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی اور انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ ان کے لیے چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی

عندها من العلم، والداخل أكَّدَ الحكم بالقسم. فأتت النبي صلى الله عليه وسلم، فسألته عن ذلك، فأفتاها بحلها للأزواج حين وضعت الحمل، فإن أحبت الزواج، فلها ذلك، عملا بقوله تعالى: (وَأُولاتُ الأحمال أجلُهُن أن يضَعْنَ حَمْلَهُن). فالمتوفى عنها زوجها وهي حامل تنتهي عدتها بالولادة، فإلم تكن حاملًا فعدتها أربعة أشهر وعشرة أيام.

کا فرمان ہے : (والذِین یُتَوَفّون منکم ویذرون اَزْواجاً یترَبصْنَ بِاَنفُسِھن اَربعۃ اَشھُر وعشراً) (البقرۃ : ٢٣٤) ترجمہ : ''تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں۔'' سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے علم کی صحت پر یقین نہیں تھا، جب کہ اس آنے والے شخص نے اپنی بات کی تاکید قسم اٹھا کر کی تھی۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں فتوی دیا کہ وہ وضع حمل کے ساتھ ہی شادی کے لیے حلال ہوگئی تھیں۔ لہٰذا اگر وہ شادی کرنا چاہیں توان کو اجازت ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : (وَاُولاتُ الاَحمال اَجلُھُن اَن یضَعْنَ حَملَھُن) (الطلاق : ٤) ترجمہ : اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل ہے۔'' چنانچہ جس عورت کا خاوند فوت ہوجائے اور وہ حاملہ ہو اس کی عدت بچہ جننے کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے اور اگر وہ حاملہ نہ ہو تو پھر اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: سبيعة الأسلمية -رضي الله عنها-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- سُبَيعة : بضم السين، وفتح الباء الموحدة، وهي صحابية جليلة
- سعد بن خولة : صحابي بدري من بني عامر بن لؤي، كما في المتن.
- فلم تنشب : بفتح الشين، أي لم تمكث طويلا.
- تَعَلَّت مِن نِفَاسها : بفتح العين وتشديد اللام، معناه، ارتفع نفاسها وطهرت من دمها.
- تجملت : تزينت
- أبو السنابل بن بعكك : صحابي مشهور بكنيته قيل اسمه :عمرو، وقيل :حبة بالباء، وقيل : حنة بالنون.
- وأمرني : أذن لي

فوائد الحديث:

١. وجوب العدة على المتوفى. عنها زوجها.
٢. أن عدة الحامل، تنتهي بوضع حملها.
٣. يدخل في الحمل ما وضع (ولد) وفيه خلق إنسان.
٤. أن عدة المتوفى عنها -غير حامل- أربعة أشهر وعشر للحرة وشهران وخمسة أيام للأمة.
٥. يباح لها التزويج، ولو لم تطهر من نفاسها، لما روت (فأفتاني بأني قد حللت حين وضعت حملي.. الخ) رواه ابن شهاب الزهري.
٦. جواز تجمل المرأة بعد انقضاء عدتها لمن يخطبها
٧. أنه ينبغي لمن ارتاب في فتوى المفتي أن يبحث عن النص في تلك المسألة
٨. الرجوع في الوقائع إلى الأعلم.
٩. وهكذا في الطلاق، إذا طلقها وهي حامل، ثم وضعت، خرجت من العدة، ولو بعد الطلاق بيوم أو يومين، ولها أن تتزوج بعد ذلك: كالمتوفى عنها؛ لأن وضع الحمل خروج من العدة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، (ط٢)، دار الثقافة العربية، دمشق - بيروت، مؤسسة قرطبة، مدينة الأندلس، (١٤٠٨هـ) تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه

وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ) تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، (١٤٢٦ه) الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، (١٣٨١ه) - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (6046)

خطبنا النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم الأضحى بعد الصلاة، فقال: من صلى صلاتنا وَنَسَكَ نسكَنَا فقد أصاب النّسك، ومن نسك قبل الصلاة فلا نسك له

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحی کی نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ”جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی، اس کی قربانی صحیح ہوئی؛ لیکن جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی قربانی نہیں ہوئی“۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر دی۔ میں نے سوچا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے، میری بکری اگر گھر کا پہلا ذبیحہ بنے تو زیادہ اچھا ہو۔ اس خیال سے میں نے بکری ذبح کر دی اور نماز میں آنے سے پہلے ہی اس کا گوشت بھی کھا لیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمھاری بکری محض گوشت کی بکری ہوئی۔ ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال کا بکری کا بچہ ہے اور وہ مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ کیا اس سے میری قربانی ہو جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! لیکن تمھارے بعد کسی کی قربانی اس عمر کے بچے سے کافی نہ ہوگی۔

١٩٣٤. الحديث:

عن البَرَاء بن عَازب -رضي الله عنهما- قال: «خطبنا النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم الأضحى بعد الصلاة، فقال: من صلى صلاتنا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فقد أصاب النُّسُكَ، ومن نسك قبل الصلاة فلا نُسُك له. فقال أبو بُرْدَةَ بن نِيَار -خال البَرَاء بن عَازِبٍ-: يا رسول الله، إني نسكت شاتي قبل الصلاة، وعرفت أن اليوم يوم أكل وشرب، وأحببت أن تكون شاتي أول ما يذبح في بيتي، فذبحت شاتي، وتغديت قبل أن آتي الصلاة. فقال: شاتك شاة لحم. قال: يا رسول الله، فإن عندنا عَنَاقًا لنا هي أحب إلي من شاتين؛ أَفَتَجْزِي عني؟ قال: نعم، ولن تَجْزِيَ عن أحد بعدك».

١٩٣٤. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحی کی نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ”جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی، اس کی قربانی صحیح ہوئی؛ لیکن جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی قربانی نہیں ہوئی“۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر دی، میں نے سوچا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے، میری بکری اگر گھر کا پہلا ذبیحہ بنے تو زیادہ اچھا ہو۔ اس خیال سے میں نے بکری ذبح کر دی اور نماز میں آنے سے پہلے ہی اس کا گوشت بھی کھا لیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمھاری بکری محض گوشت کی بکری ہوئی۔ ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال کا بکری کا بچہ ہے اور وہ مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ کیا اس سے میری قربانی ہو جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! لیکن تمھارے بعد کسی کی قربانی اس عمر کے بچے سے کافی نہ ہوگی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خطب النبي -صلى الله عليه وسلم- في يوم عيد الأضحى بعد صلاتها، فأخذ يبين لهم أحكام الذبح

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد خطبہ دیا اور صحابۂ کرام کے روبرو قربانی اور اس کے وقت سے متعلق احکام واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے اس

ووقته في ذلك اليوم، فذكر لهم أنه من صلى مثل هذه الصلاة، ونسك مثل هذا النسك اللذين هما هديه -صلى الله عليه وسلم-، فقد أصاب النسك المشروع.
أما من ذبح قبل صلاة العيد فقد ذبح قبل دخول وقت الذبح فتكون ذبيحته لحمًا لا نُسُكًا مشروعًا مقبولًا، فلما سمع أبو بردة خطبة النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: يا رسول الله، إني ذبحت شاتي قبل الصلاة، وعرفت أن اليوم يوم أكل وشرب، وأحببت أن تكون شاتي أول ما يُذبح في بيتي، فذبحت شاتي، وتغديت قبل أن آتي إلى الصلاة. فقال -صلى الله عليه وسلم-: ليست نسيكتك أضحية مشروعة، وإنما هي شاة لحم. قال يا رسول الله: إن عندي عَنَاقا مُرَبّاة في البيت، وغالية في نفسي، وهي أحب إلينا من شاتين، أَفَتُجْزِي عنّي إذا أرخصتها في طاعة الله ونسكتها؟ قال -صلى الله عليه وسلم-: نعم، ولكن هذا الحكم لك وحدك من سائر الأمة خصيصة لك، فلا تُجْزِي عنهم عناق من المعزى ما لم تُتم سنة.

نماز کی طرح نماز ادا کی اور اس قربانی کی طرح اپنی قربانی کی، جس کے بارے میں نبی ﷺ کی ہدایت و رہ نمائی موجود ہے، اس نے شرعی اعتبار سے اپنی قربانی کی۔ البتہ جس نے عید کی نماز سے قبل قربانی کی، اس نے قربانی کا وقت شروع ہونے سے قبل ہی اپنی قربانی ذبح کر دی۔ چنانچہ اس کی حیثیت محض کھائے جانے والے گوشت کی ہوگی اور اس کا شمار مشروع اور مقبول قربانی میں نہ ہوگا۔ جب ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا خطبہ سنا، تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے تو نماز سے قبل ہی اپنی بکری کی قربانی کر دی اور مجھے یہ بات سجھائی دی کہ چوں کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اور میرے نزدیک یہ امر بھی بہت عزیز تھا کہ میرے گھر میں سب سے پہلے میری بکری قربان کی جائے، اس لیے میں نے اپنی بکری کی قربانی کر دی اور نماز عید کے لیے آنے سے قبل ہی میں نے اپنا ناشتہ بھی کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شرعی اعتبار سے تمھاری قربانی، قربانی نہیں ہوئی، بلکہ اس کی حیثیت محض بکری کے گوشت کی ہے۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے یہاں گھر کی پالی ہوئی ایک بکری ہے، جو میرے نزدیک بڑی قیمتی اور دو بکریوں کی سے زیادہ عزیز ہے، اگر میں اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں قربان کردوں اور اسے ذبح کردوں، تو میرے لیے کافی ہوگی یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! البتہ یہ حکم ساری امت کے لیے نہیں ہے، بلکہ خاص تمھارے لیے ہے؛ اس لیے امت مسلمہ کے لیے اس بکری کے بچے کی قربانی جائز نہیں، جس کا ایک سال پورا نہ ہوا ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: البَرَاء بن عَازب -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يوم الأضحى : يوم عيد الأضحى، هو اليوم العاشر من ذي الحجة من كل سنة، وهو يوم النحر الذي تُذبح فيه الأنعام تقربًا إلى الله -تعالى-.
- صلى صلاتنا : صلى مثل صلاتنا في الهيئة والزمن والمكان.
- نُسُك : ذبح.
- أصاب النُّسُك : وافق النُّسُك المشروع.
- قبل الصلاة : قبل تمام صلاة العيد بالتسليم منها.
- فلا نسك له : فلا تقبل أضحيته ولا تصح، ولكن يجوز له أكل لحم ذبيحته.
- أبو بردة بن نيار : صحابي شهد بيعة العقبة وغزوة بدر وما بعدها.
- تغديت : أكلت أكلة الغداة وهي ما بين صلاة الفجر وطلوع الشمس، والغداء ما يؤكل أول النهار، ونسميه اليوم فطورًا.
- شاتك شاة لحم : أي لم تستفد منها سوى اللحم وليست بأضحية.
- عَنَاقًا : العناق الأنثى من ولد المعزى إذا قويت ولم تتم السنة، وهو بفتح العين وتخفيف النون.
- أحب الي من شاتين : لسمنها وكثرة قيمتها.
- بعدك : سواك، يعني أنها خصيصة لأبي بردة.

فوائد الحديث:

١. تقديم الصلاة على الخطبة في صلاة العيد، وأن هذا هو سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٢. أن من حضر الصلاة والذكر ثم ذبح بعد الصلاة فقد أصاب السنة وحظي بالاتباع.

٣. وقت الذبح يوم الأضحى يدخل بانتهاء صلاة العيد.

٤. أن يوم العيد يوم فرح وسرور وأكل وشرب، فإذا أريد بذلك إظهار معنى العيد، فهو عبادة.

٥. تخصيص النبي -صلى الله عليه وسلم- أبا بردة -رضي الله عنه- بإجزاء العناق، فهو له من دون سائر الأمة فلا يقاس عليه.

٦. فيه دليل على أن المأمورات إذا وقعت على خلاف مقتضى الأمر لم يُعذر فيها بالجهل، وتبقى الذمة مشغولة إلى حين الإتيان بالمأمور، بخلاف المنهيات، وهذه قاعدة مليحة نافعة كما نبَّه ابن دقيق العيد.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الامارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة الأولى ١٤٢٦. الإفهام في شرح عمدة الأحكام –عبد العزيز بن باز-اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني - الرياض - الطبعة الأولى -١٤٣٥. خلاصة الكلام لفيصل المبارك الحريملي -الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري طبعة دار الفكر دمشق الأولى ١٣٨١ تأسيس الأحكام لأحمد بن يحي النجمي- دار المنهاج القاهرة مصر الطبعة الأولى. صحيح البخاري لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية- وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت -الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دار السلاسل - الكويت ..الأجزاء ٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر ..الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

الرقم الموحد: (5401)

خير الصحابة أربعة، وخير السرايا أربعمائة، وخير الجيوش أربعة آلاف، ولن يغلب اثنا عشر ألفا من قلة

بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین فوجی دستہ چار سو کا ہے، بہترین فوج چار ہزار کی ہے اور بارہ ہزار کی فوج محض تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوگی

١٩٣٥. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «خير الصحابة أربعة، وخير السَّرَايَا أَرْبَعُمِائة، وخير الجيوش أربعة آلاف، ولن يُغْلَبَ اثنا عشر ألفا مِنْ قِلَّةٍ»

١٩٣٥. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: "بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین فوجی دستہ چار سو کا ہے، بہترین فوج چار ہزار کی ہے اور بارہ ہزار کی فوج محض تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوگی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المعنى: هو أن أحسن الصُّحْبة أربعة، وأن أفضل سرية هي الـمُكوَّنة من أربعمائة، وأن أنفع الجنود الذين بلغوا أربعة آلاف، وأن الجيش إذا بلغ عدده اثنا عشر ألف جندي، والمراد فصاعدا، فإنه لا يُهْزم، وإذا هُزِم فإنه لا يُهْزم بسبب قلة عدده، وإنما قد يهزم لأسباب أخرى: مثل قلة الدين، أو الإعجاب بالكثرة، أو الوقوع في المعاصي، أو عدم الإخلاص لله تعالى، ونحو ذلك

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ: سب سے اچھی رفاقت چار افراد کی ہوتی ہے اور سب سے بہتر فوجی دستہ وہ ہے جو چار سو افراد پر مشتمل ہو اور سب سے مفید لشکر وہ ہے جس کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہو اور جب فوج کی تعداد بارہ ہزار یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اسے شکست نہیں ہوتی اور اگر شکست ہو جائے تو وہ تعداد کی کمی کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس صورت میں شکست کے کچھ اور اسباب ہوتے ہیں جیسے دین کی کمی، تعداد کی کثرت پر اترانا یا گناہوں میں مبتلا ہونا یا پھر اللہ کے لیے اخلاص کا فقدان وغیرہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خير : أحسن، وأفضل، وأنفع
- الصحابة : جمع صاحب، أو بمعنى: صُحْبَة
- السرايا : جمع سرية، وهي القطعة من الجيش
- من قلة : أي: بسبب قلة عددهم

فوائد الحديث:

١. أن في الجماعة تعاونا على الخير
٢. أن الهزيمة قد تكون لقلة الدين، أو الإعجاب بالكثرة وعدم التوكل على الله، ونحو ذلك

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية.

الرقم الموحد: (5956)

خير الصدقة ما كان عن ظهر غنًى، واليد العليا خير من اليد السفلى، وليبدأ أحدكم بمن يعول

بہترین صدقہ وہ ہے جو بے نیازی سے ہو۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تم میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ وہ اُن لوگوں کو صدقہ دینے سے شروعات کرے جو اس کے زیرِ پرورش ہوں۔

١٩٣٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "خير الصدقة ما كان عن ظَهْرِ غِنى، واليدُ العُليا خيرٌ مِن اليد السُّفلى، وليَبدأْ أحدُكم بِمَن يَعول". تقول امرأته: أَنْفِقْ عليَّ، وتقول أمُّ ولده: إلى مَن تَكِلُني، ويقول له عَبْدُه: أَطْعِمْني واسْتَعْمِلْني.

١٩٣٦. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " بہترین صدقہ وہ ہے جو بے نیازی سے ہو۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تم میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ وہ ان لوگوں سے صدقہ دینے کی شروعات کرے جو اس کے زیرِ پرورش ہوں،، (کہیں ایسا نہ ہو کہ) اس کی بیوی اس سے کہنے لگے تم میرے اوپر خرچ کرو اور ام ولد کہے کہ مجھے کس کے انحصار پر چھوڑ رہے ہو اور اس کا غلام کہے مجھے کھلاؤ اور مجھ سے کام لو۔

درجة الحديث: صحيح, لكن قوله: ((تقول امرأته)) مدرجٌ من قول أبي هريرة

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

بين الحديث أن أفضل الصدقات ما كان المتصدق به غير محتاج إليه لنفقةِ عياله وأهله, ولا يحتاجه لسداد دين عن نفسه، وأن الواجب على المُنفِق أن يبدأ بنفقات من يعول، كالزوجة والأولاد وما ملكت يمينه, وأنه لا ينبغي أن يحبس النفقة عنهم فيتصدق على البعيدين، ويترك الأقربين، ممن يعولهم وينفق عليهم. وبين الحديث أنه إنْ فَضُل عنده ما يزيد على نفقة من هم تحت يده, فإنه يتصدق على الأبعدين من الفقراء والمحتاجين، ثم بين الحديث فضل الإنفاق بأنَّ يدَ المُعطي والمنفق هي العُليا على يد الآخذ حسًّا ومعنًى؛ وذلك بما أنفق من ماله، وبذل من إحسانه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے بہتر صدقہ وہ ہے کہ صدقہ کرنے والے کے اہل و عیال اس چیز کے محتاج نہ ہوں اور خرچ کرنے والا مقروض نہ ہو نیز خرچ کرنے والے پر واجب ہے کہ ان لوگوں سے صدقہ وخیرات دینے کی شروعات کرے جن کی وہ پرورش کرتا ہے،، مثال کے طور پر جیسے اس کی بیوی اور اس کے لڑکے اور اس کی باندیاں ہیں۔ لہذا اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان پر خرچ کیے جانے والے اخراجات کو روکے اور دور والوں پر صدقہ وخیرات کرے اور رشتہ داروں کو چھوڑ دے جن کی پرورش اور نان ونفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري وابن حبان واللفظ له.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح ابن حبان وهو في بلوغ المرام بلفظ مقارب

معاني المفردات:

- عن ظهر غنى : أي: ما كان المتصدق به غير محتاج إليه لنفقةِ عياله وأهله, ولا يحتاجه لسداد دين عن نفسه.
- اليد العُليا : يد المُعطي.
- اليد السُّفلى : يد السائِل.
- وليَبدأْ أحدُكم بِمَن يَعول : ليبدأ في الإعطاء والإنفاق بأهل بيته الذين يُنفق عليهم.

• تقول امرأته: أنْفِقْ عليَّ : أي تقول له: أطعِمني واكْسُني, لأن ذلك من النفقة الواجبة عليك, وذلك حال منعه النفقة عليها, أو تقديمه غيرها من قرابته عليها.
• أمُّ ولده : هي الأمَة التي تلد من سيدها.
• إلى مَن تَكِلُني : أي: إلى مَن تتركني؟
• عَبْدُه : العبد: هو ضد الحر, وهو الذي يكون رقيقًا ومملوكًا للحر.
• واستَعمِلْني : استخدمني في العمل وإلاّ فبعِني.

فوائد الحديث:

١. فضل الصدقة, والترغيب في البذل والإنفاق.
٢. فضل اليد العليا المنفقة أو المحسنة على اليد السفلى الآخذة أو السائلة.
٣. أن أفضل الصدقة ما كان عن سعة وفضل وغنى بعد أن يؤدي ما يلزمه نحو أهله ومن يعول, ثم يجود بعد ذلك على البعيدين.
٤. أنَّ الواجب على المُنفِق أن يبدأ بنفقات من يعول، فلا يذهب ليتصدق على البعيدين، ويترك الأقربين، ممن يعولهم وينفق عليهم.
٥. وجوب الإنفاق على من ذكر من الزوجة والمملوك.
٦. أنَّ نفقة الزوجة هي أوجب نفقة تجب عليه بعد النفقة على النفس؛ ذلك أنَّ الزوجة حبيسة عنده؛ كما قال -صلى الله عليه وسلم-: "هنَّ عَوان عندكم"؛ أي: أسيرات.
٧. أنَّ الذي يعسر بنفقة زوجته عليه أن يفارقها بطلاق أو خلع أو فسخ، وذلك راجع إلى رغبتها وطلبها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان , تحقيق: شعيب الأرنؤوط , مؤسسة الرسالة, الطبعة: الثانية، ١٤١٤ - التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه للألباني, دار باوزير للنشر والتوزيع، جدة - الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر تحقيق: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري للقسطلاني المطبعة الكبرى الأميرية، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ- تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - مختار الصحاح زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي ت: يوسف الشيخ محمد, المكتبة العصرية - الدار النموذجية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ -معجم اللغة العربية المعاصرة, د أحمد مختار عبد الحميد عمر، بمساعدة فريق عمل،عالم الكتب, الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ.

الرقم الموحد: (58185)

دَخَلتُ أنا وأبي علَى أبي بَرزَة الأسلمي، فقال له أبي: كيف كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي المَكْتُوبَة؟

میں اور میرے والد دونوں ابوبَرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو میرے والد نے ان سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم فرض نماز کیسے (یعنی کب) پڑھتے تھے؟

١٩٣٧. الحديث:

عن أبي المنهال سيار بن سلامة قال: (دَخَلتُ أنا وأبي علَى أبي بَرزَة الأسلمي، فقال له أبي: كيف كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي المَكْتُوبَة؟ فقال: كان يُصَلِّي الهَجِير -التي تدعونها الأولى- حِينَ تَدحَضُ الشَّمسُ. ويُصَلِّي العَصرَ ثم يَرجِعُ أَحَدُنَا إلى رَحلِه في أقصَى المدينة والشَّمسُ حَيّة، ونَسِيتُ ما قال في المَغرب. وكان يَسْتَحِبُّ أن يُؤَخِّر من العِشَاء التي تَدعُونَها العَتَمَة، وكان يَكرَه النَّوم قَبلَهَا، والحديث بَعدَها. وكان يَنْفَتِلُ من صَلَاة الغَدَاة حِين يَعرِفُ الرَّجُل جَلِيسَه، وكان يَقرَأُ بِالسِّتِّين إلى المائة).

١٩٣٧. حدیث:

ابومنہال سیار بن سلامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں اور میرے والد دونوں ابوبَرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میرے والد نے ان سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم فرض نماز کیسے (یعنی کب) پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ و سلم ظہر جسے تم لوگ پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا، اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم عصر پڑھتے تھے پھر ہم میں سے ایک آدمی (نماز پڑھ کر) مدینہ کے آخری کونے پر واقع اپنے گھر کو لوٹ آتا اور سورج تیز رہتا، اور انہوں نے مغرب کے بارے میں جو کہا میں (اسے) بھول گیا، اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم عشاء جسے تم لوگ عتمہ کہتے ہو تاخیر سے پڑھنے کو پسند کرتے تھے، اور اس سے قبل سونے اور اس کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم فجر سے اس وقت فارغ ہوتے تھے جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو پہچاننے لگتا، آپ صلی اللہ علیہ و سلم اس میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر أبو برزة -رضي الله عنه- أوقات الصلاة المكتوبة، فابتدأ بأنه كان -صلى الله عليه وسلم- يصلي صلاة الظهر، حين تزول الشمس أي تميل عن وسط السماء إلى جهة المغرب، وهذا أول وقتها. ويصلي العصر، ثم يرجع أحد المصلين إلى منزله في أبعد مكان بالمدينة والشمس ما تزال حية، وهذا أول وقتها. أما المغرب فقد نسي الراوي ما ورد فيها، ودلت النصوص والإجماع على أن دخول وقتها بغروب الشمس. وكان -صلى الله عليه وسلم- يستحب أن يؤخر العشاء، لأن وقتها الفاضل هو أن تصلى في آخر وقتها المختار، وكان يكره النوم قبلها خشية أن يؤخرها عن وقتها المختار أو يفوت الجماعة فيها، ومخافة الاستغراق في النوم وترك صلاة الليل وكان يكره الحديث بعدها خشية التأخر عن صلاة الفجر في وقتها، أو عن صلاتها جماعة. كما ينصرف

اجمالی معنیٰ:

ابو بَرزہ رضی اللہ عنہ نے فرض نمازوں کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم زوالِ شمس کے بعد ظہر کی نماز پڑھتے تھے۔ یعنی جب سورج بیچ آسمان سے مغرب کی طرف مائل ہو جاتا۔ یہ ظہر کا اول وقت ہے۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ نماز سے فارغ ہو کر کوئی نمازی مدینے سے کافی دور پر واقع اپنے گھر کو لوٹ آتا اور سورج میں تپش باقی رہتی۔ یہ عصر کا اوّل وقت ہے۔ رہا مغرب کا وقت تو مذکورہ روایت کے راوی مغرب کا وقت بھول گئے۔ لیکن جیسے کہ پیچھے گزر چکا ہے، مغرب کا وقت غروبِ شمس سے شروع ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم عشا کو تاخیر سے پڑھنا پسند کرتے تھے؛ کیوں کہ عشا کا افضل وقت اسے اس کا آخری مختار وقت ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم عشا سے قبل سونے کو ناپسند کرتے تھے؛ اس ڈر سے کہ کہیں بہتر وقت سے مؤخر نہ ہو جائے، سونے کی وجہ سے جماعت فوت نہ ہو جائے یا نیند میں استغراق کی وجہ سے رات کی نماز نہ چھوٹ جائے۔ اور عشا کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے کہ کہیں نمازِ فجر اپنے وقت سے مؤخر نہ ہو جائے یا جماعت نہ چھوٹ جائے۔ اور آپ صلی اللہ

من صلاة الفجر، والرجل يعرف من جلس بجانبه، مع أنه يقرأ في صلاتها من ستين آية إلى المائة، مما دل على أنه كان يصليها بغلس.	علیہ وسلم جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے، تو آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو پہچان لیتا، باوجودیکہ آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے غلس یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو برزة الأسلمي نضلة بن عبيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المَكتُوبَة : المفروضة.، وهي الصلوات الخمس.
- الأولى : هي الظهر، لأنها أول صلاة أقامها جبريل للنبي -عليه الصلاة والسلام.-
- تَدْحَضُ الشَّمسُ : تزول عن وسط السماء إلى جهة الغرب.
- إلى رَحلِه : إلى منزله.
- في أقصى المدينة : أبعدها.
- الهَجِير : صلاة الظهر؛ لأن الهجير: شدَّة الحر عند منتصف النهار بعد الزوال.
- والشَّمْسُ حَيَّةٌ : بيضاء ذات شعاع.
- يَستَحِب : يُرَغِّب.
- العَتَمَة : محركة، ظلمة الليل حين يغيب الشفق، ويمضى من الليل ثلثه، ويراد هنا، صلاة العشاء.
- يَنْفَتِلُ من صَلاةِ الغَدَاة : ينصرف من صلاة الصبح.
- حِينَ يَعرِفُ الرَّجُلَ جَلِيسَهُ : يدري من يجالسه.

فوائد الحديث:

١. تأدُّب الصغير مع الكبير.

٢. مسارعة المسؤول بالجواب إذا كان عارفًا به.

٣. حرص السلف على معرفة السنة من أجل اتباعها.

٤. بيان أول أوقات الصلوات الخمس، ويبدأ وقت الصلاة التي بعدها بخروج ما قبلها، فليس بين وقتيهما وقت فاصل.

٥. بيان أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصليها في أول وقتها، عدا العشاء.

٦. الأفضل في العشاء التأخير إلى آخر وقتها المختار، وهو نصف الليل لكن تقيد أفضلية تأخير العشاء بعدم المشقة على المصلين كما تقدم.

٧. كراهة النوم قبل صلاة العشاء، لئلا يضيع الجماعة، أو يوقعها بعد وقتها المختار.

٨. كراهة الحديث بعدها لئلا ينام عن صلاة الليل، أو عن صلاة الفجر جماعة، لكن كراهة الحديث بعد العشاء لا تنسحب على مذاكرة العلم النافع أو الاشتغال بمصالح المسلمين.

٩. قوله: (التي تدعونها العَتَمَة) دليل على كراهة تسمية صلاة العشاء بالعتمة، وقد جاء في صحيح مسلم مرفوعًا "لا يغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم، فإنها في كتاب الله العشاء " وورد ما يدل على الجواز، ففي الصحيحين عن أبي هريرة مرفوعا " لو تعلمون ما في العتمة والفجر "، فالنهي عن هجر الاسم الشرعي.

١٠. فضيلة تطويل القراءة في صلاة الصبح، وأن يصليها بغلس.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة

العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: **محمد زهير بن ناصر الناصر**، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: **محمد فؤاد عبد الباقي**)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: **محمد فؤاد عبد الباقي**، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (6365)

دخل علي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعندي رجل، فقال: يا عائشة، من هذا؟ قلت: أخي من الرضاعة. فقال: يا عائشة: انظرن من إخوانكن؟ فإنما الرضاعة من المجاعة

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جب کہ میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کو دیکھ بھال لیا کرو کہ تمھارا رضاعی بھائی کون ہو سکتا ہے؟ رضاعت کا تعلق بھوک کے ساتھ ہے (رضاعت وہی معتبر ہے، جو کم سنی میں ہو)۔

١٩٣٨. الحديث:

عن عائشة- رضي الله عنها- قالت «دخل علي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعندي رجل، فقال: يا عائشة، من هذا؟ قلت: أخي من الرضاعة. فقال: يا عائشة: انظرن من إخوانكن؟ فإنما الرضاعة من المجاعة».

١٩٣٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جب کہ میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کو دیکھ بھال لیا کرو کہ تمھارا بھائی کون ہو سکتا ہے؟۔ رضاعت کا تعلق بھوک کے ساتھ ہے (رضاعت وہی معتبر ہے، جو کم سنی میں ہو)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة، فوجد عندها أخاها من الرضاعة- وهو لا يعلم عنه- فتغير وجهه صلى الله عليه وسلم، كراهةً لتلك الحال، وغَيْرَةً على محارمه. فعلمت السببَ الذي غيَّر وجهه، فأخبرته: أنه أخوها من الرضاعة. فقال: يا عائشة انظرْن وتثبتَن في الرضاعة، فإن منها ما لا يسبب المحرمية، فلا بد من رضاعة ينبت عليها اللحم وتشتد بها العظام، وذلك أن تكون من المجاعة، حين يكون الطفل محتاجا إلى اللبن، فلا يتقوت بغيره، فيكون حينئذ كالجزء من المرضعة، فيصير كأحد أولادها، فتّثبت المحرمية، والمحرمية أن يكون محرمًا للمرضعة وعائلتها، فلا تحتجب عنه، ويخلو بها، ويكون محرمها في السفر، وهذا يشمل المرضعة وزوجها صاحب اللبن، وأولادهما وإخوانهما وآباءهما وأمهاتهما.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، تو دیکھا کہ ان کے پاس ان کا رضاعی بھائی بیٹھا ہوا ہے، -جسے آپ ﷺ نہیں جانتے تھے-۔ اس صورت حال کی ناپسندیدگی اور اپنی محرم عورتوں پر غیرت کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کے متغیر ہونے کا سبب جان کر آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ ان کا رضاعی بھائی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: رضاعت کے معاملے میں خوب غور اور تحقیق کر لیا کرو۔ رضاعت بسا اوقات ایسی ہوتی ہے، جس سے عورت مرد کی محرم نہیں بنتی۔ رضاعت ایسی ہونی چاہیے کہ اس کی وجہ سے گوشت پیدا ہوا اور ہڈیوں کو مضبوطی ملے اور ایسا تب ہی ہوتا ہے، جب رضاعت بھوک مٹانے کا کام کرتی ہو، جب بچے کو دودھ کی ضرورت ہو اور وہ کسی اور شے کو بطور غذا استعمال نہ کرتا ہو۔ ایسے میں بچہ دودھ پلانے والی عورت کے جزکی اور اس کے کسی اولاد کی طرح ہو جاتا ہے اور اس سے محرمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ محرمیت سے مراد یہ ہے کہ بچہ دودھ پلانے والی عورت اور اس کے اہل خانہ کے لیے محرم بن جاتا ہے۔ چنانچہ دودھ پلانے والی عورت اس سے پردہ نہیں کرتی۔ دودھ پینے والا اس کے ساتھ تنہائی میں بھی بیٹھ سکتا ہے اور سفر میں بطور محرم اس کے ساتھ جا سکتا ہے۔ اس میں دودھ پلانے والی عورت، اس کا وہ شوہر

جس کی وجہ سے اس کا دودھ اترا ہو، ان کی اولاد، ان کے بھائی اور ان کے باپ اور مائیں سب شامل ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة- رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- دخل علي : في حجرتي
- انظرن : تأملن
- من إخوانكن : من الرضاع، وذلك بالنظر في الرضاع هل هو رضاع صحيح بشرطه أم لا، وكلمة "من" استفهامية مفعول به.
- فإنما الرضاعة : التي تثبت بها الحرمة وتحل بها الخلوة.
- من المجاعة : بحيث يكون الرضيع طفلا يسد اللبن جوعته، لأن معدته ضعيفة يكفيها اللبن وينبت بذلك لحمه.

فوائد الحديث:

١. غيرة الرجل على أهله ومحارمه، من مخالطة الأجانب.

٢. إذا أحس الرجل من أهله ما يريبه، فعليه التثبت قبل الإنكار.

٣. التثبت من صحة الرضاع المحرم وضبطه.فهناك رضاع لا يحرم، كأن لا يصادف وقت الرضاع المحرم.

٤. أنه لابد أن يكون الرضاع في وقت الحاجة إلى تغذيته، فإن الرضاعة من المجاعة.

٥. الحكمة في كون الرضاع المحرم هو ما كان من المجاعة أنه حين يتغذى بلبنها محتاجا إليه، يشب عليه لحمه، وتقوى عظامه، فيكون كالجزء منها، فيصير كولد لها تغذى في بطنها، وصار بضعة منها.

٦. أن الزوج يسأل زوجته عن سبب إدخال الرجل بيته والاحتياط في ذلك والنظر فيه.

٧. أن الرضعة الواحد لا تُحَرِّمُ لأنها لا تغني من جوعٍ، وأولى ما يقدر به الرضاع ما قدرته به الشريعة وهو خمس رضعات

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6027)

دخلت -يعني:- على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ، والماء يسيل من وجهه ولحيته على صدره، فرأيته يفصل بين المضمضة والاستنشاق

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور داڑھی سے سینے پر بہہ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کلی اور ناک کے لیے الگ الگ پانی لے رہے تھے۔

١٩٣٩. الحديث:

عن عمرو بن كعب أو كعب بن عمرو الهمداني -رضي الله عنه- قال: دَخَلْتُ -يَعْنِي:- عَلَى النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالْمَاءُ يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ.

١٩٣٩. حدیث:

عمرو بن کعب یا کعب بن عمرو ہمدانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور داڑھی سے سینے پر بہہ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کلی اور ناک کے لیے الگ الگ پانی لے رہے تھے۔

درجة الحديث: إسناده ضعيف

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

المعنى الإجمالي:

عن طلحة بن مصرف، عن أبيه، عن جده قال: دخلت -يعني:- على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ، والماء يقطر، من وجهه ولحيته، فرأيته يفصل بين المضمضة والاستنشاق، أي: يأخذ غرفة للمضمضة، وغرفة للاستنشاق، فإذا كان ثلاث غرفات، فيكون ستاً ثلاث للمضمضة وثلاث للاستنشاق، والحديث حجة لمن يرى الفصل بين المضمضة والاستنشاق؛ لكن الحديث ضعيف لا تقوم به حجة، والثابت عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لم يكن يفصل بين المضمضة والاستنشاق، بل يتمضمض ويستنشق بماء واحد، أي غرفة نصفها للفم ونصفها للأنف؛ لأن الفم والأنف في عضو واحد وهو الوجه، فلا داعي لأخذ ماء جديد للأنف، فالثابت عنه -صلى الله عليه وسلم- الجمع بين المضمضة والاستنشاق.

اجمالی معنی:

طلحہ ابن مصرف اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، جن کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، جب کہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے اور پانی کے قطرے آپ کے چہرے اور داڑھی سے ٹپک رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کلی اور استنشاق الگ الگ کر رہے تھے۔ یعنی آپ ﷺ ایک چلو پانی کلی کے لیے لیتے اور ایک چلو ناک میں پانی ڈالنے کے لیے۔ اگر آپ ﷺ نے ہر ایک کے لیے تین تین چلو بھرے، تو کل چھے چلو ہو جائیں گے۔ یعنی تین کلی کے لیے اور تین ناک میں پانی ڈالنے کے لیے۔ یہ حدیث اس شخص کی دلیل ہے، جس کی رائے میں کلی اور استنشاق کو الگ الگ کرنا چاہیے۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، جو حجت نہیں بن سکتی۔ نبی ﷺ سے جو عمل ثابت ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کلی اور استنشاق کے لیے الگ الگ پانی نہیں لیتے تھے؛ بلکہ ایک ہی پانی سے کلی اور استنشاق کر لیتے۔ یعنی ایک چلو لیتے جس کے آدھے پانی کو منہ میں ڈالتے اور آدھے کو ناک میں؛ کیوںکہ منہ اور ناک دونوں ایک ہی عضو یعنی چہرے میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ناک کے لیے نیا پانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نبی ﷺ سے جو عمل ثابت ہے، وہ ایک ہی پانی سے کلی اور استنشاق کرنا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عمرو بن كعب أو كعب بن عمرو الهمداني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود

معاني المفردات:

- يفصل : الفصل: هو التفريق بين شيئين.
- المضمضة : إدارة الماء في الفم ثم مجُّه.

- الاستنشاق : جذب الماء بنفس إلى داخل الأنف.

فوائد الحديث:

١. جواز الفصل بين المضمضة والاستنشاق؛ ليكون أبلغ في الإسباغ والإنقاء.

المصادر والمراجع:

-1 تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام؛ تأليف الشيخ صالح الفوزان، إعتناء عبدالسلام السليمان، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. ٢-توضيح الأحكام من بلوغ المرام؛ تأليف عبدالله البسام، مكتبة الأسدي-مكة المكرمة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣هـ. ٣-سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. ٤-ضعيف سنن أبي داود؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٥-عون المعبود شرح سنن أبي داود؛ للعلامة محمد شمس الحق العظيم آبادي، تحقيق عبدالرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية-المدينة المنورة، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. ٦-فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام؛ تأليف الشيخ محمد بن صالح العثيمين، تحقيق صبحي بن محمد رمضان وغيره، المكتبة الإسلامية-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. ٧-منحة العلام في شرح بلوغ المرام؛ تأليف عبدالله الفوزان، دار ابن الجوزي-الدمام، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (8385)

ذكر العزل لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: ولم يفعل ذلك أحدكم؟ فإنه ليست نفس مخلوقة إلا الله خالقها

آپ ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا، تو فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس لیے کہ جس بھی جان کو اللہ کو پیدا کرنا ہے وہ اسے پیدا کر کے ہی رہے گا۔

١٩٤٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه-: «ذُكِرَ العزل لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: ولم يفعل ذلك أحدكم؟ -ولم يقل: فلا يفعل ذلك أحدكم؟-؛ فإنه ليست نفس مخلوقة إلا الله خالقها».

١٩٤٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا، تو فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟ یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے۔ اس لیے کہ جس بھی جان کو اللہ کو پیدا کرنا ہے وہ اسے پیدا کر کے ہی رہے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر العزل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنه يفعله بعض الرجال في نسائهم وإمائهم. فاستفهم منهم النبي صلى الله عليه وسلم عن السبب الباعث على ذلك بصيغة الإنكار. ثم أخبرهم صلى الله عليه وسلم عن قصدهم من هذا العمل بالجواب المقنع المانع عن فعلهم. وذلك بأن الله تعالى قد قدر المقادير، فليس عملكم هذا براد لنسمة قد كتب الله خلقها وقدر وجودها، لأنه مقدر الأسباب والمسببات. فإذا أراد خلق النطفة من ماء الرجل، سرى من حيث لا يشعر، إلى قراره المكين.

اجمالی معنیٰ:

آپ ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر ہوا کہ بعض لوگ اپنی بیویوں اور باندیوں کے ساتھ عزل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے استفہامِ انکاری کے طور پر ان سے اس کے کرنے کا سبب دریافت کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اس کام کے کرنے کی وجہ سے باخبر کیا ایک اطمنان بخش جواب کی شکل میں جس میں انہیں اس سے روکا گیا ہے کہ اللہ نے ہر چیز کو اندازے سے مقرر کر دیا ہے۔ اس لیے تمہارے اس طرح کرنے سے وہ انسان رُک نہیں سکتا جس کی تخلیق اور وجود بخشا اللہ نے لکھ رکھا ہے، وہ اسباب اور مسببات کو پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی آدمی کی منی سے نطفے کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو لاشعوری طور پر اس کو اپنی مقرر جگہ لے جاتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: هو أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- العزل : نزع الذكر من الفرج إذا قارب الإنزال، لينزل خارجه .
- لِمَ يفعل ذلك أحدكم؟ : استفهام بمعنى الإنكار.
- ولم يقل فلا يفعل ذلك : مراده أنه لم يصرح لهم بالنهي وإنما أشار إلى أن الأَوْلى ترك ذلك.
- مخلوقة : مقدرة الخلق أو معلومة الخلق عند الله.
- خالقها : مبرزها إلى الوجود.

فوائد الحديث:

١. إنكار العزل بقصد التحرز عن خلق الولد، لأن فيه اعتمادا على الأسباب وحدها.

٢. أنه ما من نفس مخلوقة إلا وقد قدر الله وجودها، ففيه الإيمان بالقَدَر، وأن ما شاء الله كان، وما لم يشأ لم يكن. وليس فيه تعطيل للأسباب، فإنه قدر الأشياء وقدر لها أسبابها، فلا بد من عمل الأسباب، والله يقدر ما يشاء ويفعل ما يريد. فتعطيل الأسباب، وعدم الإيمان بتأثيرها، أو

الاعتماد عليها وحدها، كلاهما مذهب مذموم. والمذهب الحق المختار الوسط، هو الإيمان بقضاء الله وقدره، وأن للأسباب تأثيرا وهو مذهب أهل السنة، وبه تجتمع الأدلة العقلية والنقلية. ولله الحمد.

٣. -إلحاق الولد وإن وقع العزل.

٤. كراهة العزل إذا كان خشية حصول الولد

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6041)

رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه، وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھتے اور جب (سجدے سے) اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو (زمین سے) اٹھاتے۔

١٩٤١. الحديث:

عن وائل بن حُجْر -رضي الله عنه- قال: «رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا سَجد وضع رُكبَتَيْهِ قبل يَديه، وإذا نَهَض رفع يَدَيْهِ قبل رُكْبَتَيْهِ».

١٩٤١. حدیث:

وائل بن حجر -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: "میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھتے اور جب (سجدے سے) اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو (زمین سے) اٹھاتے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يخبر وائل بن حُجْر -رضي الله عنه- أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا هَوى للسجود، فإنه يُقدم ركبتيه أولا ثم يَضع يَديه على الأرض، وإذا قام إلى الثانية أو إلى الثالثة أو إلى الرابعة رفع يَديه قبل رُكبتيه من الأرض، وهو معنى رواية: (إذا نَهَض نَهَض على رُكْبَتَيه واعتمد على فَخِذه) لا يعتمد على الأرض. وإلى هذا الحديث ذهب أكثر العلماء، فقالوا: السُّنة أن يُقدِّم المصلِّ رُكبتيه قبل يدَيه عند الهَوي إلى السُّجود، ورغم ضعف الحديث إلا أنه متأيد بفعل عمر -رضي الله عنه- وغيره من الصحابة.

اجمالی معنیٰ:

وائل بن حجر -رضی اللہ عنہ- بیان کر رہے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ سجدے کے لیے نیچے جھکتے تو اپنے گھٹنوں کو پہلے زمین پر رکھتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو رکھتے اور جب دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو گھٹنوں سے پہلے زمین سے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ اُس حدیث کا بھی یہی معنی ہے جس میں آیا ہے کہ: "جب آپ ﷺ اٹھتے تو اپنے گھٹنوں کے سہارے اٹھتے اور اپنی ران پر ٹیک لگاتے تھے۔" یعنی آپ ﷺ زمین کا سہارا نہیں لیتے تھے۔ اکثر علماء اسی حدیث کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے بقول سنت یہ ہے کہ نمازی سجدے میں جاتے ہوئے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس کی عمر -رضی اللہ عنہ- اور دیگر صحابہ کے عمل سے تائید ہوتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه.

التخريج: وائل بن حُجْر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن الهَوي للسجود يكون على الرُّكبتين.

٢. رفع اليَدين قبل الرُّكبتين عند القيام.

المصادر والمراجع:

الإشراف على مذاهب العلماء، تأليف: أبو بكر محمد بن إبراهيم النيسابوري، تحقيق: صغير أحمد الأنصاري أبو حماد، الناشر: مكتبة مكة الثقافية، رأس الخيمة - الإمارات العربية المتحدة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤ م. معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ مشكاة

المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (10939)

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يؤم الناس وأمامة بنت أبي العاص وهي ابنة زينب بنت النبي صلى الله عليه وسلم على عاتقه، فإذا ركع وضعها، وإذا رفع من السجود أعادها	میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا جو نبی ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں، آپ کے کندھے پر تھیں، جب آپ رکوع میں جاتے تو انھیں کندھے سے اتار دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو پھر انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔
١٩٤٢. الحديث: عن أبي قتادة الأنصاري -رضي الله عنه-، قال: «رأيتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَؤُمُّ الناس و أُمَامَة بِنْت أَبِي العَاصِ وهي ابنةُ زينب بنتِ النبي صلى الله عليه وسلم على عاتِقِه، فإذا ركَع وضَعها، وإذا رفَع مِن السُّجُود أعادَها».	**١٩٤٢. حدیث:** ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ لوگوں کی امامت کر رہے تھے، اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا جو نبی ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں، آپ کے کندھے پر تھیں، جب آپ رکوع میں جاتے تو انھیں کندھے سے اتار دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو پھر انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالناس وهو حامل أمامة بنت العاص بنت ابنته زينب رضي الله عنها حتى إنه حال ركوعه وسجوده يضعها فإذا قام حملها وهكذا، ويدل ذلك على أنه لا حرج في حمل الأطفال حال الصلاة.	**اجمالی معنی:** حدیث شریف اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ نبی ﷺ ابی العاص اور اپنی صاحبزادی کی بیٹی امامہ کو اٹھائے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، رکوع اور سجدے کی حالت میں انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہو جاتے تو انہیں اٹھا لیتے اور اسی طرح کیا کرتے تھے، (آپ ﷺ کا یہ فعل) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حالتِ نماز میں بچوں کو اٹھا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- أُمامة : هي: بنت زينب بنت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ووالد أمامة هو أبو العاص بن الربيع، وزينب توفيت سنة (٨ من الهجرة)، وابنتها أمامة تزوجت بعلي بن أبي طالب، وقتل عنها، ثمّ تزوجت بعده المغيرة ابن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب.

فوائد الحديث:

١. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم، وحسن خلقه، ورحمته بالكبير والصغير، فصلوات الله وسلامه عليه، فهو -صلى الله عليه وسلم- قدوة في حسن الخلق، وفي الرأفة، والرحمة، والحنان، ولا سيَّما على الصغار والضعفاء، كما أنَّ في الحديث بيان سماحة ويسر الشريعة.

٢. جواز مثل هذه الحركة في الصلاة فرضًا أو نفلًا، من الإمام والمأموم والمنفرد، ولو بلا ضرورة إليها.

٣. جواز ملامسة وحمل من تُخشى نجاسته، تغليبًا للأصل، وهو الطهارة على غلبة الظن، فاليقين لا يزول بالشك، فاليقين هو أصل طهارة الأشياء، والشك هو مظنة نجاسة ثياب الأطفال وأبدانهم، وأمامة وقت حمله لها بنت ثلاث سنين.

٤. جواز دخول الأطفال المساجد إذا لم يحصل منهم أذية للمصلين، وإشغال لهم عن صلاتهم، وحُفِظوا من توسيخ المسجد وتنجيسه.

٥. ترك مستحبات الصلاة عند الحاجة إلى تركها، فالحامل لهذه الطفلة لن يتمكن من وضع اليدين مقبوضتين على الصدر، ولا يتمكن من وضع الراحتين على الركبتين في الركوع، وغير ذلك من فضائل الصلاة.

٦. في الحديث دليل على يسر الشريعة الإسلامية وسماحتها، حيث إن العمل القليل لا يبطل الصلاة، وكذا الكثير المتفرق.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10656)

رأيت بلالا خرج إلى الأبطح فأذن فلما بلغ حي على الصلاة، حي على الفلاح، لوى عنقه يمينا وشمالا، ولم يستدر.	میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابطح کی طرف نکلے پھر اذان دی، جب «حی علی الصلاۃ» اور «حی علی الفلاح» پر پہنچے تو اپنی گردن دائیں اور بائیں جانب موڑی اور خود نہیں گھومے۔

١٩٤٣. الحديث:

عن أبي جحيفة -رضي الله عنه- قال: رأيت بلالًا يؤذِّن ويدور ويتبع فاه هاهنا، وهاهنا، وإصبعاه في أُذنيه، ورسول الله صلى الله عليه وسلم في قُبَّةٍ له حمراء -أُراه قال: من أَدَمٍ- فخرج بلال بين يديه بِالعَنَزَةِ فركزها بِالبَطْحَاءِ ، «فصلى إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم، يمر بين يديه الكلب والحمار، وعليه حُلَّةٌ حمراء»، كأني أنظر إلى بَرِيقِ ساقيه.. وفي رواية: رأيت بلالًا خرج إلى الأبطح فأذَّن فلما بلغ حي على الصلاة، حي على الفلاح، لوى عنقه يمينا وشمالا، ولم يستدِر.

١٩٤٣. حدیث :

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال کو اذان دیتے دیکھا، وہ گھوم رہے تھے اپنا چہرہ ادھر اور ادھر پھیر رہے تھے اور ان کی انگلیاں ان کے دونوں کانوں میں تھیں، رسول اللہ ﷺ اپنے سرخ خیمے میں تھے، وہ چمڑے کا تھا، بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے سے نیزہ لے کر نکلے اور اسے بطحاء (میدان) میں گاڑ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھائی۔ اس نیزے کے آگے سے کتے اور گدھے گزر رہے تھے۔ اور آپ ﷺ ایک سرخ چادر پہنے ہوئے تھے، میں گویا آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابطح کی طرف نکلے پھر اذان دی، جب «حی علی الصلاۃ» اور «حی علی الفلاح» پر پہنچے تو اپنی گردن دائیں اور بائیں جانب موڑی اور خود نہیں گھومے۔

درجة الحديث: صحيح دون قوله: (ولم يستدر)

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- نازلاً في الأبطح في أعلى مكة، فخرج بلال بفضل وَضُوءِ النبي -صلى الله عليه وسلم-، وجعَلَ الناس يتبركون به، وَأَذَّن بلال. قال أبو جحيفة: فجعلت أتتبع فم بلال، وهو يلتفت يميناً وشمالا عند قوله "حي على الفلاح"؛ ليسمع الناس، حيث إن الصيغتين حث على المجيء إلى الصلاة. ثم رُكِزت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- رمح قصيرة؛ لتكون سترة له في صلاته، فصلى الظهر ركعتين. ثم لم يزل يصلي الرباعية ركعتين حتى رجع إلى المدينة، لكونه مسافراً.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بالائی مکہ، بطحاء میں پڑاؤ فرمایا تھا۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے وضو کے باقی ماندہ پانی کو لے کر باہر آئے تو لوگ اس سے برکت حاصل کرنا شروع کر دیے اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے منہ کو دیکھنے لگا وہ "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" کہتے ہوئے دائیں بائیں مڑ رہے تھے تاکہ سب لوگوں کو یہ سنائی دے سکے کیونکہ ان دونوں جملوں میں نماز کے لیے آنے کی ترغیب ہے۔ پھر نبی ﷺ کے لیے ایک چھوٹا سا نیزہ گاڑ دیا گیا تاکہ وہ آپ ﷺ کی نماز کے دوران سترہ کا کام دے۔ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ مسافر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ جب تک مدینہ واپس نہیں آ گئے تب تک چار رکعت والی نماز کو دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد.

التخريج: أبو جُحيفة وَهْبُ بن عبد الله السُّوائي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رأيت بلالاً يؤذن : كان ذلك في حجة الوداع، والنبي -صلّى الله عليه وسلّم- نازل في الأبطح بمكة.

- ويتبع فاه هاهنا، وهاهنا : أي: أتابع ببصري فمه يميناً وشمالاً؛ لأنه كان يتتبع بفيه الناحيتين.
- وإصبعاه في أذنيه : مثنى إصبع، والمراد هنا: الأَنْمُلَةُ.
- ولم يستدر : يقال: دار الشيء يدور دوراً ودوراناً: تحول وعاد على ما كان عليه، فالمراد بها: لم يدر بجملة بدنه، فالاستدارة تختلف عن الالتفات.
- هاهنا وهاهنا : (ها هنا وههنا) أَيْ يَمِينًا وَشِمَالًا
- أراه : أي أظنه.
- من أَدَم : جمع أديم أي جلد.
- بالعنزة : عصا أقصر من الرمح لها سنان وقيل هي الحربة القصيرة.
- فركزها : أي غرزها.
- بالبطحاء : يعني بطحاء مكة وهو موضع خارج مكة وهو الذي يقال له الأبطح.
- حلة حمراء : إزار ورداء.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الالتفات في الحيعلتين يميناً وشمالاً.

٢. ظاهر الحديث أنه يلتفت في كل الجملة (حي على..) لا في بعضها، وأما ما يفعله بعض المؤذنين من أنه يقول: (حيَّ على) ثم يلتفت، فهذا خلاف السنة.

٣. للالتفات فائدتان: الأولى: أنه أرفع للصوت وأبلغ في الإعلام، لا سيما في الحيعلتين؛ لأنهما خطاب ونداء، وغيرهما من الألفاظ ذِكْرٌ. الثانية: أنه علامة للمؤذن، ليعرف من يراه على بُعْدٍ أو من كان به صمم أنه يؤذن.

٤. مشروعية وضع الإصبعين في الأذنين لقوله: (وإصبعاه في أذنيه) لأنه أجمع للصوت، ولأنه علامة على المؤذن.

٥. مشروعية الأذان، وأنه من شعائر الدين الظاهرة.

٦. استحباب استقبال القبلة في الأذان.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١ ،١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. سنن الترمذي لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل, المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن حنبل الشيباني، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون, إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي, الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى،١٤٢١هـ- ٢٠٠١ م. سنن أبي داود, المؤلف: أبو داود سليمان السِّجِسْتاني، المحقق: شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي, الناشر: دار الرسالة العالمية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ- ٢٠٠٩ م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥هـ. صحيح أبي داود, المؤلف: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري، دار الكتب العلمية - بيروت. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ).

الرقم الموحد: (10618)

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح على ظاهر خفيه

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دونوں موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

١٩٤٤. الحديث:

عن عبد خير، عن علي -رضي الله عنه-، قال: لو كان الدين بالرأي لكان أسفل الخُفِّ أولى بالمسح من أعلاه، وقد «رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح على ظَاهر خُفَيْهِ».

١٩٤٤. حدیث:

عبد بن خیر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دین (کا معاملہ) رائے اور قیاس پر ہوتا، تو موزے کے نچلے حصے پر مسح کرنا اوپری حصے پر مسح کرنے سے بہتر ہوتا، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دونوں موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر علي -رضي الله عنه- أنه لو كان الدين يؤخذ بالعقل دون النقل، لكان أسفل الخف أولى بالمسح من أعلاه؛ لأن أسفل الخف يباشر الأرض والقاذورات والأوساخ، فهو أولى بالمسح من ناحية العقل ولكن الشرع جاء بخلاف ذلك، فلزم العمل به وترك الرأي المخالف للنصوص، وأنه قد رأى النبي صلى الله عليه وسلم يمسح أعلى الخفِّ، وما فعله النبي -صلى الله عليه وسلم- موافق للعقل من جهة أخرى؛ لأنه إذا مسح أسفل الخف بالماء تسبَّب في حمله للنجاسة، فجعل المسح أعلاه ليزيل ما علق به من غبار؛ لأنَّ ظاهر الخف هو الذي يُرَى، فكان مسحه أولى، وكل الأحكام الشرعية لا تخالف العقول السليمة، لكنها في بعض الأحيان قد تخفى على بعض أصحاب العقول.

اجمالی معنی:

علی رضی اللہ عنہ خبر دے رہے ہیں کہ اگر دین وحی کو چھوڑ کر عقل اور رائے سے لیا جاتا تو موزوں کے نیچے والے حصے پر مسح کرنا اوپری حصہ سے اَوْلیٰ ہوتا کیونکہ موزے کے نیچے کا حصہ زمین اور گندگیوں سے ملا ہوا رہتا ہے چنانچہ عقلی طور پر یہ مسح کا زیادہ حقدار ہے، لیکن شریعت نے اس کے خلاف حکم دیا ہے، لہذا شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے اور وہ رائے اور نظریہ جو نصوصِ شرعیہ کے مخالف ہو اسے ترک کرنا ضروری ہے اور یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو موزوں کے اوپری حصہ پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ (اگر دیکھا جائے تو) رسول اللہ ﷺ نے جو کیا وہ دوسرے ناحیہ سے عقل کے عین موافق ہے کیونکہ جب موزوں کے نچلے حصہ کو پانی سے مسح کیا جائے تو وہ نجاست کے لگ جانے کا سبب بنتا ہے چنانچہ اوپری حصہ پر مسح کرنے کا حکم دیا تاکہ اوپری حصہ میں جو گرد وغبار ہے زائل ہو جائے، اور چونکہ موزے کے اوپر والا حصہ ہی نظر آتا ہے اسی بنا پر موزے کے اوپر والے حصہ پر مسح کرنا اولی ہے اور شریعت کے جتنے بھی احکام ہیں وہ عقل سلیم کے مخالف نہیں ہوتے ہیں، لیکن بعض صورتوں میں یہ عقل والوں پر پوشیدہ رہ جاتی ہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: علي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الرأي : المراد به العَقل والنظر، ولكن الدِّين ليس بالعقل، بل يثبت بدليل الشرع.

فوائد الحديث:

١. بيان موضع المسح من الخف ونحوه وأنه أعلى الخف.

٢. وجوبُ كون المسح على أعلى الخف، أما أسفله فلا يجزئ مسحه.

٣. لا يشرع مسح أسفل الخف أو جوانبه؛ لأن الدِّين مبناه على النَّقْلِ عن الله تعالى، أو عن رسوله -صلى الله عليه وسلم-، وليس الرأي هو المُحْكَّمَ فيه، فالواجبُ الاتباعُ، لا الابتداع.

٤. الذي يتبادر للذِّهْن هو أنَّ الأولى بالمسح هو أسفل الخف، لا أعلاه؛ لأنَّ الأسفل هو الذي يباشر الأرض، وربمَّا أصابته النجاسة، فكان أولى بالإزالة، ولكن الواجب تقديمُ النَّقل الصحيحِ على الرأي.

٥. أن ما فعله النبي -صلى الله عليه وسلم- موافق للعقل من جهة أخرى؛ لأنه إذا مسح أسفل الخف بالماء تسبَّب في حمله للنجاسة، فجعل المسح أعلاه ليزيل ما علق به من غبار؛ لأنَّ ظاهر الخف هو الذي يُرَى، فكان مسحه أولى، وكل الأحكام الشرعية لا تخالف العقول السليمة، لكنها في بعض الأحيان قد تخفى على بعض أصحاب العقول.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8390)

رحم الله امرأ صلى قبل العصر أربعا.

اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی۔

١٩٤٥. الحديث:

عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «رحم الله امرأ صلى قبل العصر أربعا».

١٩٤٥. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف فضيلة من يصلي أربع ركعات قبل العصر؛ تنفلاً، وذلك بأن دعا له بالرحمة.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو عصر سے پہلے چار رکعت بطورِ نفل پڑھتا ہے بایں طور کہ نبی ﷺ نے اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد.

التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في صلاة أربع ركعات تطوعًا قبل صلاة العصر، وأنَّ هذه الصلاة من أسباب حصول رحمة الله -تعالى-.
٢. هذه الركعات الأربع -قبل العصر- ليست من الرواتب، وإنما هي من السنن النوافل، التي ليس لها مرتبة الرواتب في الفضل والمحافظة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (11252)

رخص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عام أوطاس، في المتعة ثلاثا، ثم نهى عنها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ) اوطاس کے سال تین (دن) کے لیے متعہ کی رخصت دی اور پھر اس سے منع فرما دیا۔

١٩٤٦. الحديث:

عن إياس بن سلمة، عن أبيه، قال: «رَخَّصَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عَامَ أَوْطَاسٍ، في المُتْعَة ثلاثا، ثم نَهَى عنها».

١٩٤٦. حدیث:

ایاس بن سلمہ اپنے والد سلمہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (غزوۂ) اوطاس کے سال تین (دن) کے لیے متعہ کی رخصت دی اور پھر اس سے منع فرما دیا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سَن الشارع النكاح لقصد الاجتماع والدوام والألفة وبناء الأسرة, ولذا كان كل قصد أو شرط يخالف هذه الحكمة من النكاح باطلا, ومن هنا حرم نكاح المتعة، وهو أن يتزوج الرجل المرأة إلى أجل، وقد وقع الترخيص فيه سنة غزوة أوطاس, وذلك في شوال من عام ثمانية من الهجرة مدة ثلاثة أيام فقط؛ لداعي الضرورة, ثم حرَّمه النبي -صلى الله عليه وسلم- تحريمًا مؤبدًا؛ لما فيه من المفاسد، من اختلاط في الأنساب؛ واستئجار للفروج، ومجافاة للذوق السليم والطبيعة المستقيمة.

اجمالی معنی:

شارع نے اجتماع و ہمیشگی، الفت و محبت اور خاندان بنانے کی غرض سے نکاح کو مسنون قرار دیا ہے۔ اس لیے ہر وہ غرض و شرط جو نکاح کی اس حکمت کے خلاف ہو، باطل ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نکاحِ متعہ حرام ہے۔ نکاح متعہ یہ ہے کہ آدمی عورت سے ایک مقررہ مدت تک کے لیے شادی کرے۔ اس سلسلے میں غزوۂ اوطاس کے سال رخصت دی گئی۔ یہ شوال آٹھ ہجری میں پیش آیا اور ضرورت کے تحت صرف تین دن کی اجازت دی گئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیشہ کے لیے اسے حرام قرار دے دیا۔ کیوں کہ اس میں بہت سے مفاسد و خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلا نسبوں کا اختلاط، شرم گاہوں کو کرایے پر لینا اور ذوقِ سلیم اور طبیعت مستقیمہ کے لیے اذیت ناکی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رخص : أباح.
- عام أَوْطَاس : أي سنة غزوة أوطاس, وهو واد في ديار هوازن من أودية الطائف, قرب حنين, وقد وقعت في السنة التي فتحت فيها مكة.
- المتعة : النكاح المؤقت بأمد معلوم, ويرتفع النكاح بانقضاء الزمن المؤقت.
- ثلاثًا : ثلاثة أيام.

فوائد الحديث:

١. تحريم المتعة عام أوطاس، وذلك في شوال من عام ثمانية من الهجرة, بعد إباحتها مدة يسيرة.
٢. يفيد الحديث أنه قد حصل في المتعة ترخيص مدة ثلاثة أيام فقط عام أوطاس، وأنَّها بعد هذا الترخيص حرمت تحريمًا مؤبدًا إلى يوم القيامة.
٣. أن هذه الرُخصة في المتعة كانت لأجل الضرورة، ثم حرِّمت تحريمًا مؤبدًا، وانعقد إجماع المسلمين على تحريمها تحريمًا مؤبدًا مطلقًا, ولا عبرة بمخالفة الروافض لذلك.
٤. حرَّم الشارع الحكيم هذا النكاح، لما فيه من المفاسد الكثيرة، منها: اختلاط الأنساب، واستجارة الفروج بغير نكاح صحيح, ومجافاته للذوق السليم والطبيعة المستقيمة, ولأنه وسيلة وذريعة إلى الزنا.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (58075)

رد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على عثمان بن مظعون التبتل، ولو أذن له لاختصينا

رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بغیر شادی کے زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دی، اگر آپ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہوجاتے۔

١٩٤٧. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- قال: رد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على عثمان بن مظعون التَّبَتُّلَ، ولو أذن له لاختَصَيْنَا.

١٩٤٧. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بغیر شادی کے زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دی، اگر آپ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہوجاتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

روى سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه : أن عثمان بن مظعون من شدة رغبته في الإقبال على العبادة، أراد أن يتفرغ لها ويهجر ملاذَ الحياة. فاستأذن النبي صلى الله عليه وسلم في أن ينقطع عن النساء ويقبل على طاعة الله تعالى فلم يأذن له، لأن ترك ملاذّ الحياة والانقطاع للعبادة، من الغُلو في الدين والرهبانية المذمومة. وإنما الدين الصحيح هو القيام بما لله من العبادة مع إعطاء النفس حظها من الطيبات. ولذا فإن النبي صلى الله عليه وسلم لو أذن لعثمان، لاتبعه كثير من المُجدّين في العبادة.

اجمالی معنیٰ:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عبادت میں زیادہ رغبت رکھنے کی وجہ یہ عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرنا چاہا اور دنیا کی لذتوں سے اپنے آپ کو چھڑانا چاہا۔ تو آپ ﷺ سے بیویوں سے الگ رہنے کی اجازت مانگی، تاکہ اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ ہو، آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ اس لیے کہ دنیا کی خواہشات کو چھوڑ کر عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرنا دین میں غلو ہے اور رہبانیت ہے جس کی شریعت نے مذمت کی ہے۔ صحیح دین یہ ہے کہ نفس کو پاک اشیاء کی شکل میں اس کا حق دیتے ہوئے اللہ تعالی کا حق عبادت ادا کرنا ہے۔ اسی وجہ سے اگر آپ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دیتے، تو بہت سارے لوگ جو اللہ کی عبادت کر کے مشقت برداشت کرتے ہیں وہ بھی ان کی اتباع کرتے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- التبتل : أصل التبتل القطع والإبانة، والمراد هنا الانقطاع عن النساء للعبادة.
- ولو أذن له : في ترك النكاح والتخلي للعبادة
- لاختصينا : الاختصاء قطع الخصيتين، وهما الأنثيان، والمراد لبالغنا في التبتل حتى يفضي بنا الأمر إلى الاختصاء وليس المراد حقيقة الاختصاء لأنه حرام، وقيل: بل هو على ظاهره وكان ذلك قبل النهى عن الاختصاء ويؤيده استئذان جماعة من الصحابة النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الاختصاء، والحكمة في المنع إرادة تكثير النسل ليستمر جهاد الكفار، وإلا لو أذن في ذلك لأوشك تواردهم عليه فينقطع النسل فيقل المسلمون بانقطاعه ويكثر الكفار، وذلك خلاف المقصود من البعثة المحمدية.
٢. النهي عن الخصاء نهي تحريم في بني آدم بلا خلاف.
٣. النهي عن التبتل الذي هو التشديد على النفس بتجنب النكاح.

٤. عدم الإقدام على ما تحدثه النفوس من غير سؤال العلماء عنه، وترك التنطع، وتعاطي الأمور الشاقة على النفس، والتسهيل في الأمر، وترك المشقة وعدم المنع من الملاذ خصوصًا إذا قصد بها تذكر نعم الله -تعالى- على عبده

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لا بن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م

الرقم الموحد: (6044)

سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على الْمِنْبَرِ: ما ترى في صلاة الليل؟ قال: مَثْنَى مَثْنَى، فإذا خَشِيَ أحدكم الصبح صلَّى واحدة، فأوترت له ما صلَّى

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا، جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دو دو رکعت (کرکے پڑھو) اور جب صبح ہونے کا خدشہ ہو، تو ایک رکعت پڑھ لو؛ وہ تمھاری ساری نماز کو طاق کردے گی"۔

١٩٤٨. الحديث:

عن عبد الله بن عُمر -رضي الله عنهما- قال: «سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على المِنْبَرِ: ما تَرَى في صلاة الليل؟ قال: مَثْنَى مَثْنَى، فإذا خَشِيَ أحدُكم الصبحَ صلَّى واحدة فأَوْتَرَت له ما صلَّى، وأنه كان يقول: اجعلوا آخِرَ صلاتِكم باللَّيل وِتْراً».

١٩٤٨. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (جب کہ) اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے کہ رات کی نماز (یعنی تہجد) پڑھنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دو رکعت کر کے پڑھ اور جب صبح قریب ہونے لگے، تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ ایک رکعت تیری ساری نماز کو طاق بنا دے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ رات کی آخری نماز وتر کو بنایا کرو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يخطب على الْمِنْبَرِ، عن عدد ركعات صلاة الليل، وكيفيتها، فمن حرصه -صلى الله عليه وسلم- على نفع الناس، ونشر العلم فيهم، أجابه وهو في ذاك المكان، فقال: صلاة الليل مَثْنَى مَثْنَى، أي يسلم فيها المصلي من كل ركعتين، فإذا خشي طلوع الصبح، صلى ركعة واحدة فأوترت له ما صلى قبلها من الليل. ثم أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن يختم العبد صلاة الليل بالوِتْر؛ إشارة منه -عليه الصلاة والسلام- بأن يختم الموفَّق حياته بالتوحيد. وهناك صيغ أخرى لكيفية قيام الليل والوتر.

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آپ سے رات کی نماز کی رکعات کی تعداد اور اس کی کیفیت کے بارے میں پوچھا، لوگوں کو نفع پہنچانے اور ان میں علم پھیلانے کے حرص و شوق کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ہی جواب دے دیا اور فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ یعنی دو رکعت کے بعد نمازی سلام پھیر دے۔ جب صبح صادق ہوجانے کا خوف ہو، تو ایک رکعت پڑھ لے، جو رات میں پہلے پڑھی گئی نمازوں کو وتر بنا دے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بندہ رات کی نماز کو وتر پر ختم کرے۔ اس میں نبی ﷺ کی طرف سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ باتوفیق بندے کی زندگی کا اختتام توحید پر ہو۔ رات کی نماز اور وتر کی کیفیت کے بارے میں اور بھی صیغے وارد ہوئے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عُمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مَثْنَى مَثْنَى : اثنتين اثنتين بأن يسلم من كل ركعتين.
- وهو على مِنْبَر : مِنْبَر مسجده -صلى الله عليه وسلم.-
- المِنْبَر : مكان مرتفع في المسجد يصعد إليه الخطيب أو الواعظ ليخاطب الجمع
- ما ترى : ما تقول.
- في صلاة الليل : في كيفيتها أو عددها.

- فإذا خَشِيَ أحدكم الصبح : أي خاف أن يدركه الفجر قبل أن يوتر.
- توتر له ما صلى : تجعله وِتْراً.
- اجعلوا آخر صلاتكم بالليل : أي اجعلوا الوِتْر خاتمة لها.
- الوتر : الفرد.

فوائد الحديث:

١. السنة التي دل عليها الحديث أن تكون صلاة الليل، ركعتين ركعتين.

٢. أن الوتر يكون آخر صلاة الليل لمن وثق من نفسه بالقيام.

٣. أن وقت الوتر ينتهي بطلوع الفجر.

٤. الأفضل أن يكون الوتر بعد صلاة شفع, ويجوز الاقتصار في الوتر على ركعة واحدة.

٥. استحباب الوتر، وأنه من أفضل التطوعات، لكثرة النصوص في الأمر به وفضله، وكون النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يتركه في حضر ولا سفر.

٦. أن السنة أن لا تنقص صلاة النافلة عن ركعتين, ويستثنى من ذلك الوتر.

٧. جواز سؤال الخطيب على المِنْبر وإجابته.

٨. إجابة السائل على مشهد من الناس لتعميم الفائدة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة من ١٤٠٤ - ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (7186)

سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق؟ فقال: لا بأس به

میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے زمین کو سونے اور چاندی کے عوض کرایہ پر دینے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

١٩٤٩. الحديث:

عن حنظلة بن قيس قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق؟ فقال: لا بأس به. إنما كان الناس يؤاجرون على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بما على المَاذَيَانَاتِ، وأَقْبَالِ الجَدَاوِلِ، وأشياء من الزرع؛ فيهلك هذا، ويسلم هذا، ولم يكن للناس كراء إلا هذا؛ ولذلك زجر عنه، فأما شيء معلوم مضمون؛ فلا بأس.

١٩٤٩. حدیث:

حنظلہ بن قیس انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے زمین کو سونے اور چاندی کے عوض کرایہ پر دینے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر زمین کرایہ پر دیتے تھے تو بعض اوقات اس زمین کی تباہی ہوتی اور دوسری سلامت رہتی اور بعض دفعہ یہ سلامت رہتی اور وہ برباد ہوجاتی اور لوگوں میں سے بعض کو بچے ہوئے کے علاوہ کچھ کرایہ وصول نہ ہوتا اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، ہاں! اگر کرایہ کے بدلے کوئی معین اور ضمانت شدہ چیز ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر رافع بن خديج أن أهله كانوا أكثر أهل المدينة مزارع وبساتين. فكانوا يؤاجرون الأرض بطريقة جاهلية، فيعطون الأرض لتزرع، على أن لهم جانباً من الزرع، وللمزارع، الجانب الآخر، فربما أثمر هذا، وتلف ذاك. وقد يجعلون لصاحب الأرض، أطايب الزرع، كالذي ينبت على الأنهار والجداول، فيهلك هذا، ويسلم ذاك، أو بالعكس. فنهاهم النبي صلى الله عليه وسلم عن هذه المعاملة، لما فيها من الغرر والجهالة والظلم، فلابد من العلم بالعوض، كما لابد من التساوي في المغنم والمغرم. فإن كانت جزء منها، فهي شركة مبناها العدل والتساوي في غنْمِهَا وغُرْمِهَا، وبالنسبة المعلومة كالربع والنصف. وإن كانت بعوض، فهي إجارة لابد فيها من العلم بالعوض، وهي جائزة سواء أكانت بالذهب والفضة، أم بالطعام مما يخرج من الأرض أو من جنسه أو من جنس آخر، لأنها إجارة للأرض أو مساقاة أو مزارعة، ولعموم الحديث [فأما شيء معلوم مضمون، فلا بأس به].

اجمالی معنی:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ ان کے خاندان والے مدینے والوں میں سب سے زیادہ کھیتی باڑی اور باغبانی کرتے تھے۔ یہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق زمین کو اجارہ پر دیتے تھے، زمین کھیتی باڑی کرنے کے لیے اس شرط پر دیتے تھے کہ ایک طرف کی پیداوار ان کی ہوتی تھی اور دوسری طرف کی کسان کی ہوتی، کبھی ایک کے حصے میں پیداوار ہوتی اور دوسرے کا حصہ ضائع ہوجاتا تھا۔ کبھی زمین کے مالک کو اچھی پیداوار مل جاتی جیسے نہروں اور نالوں والی جگہوں کی زمینوں کی پیداوار، تو کبھی یہ پیداوار خراب ہوجاتی اور دوسری محفوظ رہتی اور کبھی اس کے برعکس ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس میں غرر، جہالت اور ظلم کی وجہ سے ایسی بٹائی سے منع فرمادیا۔ اس لیے کہ عوض کا معلوم ہونا ضروری ہے بعینہ نفع اور نقصان میں بھی برابری ضروری ہے۔ اگر اس کے ایک حصے کو اجرت پر دیا جارہا ہے تو یہ شراکت داری ہوئی جس کی بنیاد نفع اور نقصان میں انصاف اور برابری کا تقاضہ کرتی ہے یا یہ کہ متعین تناسب کا معاملہ طے پائے جیسے چوتھائی یا آدھے حصے پر نفع تقسیم ہو۔ اور اگر زمین عوض کے بدلے ہو تو یہ اجارہ ہے۔ اس میں عوض کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ یہ جائز ہے خواہ سونے کے بدلے ہو یا چاندی کے یا زمین سے ہونے والی پیداوار میں سے کھانے کے بدلے ہو خواہ کھانا اسی فصل کی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے۔ اس لیے کہ یہ زمین کو اجارہ پر دینا ہے یا یہ درختوں میں مساقاۃ ہے یا پیداوار کے بدلے زمین دے کر مزارعت ہے۔ اور (اس کے جائز ہونے کی

ایک وجہ) یہ ہے کہ اُس حدیث میں عموم ہے جس میں مذکور ہے کہ متعین اور قابلِ ضمانت چیز کے بدلے زمین دینے میں کوئی حرج نہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: رافع بن خديج-رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- الورق : الفضة
- يؤاجرون : يكرون
- الماذيانات : الأنهار الكبار. قال الخطابي: هي من كلام العجم فصارت دخيلا في كلام العرب.
- أقبال : بفتح الهمزة، فقاف فباء. ومعناها أوائل
- "الجداول : جمع جدول وهو النهر الصغير
- كراء : إيجار الأرض لمن يصلحها بشيء من غلتها.

فوائد الحديث:

١. جواز إجارة الأرض للزراعة.
٢. أنه لا بد أن تكون الأجرة معلومة، فلا تصح بالمجهول.
٣. عموم الحديث يفيد أنه لا بأس أن تكون الأجرة ذهبًا أو فضة.
٤. النهي عن إدخال شروط فاسدة فيها كاشتراط جانب معين من الزرع وتخصيص ما على الأنهار ونحوها لصاحب الأرض أو الزرع ، فهي مزارعة أو إجارة فاسدة، لما فيها من الغرر والجهالة والظلم لأحد الجانبين،
٥. بهذا يعلم أن جميع أنواع الغرر والجهالات، كلها محرمة باطلة، وفيها ظلم لأحد الطرفين، والشرع إنما جاء بالعدل والقسط والمساواة بين الناس، لإبعاد العداوة والبغضاء، وجلب المحبة والمودة.
٦. جواز المزارعة بجزء مشاع معلوم كالشطر والربع والسدس مما يخرج من الزرع، وتحريمه إذا كان مقابل زرع شجر معين أو أرض معينة.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6039)

ستفتح عليكم أرضون، ويكفيكم الله، فلا يعجز أحدكم أن يلهو بأسهمه	عنقریب تمہارے لیے بہت سی سر زمینیں فتح ہو جائیں گی اور اللہ تعالی تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔ لہذا کسی شخص کو اپنے تیروں میں مشغول ہونے سے عاجز نہیں آنا چاہیے۔
١٩٥٠. الحديث: عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «سَتُفْتَحُ عليكم أَرَضُونَ، ويكفيكم الله، فلا يعجز أحدكم أن يَلْهُوَ بأَسْهُمِهِ».	**١٩٥٠. حدیث:** عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے بہت سی سر زمینیں فتح ہو جائیں گی اور اللہ تعالی تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔ لہذا کسی شخص کو اپنے تیروں میں مشغول ہونے سے عاجز نہیں آنا چاہیے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث حث المسلم على تعلم الرمي، والتمرن عليه ولو في غير وقت الحاجة إليه؛ لأن ذلك من أسباب تحقيق النصر من الله، وحصول الكفاية والرزق للمسلمين.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں مسلمانوں کو تیر اندازی سیکھنے اور اس کی مشق کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی ضرورت نہ بھی ہو۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کی جانب سے حصولِ مدد اور مسلمانوں کے لیے کفایت اور رزق کے حصول کا ذریعہ ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عقبة بن عامر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يكفيكم الله : أي الحرب والقتال لانتصاركم على معظم الأعداء.
- فلا يعجز : فلا يقعد ولا يضعف.
- أن يلهو بأسهمه : أن يُشغل وقت فراغه بالرمي بها تمرناً.
- أرضون : جمع أرضٍ، وهذا من البشائر النبوية التي تحققت.

فوائد الحديث:

١. بشارة النبي – صلى الله عليه وسلم – بالفتوحات الإسلامية.
٢. الندب إلى الرمي والتدرب عليه.
٣. الإسلام يحث أتباعه ودعاته على الإعداد والاستعداد في كل الأحوال.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6385)

سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في المغرب بالطور، فلما بلغ هذه الآية: أم خلقوا من غير شيء أم هم الخالقون، أم خلقوا السموات والأرض بل لا يوقنون، أم عندهم خزائن ربك أم هم المسيطرون، قال: كاد قلبي أن يطير

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے "أم خلقوا من غیر شیء أم ہم الخالقون * أم خلقوا السموات والأرض بل لا یوقنون * أم عندہم خزائن ربک أم ہم المسیطرون" تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے۔

١٩٥١. الحديث:

عن جبير بن مطعم -رضي الله عنه- قال: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في المغرب بالطُّور، فلما بلغ هذه الآية: ﴿أم خُلِقُوا من غير شيء أم هم الخالقون، أم خَلَقُوا السموات والأرض بل لا يوقنون، أم عندهم خزائن ربك أم هم المسيطرون﴾. قال: كاد قلبي أن يطير.

١٩٥١. حدیث:

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے "أم خلقوا من غیر شیء أم ہم الخالقون * أم خلقوا السموات والأرض بل لا یوقنون * أم عندہم خزائن ربک أم ہم المسیطرون" تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أن جبيرًا -رضي الله عنه- سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في صلاة المغرب في الركعتين الأوليين بسورة الطور، وذلك عندما جاء لفكاك الأسرى بعد بدر، ثم أسلم بعد ذلك.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ہے کہ جبیر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الطور پڑھتے سنا، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب بدر کے بعد قیدیوں کو چھڑانے کے آئے تھے، اس کے بعد یہ اسلام لے آئے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جبير بن مطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- الطور : -بضم الطاء-: هو كل جبل ممتد، والمراد هنا: جبل سيناء، الذي كلَّم الله عليه موسى -عليه السلام-.

فوائد الحديث:

١. الغالب في القراءة في صلاة المغرب أنَّها من قصار المفصل، لضيق وقتها، ولكن قد تُصلى بطواله، فلا تختص بالقصار، فقد قرأ النبي -صلى الله عليه وسلم- بسورة {الطور}، وهي من طوال المفصل.

٢. ورد أنه -صلى الله عليه وسلم- قرأ في المغرب بسورة {الأعراف}، وقرأ بسورة {الصافات}، وقرأ بسورة {الدخان، وقرأ بسورة {المرسلات}، وقرأ بسورة {التين}، وقرأ بسورتي {المعوذتين}؛ وكل هذه أحاديث صحيحة.

٣. جبير بن مطعم حينما سمع قراءة النبي -صلى الله عليه وسلم- سورة {الطور} كان كافرًا، وبلَّغها وهو مسلم، وقد قال العلماء: العبرة بأداء الشهادة لا بتحملها، فمن تحَمَّلها وهو كافر أو فاسق، ثم أداها مسلمًا أو عدلاً -قُبِلَتْ شهادته، والرواية مثل الشهادة.

٤. أنه كان -عليه الصلاة والسلام- في بعض الأحيان يطيل صلاة المغرب، إلا أن الغالب تخفيفها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (10919)

سئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الخمر تتخذ خلا؟ قال: «لا»

رسول اللہ ﷺ سے شراب کا سرکہ بنائے جانے کا حکم پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''

١٩٥٢. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: سُئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الخمر تُتَّخَذُ خَلًّا؟ قال: «لا».

١٩٥٢. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا شراب کا سرکہ بنایا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سئل عن حكم الخمر إذا عولجت حتى صارت خلًّا, وذلك بعد نزول تحريم الخمر, فنهى عن ذلك. وعليه فالخمرة إذا حُوّلت إلى خلٍّ بأي طريقة كانت, سواء بوضع شيء فيها كخبز أو بصل أو خميرة أو حجر ونحو ذلك, أو بنقلها من الظل إلى الشمس أو العكس, أو بخلطها بمادة أخرى فهي على تحريمها، ولا ينقلها هذا التحويل عن حكمها، أما إذا تخللت بنفسها من دون عمل أحد فإنها تطهر بذلك وتباح.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شراب کا حکم دریافت کیا گیا، جسے اس وقت تک رکھا جائے کہ وہ سرکے میں تبدیل ہوجائے۔ یہ شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ اسی کے مطابق اگر شراب کو کسی بھی طریقہ سے سرکے میں تبدیل کردیا جائے؛ چاہے اس میں روٹی، پیاز، خامرہ (انزیم) یا پتھر اور اس طرح کی کوئی شے ڈالی جائے یا اسے سایہ سے دھوپ میں لاکر رکھا جائے یا اس کے بر عکس دھوپ سے سایے میں لاکر رکھا جائے یا اسے اور کسی چیز کے ساتھ ملادیا جائے، ان ساری صورتوں میں وہ اپنی اصل حرمت پر باقی رہے گی اور اس تصرف وتبدیلی سے اس کا حکم تبدیل نہیں ہوگا۔ تاہم اگر کسی کے عمل دخل کے بغیر از خود سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو اس صورت میں وہ پاک اور مباح ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخمر : ما أسكر سواء كان من عصير العنب أو من غيره، وسُمِّيت خمرًا؛ لأنَّها تخامر العقل فتغطيه, من التخمير, وهو التغطية.
- تتخذ : تعالج حتى تصير خلًّا بوضع شيء فيها أو خلطها بغيرها.
- خلًّا : ما حَمُضَ من عصير العنب وغيره ولم يُسكر.
- لا : لا: حرف نفي, أي لا يجوز إمساكها من أجل أن تحوَّل إلى خل.

فوائد الحديث:

١. تحريم تخليل الخمر, وأنها إذا تحوَّلت إلى خل بفعل فاعل بقيت على تحريمها، ولا تنقلها الإزالة عن حكمها.
٢. أن الخمرإذا تخللت بنفسها بدون تخليل، بأن انقلبت من كونها خمرًا إلى أنْ صارت خلاً، فإنَّها تباح؛ وتصير طاهرة.
٣. تحريم شرب الخمر ونجاستها.
٤. وجوب إتلاف الخمر, وعدم جواز إمساكها لتتخذ خلًّا ونحو ذلك.
٥. أن نجاسة الخمر نجاسة عينية فلا يمكن تطهيرها بالتخليل ولا بغيره, إلا إذا تخللت من نفسها.

٦. أن الشريعة إذا حرمت شيئا حرَّمت الوسائل الموصلة إليه, لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- منع من اتخاذ الخمر خلًّا؛ لئلا يستبقيها من أراد تخليلها, فتسوِّل له نفسه شربها.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. -سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث, بدون طبعة وبدون تاريخ. -توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -نيل الأوطار, محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م. -منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ -فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض. -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م -فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه).. -بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م."

الرقم الموحد: (8369)

سئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن لقطة الذهب، أو الورق؟ فقال: اعرف وكاءها وعفاصها، ثم عرفها سنة، فإن لم تُعرَف فاستنفقها، ولتكن وديعة عندك فإن جاء طالبها يوما من الدهر؛ فأدها إليه

اللہ کے رسول سے سونے اور چاندی کی شکل میں ملنے والی گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کی ڈوری اور کپڑے کی تشہیر کرو۔ پھر ایک سال تک اس کی تشہیر کرو، پھر اگر تم نے اسے خرچ کر لیا، تو وہ تمہارے پاس ودیعت ہوگی۔ جب کبھی بھی اس کا مالک آئے، تمہیں ادا کرنا پڑے گا۔

١٩٥٣. الحديث:

عن زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه-: «سئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن لُقَطَة الذهب، أو الوَرِق؟ فقال: اعرف وِكَاءَهَا وعِفَاصَهَا، ثم عَرِّفْهَا سَنَةً، فإن لم تُعرَف فاستنفقها، ولتكن وديعة عندك فإن جاء طالبها يوما من الدهر؛ فأدها إليه. وسأله عن ضالة الإبل؟ فقال: ما لك ولها؟ دَعْهَا فإن معها حِذَاءَهَا وسِقَاءَهَا، تَرِدُ الماء وتأكل الشجر، حتى يجدها رَبُّهَا. وسأله عن الشاة؟ فقال: خذها؛ فإنما هي لك، أو لأخيك، أو للذئب».

١٩٥٣. حدیث:

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی کے گرے یا بھولے ہوئے سونے اور چاندی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بٹوے اور (باندھنے کی) رسی کی شناخت کرلو، پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو، اگر (کچھ بھی) نہ جان پاؤ تو اسے خرچ کرلو اور وہ تمہارے پاس امانت ہوگی، اگر کسی بھی دن اس کا طلب کرنے والا آ جائے تو اسے اس کی ادائیگی کردو“۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا اس سے کیا واسطہ؟ اس کا جوتا اور مشکیزہ اس کے ساتھ ہے، وہ مالک کے پالینے تک (خود ہی) پانی پر آتا اور درخت کھاتا ہے“۔ اس نے آپ ﷺ سے بکری کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پکڑلو، وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم عن حكم المال الضال عن ربه، من الذهب، و الفضة، والإبل، والغنم. فبين له صلى الله عليه وسلم حكم هذه الأشياء لتكون مثالا لأشباهها، من الأموال الضائعة، فتأخذ حكمها. فقال عن الذهب والفضة: اعرف الرباط الذي شدت به، والوعاء الذي جعلت فيه، لتميزها من بين مالك، ولتخبر بعلمك بها من ادعاها. فإن طابق وصفه صفاتها، أعطيه إياها، وإلا تبين لك عدم صحة دعواه . وأمره أن يعرفها سنة كاملة بعد التقاطه إياها. ويكون التعريف في مجامع الناس كالأسواق ، وأبواب المساجد. والمجمعات العامة، وفي مكان التقاطها. ثم أباح له- بعد تعريفها سنة، وعدم العثور على صاحبها أن يستنفقها، فإذا جاء صاحبها

اجمالی معنی:

ایک شخص نے آپ ﷺ سے کسی کے گم شدہ مال جیسے سونا، چاندی، اونٹ اور بکریوں کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ان تمام چیزوں کا حکم بیان فرمایا تاکہ یہ ان جیسی گم شدہ چیزوں کے لیے مثال بنے اور اُن کا حکم معلوم ہو۔ سونے اور چاندی کے بارے میں کہا: اس ڈوری کی پہچان کرو جس سے وہ باندھی ہوئی ہے اور اس بٹوے کو بھی جس میں وہ چیز رکھی ہوئی ہے تاکہ مالکوں کے درمیان تمیز کر سکو ہوا اور اپنے علم کے مطابق اس کے مدعی کو بتا سکو جو اس کا دعوے دار ہے۔ اگر مدعی کی بیان کردہ صفت اس کی صفات کے موافق ہوں تو اسے دے دو ورنہ اس کے دعوے کا جھوٹا ہونا تم پر ظاہر ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے چیز ملنے کے بعد مکمل ایک سال تک اس کی پہچان کروانے (تشہیر) کا حکم دیا۔ تشہیر لوگوں کے عمومی مجموعے میں ہوگی جیسے بازار، مسجد کے دروازے، عام اجتماعات اور ملنے کی جگہ میں۔ ایک سال تشہیر اور مالک کے نہ ملنے کے بعد اس کے استعمال کو حلال قرار دے دیا اور اگر زندگی میں کسی بھی وقت اس کا مالک آ گیا تو اسے وہ لوٹا دیا جائے۔

في أي يوم من أيام الدهر، أداها إليه. وأما ضالة الإبل ونحوها، مما يمتنع بنفسه، فنهاه عن التقاطها؛ لأنها ليست بحاجة إلى الحفظ، فلها من طبيعتها حافظ، لأن فيها القوة على صيانة نفسها من صغار السباع، ولها من أخفافها ما تقطع به المفاوز، ومن عنقها ما تتناول به الشجر والماء، ومن جوفها ما تحمل به الغذاء، فهي حافظة نفسها حتى يجدها ربها الذي سيبحث عنها في مكان ضياعها. وأما ضالة الغنم ونحوها من صغار الحيوان، فأمره أن يأخذها حفظا لها من الهلاك وافتراس السباع، وبعد أخذها يأتي صاحبها فيأخذها، أو يمضي عليها حول التعريف فتكون لواجدها .

جہاں تک گم شدہ اونٹ وغیرہ کا تعلق ہے یعنی جو اپنے آپ کو سنبھال سکے، اس کے لینے سے منع فرمایا، اس لیے کہ اس کی حفاظت کی ضرورت نہیں، وہ خود اپنا محافظ ہے۔ اس لیے کہ اس میں اپنے آپ کو چھوٹے درندوں سے بچانے کی طاقت موجود ہے، اس کے پاؤں ہے جس کے ذریعے وہ صحراؤں کو عبور کر سکتا ہے اور وہ اپنی گردن سے درخت چر سکتا ہے اور پانی پی سکتی ہے، اور اس کا پیٹ بہت ساری غذا جمع کر سکتا ہے۔ مالک کے ملنے تک وہ اپنی حفاظت خود کرے گا کہ وہ گم شدگی کی جگہ میں اسے ڈھونڈے گا۔ جہاں تک گم شدہ بکری اور چھوٹے جانوروں کا تعلق ہے۔ تو اسے ہلاکت اور درندوں کی چیر پھاڑ سے بچانے کے لیے اسے حفاظت کی خاطر پکڑنے کا حکم دیا، پکڑنے کے بعد اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دو یا اس کی پہچان کروانے کا سال مکمل ہو جائے تو وہ ملنے والے کا ہو گا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: زيد بن خالد الجهني-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- لقطة : المشهور فيها فتح القاف، واللُّقَطَة: -بضم اللام وفتح القاف على المشهور- وهي المال الضائع من ربِّه يلتقطه غيره.
- الورق : بكسر الراء: الفضة
- وكاءها : ما تربط به.
- عفاصها : الوعاء الذي تجعل فيه النفقة ثم يربط عليها.
- عرفها : أذكرها للناس إذا أخذتها في أبواب المساجد، والأسواق ونحو ذلك بأن تقول: من ضاعت له نفقة ، أو نحو ذلك ولا تذكر شيئا من الصفات.
- سنة : متوالية
- فاستنفقها : أمر إباحة.
- ولتكن وديعة : الواو بمعنى أو أي إذا لم يتملكها بقيت عنده على حكم الأمانة.
- الدهر : الزمن
- عن ضالة الإبل : عن حكم ضالة الإبل
- دعها : اتركها
- حذاءها : خفها تقوى به على السير وقطع البلاد البعيدة.
- وسقاءها : بكسر السين، هو جوفها الذي حمل كثيراً من الماء والطعام.
- ترد الماء : فتشرب منه بلا تعب
- وتأكل الشجر : بسهولة لطولها وطول عنقها.
- ربها : هو صاحبها الذي ضاعت منه.
- عن الشاة : عن حكم الشاة الضالة
- فإنما هي لك : إن أخذتها وعرفتها سنة ، ولم تجد صاحبها.
- أو لأخيك : في الدين ، والمراد ملتقط آخر.
- أو للذئب : إن تركها ولم يأخذها غيرك لأنها لا تحمي نفسها.

فوائد الحديث:

١. لا يجوز التقاط اللقطة إلا لمن قدر على تعريفها وأمن نفسه عليها، ومن لم يقدر فعليه أن يسلمها للحاكم الشرعي.

٢. أن يعرف الواجد وكاءها ووعاءها وجنسها ليميزها عن ماله وليعرف صفاتها فيختبر من ادعى ضياعها منه، فذلك من تمام حفظها وأدائها إلى ربها.

٣. أن يعرفها سنة في مجامع الناس كأبواب المساجد والمحافل والأسواق، وفي مكان وجدانها، لأنه مكان بحث صاحبها، ويبلغ الجهات المسؤولة عنها، كدوائر الشرطة . وفي زمننا يكون نشدانها في الصحف والإذاعات والتلفاز، إذا كانت لقطة خطيرة.

٤. إن لم تعرف في مدة العام، جاز له إنفاقها وبقي مستعدا لإعطاء صاحبها عوضها مثلها، إن كانت مثلية، أو قيمتها إن كانت متقومة.

٥. إن مضى عليها الحول ولم تعرف، ملكها ملتقطها ملكًا قهريًّا من غير اختيار كالإرث وإذا جاء صاحبها بعد الحول فله عوضها، أو هي بعينها إن كانت موجودة.

٦. إن جاء صاحبها ولو بعد أمد طويل ووصفها. دفعت إليه. ويكفي وصفها بينة على أنها له، فلا يحتاج إلى شهود ولا إلى يمين، لأن وصفها هو بينتها، فبينة كل شيء بحسبه، فإن البينة ما أبان الحق وأظهره، ووصفها كاف في ذلك. وهذه قاعدة عامة في كل الأحوال، التي يدعيها أحد ولا يكون له فيها منازع، فيكتفي بوصفه إياها.

٧. أما ضالة الإبل ونحوها مما يمتنع بقوته أو بعَدْوه أو بطيرانه، فلا يجوز التقاطها، لأن لها من طبيعتها وتركيب الله إياها، ما يحفظها ويمنعها. لكن إن وجدت في مهلكة رُدتْ بقصد الإنقاذ، لا التقاط.

٨. أما الشاة، فالأحسن- بعد أخذها- أن يعمل فيها الأصلح من أكلها مقدرا قيمتها، أو بيعها وحفظ ثمنها، أو إبقائها مدة التعريف. وتركها بدون أخذها، تعريض لها للهلاك. فإن جاء صاحبها، رجع بها أو بقيمتها وإن لم يأت فهي لمن وجدها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6048)

سئل سعيد بن المسيب عن الرجل لا يجد ما ينفق على امرأته، قال: يفرق بينهما

سعید بن مسیب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے پاس اپنی بیوی کے اخراجات پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو کیا کیا جائے؟، چنانچہ انہوں نے کہا ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے۔

١٩٥٤. الحديث:

عن أبي الزِّناد قال: سألتُ سعيد بن المسيب عن الرجل، لا يجدُ ما يُنفقُ على امرأته، قال: يُفَرَّقُ بينهما. قال أبو الزِّناد: قلتُ: سُنَّة؟ فقال سعيد: سُنَّة.

١٩٥٤. حدیث:

ابو الزناد کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جس کے پاس اپنی بیوی کے اخراجات پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو کیا کیا جائے؟، چنانچہ انہوں نے کہا کہ اُن دونوں کے درمیان جدائی کرا دی جائے۔ ابو الزناد نے کہا، میں نے کہا سنت ہے؟ تو سعید بن مسیب نے کہا سنت ہے۔

درجة الحديث: ليس له حكم عند العلامة الألباني لكن قال الحافظ ابن حجر: مُرْسَلٌ قَوِي

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

هذا الأثر فيه أن سعيد بن المسيب أحد كبار التابعين لما سئل عن الرجل الذي لا يجد ما ينفقه على زوجته أفتى بأنه يُفسخ العقد بينهما, وبين أنَّ ما أفتى به هو سُنة عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، والمراد بطلبها؛ لأن الحق لها، فأخذ العلماء من هذا الأثر أن للزوجة إذا أعسر زوجها بنفقتها لعدم المال وتعذر التكسب بأي وجه أن يفسخ نكاحها منه، لكن لو رضيت بحال زوجها ولم تطالب وصبرت, فلا شك أن هذا أعظم لأجرها وأولى لها وأفضل.

اجمالی معنی:

اس اثر میں ہے کہ سعید بن مسیب جو کبار تابعین میں سے ایک ہیں جب ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس کے پاس اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے فتوی دیا کہ اس کے نکاح کو فسخ کر دیا جائے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ یہی سنت ہے۔ اور اس (بیوی) کے (نفقہ) طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ چونکہ حق اسی کے پاس ہے، اسی وجہ سے علماء کرام نے اس سے ایک مسئلہ نکالا کہ جس کے پاس اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت نہ ہو اور کمانا دشوار ہو گیا ہو تو اس کی بیوی کو حق حاصل ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لے، لیکن اگر وہ شوہر کے حال پر راضی ہے اور اس پر صبر کرتی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اجر و ثواب کے حساب سے بہت بہتر اور افضل ہے

راوي الحديث: رواه الشافعي وعبد الرزاق وسعيد بن منصور والبيهقي.

التخريج: سعيد بن المسيب -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُفَرَّقُ بينهما : كناية عن الطلاق.
- قلتُ: سُنَّة؟ : يريد السائل: هل هذا من سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-؟
- فقال سعيد: سُنة : أي: سُنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وإذا أضاف التابعي أمرًا إلى السنة فإنه يكون مرسلا لأنه لم يلقَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وهذا اختيار الشافعي، واختار بعض العلماء أن يكون المعنى سنة الخلفاء الراشدين -رضي الله عنهم-.

فوائد الحديث:

١. أن الزوج إذا أعسر عن نفقة امرأته واختارت فراقه فرق بينهما.

٢. أنَّ نفقة الزوجة هي أوجب نفقة تجب عليه بعد النفقة على نفسه؛ ذلك أنَّ الزوجة حبيسة عنده؛ كما قال -صلى الله عليه وسلم-: "هنَّ عَوان عندكم"؛ أي: أسيرات.

٣. أنَّ الذي يعسر بنفقة زوجته، عليه أن يفارقها بطلاق أو خلع أو فسخ، وذلك راجع إلى رغبتها وطلبها.

المصادر والمراجع:

-المسند للشافعي , الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - سنن سعيد بن منصور تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي, الدار السلفية - الهند, الطبعة: الأولى، ١٤٠٣هـ- المصنف لعبد الرزاق بن همام الصنعاني تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي, المجلس العلمي- الهند, الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ - السنن الكبرى للبيهقي , تحقيق: محمد عبد القادر عطا, دار الكتب العلمية، الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - نيل الأوطار للشوكاني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ- البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧.

سئل علي -رضي الله عنه-: هل عندكم شيء من الوحي إلا ما في كتاب الله؟ قال: لا والذي فلق الحبة، وبرأ النسمة، ما أعلمه إلا فهمًا يعطيه الله رجلا في القرآن، وما في هذه الصحيفة

علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ کچھ اور وحی بھی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "اس اللہ کی قسم جس نے بیج کو اگایا اور انسانی جان کو پیدا فرمایا! میرے علم میں تو کوئی ایسی شے نہیں سوائے قرآن کی اس سمجھ بوجھ کے جو اللہ کسی شخص کو عنایت فرماتا دیتا ہے اور سوائے ان باتوں کے جو اس صحیفے میں ہیں۔

١٩٠٥. الحديث:

عن أبي جحيفة -رضي الله عنه- قال: قلت لعلي -رضي الله عنه-: هل عندكم شيء من الوحي إلا ما في كتاب الله؟ قال: «لا والذي فَلَقَ الحَبَّة، وبَرَأَ النَّسْمَةَ، ما أعلمه إلا فَهْمَاً يُعطيه الله رجلا في القرآن، وما في هذه الصحيفة»، قلت: وما في الصحيفة؟ قال: «العَقْلُ، وفِكَاكُ الأَسير، وأن لا يُقتَلَ مسلم بكافر».

١٩٠٥. حدیث:

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ کچھ اور وحی بھی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "اس اللہ کی قسم جس نے بیج کو اگایا اور انسانی جان کو پیدا فرمایا! میرے علم میں تو کوئی ایسی شے نہیں سوائے اُس فہمِ قرآن کے جو اللہ کسی شخص کو عنایت فرماتا دیتا ہے اور سوائے ان باتوں کے جو اس صحیفے میں ہیں"۔ میں نے پوچھا: "صحیفے میں کیا ہے؟"۔ انہوں نے جواب دیا کہ "اس میں دیت اور قیدیوں سے متعلق احکام ہیں اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل أبوجحيفة -رضي الله عنه- عليًّا -رضي الله عنه-: هل خصكم النبي -صلى الله عليه وسلم- بعلم أو شيء مكتوب عندكم دون غيركم من الناس، وإنما سأله أبو جحيفة عن ذلك لأن جماعة من الشيعة كانوا يزعمون أن عند أهل البيت لا سيما عليًّا أشياء من الوحي خصهم النبي -صلى الله عليه وسلم- بها لم يطلع غيرهم عليها، وقد سأل عليًّا عن هذه المسألة غير واحد، فأجابه علي -رضي الله عنه- حالفًا يمينًا كانت تحلفه العرب، وهو الحلف بالله الذي خلق الإنسان وشق الحب، بأنه ليس عندهم شيء غير الفهم الذي يؤتيه الله عبده، غير كتاب كتبه عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فيه أحكام الديات وتخليص أسرى المسلمين من الأسر، وأن لا يقتل مسلم بكافر، وذلك لأن الكافر ليس كفؤاً للمسلم ليقتل به، بل هو دونه.

اجمالی معنی:

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ نے آپ کو بطورِ خاص کوئی ایسا علم یا تحریر دی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہ دی ہو؟۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال اس لیے کیا کیونکہ شیعوں کے ایک گروہ کا یہ گمان تھا کہ اہلِ بیت اور خصوصاً علی رضی اللہ عنہ کے پاس وحی پر مشتمل کچھ ایسی چیزیں ہیں جو نبی ﷺ نے بطورِ خاص انہی کو عنایت فرمائی تھیں اور کسی اور کو اس کا علم نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال ایک سے زیادہ لوگوں نے کیا۔ اس پر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ایسی قسم کھا کر جواب دیا جو عرب لوگ کھایا کرتے تھے کہ اس اللہ کی قسم جس نے انسان کو پیدا فرمایا اور بیج کو پھاڑ کر اگایا! ان کے پاس سوائے اس (قرآنی) سمجھ بوجھ کے جو اللہ اپنے بندے کو عنایت فرما دیتا ہے اور سوائے اس نوشتہ کے کچھ بھی نہیں جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے منقول کچھ باتیں لکھ رکھی تھیں، جس میں دیت اور مسلمان قیدیوں کو قید سے نجات دلانے سے متعلق احکام مندرج تھیں اور یہ لکھا ہوا تھا کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ کافر مسلمان کا ہم پلہ نہیں ہوتا ہے کہ اُس کے بدلے میں اِسے قتل کر دیا جائے بلکہ وہ اس سے کم تر ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو جُحَيفة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- والذي فلق الحبة : وهذا من أيمان العرب، ومعنى: فلق الحبة: شقها في الأرض حتى تثمر، فكان منها حب كثير، وكل شيء شققته فقد فلقته.
- وبرأ : خلق.
- النسمة : الإنسان والنفس.
- العقل : الدية.
- أو ما في هذه الصحيفة : أي الورقة المكتوبة.
- وفِكاك الأسير : أن فيها حكم تخليص الأسير من يد العدو، والترغيب في ذلك.

فوائد الحديث:

١. أنه لا يقتل مسلم بكافر، فإن الكافر غير مكافئ للمسلم.

٢. مفهومه أن الكافر يقتل بالمسلم وهو إجماع العلماء؛ ويؤيده ما في الصحيح: "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قتل يهوديًّا رضخ رأس جارية من الأنصار"، ولأن المسلم أعلى رتبة بإسلامه من الكافر.

٣. وجوب فك الأسير المسلم.

٤. ما امتن الله به على أهل السنة من ظهور كذب الرافضة في دعواهم أن عند أهل البيت قرآنًا سوى هذا المصحف.

٥. أن الله يمن على من يشاء من عباده بنعمة الفهم.

٦. جواز الإقسام بلا قسم إذا كان الأمر مهمًّا واقتضت المصلحة ذلك.

٧. احتفاظ علي -رضي الله عنه- بالسنة وعنايته بها وكتابته لها.

٨. حرص أبي جحيفة -رضي الله عنه- على السؤال والعلم.

٩. تحمل العاقلة -وهم عصبة الرجل من الذكور الذين يرثونه- للدية.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. عمدة القاري شرح صحيح البخاري لبدر الدين العينى - دار إحياء التراث العربي – بيروت-بدون تاريخ. ذخيرة العقبى في شرح المجتبى. المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي،دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م. فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري- الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ.

الرقم الموحد: (58197)

سئلت عائشة: كم كان صداق رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: «كان صداقه لأزواجه ثنتي عشرة أوقية ونشا»

میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (کی بیویوں) کا مہر کتنا (ہوتا) تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنی بیویوں کے لیے آپ ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نَش تھا۔

١٩٥٦. الحديث:

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، أنه قال: سألت عائشة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم-: كم كان صَداقُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: «كان صَدَاقُهُ لأزواجه ثِنْتَيْ عشرة أُوقِيَّةً ونَشًّا»، قالت: «أتدري ما النَّشُّ؟» قال: قلت: لا، قالت: «نصف أُوقِيَّةٍ، فتلك خمسمائة درهم، فهذا صَدَاقُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأزواجه».

١٩٥٦. حدیث:

ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ، (اُمُّ المومنین) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (کی بیویوں) کا مہر کتنا (ہوتا) تھا؟ انہوں نے جواب دیا: اپنی بیویوں کے لیے آپ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نَش تھا۔ (پھر) انہوں نے پوچھا: جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: آدھا اوقیہ، بایں ہمہ یہ کل ٥٠٠ درہم بنتے ہیں اور یہی اپنی بیویوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا مہر تھا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

موضوع الحديث استحباب تخفيف الصداق، وأنَّ ذلك هو المشروع؛ فخير الصداق أيسره، وخير النِّساء أيسرهن مؤنة, وفيه أن صداق النبي -صلى الله عليه وسلم- لزوجاته غالبًا اثنتا عشرة أوقية ونصف الأوقية، وهو -صلى الله عليه وسلم- القدوة الكاملة في العادات والعبادات، والأوقية أربعون درهمًا، فيكون خمسمائة درهم، وهذا خلاف ما يفعله الناس اليوم من المغالاة في المهور، والتفاخر بما يدفعون إلى المرأة وأوليائها، سواء أكان الزوج غنيًا أم فقيرًا، فهو يريد أن لا ينقص عن غيره في هذا المجال، مما أدى لتأخير الزواج.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا موضوع حق مہر میں تخفیف کا استحباب ہے۔ حق مہر اگرچہ مشروع ہے لیکن بہترین حق مہر وہی ہے جس کی ادائیگی آسان ہو اور وہ عورتیں بھی بہترین ہیں جو تھوڑے حق مہر پر رضا مند ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ اوقیہ حق مہر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عادات و عبادات میں کامل نمونہ ہیں۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اس حساب سے یہ ساڑھے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔ یہ آج کے لوگوں کے بالکل برعکس ہے جو لمبے چوڑے حق مہر باندھتے ہیں اور عورت نیز اس کے ورثاء کو جو مال و دولت دیتے ہیں اس پر فخر کرتے ہیں، خواہ خاوند غریب ہو یا امیر وہ یہی چاہتا ہے کہ اس معاملے میں وہ کسی سے پیچھے نہ رہے اور یہی شادی میں تاخیر کا سبب بن جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أوقية : الأوقية أربعون درهمًا، وهو نقدٌ من الفضة، وقدره (١٤٧) غرامًا.
- نشًا : بفتح النون، ثم شين معجمة مشدَّدة، والنش: نصف الأوقية، أي: عشرون درهمًا.

فوائد الحديث:

١. الحديث فيه أصل مشروعية الصداق في النكاح، وأنه لابد منه، سواء سمِّي في العقد أو لم يسم، فإن سمي فهو على ما اتَّفق عليه الزوجان، وإن لم يسم فللزوجة مهر المثل.

٢. الصداق يُعد عطية وهدية، يُكرِمُ بها الرجل زوجته عند دخوله عليها، ومقابلته لها، جبرًا لخاطرها، وإشعارًا بقدْرها، وليس هو مجرَّد عوض.
٣. استحباب تخفيف المهور إقتداءً بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. حرص السلف على العلم. وذلك ظاهر في سؤال أبي سلمة لعائشة -رضي الله عنها.-
٥. -جواز مخاطبة الرجل المرأة إذا كان لمصلحة؛ لأنه خاطب عائشة وسألها.
٦. أن صوت المرأة ليس بعورة.
٧. أنه ينبغي للمفتي إذا تكلم مع المستفتي بشيء يظنه جاهلا به أن يبينه.
٨. أن من طرق التعليم السؤال لأنها سألته: أتدري ما النش؟

المصادر والمراجع:

-صحيح الإمام مسلم, تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي – بيروت. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (58103)

شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الصلاة يوم العيد، فبدأ بالصلاة قبل الخطبة، بغير أذان ولا إقامة، ثم قام متوكئا على بلال، فأمر بتقوى الله، وحث على طاعته، ووعظ الناس وذكرهم

میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے اذان اور تکبیر کے بغیر نماز سے ابتدا کی پھر بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اللہ کے تقویٰ کا حکم دیا اس کی اطاعت پر ابھارا، لوگوں کو نصیحت کی اور انھیں (دین کی بنیادی باتوں کی) یاددہانی کرائی۔

١٩٥٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: شهدتُ مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الصلاة يوم العيد، فبدأ بالصلاة قبل الخُطبة، بغير أذان ولا إقامة، ثم قام مُتَوَكِّئاً على بلال، فأمر بتقوى الله، وحث على طاعته، وَوَعَظَ الناس وذَكَّرَهُم، ثم مَضَى حتى أتى النساء، فَوَعَظَهُن وذَكَّرَهُن، فقال: «تَصَدَّقْنَ، فإن أكثرَكُنَّ حَطَبُ جهنم»، فقامت امرأة من سِطَةِ النساء سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ، فقالت: لم؟ يا رسول الله قال: «لأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاة، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ»، قال: فجعلن يتصدقن من حُلِيِّهِنَّ، يُلْقِينَ في ثوب بلال من أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ.

١٩٥٧. حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے خطبے سے پہلے اذان اور تکبیر کے بغیر نماز سے ابتدا کی پھر بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اللہ کے تقویٰ کا حکم دیا اس کی اطاعت پر ابھارا، لوگوں کو نصیحت کی اور انھیں (دین کی بنیادی باتوں کی) یاددہانی کرائی پھر چل پڑے حتیٰ کہ عورتوں کے پاس آ گیے (تو) انھیں وعظ و تلقین (تذکیر) کی اور فرمایا "صدقہ کرو کیوں کہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں۔ "عورتوں کے درمیان سے ایک بھلی سیاہی مائل رخساروں والی عورت نے کھڑے ہوکر پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ! کیوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم شکوے شکایت بہت کرتی ہواور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔'' (راوی نے) کہا کہ اس پر وہ عورتیں اپنے زیورات سے صدقہ کرنے لگیں وہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه صلاة العيد بلا أذان لها ولا إقامة، فلما فرغ من الصلاة خطبهم، فأمرهم بتقوى الله: بفعل الأوامر واجتناب النواهي ولزوم طاعة الله في السر والعلانية، وأن يتذكروا وعد الله ووعيده ليتعظوا بالرهبة والرغبة. ولكون النساء في معزل عن الرجال بحيث لا يسمعن الخطبة وكان حريصاً على الكبير والصغير، رؤوفا بهم، مشفقاً عليهم اتَّجه إلى النساء، ومعه بلال، فوعظهُن، وذكَّرهن، وخصَّهن بزيادة موعظة وَبَيَّنَ لهن أنهن أكثر أهل النار، وأن طريق نجاتهن منها الصدقة؛ لأنها تطفيء غضب الرب. فقامت امرأة جالسة في وسَطِهِن وسألته عن سبب كونهن أكثر أهل النار ليتداركن ذلك بتركه فقال: لأنكن تكثرن الشكاة والكلام

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نمازِ عید بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو خطبہ دیا، اوامر کی بجاآوری، نواہی سے اجتناب اور ظاہر وباطن ہر حال میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کو لازم پکڑ کر اس کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے وعدے و وعید یاد دلائے تاکہ وہ رغبت و رہبت اور بیم و امید کے ساتھ نصیحت حاصل کریں۔ عورتوں کا مردوں سے الگ ہونے کی وجہ سے وہ خطبہ نہیں سن سکتی تھیں اور آپ ﷺ ہر چھوٹے بڑے (کی ہدایت) کے لیے حریص، نرم دل اور مشفق ہونے کی وجہ سے عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت کی، ان کو مزید وعظ کرتے ہوئے ان کے لیے یہ واضح کیا کہ ان کی کثیر تعداد جہنمی ہے اور ان کی نجات کا راستہ صدقہ ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ختم کرتا ہے۔ عورتوں کے بیچ میں سے ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اکثریت کے جہنمی ہونے کا سبب پوچھا تاکہ وہ اس سے نجات پانے کا سامان کر

المكروه، وتجحدن الخير الكثير إذا قصر عليكن المحسن مرة واحدة. ولما كان نساء الصحابة -رضي الله عنهم- سبَّاقات إلى الخير وإلى الابتعاد عما يغضب الله، أخذن يتصدقن بحليهن التي في أيديهن، وآذانهن، من الخواتم والقروط، يلقين ذلك في حجر بلال، محبة في رضوان الله وابتغاء ما عنده.

سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کثرت سے شکوے شکایت کرتی ہو، ناپسندیدہ گفتگو کرتی ہو اور تمہارے محسن کی طرف سے ایک دفعہ بھی کوئی کمی آ جائے تو تم اس کی بہت ساری اچھائیوں کا بھی انکار کر بیٹھتی ہو۔ (پھر کیا تھا) صحابیات نے خیر کی طلب، اور اللہ کے غضب سے بچنے میں مسابقت شروع کر دی۔ اپنے ہاتھوں اور کانوں میں پہنے ہوئے زیورات، انگوٹھیوں اور بالیوں کا صدقہ کرنا شروع کر دیا اور یہ ساری چیزیں اللہ کی رضا اور اس کی نعمتوں کے حصول کے لیے بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈالنے لگیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- سفعاء الخد : من أصاب خدها لون يخالف لونه الأصلي من سواد أو خضرة أو غيرهما.
- من سطة النساء : أي جالسة وسطهن.
- شهدت : أي حضرت.
- تكثرن الشكاة : أي تكثرن الشكوى.
- تكفرن العشير : العشير هو الزوج والمعنى أنكن تجحدن حق الزوج وإحسانه إليكن لضعف عقولكن.
- حضَّ : حث.
- أقراطهن : جمع قرط وهو ما يعلق في شحمة الأذن عند النساء.
- حليهن : جمع حلي وهي ما يتخذ للزينة من الذهب والفضة والأحجار الكريمة.

فوائد الحديث:

١. أن صلاة العيد لا يشرع لها أذان ولا إقامة.
٢. الأذان والإقامة لا يشرعان لغير الصلوات الخمس المكتوبة، فلا يشرعان لنافلة، ولا جنازة، ولا عيد، ولا استسقاء، ولا كسوف.
٣. الأمر بتقوى الله -تعالى- والحث على طاعته والموعظة والتذكير هي مقاصد الخطبة، وقد عدها بعض الفقهاء من أركان الخطبة الواجبة.
٤. أن الصدقة من أسباب دفع العذاب يوم القيامة.
٥. التخويف والتحذير في النصح بما يبعث على إزالة العيب أو الذنب اللذين يتصف بهما الإنسان.
٦. العناية بذكر ما تشتد الحاجة إليه من المخاطبين وفيه بذل النصيحة لمن يحتاج إليها.
٧. تحريم كثرة شكاية الزوج وكفران العشير؛ لأنهما دليل على كفران النعمة ولأنه جعله سبباً لدخول النار.
٨. في مبادرة النساء بالصدقة والبذل لما لعلهن يحتجن إليه -مع ضيق الحال في ذلك الزمان- ما يدل على رفيع مقامهن في الدين وامتثال أمر الرسول -صلى الله عليه وسلم-.
٩. جواز تصدق المرأة من مالها.
١٠. سؤال المستفتين للعالم عن العلم للنساء وغيرهم.
١١. مشروعية الصبر، وعدم الشكاية إلى المخلوقين.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي. إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام، لابن دقيق العيد، والطبعة مجهولة.

الرقم الموحد: (10620)

صَلَّى بنا رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- صلاة الخوف في بعض أيامه، فقامت طائفة معه، وطائفة بِإِزَاءِ العدو، فصلَّى بالذين معه ركعة، ثم ذهبوا، وجاء الآخرون، فصلى بهم ركعة، وقضت الطائفتان ركعة ركعة

کسی وقت آپ ﷺ نے ہمیں نمازِ خوف پڑھائی، ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے مقابلے میں تھی، جو آپ کے ساتھ تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلے گئے، دوسری جماعت آئی آپ نے ایک رکعت انہیں پڑھائی۔ دونوں جماعتوں نے (باقی ماندہ) ایک ایک رکعت پوری کی۔

١٩٥٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما- قال: « صَلَّى بنا رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- صلاة الخوف في بعض أيامه، فقامت طائفة معه، وطائفة بِإِزَاءِ العدو، فصلَّى بالذين معه ركعة، ثم ذهبوا، وجاء الآخرون، فصَلَّى بهم ركعة، وقَضَتِ الطائفتان ركعة ركعة».

١٩٥٨. حدیث:

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ کسی وقت آپ ﷺ نے ہمیں نمازِ خوف پڑھائی، ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے مقابلے میں تھی، جو آپ کے ساتھ تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلے گئے، دوسری جماعت آئی آپ نے ایک رکعت انہیں پڑھائی۔ یوں دونوں جماعتوں نے (باقی ماندہ) ایک ایک رکعت پوری کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- صلاة الخوف بأصحابه في بعض حروبه مع المشركين حينما التقى المسلمون بعدوهم من الكفار وخافوا من شَنِّ الغارة عليهم عند اشتغالهم بالصلاة، والعدو في غير القبلة، فقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- الصحابة طائفتين، طائفة قامت معه في الصلاة، وطائفة وجاه العدو، يحرسون المصلين. فصلى بالتي معه ركعة، ثم ذهبوا وهم في صلاتهم فوقفوا في نحر العدو، وجاءت الطائفة التي لم تصل، فصلى بها ركعة ثم سلم النبي -صلى الله عليه وسلم-. فقامت الطائفة التي معه أخيرًا فقضت الركعة الباقية عليها، ثم ذهبوا للحراسة، وقضت الطائفة الأولى الركعة التي عليها أيضا، وهذه صفة من الصفات الواردة لصلاة الخوف، والقصد منها كما قال ابن عباس -رضي الله عنهما- : (والناس كلهم في صلاة، ولكن يحرس بعضهم بعضا). رواه البخاري.

اجمالی معنیٰ:

مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کی کسی جنگ میں آپ ﷺ نے لڑائی کے وقت ہمیں نماز پڑھائی۔ مسلمانوں کو خوف تھا کہ کہیں نماز میں مشغول ہونے سے کفار ان پر دھاوا نہ بول دیں، دشمن قبلے کی جانب نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا، ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے سامنے نمازیوں کے پہرے کے لیے کھڑی ہوئی۔ جو جماعت آپ کے ساتھ تھی آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ نماز کی حالت میں چلے گئے اور دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آئی جس نے نماز نہیں پڑھی تھی، آپ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ جس گروہ نے آخر میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اس نے باقی رکعات کی قضا کی اور پھر پہرہ کے لیے چلی گئی، اور پہلی جماعت نے بھی اپنی ایک رکعت پوری کی۔ یہ نماز خوف پڑھنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس سے مُراد وہ ہے جو ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ''سب لوگ نماز میں تھے، تاہم بعض لوگ بعض کا پہرہ دے رہے تھے''۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صلاة الخوف : أي الصلاة حين تصلى حال الخوف.
- في بعض أيامه : أي غزواته، وهي غزوة كانت في جهة نجد.
- طائفة : جماعة من الجيش.
- بإزاء العدو : بمحاذاة العدو مقابلة له تحرس الجيش.
- العدو : من بينك وبينه عداوة، يطلق على الواحد والجمع.
- قضت الطائفتان : أتمت كل واحدة صلاتها، والمراد كل واحدة قضت بعد الأخرى لا جميعا؛ لئلا يخلو الجيش من حراسة، فقد أتمت الطائفة الأخيرة صلاتها ثم ذهبت تحرس، ثم جاءت الطائفة الأخرى فأتمت صلاتها بالركعة الباقية.

فوائد الحديث:

١. مشروعية صلاة الخوف عند وجود سببها، حضرًا أو سفرًا، تخفيفًا على الأمة ومعونة لهم على جهاد الأعداء، وأداءً للصلاة في جماعة في وقتها المحدد.

٢. مشروعية الإتيان بها على هذه الكيفية التي ذكرت في الحديث.

٣. أن الحركة الكثيرة لمصلحة الصلاة، أو للضرورة، لا تبطل الصلاة.

٤. الحرص الشديد على الإتيان بالصلاة في وقتها ومع الجماعة، فقد سمح بأدائها على هذه الصفة محافظة على ذلك.

٥. أخذ الأهبة، وشدة الحذر من أعداء الدين، الذين يبغون الغوائل للمسلمين.

٦. وجوب صلاة الجماعة على الرجال سفرًا وحضرًا في حال الأمن والخوف.

٧. صلاة الجماعة تدرك بركعة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام -لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (7188)

ص ليس من عزائم السجود، وقد رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يسجد فيها

سورۂ ص کا سجدہ کچھ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے حالانکہ میں نے یہاں نبی ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

١٩٥٩. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: «ص ليس من عَزَائِمِ السُّجود، وقد رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يَسجد فيها».

١٩٥٩. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورۂ ص کا سجدہ کچھ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے حالانکہ میں نے یہاں نبی ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "ص " ليس من عَزَائِمِ السُّجود" يعني أن سجدة التلاوة التي في سورة ص سنة غير واجبة؛ لأنه لم يرد فيها أَمر على تأكيد فعلها، بل الوارد بصيغة الإخبار؛ بأنَّ داود -عليه الصلاة والسلام- فعلها توبة لله -تعالى-، وسَجَدَها نبيُّنَا -صلى الله عليه وسلم- شكرا؛ لمَّا أَنْعَمَ اللَّهُ على داودَ -عليه الصلاة والسلام- بالغُفْرَان، ويدل له ما رواه النسائي، أنَّه -صلى الله عليه وسلم- قال: (سجدها داود توبة، ونسْجُدها شكرًا).

اجمالی معنیٰ:

حدیث "ص "لیس من عَزَائِمِ السُّجود" کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ ص میں جو سجدۂ تلاوت ہے وہ واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے کرنے پر کوئی تاکیدی حکم وارد نہیں ہوا، بلکہ خبر دینے کے الفاظ میں اس کا کرنا وارد ہوا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہوئے یہ سجدہ فرمایا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کرکے ان کی مغفرت کے ذریعے ان پر انعام فرمایا تو آپ ﷺ نے شکریہ کے طور پر یہ سجدہ ادا فرمایا۔ سنن نسائی کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''سَجَدَہَا دَاوُدُ تَوْبَۃً وَنَسْجُدُہَا شُکْرًا'' یعنی "داود علیہ السلام نے یہ سجدہ توبہ کے لیے کیا تھا اور ہم یہ سجدہ (توبہ کی قبولیت پر) شکر ادا کرنے کے لیے کر رہے ہیں"۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- عَزَائِمِ : هي التي أُكِّد على فعلها.

فوائد الحديث:

١. استحباب السُّجود في ص.

٢. أن المَسْنُونَات قد يكون بعضها آكد من بعض.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (11238)

صل على الأرض إن استطعت، وإلا فأوم إيماء، واجعل سجودك أخفض من ركوعك

اگر استطاعت ہے تو زمین پر نماز پڑھو ورنہ اشارے سے پڑھ لو اور سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکو۔

١٩٦٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عاد مريضا، فرآه يصلي على وِسَادَةٍ، فأخذها فَرَمَى بها، فأخذ عودًا ليُصلي عليه، فأخذه فَرَمَى به وقال: «صَلِّ على الأرض إن استطعت، وَإِلا فَأَوْمِئْ إِيمَاءً، واجْعَلْ سجودك أَخْفَضَ من رُكُوعك».

١٩٦٠. حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لیے آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ تکیے پر نماز پڑھ رہا ہے، آپ ﷺ نے وہ تکیہ لیا اور اس کو پھینک دیا، اس نے لکڑی پکڑی تاکہ اس پر نماز پڑھے۔ آپ ﷺ نے اس کو بھی لیا اور پھینک دیا اور فرمایا ''اگر استطاعت ہے تو زمین پر نماز پڑھو ورنہ اشارے سے پڑھ لو اور سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف كيفية صلاة المريض الذي لا يستطيع تمكين جبهته من الأرض بأن الواجب عليه الصلاة حسب الاستطاعة، والإيماء حال الركوع والسجود، وأن يكون سجوده أكثر انخفاضاً من ركوعه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں مریض کی نماز کی ادائیگی کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ اگر وہ پیشانی کو زمین پر رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا جو کہ نماز میں حسبِ استطاعت زمین پر رکھنی واجب ہے تو وہ حالت رکوع اور سجود میں اشارے سے کام لے جب کہ حالتِ سجود میں رکوع کی نسبت جھکاؤ زیادہ ہونا چاہیے۔

راوي الحديث: رواه البيهقي البزار.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: السنن الكبرى للبيهقي.

معاني المفردات:

- وسادة : بكسر الواو ثم سين مهملة مفتوحة، وهي المخدة، وكل ما يوضع تحت الرأس، والجمع: وسد.
- فرمى بها : قذف بها منكرًا على صاحبها.
- فأومئ : المراد بالإيماء هنا: خفض الرأس في حالي الركوع والسجود.

فوائد الحديث:

١. أنَّ للمريض -الذي لا يستطيع القيام- أن يصلي قاعدًا، قال تعالى: {لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا}.
٢. أنَّه يومِيء إيماء، ويجعل سجوده أخفض من ركوعه؛ ليميز بين الركنين في أفعاله، ولأنَّ السجود شرعًا أخفض من الركوع.
٣. أنَّه يكره للمصلي أن يرفع له شيء يسجد عليه، وأنَّ هذا من التكلف، الذي لم يأذن الله به، وإنما يصلي الإنسان حسب استطاعته، وإذا لم يستطع الوصول إلى الأرض أومأ في حالة الركوع، وفي حالة السجود، وقد اتَّقى الله ما استطاع.
٤. مشروعية عيادة المريض، وإرشاده إلى ما يصلح دينه.
٥. كمال خُلقِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وعيادته أصحابه، وتفقده أحوالهم، فيكون في هذا قدوة للزعماء والرؤساء.
٦. أنَّ الداعية الموفق لا يدع النصح والإرشاد في كل مكان يحل فيه، على أيَّةِ حال يكون فيها، لكن بحكمة، وحُسْن تصرف.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، لأحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي، مكتبة دار الباز، مكة المكرمة، ١٤١٤ – ١٩٩٤، تحقيق: محمد عبد القادر عطا. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ تمام المنة في التعليق على فقه السنة،

ناصر الدين الألباني، دار الراية، ط٣، ١٤٠٩هـ. كشف الأستار عن زوائد البزار على الكتب الستة، نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الرسالة ط١، بيروت، ١٣٩٩هـ.

الرقم الموحد: (10952)

صلاة الليل والنهار مثنى مثنى	رات اور دن کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا ہے۔
١٩٦١. الحديث: عن ابن عمر-رضي الله عنهما-، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «صلاة الليل والنَّهار مثْنَى مثْنَى».	**١٩٦١. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: " صلاة الليل والنَّهار مثْنَى مثْنَى " هذا الحديث : أصله في الصحيحين: بلفظ: (صلاة الليل مثْنَى مثْنَى) زاد بعض الرواة: (والنَّهار) وهي زيادة ضعيفة، والمعنى: أن من أراد أن يتطوع في الليل أو النَّهار، فليُسَلِّم من كل ركعتين؛ كما جاء مُصرحا به في صحيح مسلم عن ابن عمر-رضي الله عنهما- لما سئل: "ما مثْنَى مثْنَى؟" قال: "أن تُسلِّم في كل ركعتين" وهذا قول أكثر العلماء في صلاة الليل أي: لا يجوز التطوع بأكثر من ركعتين في صلاة الليل، إلا ما كان من صلاة الوتر، فله الزيادة لثبوت السُّنة بذلك . أما صلاة النَّهار فلا بأس بالزيادة على ركعتين والأفضل مثْنَى مثْنَى.	**اجمالی معنی:** حدیث کا معنی: ”رات اور دن کی نماز دو دو رکعت پڑھنا ہے“۔ اس حدیث کی اصل صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے“، بعض راویوں نے ”دن (کی نماز)“ کا لفظ زیادہ کیے ہیں، جب کہ یہ زیادتی ضعیف ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص رات اور دن میں نفلی نماز ادا کرنا چاہے تو وہ ہر دو دو رکعت پر سلام پھیرے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صراحت کے ساتھ ذکر آیا ہے، جب ان سے پوچھ گیا کہ ”مثنی مثنی“ کا معنی کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے“۔ رات کی نماز کے متعلق یہی اکثر علما کا کہنا ہے، یعنی رات کی نفلی نماز میں دو دو رکعت سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں سوائے وتر کے، چونکہ یہ سنت سے ثابت ہے لہذا اس مین دو دو رکعتوں سے زیادہ پڑھ سکتے ہیں۔ رہا مسئلہ دن میں نفلی نماز کا تو دو رکعت سے زیادہ پر سلام پھیرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن بہتر دو دو رکعت کر کے پڑھنا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد الترمذي النسائي ابن ماجه.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود

معاني المفردات:

- صلاة الليل : أي عددها.
- مثنى مثنى : يسلم من كل ركعتين.

فوائد الحديث:

١. أن صلاة الليل والنَّهار مثْنَى مثْنَى، والصحيح الليل فقط.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره ، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ الشرح الكبير على متن المقنع، تأليف: عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي، الناشر: دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام،

الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. الشرح الممتع، تأليف : محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (11260)

صلوا أيها الناس في بيوتكم؛ فإن أفضل صلاة المرء في بيته إلا الصلاة المكتوبة

پس اے لوگو! یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھو؛ کیونکہ فرض نماز کے سوا، انسان کی سب سے افضل نماز، اس کے گھر میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔

١٩٦٢. الحديث:

عن زيد بن ثابت -رضي الله عنه- أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي المَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً، فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ؛ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلاَةِ المَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلاَةَ المَكْتُوبَةَ».

١٩٦٢. حدیث:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں چٹائی سے گھیر کر ایک حجرہ بنا لیا اور (رمضان کی) راتوں میں اس کے اندر نماز پڑھنے لگے، پھر اور لوگ بھی جمع ہو گئے، تو ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں آئی۔ لوگوں نے سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ہیں۔ اس لیے ان میں سے بعض کھنکھارنے لگے؛ تاکہ آپ باہر تشریف لائیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم لوگوں کے کام سے واقف ہوں، یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر یہ نماز (تراویح) فرض نہ کر دی جائے اور اگر فرض کر دی جائے تو تم اسے قائم نہیں رکھ سکو گے۔ پس اے لوگو! اپنے گھروں میں یہ نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے سوا انسان کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں پڑھی جانے والی نماز ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اتخذ له حجرة في أحد زوايا المسجد من حصير، والظاهر أنه كان معتكفًا، وكان يقوم الليل فيها فسمعه رجال فجاؤوا يأتمُّون به إلى أن كان بعد عدة ليال لم يسمعوا صوته؛ فظنوه نائماً، وقاموا بإصدار بعض الأصوات لإيقاظه، فخرج إليهم -عليه الصلاة والسلام-، وبين لهم بأنه لم ينم بل خشي أن يُفرض عليهم قيام الليل، وبيَّن لهم أنه إن فرُض لن يستطيعوا القيام به، كما بيَّن لهم أن أفضل صلاة النافلة لهم في بيوتهم.

اجمالی معنی:

حدیث یہ بیان کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونے میں چٹائی سے حجرہ بنایا تھا، بظاہر یہی لگتا ہے کہ وہ اعتکاف کی جگہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس میں نماز پڑھتے تھے، لوگوں نے آپ کی آواز سنی، تو آپ کی اقتدا کرنے لگے، کچھ راتیں گزرنے کے بعد انہوں نے آپ کی آواز نہیں سنی، تو یہ خیال کیا کہ آپ سو چکے ہیں اور آپ کو جگانے کے لیے کچھ آوازیں نکالنے لگے۔ آپ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں سویا نہیں تھا، بلکہ مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور فرمایا کہ اگر یہ تم پر فرض کر دی جائے، تو تم اسے قائم نہیں کر سکو گے اور فرمایا کہ تمہارے لیے اپنے گھروں میں نفل نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زيد بن ثابت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- احتجر حجرة : بالراء؛ أي: اتَّخذ شيئًا كالحجرة وهي الغرفة.
- بخصفة : أي: من حصير، فهي منسوجة من سعف النخل.
- فتتبع إليه رجال : فتطلبه رجال؛ ليقتدوا به في صلاته.

• المكتوبة : المفروضة، وهي الصلوات الخمس.

فوائد الحديث:

١. جواز حجز مكان في المسجد للاعتكاف، والاختصاص به للعبادة والراحة، إذا كان هناك حاجة، وكان لا يضيق بالمصلين.

٢. جواز اقتداء المأموم بالإمام ولو كان الإمام في حجرة لا يراه المأموم، أو كان أحدهما في السطح، والآخر في المكان الأسفل، إذا كانا جميعًا بالمسجد.

٣. فيه دليل على أنَّ الحائل بين الإمام والمأمومين غير مانع من صحة الصلاة والاقتداء، وقال النووي: يشترط لصحة الاقتداء علم المأموم بانتقال الإمام، سواء صليا في المسجد، أو في غيره، أو أحدهما فيه، والآخر في غيره بالإجماع. اهـ.

٤. أنَّ صلاة النافلة بالبيت أفضل؛ لتنوير البيت بالصلاة، والبُعد عن الرياء والسمعة، أما المكتوبة فالواجب الإتيان بها في المسجد، إلاَّ من عذر، هذا في حق الرجال المكلفين.

المصادر والمراجع:

-توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م. - صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (11292)

صلوا صلاة كذا في حين كذا، وصلوا صلاة كذا في حين كذا، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن أحدكم، وليؤمكم أكثركم قرآنا

فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو، فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور جسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو، وہ امامت کرے۔

١٩٦٣. الحديث:

عن أيوب، عن أبي قلابة، عن عمرو بن سَلِمة، قال -أي أيوب-: قال لي أبو قلابة: ألا تلقاه فتسأله؟ -أي تسأل عمرو بن سلمة- قال فلقيته فسألته فقال: كنا بماء ممر الناس، وكان يمرُّ بنا الرُّكبان فنسألهم: ما للناس، ما للناس؟ ما هذا الرجل؟ فيقولون: يزعم أن الله أرسله، أوحى إليه، أو: أوحى الله بكذا، فكنتُ أحفظ ذلك الكلام، وكأنما يَقَرُّ في صدري، وكانت العرب تَلَوَّم بإسلامهم الفتح، فيقولون: اتركوه وقومه، فإنه إن ظهر عليهم فهو نبي صادق، فلما كانت وقعة أهل الفتح، بادَر كلُّ قوم بإسلامهم، وبَدَر أبي قومي بإسلامهم، فلما قدم قال: جئتكم والله من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- حقا، فقال: «صَلُّوا صلاة كذا في حين كذا، وصَلُّوا صلاة كذا في حين كذا، فإذا حضرت الصلاة فليؤذِّن أحدكم، وليَؤمَّكم أكثركم قرآنا». فنظروا فلم يكن أحد أكثر قرآنا مني، لما كنت أتلقى من الرُّكبان، فقدَّموني بين أيديهم، وأنا ابن ست أو سبع سنين، وكانت علي بُرْدة، كنت إذا سجدت تَقَلَّصت عني، فقالت امرأة من الحي: ألا تُغَطُّوا عنا اسْتَ قارئكم؟ فاشتروا فقطعوا لي قميصا، فما فرحتُ بشيء فرحي بذلك القميص.

١٩٦٣. حدیث:

ایوب، ابوقلابہ سے اور ابوقلابہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں؛ ایوب نے کہا کہ مجھ سے ابوقلابہ نے کہا: عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھ لیتے؟ ابوقلابہ نے کہا کہ پھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے (یہ واقعہ) پوچھا، تو انھوں نے بتایا کہ جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمے پر تھا، جہاں عام راستہ تھا۔ قافلے ہمارے قریب سے گزرتے، تو ہم ان سے پوچھتے کہ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہوتا تھا) لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انھیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان پر وحی نازل کیا ہے یا اللہ نے ان پر یہ آیت اتاری ہے۔ چنانچہ میں فوراً اسے یاد کرلیتا۔ ان کی باتیں میرے دل پر اثر کرتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کیے ہوئے تھے؛ ان کا کہنا تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آ گئے، تو واقعی وہ سچے نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا، تو (عرب کی) قومیں اسلام لانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگیں۔ میرے والد نے بھی اسلام قبول کرنے کے معاملے میں اپنی قوم پر سبقت کی۔ پھر جب (مدینے) سے واپس آئے تو (لوگوں سے) کہا: اللہ کی قسم! میں ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے: ''فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو، فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے، تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور جسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو، وہ امامت کرے''۔ لوگوں نے غور و خوض کیا، تو قبیلے میں کوئی مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا؛ کیوں کہ میں آنے جانے والے قافلوں سے سن کر قرآن مجید یاد کرلیا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے لوگوں نے امام بنادیا، حالاں کہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی۔ میرے جسم میں ایک چادر تھی۔ جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا، تو چھوٹی پڑ جاتی۔ چنانچہ قبیلے کی ایک عورت نے کہا: تم اپنے قاری کی شرم گاہ تو پہلے چھپا دو۔ آخر انھوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیص بنائی۔ میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا، اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہو سکا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال أيوب السختياني: قال لي أبو قلابة الجرمي: أَلَا تلقى عمرو بن سلمة فتسأله عن الأحاديث التي عنده. قال: فلقيت عمرو بن سلمة فسألته، فقال عمرو بن سلمة: كنا بموضع ننزل به وكان موضع مرور الناس، وكان يمر بنا الركاب فنسألهم عن النبي -صلى الله عليه وسلم- وعن حال العرب معه، فيقولون يزعم أن الله أرسله، وأوحى إليه بكذا مما سمعوه من القرآن، فكنت أحفظ ذلك القرآن حفظًا متقنًا كأنه يُلصق في صدري، وكانت العرب تنتظر ولا تسلم حتى تُفتح مكة، فيقولون: اتركوه وقومه قريشا فإنه إن انتصر عليهم فهو نبي صادق. فلما فُتحت مكة أسرع كل قوم بإسلامهم، وأسرع أبي فأسلم أول قومه، وذهب إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلما جاء من عنده قال: جئتكم والله من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- حقا، وأخبرهم أنه -صلى الله عليه وسلم- قال لهم: صلوا صلاة كذا في وقت كذا، وصلوا صلاة كذا في وقت كذا، وإذا حضرت الصلاة فليؤذن أحدكم، وليؤمكم أكثركم حفظًا للقرآن. فنظروا فلم يكن أحد أكثر حفظًا للقرآن مني، لما كنت أتلقى الركاب وأحفظ منهم القرآن، فقدموني أصلي بهم وكان عمرى حينئذ ست أو سبع سنين، وكان عليَّ ثوب قصير كنت إذا سجدت انجمع عليَّ وانكشف عني، فقالت امرأة من قومي: ألا تغطوا عنا عورة قارئكم. فاشتروا لي قميصا فما فرحت بشيء فرحي بذلك القميص. ولا يستدل بهذا الحديث على عدم شرط ستر العورة في الصلاة لأنها واقعة حال فيحتمل أن يكون ذلك قبل علمهم بالحكم.

اجمالی معنی :

ایوب سختیانی کہتے ہیں : مجھ سے ابوقلابہ جرمی نے کہا کہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھ لیتے؟ ابوقلابہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کی خدمت میں گیا اور یہ (قصہ) دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمہ پر تھا، جہاں عام راستہ تھا۔ قافلے ہمارے قریب سے گزرتے، تو ہم ان سے پوچھتے کہ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہوتا تھا) لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انھیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اوران پر وحی اتاری ہے یا اللہ نے ان پر یہ وحی کی ہے۔ وہ آپ سے سنا ہوا قرآن کا کوئی حصہ سنا دیتے اور میں اسے فوراً اچھی طرح یاد کر لیتا۔ ان کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے انتظار میں تھے۔ وہ فتح مکہ تک اسلام قبول کرنے سے گریز کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس نبی کو اوراس کی قوم (قریش) کو آپس میں نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آ گئے تو واقعی وہ سچے نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا، تو ہر قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی۔ میرے والد نے اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جب (مدینے) سے واپس آئے، تو کہا : اللہ کی قسم ! میں ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے : ''فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو، فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے، تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرے، جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو''۔ لوگوں نے غور و فکر کیا تو کوئی شخص قبیلے میں مجھ سے زیادہ قرآن یاد رکھنے والا نہیں ملا۔ کیوں کہ میں آنے جانے والے قافلوں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے لوگوں نے امام بنا دیا، حالاں کہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی۔ میرے جسم پر ایک چادر تھی۔ جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا، تو وہ چھوٹی پڑ جاتی۔ چنانچہ قبیلے کی ایک عورت نے کہا : تم اپنے قاری کی شرم گاہ تو پہلے چھپا دو۔ آخر انھوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیص بنائی۔ میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا، اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہو سکا۔ اس حدیث سے نماز میں ستر عورت کے شرط نہ ہونے کی دلیل نہیں لی جا سکتی؛ کیوں کہ یہ حقیقت حال کا بیان ہے۔ ممکن ہے یہ واقعہ اس وقت پیش آیا ہو جب انھیں ستر عورت کے حکم کا علم ہی نہ رہا ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عمرو بن سَلِمة

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ماء : المنزل الذي ينزل عليه الناس.

- الرُّكبان : جمع راكب الإبل خاصة، ثم اتسع فيه فأطلق على من ركب دابة.
- يَقَرُّ : يستقر.
- تَلَوَّم : تنتظر.
- ظهر : انتصر.
- بادَر : أسرع.
- بُرْدة : كساء أسود مربع فيه خطوط صفر تلبسه الأعراب.
- تَقَلَّصت : انجمعت وانضمت.
- اسْت : عورة.

فوائد الحديث:

١. جواز إمامة الصبي المميز في الفريضة.
٢. الأحق بالإمامة الأكثر حفظاً للقرآن.
٣. مشروعية الأذان.
٤. أن القرآن سبب لرفعة الإنسان، وعلو مقامه في الدنيا والآخرة.
٥. أن التمييز يكون بالسادسة أو السابعة بحسب قوة إدراك الصبي.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام، المؤلف: محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الصنعاني، الناشر: دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبى بكر القتيبي المصري، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (11296)

صلوا قبل المغرب ركعتين

مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو

١٩٦٤. الحديث:

عن عبد الله بنِ مُغَفَّلِ المُزَنِيِّ -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «صَلُّوا قبل المغرب ركعتين»، ثم قال: «صَلُّوا قبل المغرب ركعتين لمن شاء»، خشية أن يتخذها الناس سُنة.

١٩٦٤. حديث:

عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔'' پھر فرمایا: ''جس کا جی چاہے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔'' یہ اس اندیشے سے فرمایا کہ لوگ اس کو سنت (لازمہ) نہ بنالیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الشريف الحث على صلاة ركعتين قبل صلاة المغرب وذلك بعد أذان المغرب تنفلاً لمن شاء.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کی ترغیب ہے اور یہ مغرب کی اذان کے بعد نفلی طور پر پڑھنا ہے جس کا جی چاہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بنِ مُغَفَّلِ المُزَنِيِّ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- صلوا قبل المغرب : الجملة الثانية مؤكدة للجملة الأولى، وهذا هو التوكيد اللفظي، الذي هو تكرير لفظ، يراد به تثبيت أمر في نفس السامع.

فوائد الحديث:

١. استحباب صلاة ركعتين بعد الغروب، وقبل الصلاة، ولكنهما ليستا من السنن الرواتب المؤكدة.
٢. يستحب عدم المداومة عليها؛ خشية أن يُظَنَّ أنَّها سنة راتبة، فتأخذ حكم الرواتب من التزامها، وعدم التخلف عنها.
٣. صلاة هاتين الركعتين ثبتت عن النبي -صلى الله عليه وسلم- بأقسام السنة الثلاثة، فقد أمر بها بقوله: "صَلُّوا قبل المغرب"، وفعَلَهُما كما في رواية ابن حبان، ورأى الصحابة يصلونها فأقرَّهم عليها.
٤. قال شيخ الإسلام: ما ليس براتب لا يلحق بالراتب، ولا تستحق المواظبة عليه؛ لئلا يضاهي السنن الراتبة، فما قبل العصر، والمغرب، والعشاء، من شاء أن يصلي تطوعًا فهو حسن، لكن لا يتَّخذ ذلك سنة راتبة.
٥. قال ابن القيم -رحمه الله-: ثبت أنَّه كان يحافظ في اليوم والليلة على أربعين ركعة: سبع عشرة الفرائض، واثنتي عشرة راتبة في حديث أم حبيبة، وإحدى عشر صلاة الليل، فكانت أربعين ركعة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (11253)

صلى بنا المغيرة بن شعبة فنهض في الركعتين، قلنا: سبحان الله، قال: سبحان الله ومضى، فلما أتم صلاته وسلم، سجد سجدتي السهو، فلما انصرف، قال: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصنع كما صنعت

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے "سبحان اللہ" کہا، تو انھوں نے بھی "سبحان اللہ" کہا اور کھڑے رہے۔ جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا، تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ویسا ہی کیا تھا جیسا میں نے کیا ہے۔

١٩٦٥. الحديث:

عن زياد بن علاقة قال: صَلَّى بِنَا المغيرة بنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ في الركعتين، قلنا: سبحان الله، قال: سبحان الله وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «رَأَيْتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ».

١٩٦٥. حدیث:

زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے "سبحان اللہ" کہا، تو انھوں نے بھی "سبحان اللہ" کہا اور کھڑے رہے۔ جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا، تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ویسا ہی کیا تھا، جیسا میں نے کیا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث من فعل المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- أنه سها في صلاته، فلم يتشهد وسبح خلفه الناس ففطن، ولكنه أكمل صلاته، وبعد السلام سجد سجدتين للسهو؛ وعزا فعله ذاك لفعل الرسول -صلى الله عليه وسلم-. الأصح أن سجود السهو يكون قبل السلام؛ لحديث عبد الله بن مالك ابن بحينة، متفق عليه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے فعل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ (ایک مرتبہ) نماز میں (کچھ) بھول گئے، ان کے پیچھے موجود مقتدیوں نے "سبحان اللہ" کہا، وہ سمجھ تو گئے، لیکن نماز مکمل کر لی اور سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔ اور اپنے اس فعل کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے فعل کی طرف کی۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے ہے، جیسا کہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ کی روایت میں ہے۔ متفق علیہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والدارمي.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الحديث الذي معنا يدل على أنَّ من سها عن القعود للتشهد الأول فقام، فإن استتم قائمًا قبل أن يذكره فإنه لا يعود، لكنَّه يسجد سجدتين قبل السلام.
٢. وأما إن ذكره قبل أن ينتصب قائمًا، فإنه يجب عليه الرجوع، والجلوس، والإتيان به.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين

سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (11234)

صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بيته وهو شَاكٍ

١٩٦٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بيته وهو شَاكٍ، صلى جالسا، وصلى وراءه قوم قِيَامًا، فأشار إليهم: أنِ اجْلِسُوا، لما انْصَرَفَ قال: إنما جُعِلَ الإمامُ لِيُؤْتَمَّ به: فإذا ركع فاركعوا، وإذا رفع فارفعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: ربنا لك الحمد، وإذا صلى جالسا فصلوا جلوسا أجمعون».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- جالسًا لمرضه، وفيه بيان صفة اقتداء المأموم بالإمام، ومتابعته له. فقد أرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- المأمومين إلى الحكمة من جعل الإمام وهي أن يقتدي به ويتابع، فلا يختلف عليه بعمل من أعمال الصلاة، وإنما تراعى تَنَقلاته بنظام فإذا كبر للإحرام، فكبروا أنتم كذلك، وإذا رَكع فاركعوا بعده، وإذا ذكركم أن الله مجيب لمن حمده بقوله: "سمع الله لمن حمده" فاحمدوه تعالى بقولكم: "ربنا لك الحمد"، وإذا سجد فتابعوه واسجدوا، وإذا صلى جالساً لعجزه عن القيام؛ -فتحقيقاً للمتابعة- صلوا جلوساً، ولو كنتم على القيام قادرين. فقد ذكرت عائشة أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشتكى من المرض فصلى جالساً، وكان الصحابة يظنون أن عليهم القيام لقدرتهم عليه؛ فصلوا وراءه قياما فأشار إليهم: أن اجلسوا. فلما انصرف من الصلاة أرشدهم إلى أن الإمام لا يخالف، وإنما يوافق؛ لتحقق المتابعة التامة والاقتداء الكامل، بحيث يصلى المأموم جالساً مع قدرته على القيام لجلوس إمامه العاجز، وهذا إن ابتدأ بهم الصلاة جالساً صلوا خلفه جلوسًا، وإن ابتدأ بهم الإمام

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں اپنے گھر میں نماز پڑھی۔

١٩٦٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی، کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو آپ ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا: "امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس لیے جب وہ رکوع میں جائے، تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھائے، تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ "سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ" کہے، تو تم "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں بیماری کی وجہ سے آپ ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ مقتدی کیسے امام کی اقتدا اور اتباع کرے۔ نبی ﷺ نے مقتدیوں کو امام متعین کرنے کی حکمت کی طرف توجہ دلائی کہ امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدا اور اتباع کی جائے اور نماز کے اعمال میں سے کسی بھی عمل میں اس کی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ ایک منظم انداز میں اس کی حرکات و سکنات کا خیال رکھا جائے۔ چنانچہ جب وہ تکبیر تحریمہ کہے، تو تم بھی ایسے ہی کہو، جب وہ رکوع کرے، تو اس کے بعد تم بھی رکوع کرو، جب وہ "سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ" کہہ کر تمھیں یاد دہانی کرائے کہ اللہ تعالی اس شخص کی سنتا ہے، جو اس کی حمد بیان کرتا ہے، تو تم "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہہ کر اللہ کی حمد بیان کرو، جب وہ سجدے میں جائے، تو اس کی اتباع میں تم بھی سجدے میں چلے جاؤ اور جب امام کھڑا ہونے سے قاصر ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھے، تو اس کی اتباع میں تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اگرچہ تم میں کھڑے ہونے کی قدرت موجود ہو۔ کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ مرض میں بتلا تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ صحابۂ کرام نے یہ سوچا کہ چونکہ انھیں قیام پر قدرت حاصل ہے، اس لیے ان پر قیام کرنا واجب ہے۔ چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اس پر نبی ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر واپس مڑے، تو ان کی راہ نمائی فرمائی کہ امام کی مخالفت نہیں کی جانی چاہیے، بلکہ اس کی موافقت ہونی چاہیے؛ تاکہ اس کی پوری طرح سے اتباع اور کامل طور پر اقتدا ہو سکے، بایں طور کہ مقتدی قیام کی قدرت رکھنے کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھے؛ کیونکہ اس کا امام بیٹھا ہوا ہے اور قیام نہیں

الراتب الصلاة قائماً، ثم اعتل في أثنائها فجلس أتموا خلفه قياماً وجوباً؛ عملا بحديث صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- بأبي بكر والناس حين مرِض مرَض الموت.

کر سکتا۔ یہ اس وقت ہوگا، جب کہ امام انھیں نماز پڑھانے کا آغاز ہی بیٹھ کر کرے، اس صورت میں وہ اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے۔ وہ امام جو مسجد میں ہمیشہ نماز پڑھاتا ہے، وہ اگر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کرے، لیکن دوران نماز کسی علت کے لاحق ہونے پر بیٹھ جائے، تو اس صورت میں مقتدیوں کا اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پوری کرنا واجب ہے۔ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے، جس میں مرض الموت میں نبی ﷺ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور لوگوں کو نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شاك : بوزن قاض، مريض.
- وإذا رفع : من الركوع ومن السجود.
- سمع الله لمن حمده : أجاب الله الدعاء لمن حمده.
- ربنا لك الحمد : ربنا استجب لنا أو ربنا أطعناك، لك الحمد، وبهذا اشتملت هذه الجملة على معنى الدعاء ومعنى الخبر.
- فصلوا جلوسا : ولو كانوا قادرين على القيام.

فوائد الحديث:

١. أنه يجوز على النبي -صلى الله عليه وسلم- ما يجوز على البشر من الأسقام والأمراض؛ لازدياد قدره رفعة.
٢. جواز إمامة العاجز عن القيام بالقادرين عليه.
٣. جواز الإشارة في الصلاة للحاجة.
٤. وجوب متابعة المأموم للإمام في الصلاة وتحريم المسابقة.
٥. تحريم مخالفة الإمام وبطلان الصلاة بها.
٦. أن الأفضل في المتابعة، أن تقع أعمال المأموم بعد أعمال الإمام مباشرة. قال الفقهاء: وتكره المساواة والموافقة في هذه الأعمال.
٧. أن من الحكمة في جعل الإمام في الصلاة؛ الاقتداء والمتابعة.
٨. تَحَتمُ طاعة القادة وولاة الأمر ومراعاة النظام، وعدم المخالفة والانشقاق على الرؤساء.
٩. أن المأموم يقول: "ربنا لك الحمد" بعدما يقول الإمام: "سمع الله لمن حمده"، والمنفرد والإمام يقول: "سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد."
١٠. وجوب متابعة الإمام، وأنها مقدمة على غيرها من أعمال الصلاة؛ فقد أسقط القيام عن المأمومين القادرين عليه، مع أنه أحد أركان الصلاة، كل ذلك؛ لأجل كمال الاقتداء.
١١. أن الإمام إذا صلى جالسا -لعجزه عن القيام- صلى خلفه المأمومون جلوساً ولو كانوا قادرين على القيام؛ تحقيقا للمتابعة والاقتداء.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (6075)

صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فكان يسلم عن يمينه: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وعن شماله: السلام عليكم ورحمة الله	میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اپنے دائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہ" کہہ کر اور بائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃُ اللہ" کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔
١٩٦٧. الحديث: عن وائل بن حُجْرٍ -رضي الله عنه- قال: صلَّيت مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فكان يُسلِّم عن يَمينه: «السَّلام عليكم ورحْمَة الله وبَرَكَاتُه»، وعن شِمَاله: «السَّلام عليكم ورحْمَة الله».	**١٩٦٧. حدیث :** وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اپنے دائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہ" کہہ کر اور بائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃُ اللہ" کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث يدل على أنَّ المصلي لا يخرج من صلاته إلا بتسليمتين عن اليمين والشمال، فيقول في الأولى «السلام عليكم ورحمة الله وبركاته»، في الثانية: «السلام عليكم ورحمة الله»، وزيادة (بركاته) تكون أحيانًا؛ لورود أحاديث أخرى ليس فيها هذه الزيادة، والغالب عدم الزيادة ولكنها جائزة.	**اجمالی معنی :** یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نمازی اپنی نماز سے دو سلام پھیر کر ہی فارغ ہوتا ہے، ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ پہلے میں وہ «السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ» کہتا ہے اور دوسرے میں «السلام علیکم ورحمۃ اللہ» کہتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.
التخريج: وائل بن حُجْرٍ -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
فوائد الحديث:

١. مشروعية التَّسليم من الصلاة وهو من أركانها؛ لفعله -صلى الله عليه وسلم- المستمر مع حديث علي -رضي الله عنه- مرفوعًا: (تحليلها التَّسليم). رواه أبو داود وغيره.
٢. استحباب الإتيان بزيادة و"بركاته"، لكن في بعض الأحيان؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن يَداوم عليه، والأغلب عدم قولها.
٣. يستحب أن تكون التَّسليمة الأولى إلى جهة اليمين والثانية إلى جهة الشّمال.
٤. فيه أنه لا يخرج من الصلاة إلا بالتَّسليم، فلو خرج منها بدون تسليم متعمدا بطلت صلاته، وإن كان ناسيا يَعود ويجلس إذا تَذَكَّر ذلك عن قُرب، ثم يُسَلِّم عن يمينه وعن شِماله ثم يسجد للسَّهو.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. المجموع شرح المهذب (مع تكملة السبكي والمطيعي)، أبو زكريا محيي الدين النووي، الناشر: دار الفكر. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني،

دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (10945)

صليت وراء أبي هريرة فقرأ: بسم الله الرحمن الرحيم، ثم قرأ بأم القرآن حتى إذا بلغ، غير المغضوب عليهم ولا الضالين، فقال: آمين، فقال الناس: آمين، ويقول كلما سجد: الله أكبر.

میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی، یہاں تک کہ جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" پر پہنچے، تو آمین کہا۔ چنانچہ لوگوں نے بھی آمین کہا اور آپ جب بھی سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔

١٩٦٨. الحديث:

عن نُعَيم المُجْمِر قال: صَلَّيت وراء أبي هريرة فقرأ: ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾، ثم قرأ بأم القرآن حتى إذا بلغ ﴿غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾ فقال: «آمين». فقال الناس: آمين، ويقول كلما سجد: «الله أكبر»، وإذا قام من الجلوس في الاثْنَتَين قال: «الله أكبر»، وإذا سلم قال: «والذي نفسي بيده، إني لأَشْبَهُكُم صلاة برسول الله -صلى الله عليه وسلم-».

١٩٦٨. حدیث:

نعیم بن مجمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی، یہاں تک کہ جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" پر پہنچے، تو آمین کہا۔ چنانچہ لوگوں نے بھی آمین کہا اور آپ جب بھی سجدہ کرتے "اللہ اکبر" کہتے۔ جب دو رکعت کے بعد جلسے سے اٹھے تو "اللہ اکبر" کہا اور جب سلام پھیرا تو کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری نماز تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔

درجة الحديث: ضعيف الإسناد

حدیث کا درجہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث أن أبا هريرة -رضي الله عنه- كان يجهر بالبسملة قبل الفاتحة في الصلاة، وأنه كان يكبر حال سجوده والرفع منه؛ وكان يعزو ذلك لاقتدائه بالنبي -صلى الله عليه وسلم-. والأحاديث الأصح والأكثر فيها عدم الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم، كحديث أنس -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر وعمر وعثمان كانوا يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العالمين.

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں فاتحہ سے پہلے اونچی آواز سے "بسم اللہ" پڑھتے تھے اور یہ کہ وہ سجدے میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے اور فرماتے کہ وہ ایسا نبی ﷺ کی پیروی میں کرتے ہیں۔ اس معاملے میں زیادہ تر صحیح احادیث "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو جہرا نہ پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کا آغاز "الحمد للہ رب العالمین" سے کرتے تھے۔

راوي الحديث: رواه النسائي.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. استحباب الجهر بالبسملة في أول القراءة في الصلاة أحيانًا.
٢. استحباب قول: "آمين" للإمام، مادًّا بها صوته.
٣. التأمين هو من طابع الدعاء؛ أي: يختم به الدعاء، ومعناه: "استجب"، ويقال التأمين بعد سكتة لطيفة بعد القراءة؛ لِيُعلم أنَّه ليس من القرآن.
٤. مشروعية تكبير الانتقال من ركن إلى ركن آخر.
٥. فيه حرص الصحابة على الاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (10912)

طَلَّقْتَ لغير سنة، وراجعتَ لغير سنة، أشهد على طلاقها، وعلى رجعتها، ولا تعد

تم نے سنت کے خلاف طلاق دی ہے اور سنت کے خلاف رجعت کی ہے، اپنی طلاق اور رجعت دونوں کے لیے گواہ بناؤاور پھر اس طرح نہ کرنا۔

١٩٦٩. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- أنه سُئِلَ عن الرجل يُطلِّق امرأته، ثم يَقَعُ بها، ولم يُشْهِدْ على طلاقها، ولا على رَجْعَتِهَا، فقال: "طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، وَرَاجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ على طلاقها، وعلى رَجْعَتِهَا، ولا تَعُدْ".

١٩٦٩. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو طلاق دے دے پھر اس کے ساتھ صحبت بھی کر لے اور اپنی طلاق اور رجعت کے لیے کسی کو گواہ نہ بنائے، تو انہوں نے کہا کہ "تم نے سنت کے خلاف طلاق دی ہے اور سنت کے خلاف رجوع کیا ہے، اپنی طلاق اور رجعت دونوں کے لیے گواہ بناؤ اور پھر اس طرح نہ کرنا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث سئل عمران بن حصين -رضي الله عنهما- عن رجل طلق امرأته, ثم جامعها بعد أن راجعها, من دون أن يشهد على الطلاق ولا على الرجعة, فأجاب -رضي الله عنه- بأن هذا المطلق قد خالف السنة في الحالين, في طلاقها ابتداء حين لم يشهد, وفي رجعتها ثانيًا حين لم يشهد أيضًا, وأمره بالإشهاد على طلاقها, وعلى رجعتها, وأن لا يعود لمثل هذا العمل.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر رجوع کے بعد اس سے صحبت بھی کر لی، طلاق اور رجوع پر کسی کو گواہ بنائے بغیر، آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس طلاق دینے والے نے دونوں حالتوں میں سنت کی مخالفت کی ہے، پہلے تو اس نے طلاق دیتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا اور دوسری مرتبہ رجعت کے وقت بھی کسی کو گواہ نہیں بنایا، اور آپ نے طلاق و رجعت پر گواہ بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اس طرح کا عمل پھر نہ دہرانا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه.

التخريج: عمران بن حصين -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- رجعتها : الرجعة: هي إعادة مطلقة غير بائن إلى ما كانت عليه، بغير عقد.
- أشهد على طلاقها : أخبر من يشهد أنك طلقتها، لِئَلَّا يَقَعَ النِّزَاعُ وَالتُّهْمَةُ.
- لغير سُنة : أي عمله هذا على غير سُنة.

فوائد الحديث:

١. إثبات أصل مشروعية إرجاع الزوجة المطلقة إلى عصمة نكاح زوجها بالرجعة المعتبرة.
٢. الرجعة لابد أن تكون في طلاقٍ رجعي، أما الطلاق البائن بينونة كبرى أو صغرى، فلا تصح الرجعة فيه.
٣. أن الرجعة لا يعتبر فيها رضا الزوجة، لعدم ذكرها هنا، ولقوله تعالى: {وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ} [البقرة: ٢٢٨]، أي: في العدة.
٤. استحباب الإشهاد على الطلاق، ليحصل التوثيق، وقد أجمع العلماء على أن الطلاق جائز ونافذ، ولو لم يحصل عليه إشهاد.
٥. أن الشيء إذا فات وأمكن تلافيه فإنه يتلافى؛ لأمره بالإشهاد فيما بعد.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - إرواء الغليل في

تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق – الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ- البدرُ التمام شرح بلوغ المرام، للمغربي. الناشر: دار هجر. الطبعة: الأولى. - حاشية السندي على سنن ابن ماجه، للسندي. الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت.

طلق رجل امرأته ثلاثا، فتزوجها رجل، ثم طلقها قبل أن يدخل بها، فأراد زوجها الأول أن يتزوجها، فسئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، فقال: «لا، حتى يذوق الآخر من عسيلتها ما ذاق الأول»

ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو اس سے ایک دوسرے آدمی نے شادی کرلی پھر اس نے صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی، اب اس کے پہلے خاوند نے اس سے شادی کا ارادہ کیا، اور رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں، یہاں تک کہ دوسرا یعنی شوہرِ ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا"۔

١٩٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: طلَّق رجل امرأَته ثلاثا، فَتَزَوَّجها رجل، ثم طلَّقها قَبْل أن يَدْخُل بها، فَأَراد زوجها الأول أن يتزوَّجها، فسُئِل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، فقال: «لا، حتى يَذُوَق الآخرُ مِنْ عُسَيْلَتِها ما ذَاقَ الأوّل».

١٩٧٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو اس سے ایک دوسرے آدمی نے شادی کرلی پھر اس نے صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی، اب اس کے پہلے خاوند نے اس سے شادی کا ارادہ کیا اور رسول ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، یہاں تک کہ دوسرا یعنی شوہرِ ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت امرأة رفاعة القرظي شاكية حالها إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-, فأخبرته أنها كانت زوجًا لرفاعة، فبتَّ طلاقها بالتطليقة الأخيرة، وهي الثالثة من طلقاتها، وأنها تزوجت بعده عبد الرحمن بن الزَّبِير -بفتح الزاي- فلم يستطع أن يمسها, فطلقها، فَأَراد زوجها الأول أن يتزوَّجها، فسألت النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك, فمنعه ونهى عنه، وأخبرها بأنه لابد لحل رجوعها إلى رفاعة من أن يطأها زوجها الأخير.

اجمالی معنیٰ:

رفاعہ قرظی کی بیوی اپنی حالت کی شکایت لے کر نبی ﷺ کے پاس آئیں، انہوں نے بتایا کہ وہ رفاعہ کی زوجیت میں تھیں کہ انہوں نے انہیں آخری طلاق طلاقِ بتہ دے دیا، یعنی تینوں طلاق دے دی، اور انہوں نے عبدالرحمان بن زَبِیر سے شادی کرلی، انہوں نے انہیں چھوا بھی نہیں اور طلاق دے دی، اب ان کے پہلے شوہر نے ان سے شادی کرنی چاہی تو انہوں نے اس کے بارے میں نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، آپ ﷺ نے منع فرمایا اور اس سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ رفاعہ کی جانب رجوع کے جواز کے لیے ضروری تھا کہ دوسرے شوہر نے ان سے وطی کیا ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رجل : هو رِفَاعَة القرظي.
- فتزوجها رجل : الرجل الثاني: عبد الرحمن بن الزَّبِير القرظي.
- يَدْخُل بهَا : المراد بالدخول هنا ليس مجرَّد الخلوة، وإنَّما هو الوطء.
- يذوق : يُقال: ذاق يذوق ذوقًا: اختبر الطعم، والذوق هو الحاسة التي يتميز بها خواص الأجسام الطعمية، والأصل في الذوق تعرُّف الطعم، ثمَّ كثر حتى جعل عبارة عن كل تجربة، ومنه معنى الحديث.
- عُسيلتها : تصغير عسلة، والمقصود الجماع. تشبيها للذَّة الجِماع بذوق العسل.

فوائد الحديث:

١. المطلقة ثلاثًا لا يحل لمطلِّقها أن يرجعها حتى تنكح زوجًا غيره، ويجامِعها الزوج الثاني، ثم يطلقها بغير نية التحليل، وتعتد منه، قال -تعالى-: {فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا} [البقرة: ٢٣٠].

٢. لابُدَّ أنْ يكون زواج الثاني زواج رغبةٍ، لم يقصد به التحليل، أما إنْ قصد الثاني بزواجه التحليل للأوَّل، فإنَّ العقد غير صحيح، بل هو باطلٌ، ونكاحه ووطؤه محرَّم، ولم تحل للزوج الأول, كما دلت عليه الأحاديث الأخرى.

٣. لابُدَّ لصحة حِلِّ المطلقة للزوج الأول، أن يطأها الزوج الثاني في عقد صحيح, وذلك بإيلاج الحشفة -أو قدرها من مجبوبٍ- في فرج المرأة المطلَّقة، مع انتشار وإن لم ينزل، فلا يكفي مجرَّد العقد، ولا الخلوة، ولا المباشرة دون الفرج، ولا كون العقد الثاني باطلًا أو فاسدًا، بل لابُدَّ أنْ يكون بعقدٍ صحيح.

٤. الشريعة الإسلامية أجمل الشرائع، وأقوم بمصالح العباد، فله أن يعاف زوجته، فإن تاقت نفسه إليها وجد السبيل إلى ردها، فإذا طلَّقها الثالثة لم يبق له عليها سبيل، إلاَّ بعد نكاح زوجٍ ثانٍ، نكاح رغبة، فإباحتها بعد الزوج الآخر من أعظم النعم.

٥. استعمال الكناية عن الشيء الذي يستحيا من ذكره بما يدل عليه, لقولها: قبل أن يدخل بها, والمراد بالدخول الجماع.

٦. إذا تصرف الإنسان تصرفًا على خلاف الشرع وهو يعتقده صحيحا, فلا عبرة بتصرفه, فهذه المرأة لما طلقت ظنت أن ذلك يبيحها للزوج الأول, فبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أنها لا تحل له حتى يدخل بها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ- بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (58078)

علمنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل أحدنا الخلاء أن يعتمد اليسرى، وينصب اليمنى	ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ سکھایا کہ جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو تو بائیں پاؤں پر اعتماد کرے (وزن ڈالے) اور دائیں کو کھڑا کرلے۔
١٩٧١. الحديث: عن سراقة بن جعشم -رضي الله عنه- قال: عَلَّمَنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل أَحَدُنَا الخلاء أن يَعْتَمِد اليسرى، وينصِب اليمنى.	**١٩٧١. حدیث:** حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ سکھایا کہ جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو تو بائیں پاؤں پر اعتماد کرے (وزن ڈالے) اور دائیں کو کھڑا کرلے۔''
درجة الحديث: منكر	**حدیث کا درجہ:** منکر
المعنى الإجمالي: يبين لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في الحديث الشريف أدب من آداب الخلاء ألا وهو: أن يعتمد الإنسان حال قضاء الحاجة على رجله اليسرى فيميل ناحيتها، ويرفع رجله اليمنى، لكنه حديث منكر فلا يشرع العمل بهذا الأدب.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نبی کریم ﷺ بیت الخلاء کے آداب بیان فرما رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حالت قضائے حاجت میں اپنے بائیں پاؤں پر وزن ڈالے اور اس طرف جھکا ہوا ہو اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔ لیکن یہ حدیث منکر ہے اس لیے اس پر عمل کرنا مشروع نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه البيهقي.

التخريج: سراقة بن مالك بن جعشم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخلاء : أصله المكان الخالي، فسمي به المكان المعد لقضاء الحاجة، لخلوه من الناس، أو لخلوة الإنسان به.
- يعتمد : أن يتمايل على رجله اليسرى، ويميل على جهتها.
- ينصب : يرفع، والمراد: أن يرفع رجله اليمنى حال قضاء الحاجة.

فوائد الحديث:

١. استحباب نصب الرجل اليمنى على فرض صحة الحديث، والتحامل على الرجل اليسرى أثناء قضاء الحاجة.

٢. الشريعة المحمدية جاءت بكل ما فيه صلاح، ونهت عن كل ضرر، وأنها لم تترك شيئاً من أمور العبادة إلا بينته، حتى في هذه الحال، وجهتهم إلى ما فيه راحتهم وصحتهم.

٣. قال العلماء: والحكمة في ذلك -والله أعلم- أنه أسهل لخروج الخارج؛ لأن المعدة في الجانب الأيسر، فإذا اعتمد على رجله اليسرى كان ذلك أسهل لخروج الخارج، هذا من الناحية الطبية، وأما من الناحية الأدبية فإن اليسرى هي التي تستعمل لإزالة الأذى فيعتمد عليها، وأما اليمنى فهي التي تستعمل للأشياء الطيبة؛ ولذلك لا يعتمد عليها حال قضاء الحاجة تشريفا لها.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. السنن الكبرى، أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، نشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ١٩٩٢م.

الرقم الموحد: (10043)

علمني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كلمات أقولهن في الوتر

رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر میں پڑھنے کے لیے چند کلمات سکھائے۔ (جو یہ ہیں) : ''اللھم اہدنی فیمن ہدیت، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیتَ، وبارک لی فِیمَا أَعْطَیتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیتَ، إِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیکَ، وإنہ لَایَذِلُّ مَنْ وَالَیتَ، وَلَایَعِزُّ مَنْ عَادَیتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیتَ''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) ہدایت دے جنھیں تونے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) عافیت عطا فرما جن کو تونے عافیت عطا کی، اور میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کرکے) جن کا تو نگراں بنا اور جو تونے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور جس کا تونے فیصلہ فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے دشمنی کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

١٩٧٢. الحديث:

عن الحسن بن علي -رضي الله عنهما- قال: عَلَّمَنِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كلمات أقولهن في الوتر، -قال ابْنُ جَوَّاسٍ: في قنوت الوتر:- «اللَّهُمَّ اهدني فيمن هديت، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وبارك لي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وإنه لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ»..
وفي رواية: قال في آخره: وصلى الله على النبي محمد.

١٩٧٢. حدیث :

حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر میں پڑھنے کے لیے چند کلمات سکھائے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد وتر کی نماز میں پڑھی جانے والی قنوت ہے۔ (جو کہ یہ ہیں) : ''اللھم اہدنی فیمن ہدیت، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیتَ، وبارک لی فِیمَا أَعْطَیتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیتَ، إِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیکَ، وإنہ لَایَذِلُّ مَنْ وَالَیتَ، وَلَایَعِزُّ مَنْ عَادَیتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیتَ''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) ہدایت دے جنھیں تو نے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) عافیت عطا فرما جن کو تو نے عافیت عطا کی، میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کرکے) جن کا تو نگراں بنا، اور جو تو نے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور جس کا تو نے فیصلہ فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔'' امام نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے آخر میں کہا : ''وصلی اللہ علی النبی محمد''۔ (اور نبی محمد پر اللہ کی رحمت ہو)۔

درجة الحديث: صحيح وزيادة النسائي ضعيفة

حدیث کا درجہ :

المعنى الإجمالي:

تضمن هذا الحديث الشريف لجمل نفيسة يقولها المسلم حين قيامه لصلاة الوتر؛ ففي قوله: (أقولهن) أي أدعو بهن. وأما قوله: (في قنوت الوتر) وفي رواية: في الوتر. والقنوت يطلق على معان، والمراد به ههنا الدعاء في صلاة الوتر في محل مخصوص من القيام. (اللَّهُمَّ اهدني) أي ثبتني على الهداية، أو زدني من أسباب الهداية. (فيمن هديت) أي في جملة من هديتهم، أو هديته من الأنبياء والأولياء، كما قال سليمان: {وأدخلني برحمتك في عبادك الصالحين}، قوله: (وعافني) أمر من المعافاة التي هي دفع السوء. وأما قوله -صلى الله عليه وسلم-: (وتولني) أي تول أمري وأصلحه. (فيمن توليت) أمورهم ولا تكلني إلى نفسي. وقال المظهر: أمر مخاطب من تولى إذا أحب عبداً وقام بحفظه وحفظ أموره. قوله: (وبارك) أي أكثر الخير. (لي) أي لمنفعتي. (فيما أعطيت) أي فيما أعطيتني من العمر والمال والعلوم والأعمال. قوله -صلى الله عليه وسلم-: (وقني) أي احفظني. (شر ما قضيت) أي شر ما قضيته أي قدرته لي، أو شر قضائك. قيل: سؤال الوقاية وطلب الحفظ عما قضاه الله وقدره للعبد مما يسوءه، إنما هو باعتبار ظاهر الأسباب والآلات التي يرتبط بها وقوع المقضيات، ويجري فيها المحو والإثبات فيما لا يزال. (تقضي) أي تقدر أو تحكم بكل ما أردت. (ولا يُقْضَى عليك) أي: لا يقع حكم أحد عليك، فلا معقب لحكمك ولا يجب عليك شيء إلا ما أوجبته عليك بمقتضى وعدك. (إنه) أي الشأن (لا يذِلُّ) أي لا يصير ذليلاً. (من واليت) الموالاة ضد المعاداة. وهذا في مقابلة لا يعز من عاديت، كما جاء في بعض الروايات، والمعنى أي لا يذل من واليت من عبادك في الآخرة أو مطلقاً وإن ابتلي بما ابتلي به، وسلط عليه من أهانه وأذله باعتبار الظاهر؛ لأن ذلك غاية الرفعة والعزة عند الله وعند أوليائه، ولا عبرة إلا بهم. ومن ثم وقع للأنبياء عليهم الصلاة والسلام من الامتحانات العجيبة ما هو مشهور. وخُتِم الحديث

اجمالی معنی:

یہ حدیث بہت خوبصورت جملوں پر مشتمل ہے جن کو مسلمان اپنی نماز وتر میں قیام کی حالت میں ادا کرتا ہے۔ ان کا یہ کہنا: ''أقولهن'' (میں یہ کہوں) یعنی میں ان کلمات کے ساتھ دعا کروں۔ اور یہ کہنا کہ: ''في قنوت الوتر'' (قنوت وتر میں)اور ایک روایت میں ہے: ''في الوتر'' (وتر میں)۔ قنوت کا کئی معانی پر اطلاق ہوتا ہے جب کہ یہاں پر نماز وتر میں قیام کی ایک مخصوص حالت میں دعا کرنا مراد ہے۔ ''اللهم اهدني'' (یا اللہ مجھے ہدایت دے) یعنی مجھے ہدایت پر ثابت قدم فرما، یا مزید اسبابِ ہدایت عطا فرما۔ ''فيمن هديت'' (ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی) یعنی جن کو ہدایت سے سرفراز کیا، یا جن کو تو نے انبیاء اور اولیاء میں سے ہدایت دیا جیسا کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ''وَأدخلني برحمتك في عبادك الصالحين'' (کہ مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں داخل فرما)۔ یہ قول: ''وعافني'' (مجھے عافیت عطا فرما) یعنی ایسی عافیت کا معاملہ فرما جس سے برائی دور رہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ: ''وتولني'' (یعنی میرا نگہباں ہوجا) سے مُراد میرے معاملے کا والی بن جا اور اس کی اصلاح فرما دے۔ ''فيمن توليت'' (جن کا تو نگراں بنا) یعنی جن کے معاملات کا تو والی بن گیا ہے اور مجھے میرے بھروسے پر نہ چھوڑنا۔ امام مظہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس ذات سے والی بننے کی التجا کی جا رہی ہے، اُس کی یہ نگرانی اسی وقت ملتی ہے جب وہ (اللہ) اپنے اُس بندے سے محبت کرے، اس کی اور اس کے معاملات کی حفاظت کرے۔ یہ قول: ''وبارك'' (اور برکت دے) یعنی خیرِ کثیر۔ ''لي'' (میرے لیے) یعنی جو میرے لیے نفع مند ہو۔ ''فيما أعطيت'' (جو تو نے مجھے عطا کیا) یعنی جو کچھ بھی تو نے مجھے عمر، مال، علم اور اعمال کی شکل میں عنایت کیا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''وقني'' (مجھے بچالے) یعنی مجھے محفوظ فرما دے۔ ''شر ما قضيت'' (اس شر سے جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے) یعنی جس شر کا تو نے فیصلہ کر لیا اور اسے میرے حق میں مقدر کر دیا ہے، یا پھر تیرے فیصلے سے جو شر پہنچے گا۔ اس میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور جو اس نے بندے کے لیے مقدر کر دیا ہے جس کو وہ اچھا نہیں سمجھتا اس سے بچاؤ اور تحفظ کا تقاضا کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ظاہری اسباب اور آلات کے اعتبار سے جو کہ واقع ہونے والے فیصلوں سے وابستہ ہوتے ہیں اور جس کی وجہ سے ختم ہونے اور عارضی طور پر باقی رہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ ''تقضي'' (تو فیصلہ کرے) یعنی جس کو تو مقدر کر دے یا اپنے جس ارادے کا حکم دے دے۔ ''ولا يُقْضَى عليك'' (تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا) مطلب تیرے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی تیرے حکم کا پیچھا کیا جا سکتا ہے۔ تجھ پر کوئی چیز واجب نہیں ہاں اگر تو خود اپنے وعدے کے مطابق اپنے اوپر جس چیز کو لازم کر لے۔ (إنه)

بقوله: (تبارکت) أي تكاثر خيرك في الدارين. (ربَّنا) أي يا ربنا. (وتعاليت) أي ارتفع عظمتك وظهر قهرك وقدرتك على من في الكونين، وارتفعت عن مشابهة كل شيء.

(بے شک وہ) یعنی اس کی شان۔ (لا یذلُّ) (ذلیل نہیں) یعنی وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ (من والیت) (جس کو تو دوست بنالے) موالات (دوستی) معادات (دشمنی) کی ضد ہے۔ یہ ''جس سے تیری دشمنی ہوجائے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا'' سے مقابلے کے طور پر وارد ہے، جیسا کہ بعض روایات میں موجود ہے۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ جن کو تو نے اپنا دوست بنالیا ہے ان کو آخرت میں تو ذلیل نہیں کرے گا۔ یا پھر مطلقاً وہ دنیا و آخرت دونوں میں (ذلت سے دور رہیں گے) اور انھیں جو آزمائش میں ڈالا گیا اور ان پر جو ذلت و اہانت مسلط کی گئی تو یہ ظاہری اعتبار سے ہے، کیوں کہ یہ آزمائش اللہ اور اس کے اولیاء کے نزدیک رفعت و بلندی کی انتہا ہے، اور انھیں کا اعتبار ہے۔ اسی بنا پر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ و السلام عجیب و غریب آزمائشوں میں مبتلا کیے گیے جو مشہور و معروف ہے (لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آزمائش میں ڈال کر اللہ نے ان کی عزت میں کمی کی تھی، اس لیے کہ اللہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ایسا نہیں کرسکتا)۔ پھر یہ حدیث اس قول کے ساتھ ختم ہوتی ہے ''تبارکت'' (تو بابرکت ہے) یعنی دنیا و آخرت میں خیر کثیر تیرے پاس ہی ہے۔ ''ربّنا'' (ہمارے رب) یعنی اے ہمارے رب! ''وتعالیت'' (تو بلند ہے) یعنی تو اپنی عظمت کے اعتبار سے عظیم تر ہے اور کونین میں رہنے والوں پر تیری قدرت اور قہر کا ظہور و غلبہ ہے اور تو ہر قسم کی مشابہت سے بالاتر ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي النسائي ابن ماجه أحمد سنن الدرامي.

التخريج: الحسن بن علي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- فيمن هديت : من النبيين، والصديقين، والشهداء، والصالحين، و"في" في هذه الفقرة والتي بعدها بمعنى "مع".
- عافني : احفظني من كل نقص ظاهر، أو باطن في الدنيا والآخرة، واجعلني مندرجًا فيمن عافيت.
- تولني : بحفظك عن كل مخالفة، ونظر إلى غيرك، واجعلني مندرجًا فيمن توليت، والموالاة ضد المعاداة.
- بارك لي : أَنْزِل عَلَيَّ بركتك العظمى، من التشريف والكرامة، وزدني من فضلك.
- قني : اجعل لي وقايةً من عندك، تقيني شر ما خلقته ودبرته.
- إنَّك تقضي : تعليل لما قبله؛ إذ لا يعطي تلك الأمور المهمة العظام إلاَّ من كملت قدرته وقضاؤه، ولم يوجد منها شيء في غير الله تعالى.
- لا يذِل : أي: لا يضعف ولا يهون من واليت، والذل ضد العز.
- لا يَعِز : بفتح الياء وكسر العين؛ أي: لا ينتصر من عاديت، فهو ضد الذل.
- تبارکت : تعاظمت وتزايد برك وإحسانك، وكثر خيرك.
- تعاليت : تنزهًا عما لا يليق بك.

فوائد الحديث:

١. مشروعية القنوت في صلاة الوتر، واستحبابه فيها.
٢. استحباب هذا الدعاء الجامع لخيري الدنيا والآخرة، والمأثور عن النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فيكون من أفضل الأدعية.
٣. ليس في الحديث بيان محل هذا الدعاء، ولكن الحاكم في "المستدرك" (٣/ ١٨٨) زاد، فقال: "علمني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في وتري إذا رفعت رأسي، ولم يبق إلاَّ السجود."

٤. استحب الجمهور رفع اليدين حال الدعاء.

٥. ظاهر الحديث دليل على أنَّه يجوز للإنسان أن يزيد في دعاء قنوت الوتر على هذه الكلمات.

٦. إن زاد الإمام بعض الأدعية المأثورة فحسن، وإن دعا بما يناسب بعض الأحوال العارضة، كالاستغاثة حال الجدب، أو الدعاء بنصرة المسلمين عند تسلط الأعداء، ونحو ذلك جاز.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه: لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. السنن الكبرى للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. صحيح أبي داود للألباني، (ط١)، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة، ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10936)

فلا تُشْهدني إذًا، فإني لا أشهد على جور

١٩٧٣. الحديث:

عن النعمان بن بشير-رضي الله عنهما- قال: تصدق علي أبي ببعض ماله، فقالت أمي عَمْرَة بنت رَوَاحَة: لا أرضى حتى تشهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فانطلق أبي إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليُشْهِد على صدقتي فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أفعلت هذا بولدك كلهم؟ قال: لا. قال: «اتقوا الله واعدلوا في أولادكم، فرجع أبي، فرد تلك الصدقة». وفي لفظ: «فلا تُشْهدني إذًا، فإني لا أشهد على جَوْرٍ». وفي لفظ: «فأشهد على هذا غيري».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

ذكر النعمان بن بشير الأنصاري: أن أباه خصه بصدقة من بعض ماله فأرادت أُمه أن توثقها بشهادة النبي صلى الله عليه وسلم إذ طلبت من أبيه أن يُشهد النبي صلى الله عليه وسلم عليها. فلما أتى به أبوه إلى النبي صلى الله عليه وسلم ليتحمل الشهادة، قال له النبي صلى الله عليه وسلم : أتصدقت مثل هذه الصدقة على ولدك كلهم ؟ قال: لا. وتخصيص بعض الأولاد دون بعض، أو تفضيل بعضهم على بعض عمل مناف للتقوى وأنه من الجور والظلم، لما فيه من المفاسد، إذ يسبب قطيعة المفضَّل عليهم لأبيهم وابتعادهم عنه، ويسبب عداوتهم وبغضهم لإخوانهم المفضلين. لما كانت هذه بعض مفاسده قال النبي صلى الله عليه وسلم له: " اتقوا الله واعدلوا بين أولادكم ولا تشهدني على جور وظلم " ووبخه ونفَّره عن هذا الفعل بقوله: أشهد على هذا غيري. فما كان من بشير رضى اللَه عنه إلا أن أرجع تلك الصدقة كعادتهم في الوقوف عند حدود الله تعالى.

پھر مجھے گواہ نہ بناؤ، میں ظلم کے کام پر گواہ نہیں بنتا۔

١٩٧٣. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کیا۔ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں تب تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ نہ بناؤ۔ میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ آپ ﷺ کو مجھے کیے گئے ہبہ پر گواہ بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: "کیا تم نے ایسا اپنے سب بچوں کے ساتھ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے مابین عدل کیا کرو۔" چنانچہ میرے والد واپس آئے اور وہ ہبہ واپس لے لیا۔ ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: پھر مجھے گواہ نہ بناؤ۔ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: پھر اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بطورِ خاص انہیں اپنا کچھ مال دیا۔ ان کی والدہ یہ چاہتی تھیں کہ نبی ﷺ کی گواہی کے ذریعے اس کی تاکید کرالیں چنانچہ ان کی والدہ نے ان کے والد سے مطالبہ کیا کہ وہ اس ہبہ شدہ مال پر نبی ﷺ کو گواہ بنائیں۔ چنانچہ جب ان کے والد انہیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ اس کے گواہ بن جائیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم نے اس طرح کا ہبہ اپنی ساری اولاد کو کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اولاد میں سے کچھ کو خاص کر لینا اور باقی کو چھوڑ دینا یا پھر انہیں ایک دوسرے پر فضیلت دینا تقوی کے منافی رویہ ہے اور زیادتی اور ظلم ہے کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد مضمر ہیں۔ اس کی وجہ سے جس اولاد پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہوتی ان کی اپنے باپ سے قطع تعلقی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے دور ہو جاتے ہیں اور ان کے جن بھائیوں کو ان پر ترجیح دی گئی ہوتی ہے ان سے ان کی دشمنی اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کچھ ایسے مفاسد ہیں (جو اس طرح کی بے انصافی سے جنم لیتے ہیں)۔ اس وجہ سے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل کرو اور مجھے ظلم وجور کے کام پر گواہ نہ بناؤ۔ آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اس عمل پر ان کی توبیخ کی اور انہیں اس سے نفرت دلائی کہ اس کام پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔ بشیر رضی اللہ عنہ نے لوٹتے ہی وہ ہبہ شدہ مال واپس لے لیا

جیسا کہ صحابہ کرام کا طرز عمل ہوا کرتا تھا کہ وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کی پاسداری کیا کرتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه، وله ألفاظ عديدة

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- حتى تُشْهِد رسول الله صلى الله عليه وسلم : حتى تخبره أنك أعطيته ذلك، وغرضها بذلك تثبيت العطية
- تلك الصدقة" : التي أعطاها للنعمان

فوائد الحديث:

١. وجوب العدل بين الأولاد، وتحريم التفضيل أو التخصيص، والعدل أن يكون للذكر مثل حظ الأنثيين، وهذا في الهبة وليس في النفقة؛ لأن النفقة تقدر بالحاجة.
٢. أن تفضيل بعض الأولاد على بعض من الجور والظلم ولا تجوز فيه الشهادة تحملا وأداء
٣. وجوب رد الزائد أو إعطاء الآخرين، حتى يتساووا.
٤. أن الأحكام التي تقع على خلاف الشرع تبطل، ولا تنفذ، ولا يعتبر عقدها الصوري، لأنه على خلاف المقتضى الشرعي.
٥. استفصال الحاكم والمفتي عما يحتمل الاستفصال لقوله صلى الله عليه وسلم:"أفعلت هذا بولدك كلهم
٦. أن الإشهاد في عطية الأب لابنه الصغير يغني عن القبض.
٧. -وقال شيخ الإسلام " ابن تيمية ": والحديث والآثار تدل على وجوب العدل... ثم هنا نوعان. أ- نوع يحتاجون إليه من النفقة في الصحة والمرض ونحو ذلك، فالعدل فيه أن يعطى كل واحد ما يحتاج إليه، ولا فرق بين محتاج قليل أو كثير. ب- ونوع تشترك حاجتهم إليه، من عطية، أو نفقة، أو تزويج . فهذا لا ريب في تحريم التفاضل فيه. وينشأ من بينهما نوع ثالث، وهو أن ينفرد أحدهم بحاجة غير معتادة، مثل أن يقضى عن أحدهم دينا وجب عليه من أرش جناية، أو يعطى عنه المهر، أو يعطيه نفقة الزوجة، ونحو ذلك، ففي وجوب إعطاء الآخر مثل ذلك نظر" ا.هـ من الاختيارات.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6035)

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بنت حمزة: لا تحل لي، يحرم من الرضاع: ما يحرم من النسب، وهي ابنة أخي من الرضاعة

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ: وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ رضاعت کی وجہ سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں اور وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

١٩٧٤. الحديث:

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بنت حمزة: لَا تَحِلُّ لِي يَحْرُمُ من الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ من النَّسَبِ وهي ابنة أَخِي من الرَّضاعة

١٩٧٤. حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ: وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ رضاعت کی وجہ سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں اور وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رَغِبَ علي بن أبي طالب رضي الله عنه، من النبي صلى الله عليه وسلم أن يتزوج بنت عمهما حمزة. فأخبره صلى الله عليه وسلم أنها لا تحل له، لأنها بنت أخيه من الرضاعة. فإنه صلى الله عليه وسلم، وعمه حمزة رضعا من (ثويبة) وهي مولاة لأبي لهب، فصار أخاه من الرضاعة، فيكون عم ابنته، ويحرم بسبب الرضاع، ما يحرم مثله من الولادة.

اجمالی معنی:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ چاہا کہ آپ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیں جو ان دونوں کے چچا تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ ان کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا جو ابو لہب کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ چنانچہ اس طرح سے آپ ﷺ حمزہ کے رضاعی بھائی اور ان کی بیٹی کے چچا ہوئے۔ اور (قاعدہ یہ ہے کہ) رضاعت کی وجہ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عباس رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- بنت حمزة : أمامة، وقيل غير ذلك
- يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب : هذه جملة مبينة لسبب عدم الحل.
- أخي : حمزة عم النبي صلى الله عليه وسلم ، أرضعته وإياه ثويبة.

فوائد الحديث:

١. ما يثبت في الرضاع من المحرمية، ومنها تحريم النكاح.

٢. أنه يثبت فيه مثل ما يثبت في النسب. فكل امرأة حرمت نسبا، حرمت من تماثلها رضاعا.

٣. الذين تنتشر فيهم المحرمية من أجل الرضاع، هم المرتضع وفروعه، أبناؤه وبناته ونسلهم. أما أصوله، من أب، وأم، وآبائهم، فلا يدخلون في المحرمية. وكذلك حواشيه، من إخوة وأخوات، وأعمام، وعمات، وأخوال، وخالات. كل هؤلاء غير داخلين في حكمه. والرضيع يكون كأحد أولاد المرضعة، فتكون أمه، وصاحب اللبن أباه، وأولادهما إخوته وأخواته وآباؤه منهما- وإن عَلَوْا- أجداده، وأعمامهما: وعماتهما، وأخوالهما، وخالاتهما وأعمامه، وأخواله، وإخوانهما وأخواتهما، أعمامه و عماته، وأخواله، و خالاته.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ) الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، (١٣٨١ه) صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (6162)

قال فيروز: قلت: يا رسول الله، إني أسلمت وتحتي أختان؟ قال: «طلق أيتهما شئت»

فیروز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ان دونوں میں سے جس کو چاہو طلاق دے دو۔

١٩٧٥. الحديث:

عن الضحاك بن فيروز، عن أبيه قال: قلت: يا رسول الله، إني أسلمت وتحتي أختان؟، قال: «طَلِّق أيتَهُما شِئتَ».

١٩٧٥. حدیث:

ضحاک بن فیروز رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں میں سے جس کو چاہو طلاق دے دو"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

فيروز الديلمي رضي الله عنه صحابي من أهل اليمن أسلم وعنده زوجتان، هما أختان، وقد كان أهل الجاهلية يتزوجون الأختين معا لا يرون بذلك بأسا، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يختار منهما واحدة، لتبقى له زوجة، ويطلق الأخرى؛ لأنَّه لا يجوز الجمع بين الأختين في الإسلام.

اجمالی معنیٰ:

اہلِ یمن سے تعلق رکھنے والے صحابی رسول ﷺ، فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کی دو بیویاں تھیں جو سگی بہنیں تھیں اور اہل جاہلیت کے ہاں دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنے کا رواج تھا، وہ اس کو کوئی گناہ نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں تاکہ ان کے ہاں ایک بیوی رہے اور وہ دوسری کو طلاق دے دیں؛ کیونکہ دین اسلام میں دو سگی بہنوں کو نکاح میں ایک ساتھ رکھنا، جائز نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: فيروز الديلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. اتَّفق المسلمون على أنه لا يُجمع بين الأختين بعقد نكاح، سواء كانت الأخوَّة بنسب أو رضاع، حُرَّتَيْنِ أو أَمَتَيْنِ، أوْ إحداهما أَمَة، قبل الدخول أو بعده.

٢. إذا طلق إحداهما فإنه اختيار منه للباقية.

٣. اعتبار أنكحة الكفار من أهل الكتاب وغيرهم، وأنَّها صحيحة، ولو أسلموا عليها، وأنَّها كأنكحة المسلمين، فيما يجب فيها من أحكام.

٤. أنَّ المرأة لا تخرج عن عصمة الزوج بعد الإسلام إلاَّ بطلاق ونحوه، فالنكاح يبقى بعد الإسلام بلا تجديد عقد.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث -المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة

الأولى ١٤٢٧- - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

قال: أصلي في مرابض الغنم؟ قال: نعم، قال: أصلي في مبارك الإبل؟ قال: لا

اس نے پوچھا کہ کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے مزید پوچھا کہ کیا میں اونٹوں کے بیٹھنے کے مقام میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں!

١٩٧٦. الحديث:

عن جابر بن سمرة -رضي الله عنه- أن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم أأَتوضأ من لحوم الغنم؟ قال: «إن شِئْتَ فتوضأْ، وإن شِئْتَ فلا تَوَضَّأْ » قال أتوضأ من لحوم الإبل؟ قال: «نعم فتوضَّأْ من لحوم الإبِل» قال: أُصَلي في مَرَابِضِ الغَنَم؟ قال: «نعم» قال: أُصلي في مَبَارِكِ الإبِل؟ قال: «لا».

١٩٧٦. حدیث:

جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا میں بکری کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر چاہو تو وضو کر لو اور اگر نہ چاہو تو نہ کرو"۔ اس نے عرض کیا: کیا میں اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کرو"۔ عرض کیا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں"۔ اس نے مزید پوچھا کہ کیا میں اونٹوں کے بیٹھنے کے مقام میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: " أأَتوضأ من لحوم الغنم " هذا استفهام من الصحابي عن لحوم الغنم، هل يجب الوضوء من أكلها عند إرادة الصلاة أو ما يشرط له الطهارة ؟ " إن شِئْتَ فتوضأ، وإن شِئْتَ فلا تَوَضَّأْ " خَيَّره النبي _ صلى الله عليه وسلم _ بين فعل الوضوء وتركه، فكلاهما جائز. "قال أتوضأ من لحوم الإبل" أي: هل يجب الوضوء من أكل لحوم الإبل عند إرادة الصلاة أو ما يُشرط له الطهارة ؟ " نعم فتوضأ من لحوم الإبِل " أي: يجب عليك الوضوء من لحم الإبل ولو كان المأكول يسيرا، أما اللبن والمرق فلا يلزم الوضوء منه؛ لأن النَّبي -صلى الله عليه وسلم- لم يأمر العُرَنِيِّينَ بالوضوء من ألبان الإبل، وقد أمرهم بشُرْبها، وتأخيرُ البيان عن وقت الحاجة لا يجوز. " قال: أُصَلي في مَرَابِضِ الغَنم؟ " أي: هل تجوز الصلاة في الأماكن التي تأوي إليها الغنم؟ "قال: «نعم» " أي: تجوز لك الصلاة في تلك الأماكن لعدم الخشية منها . " قال: أُصلي في مَبَارِكِ الإبِل؟ " أي : هل تجوز لي الصلاة في الأماكن التي تأوي إليها الإبل وتبرك فيها؟ " قال: «لا» " أي : لا تصل فيها؛ لأنه لا يؤمن من نفورها،

اجمالی معنی:

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

فيلحق المصلي ضرر من صدمة وغيرها، وهذا المعنى مأمون من الغنم لما فيها من السُّكون وقِلَّة نُفورها، وعدم أذاها. سبل السلام(١/٩٩) فتح ذي الجلال والإكرام(١/٢٦٤) توضيح الأحكام(١/٣٠٤ ، ٣٠٥) تسهيل الإلمام(١/١٩٢ ، ١٩٥)

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: جابر بن سمرة _ رضي الله عنه _

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- مَرَابِض : هي مَبَارِكها ومواضع مبيتها ووضعها أجسادها على الأرض للاستراحة.
- مَبَارِك الإبل : هو الموضع الذي تَبْرُك فيه للشرب والراحة.

فوائد الحديث:

١. إباحة الوضوء بعد أكْل لحوم الغَنم ولا يجب.

٢. أن أكْل لحوم الإبل ناقض للضوء.

٣. إباحة تجديد الوضوء من لحوم الغنم؛ لأن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ حكم بعدم نقض الوضوء من لحوم الغنم، وأجاز له الوضوء، وهو تجديد للوضوء على الوضوء.

٤. إباحته الصلاة في مَرابِض الغَنم ومنعها في مَبَارِك الإبل.

٥. حرص الصحابة _ رضي الله عنهم _ على تعلم العلم.

٦. إثبات المشيئة للعبد؛ لقوله _ صلى الله عليه وسلم _: (إن شِئْت)

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

الرقم الموحد: (8399)

قتلوه قتلهم الله ألا سألوا إذ لم يعلموا فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر -أو يعصب- على جرحه خرقة، ثم يمسح عليها، ويغسل سائر جسده

انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں قتل کرے۔ جب انہیں علم نہیں تھا تو (کسی سے) سوال کیوں نہ کیا؟ کیونکہ لاعلمی کا علاج سوال ہی تو ہے۔ اس شخص کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ وہ تیمم کرلیتا اور اپنے زخم پر کپڑے کا کوئی ٹکڑا (یا پٹی) باندھ کر اس پر مسح کرلیتا اور بقیہ جسم کو دھولیتا

١٩٧٧. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: خرجنا في سَفَر فأصاب رجُلا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ في رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لي رُخْصَة في التَّيمم؟ فقالوا: ما نَجِد لك رُخْصَة وأنت تَقْدِرُ على الماء فاغْتَسَل فمات، فلمَّا قدِمْنَا على النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبر بذلك فقال: «قَتَلُوه قَتَلَهُم الله ألا سَألُوا إذ لم يعلموا فإنَّما شِفَاء العِيِّ السؤال، إنما كان يَكفيه أن يَتيمَّم ويَعْصِر-أو يَعْصِب- على جُرحِه خِرقَة، ثم يمسح عليها، ويَغسل سائر جسده».

١٩٧٧. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم ایک سفر پر نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس سے اس کے سر پر زخم آ گیا۔ پھر (اسی رات) اسے احتلام ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے لیے تیمم کرنے کی رخصت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: چونکہ تم پانی کے استعمال پر قادر ہو، اس لئے ہمارے نزدیک تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں۔ لہٰذا اس نے غسل کرلیا اور اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ جب ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں قتل کرے۔ جب انہیں علم نہیں تھا تو (کسی سے) سوال کیوں نہ کیا؟ کیونکہ لاعلمی کا علاج سوال ہی تو ہے۔ اس شخص کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ وہ تیمم کرلیتا اور اپنے زخم پر کپڑے کا کوئی ٹکڑا (پٹی) باندھ کر اس پر مسح کرلیتا اور بقیہ جسم کو دھولیتا۔

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ: حَسن لغیرہ

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر -رضي الله عنه- أنهم خرجوا في سفر، فأُصيب رَجُل منهم بِحَجر فَشُجَّ رأسه، ثم إنه احتلم فسأل أصحابه عن إجزاء التيمم بدلاً عن غسل العضو. "فقالوا: ما نَجِد لك رُخْصَة وأنت تَقْدِرُ على الماء فاغْتَسَل فمات" أي أنه لا يجزئ التيمم في هذه الحال؛ لوجود الماء، وإنما الرُّخصة في التيمم لفاقد الماء، وأما مع وجوده فلا رخصة لك، ثم إنه اغتسل فتأثر جُرحه بالماء فمات -رضي الله عنه-. فلما قدموا المدينة أخبروا النبي -صلى الله عليه وسلم- بالقصة فأعابهم بقوله: "قَتَلُوه قَتَلَهُم الله" دعا عليهم النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنهم تسببوا في قتله بفتواهم الخاطئة. " ألا سَألُوا إذ لم يعلموا " أي: كان الواجب عليهم أن يسألوا ولا يتسرعوا في

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ وہ ایک سفر پر نکلے، تو ان میں سے ایک آدمی کو پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ پھر اسے احتلام ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا عضو کو دھونے کے بجائے تیمم کرنا کافی ہے؟ ''انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ تم پانی کے استعمال پر قادر ہو، اس لئے ہمیں تو تمہارے لئے کوئی رخصت نظر نہیں آتی۔ لہٰذا اس نے غسل کر لیا اور وہ مرگیا۔'' یعنی اس حال میں تیمم کرنا کفایت نہیں کرے گا کیونکہ پانی موجود ہے۔ اور تیمم کی رخصت تو اس شخص کے لئے ہے جسے پانی نہ ملے۔ لیکن جب پانی موجود ہے تو تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں۔ پھر اس شخص نے غسل کر لیا اور پانی کی وجہ سے اس کا زخم متاثر ہوا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ رضی اللہ عنہ۔ جب وہ لوگ مدینہ آئے تو آپ ﷺ کو یہ قصہ سنایا، تو آپ ﷺ نے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ''انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں قتل کرے۔'' نبی ﷺ نے انہیں بددعا دی کیونکہ وہ اپنے غلط فتوے کی وجہ سے اس کی موت کا سبب بنے تھے۔ ''جب وہ جانتے نہیں تھے تو انہوں نے پوچھ

الفتوى؛ لما فيها من إلحاق الضرر بالغير وهو ما قد وقع. "فإنَّما شِفَاء العِيِّ السؤال" العِيُّ: الجَهل، والمعنى: لِمَ لمْ يسألوا حين لم يعلموا؛ لأن شِفاء الجهل السؤال، فإذا كان الإنسان يجهل الحكم الشرعي، فإن الشِّفاء من هذا الجهل أن يسأل، ولا يفتي بشيء يؤدي إلى الضرر أو يلحق الهلاك بالناس، ثم بَيَّن لهم النبي -صلى الله عليه وسلم- الحكم الشرعي في المسألة بقوله: "إنما كان يَكفيه أن يَتيمَّم ويَعْصِر-أو يَعْصِب- على جُرحِه خِرقة، ثم يمسح عليها، ويَغسل سائر جسده " هذا ما يلزمه، وهو الموافق لأصول الشريعة، أما إلزامه بالاغتسال مع ما يترتب عليه من ضَرر بدنه أو هلاكه أو تأخير برء، فهذا مخالف لأصول الشريعة. وبناء عليه: يُرخص لصاحب الجِراحة أو الشَّجة أن يَغسل سائر جسده بالماء ويمسح على العِصَابة ويكفي، أما بالنسبة للتيمم مع وجود الجبيرة، فلا يشرع؛ لأن إيجاب طهارتين لعضو واحد مخالف لقواعد الشريعة. ويحمل الحديث -والله أعلم- على أن العِصَابة زائدة على الحاجة، ويَشُق أو يَضُر نَزْعُها؛ لذا شُرِع التيمم عن الزائد من العِصَابة، أو يحمل على أن أعضاء الوضوء كانت جريحة، فتعذر إيصال الماء إليها، فعدل إلى التيمم بدلا عن غسل العضو.

کیوں نہ لیا'' یعنی ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی سے پوچھ لیتے اور فتوی دینے میں جلدی نہ کرتے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہاں درحقیقت یہی ہوا ہے۔ ''لاعلمی کا علاج تو پوچھ لینا ہے۔'' ''العی'' کا معنی ہے لاعلمی، مفہوم یہ ہے کہ جب وہ جانتے نہ تھے تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا۔ کیونکہ لاعلمی کا علاج تو پوچھ لینا ہے۔ جب انسان کسی حکم شرعی سے ناواقف ہو تو اس جہالت کا علاج یہ ہے کہ وہ پوچھ لے اور کسی ایسی بات کا فتوی نہ دے جس سے نقصان ہو، یا لوگ ہلاکت کا شکار ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس مسئلہ کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اس شخص کے لئے کافی تھا کہ وہ تیمم کرلیتا اور اپنے زخم پر کپڑے کا کوئی ٹکڑا یا پٹی باندھ لیتا اور پھر اس پر مسح کرلیتا اور بقیہ جسم کو دھولیتا۔'' بس اس قدر کرنا اس پر لازم تھا اور یہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ البتہ اس پر غسل کو لازم کرنا جب کہ اس کے نتیجے میں جسمانی نقصان یا ہلاکت یا شفایابی میں تاخیر ہوتی ہے، تو یہ بات شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اس بنا پر جس شخص کے بدن پر یا سر پر زخم لگا ہو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ اپنے باقی سارے جسم کو پانی سے دھولے اور پٹی پر مسح کرلے۔ اتنا کرلینا کافی ہے۔ البتہ پٹی کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا مشروع نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی عضو کے لئے دو طہارت واجب کرنا شریعت کے قواعد کے خلاف ہے۔ اور اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے) کہ پٹی زائد از ضرورت تھی اور اس کا اتارنا مشقت کا باعث یا نقصان دہ تھا۔ اس لئے زائد از ضرورت پٹی کے لئے تیمم مشروع کیا گیا یا پھر اسے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وضو کے اعضاء زخم آلود تھے، چنانچہ ان تک پانی نہیں پہنچایا جا سکتا تھا۔ اس لئے عضو کو دھونے کے بجائے تیمم کو اختیار کیا گیا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- شَجَّه : الشَّجَّة: هي الجُرح في الرأس والوجه خاصَّة.
- العِيِّ : الجَهل.
- يَعْصِر -أو يَعْصِب- : العَصْر هنا هو لفُّ الثَّوب مرَّة بعد مرَّة. والعَصْب الشَّد، أي: يَشدُّ العِصَابة على رأسه.
- قتلوه : تسببوا في قتله.

فوائد الحديث:

١. فيه خطورة الفتوى بغير علم، حيث كانت سببا في قتل نفس مسلمة.
٢. في الحديث دليل على مشروعية المسح على الجبائر، سواء كان ذلك في الوضوء أو الغسل.
٣. الواجب المسح على كلِّ الجبيرةِ، وليس على بعضها؛ كالخفين.

٤. فيه أن صاحب الخطأ الواضح غير معذور؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يعذرهم، بل عَابهم بالفتوى بغير علم، وألحق بِهم الوعيد بأن دَعا عليهم، وجعلهم في الإثم قَتلة له.

٥. فيه رفق الشريعة بالمكلفين، وأن الله تعالى لا يكلف نفسا إلا وسعها.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ. النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. معجم اللغة العربية المعاصرة، تأليف: د/ أحمد مختار عبد الحميد عمر، بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10019)

قرأت على النبي -صلى الله عليه وسلم- والنجم فلم يسجد فيها	میں نے آپ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی، آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔
١٩٧٨. الحديث: عن زيد بن ثابت -رضي الله عنه- قال: «قَرأت على النبي -صلى الله عليه وسلم- والنَّجم فلم يسجد فيها».	**١٩٧٨. حدیث :** زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں نے آپ صلی ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی، آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: أن زيد بن ثابت -رضي الله عنه- قرأ على النبي -صلى الله عليه وسلم- سورة النَّجم، فلما مَرَّ بآية السجود لم يسجد فيها. وترك السجود فيها في هذه الحالة لا يدل على تركه مطلقا؛ لاحتمال أن يكون السبب في الترك إذ ذاك لبيان الجواز، وهذا أرجح الاحتمالات وبه جزم الشافعي؛ لأنه لو كان واجبا لأمره بالسجود ولو بعد ذلك.	**اجمالی معنی :** زید بن ثابت رضی اللہ نے آپ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی، جب سجدے کی آیت پر گزرے تو آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔ یہاں پر سجدہ نہ کرنا اس بات پر دلیل نہیں کہ آپ نے مطلقاً سجدہ نہیں کیا، اس لیے کہ ممکن ہے یہ بیانِ جواز کے لیے ہو۔ یہ سب سے راجح احتمال ہے۔ اسی کو امام شافعی رحمہ اللہ نے یقین سے فرمایا ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ واجب ہوتا تو آپ اسے کرنے کا حکم دیتے، اگرچہ بعد میں دیتے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: زيد بن ثابت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- والنجم : سورة النجم.

فوائد الحديث:

١. دليل على أنَّ القارئ إذا لم يَسجد، فإنه لا يسجد المُستمع.

٢. أنَّ سجود التّلاوة مَسنون، وليس بواجب؛ إذ لو كان واجبًا، لأنْكَر النبي -صلى الله عليه وسلم- على زيد بن ثابت -رضي الله عنه- عدم سُجوده.

٣. فضيلة زيد بن ثابت -رضي الله عنه- حيث استمع النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى قراءته.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (11240)

قضى النبي -صلى الله عليه وسلم- بالشفعة في كل ما لم يقسم، فإذا وقعت الحدود، وصرفت الطرق، فلا شفعة

رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیے گئے تو پھر حقِ شفعہ باقی نہیں رہتا۔

١٩٧٩. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: (جعل وفي لفظ: قضى) النبي -صلى الله عليه وسلم- بالشُّفْعة في كل ما لم يقسم، فإذا وقعت الحدود، وصُرِّفَتِ الطرق؛ فلا شفعة).

١٩٧٩. حديث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا (ایک روایت کے میں فیصلہ فرمایا تھا) جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذه الشريعة الحكيمة جاءت لإحقاق الحق والعدل ودفع الشر والضر، ولهذا فإنه لما كانت الشركة في العقارات يكثر ضررها ويمتد شررها وتشق القسمة فيها، أثبت الشارع الحكيم الشفعة للشريك. بمعنى أنه إذا باع أحد الشريكين نصيبه من العقار المشترك بينهما، فللشريك الذي لم يبع أخذ النصيب من المشتري بمثل ثمنه، دفعاً لضرره بالشراكة. هذا الحق، ثابت للشريك ما لم يكن العقار المشترك قد قسم وعرفت حدوده وصرفت طرقه. أما بعد معرفة الحدود وتميزها بين النصيبين، وبعد تصريف شوارعها فلا شفعة، لزوال ضرر الشراكة والاختلاط الذي ثبت من أجله استحقاق انتزاع المبيع من المشتري.

اجمالی معنی:

یہ حکیمانہ شریعت حق و عدالت کو ثابت کرنے اور شر اور نقصان کو دور کرنے کے لیے آئی ہے۔ اسی وجہ سے جب زمینوں میں شراکت ضرر کا باعث بنے اور شراکت کا نقصان طول پکڑے اور تقسیم گراں گزرے، تو صاحبِ شریعت حکمت والی ذات (اللہ) نے حصے دار کو شفعہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی جب ایک شریک مشترک زمین میں سے اپنا حصہ بیچے، تو شریعت شراکت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو دور کرنے کے لیے دوسرے شریک کو خریدار سے قیمت کے بدلے اس کا حصہ لینے کا حق دیتی ہے۔ یہ حق شریک کو اس وقت تک رہتا ہے جب تک زمین تقسیم نہ ہو، اس کی حدبندی نہ ہو اور اس کے راستے نہ بنے۔ حدبندی اور دوسروں کے حصوں میں تمیز اور راستے بننے کے بعد کوئی شفعہ نہیں۔ کیونکہ اب شراکت کی وجہ سے وہ نقصان ختم ہو گیا جس کی وجہ دوسرے شریک کو خریدار سے مبیع (بیچی جانے والی شے) لینے کا حق تھا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قضي : حكم.
- بالشُّفْعة : إذا كان البيت أو الأرض مملوكة لأكثر من شخص فباع أحد الشركاء نصيبه لطرف جديد فيحق للشريك أو الشركاء أن يدفعوا لهذا الطرف الجديد ما دفعه ويكون البيت لهم، فهذا الحق اسمه الشفعة.
- في كل ما : في كل مشترك مشاع قابل للقسمة.
- وقعت : عينت.
- الحدود : جمع حد، وهو هنا: ما تتميز به الأملاك بعد القسمة.
- وصرفت الطرق : بينت مصارف الطرق وشوارعها.

• فلا شفعة : إذ لا محل لها بعد تميز الحقوق.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث أصل في ثبوت الشفعة وهو مستند الإجماع عليها.

٢. تكون الشفعة في العقار المشترك، الذي لم تميز حدوده، ولم تصرف طرقه، لضرر الشراكة التي تلحق الشريك الشفيع.

٣. بهذا يعلم أنها لا تثبت للجار، لقيام الحدود وتمييزها.

٤. استدل بعضهم بالحديث: على أن الشفعة لا تكون إلا في العقار الذي تمكن قسمته دون ما لا تمكن قسمته، أخذاً من قوله: " في كل ما لم يقسم " لأن الذي لا يقبل القسمة، لا يحتاج إلى نفيه.

٥. تثبت الشفعة إزالةً لضرر الشريك، ولذا اختصت بالعقارات لطول مدة الشراكة فيها. وأما غير العقار، فضرره يسير، يمكن التخلص منه بوسائل كثيرة، من المقاسمة التي لا تحتاج إلى كلفة، أو بالبيع ونحو ذلك.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. -الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري، مطبعة السعادة، الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6081)

قضى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالعمرى لمن وهبت له

١٩٨٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: «قضى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالعُمْرَى لمن وهبت له». وفي لفظ: «من أُعمِر عمرى له ولعقبه؛ فإنها للذي أعطيها، لا ترجع إلى الذي أعطاها؛ لأنه أعطى عطاء وقعت فيه المواريث». وقال جابر: «إنما العمرى التي أجازها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، أن يقول: "هي لك ولعقبك"، فأما إذا قال: "هي لك ما عشت"؛ فإنها ترجع إلى صاحبها». وفي لفظ لمسلم: «أمسكوا عليكم أموالكم ولا تفسدوها، فإنه من أُعمِر عمرى فهي للذي أُعمِرها: حيا، وميتا، ولعقبه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

العمرى :- ومثلها " الرقبى " نوعان من الهبة، كانوا يتعاطونهما في الجاهلية، فكان الرجل يعطي الرجل الدار أو غيرها بقوله: أعمرتك إياها أو أعطيتكها عمرك أو عمري . فكانوا يرقبون موت الموهوب له، ليرجعوا في هبتهم. فأقر الشرع الهبة، وأبطل الشرط المعتاد لها، وهو الرجوع، لأن العائد في هبته، كالكلب، يقيئ ثم يعود في قيئه، ولذا قضى النبي صلى الله عليه وسلم بالعمرى لمن وهبت له ولعقبه من بعده. ونبههم صلى الله عليه وسلم إلى حفظ أموالهم بظنهم عدم لزوم هذا الشرط وإباحة الرجوع فيها فقال: " أمسكوا عليكم أموالكم ولا تفسدوها، فإنه من أعمر عمرى فهي للذي اعمِرَها، حياً وميتا، ولعقبها " .

نبی کریم ﷺ نے عمر بھر کے لیے ہبہ کیئے گئے مکان کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اسی کا ہے جس کے لئے وہ ہبہ کیا گیا ہے۔

١٩٨٠. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمر بھر کے لیے ہبہ کیے گئے مکان کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ اسی کا ہے جس کے لیے وہ ہبہ کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس کو کوئی مکان عمر بھر کے لیے دیا گیا وہ اس کا ہے اور اس کی اولاد کا۔ بے شک وہ اسی کا ہے جس کے لیے وہ ہبہ کیا گیا وہ اس شخص کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا جس نے وہ دیا ہے کیونکہ یہ ایسا عطیہ ہے جس میں موہوب لہ کا ورثہ جاری ہوچکا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بھر کے لیے دیا گیا مکان جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی کہ ہبہ کرنے والا انسان کسی سے کہہ دے کہ یہ چیز آپ کی اور آپ کی اگلی نسل کی ہوگئی ہے اور اگر یہ شخص یہ کہتا ہے یہ صرف آپ کی زندگی تک کے لیے ہے آپ کی ہوگئی تو وہ چیز مالک کے پاس لوٹ جائے گی۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا) اپنے مال اپنے قبضے میں رکھو اسے ضائع نہ کرو، جس نے عمر بھر کے لیے مکان دے دیا وہ زندگی میں اسی کا ہے جسے وہ دیا گیا اور مرنے کے بعد اس کی اولاد کا ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

''عمری'' (عمری) اور اسی کی طرح ''رقبی'' ہبہ کی دو قسمیں ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کا ہبہ کیا کرتے تھے، ایک شخص دوسرے کو گھر وغیرہ ان الفاظ میں دیتا جیسے ''میں نے وہ گھر تجھے عمر بھر کے لیے ہبہ کیا'' یا ''میں نے تمہاری عمر بھر یا اپنی عمر بھر میں وہ گھر آپ کو دے دیا''۔ لوگ موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا ہے۔) کے مرنے کا انتظار کرتے، تاکہ وہ اپنا ہبہ واپس کردے۔ شریعت نے ہبہ کو برقرار رکھا اور اس کی مروّجہ شرط یعنی لوٹانے کو باطل قرار دیا۔ اس لیے کہ ہبہ کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرکے واپس نگلتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے عمر بھر کے ہبہ کا فیصلہ موہوب لہ اور اس کے بعد اس کے پسماندگان کے لیے کیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنے اموال کی حفاظت کرنے کی تنبیہ فرمائی تاکہ لوگ اپنے گمان میں اس شرط کو لازم قرار نہ دیں اور اس چیز کو واپس لینے کو جائز جانیں۔ چنانچہ فرمایا "اپنے مال اپنے قبضے میں رکھو اسے ضائع نہ کرو، جس نے عمر بھر

کے لیے مکان دے دیا وہ زندگی میں اسی کا رہے گا جسے وہ دیا گیا ہو اور مرنے کے بعد اس کی اولاد کا ہو جائے گا“۔

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ الثاني: رواه مسلم (١٦٢٥) بلفظ: " أيما رجل أعمر رجلا عمرى له .." أما قوله" وقال جابر": فرواه مسلم ح(١٦٢٥). ولفظ: " أمسكوا عليكم..": رواه مسلم ح(١٦٢٥).

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- قضى : حكم
- بالعمرى : بضم العين المهملة، وسكون الميم، وألف مقصورة. مشتقة من العمر، وهو الحياة. وهي : هي تمليك المنافع أو إباحتها مدة العمر.
- أعمر : بضم أوله، وكسر الميم. مبنى للمجهول.
- لمن وهب له : بأنها لمن أعطيها
- عمرى : كأن يقول: عمرتك هذه الدار مثلا
- ولعقبه : لأولاده
- أجازها" : أمضاها

فوائد الحديث:

١. صحة هبة " العمرى " وأنها من منح الجاهلية، التي أقرها الإسلام وهذبها ، بمنع الرجوع فيها، لما في الرجوع من الدناءة والبشاعة.
٢. أنها تكون للموهوب له ولعقبه، سواء أكانت مؤبدة أم مطلقة.
٣. أن الشروط الفاسدة غير لازمة في العقد، ولو ظنها العاقد لازمة نافعة له. لكن قال الفقهاء: ويثبت الخيار في إمضاء البيع أورده للمشترط.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6080)

قلت يا رسول الله: من أبر؟ قال: "أمك، ثم أمك، ثم أمك، ثم أباك، ثم الأقرب، فالأقرب"

میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر درجہ بہ درجہ جو تمہارے قریبی لوگ ہیں۔

١٩٨١. الحديث:

عن بهز بن حكيم، عن أبيه، عن جده، قال: قلتُ يا رسول الله: مَن أَبَرّ؟ قال: "أُمَّك، ثم أُمَّك، ثم أُمَّك، ثم أَباك، ثم الأقربَ، فالأقربَ".

١٩٨١. حدیث :

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر درجہ بہ درجہ جو تمہارے قریبی لوگ ہیں۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه الحثُّ على برِّ الأقارب والإحسان إليهم, وأن الأم أحقهم بذلك, ثم بعدها الأب, ثم الأقرب فالأقرب, وإنما كانت الأم أحقهم لكثرة تعبها وشفقتها وخدمتها؛ لأن لها فضيلة الحمل والرضاع والتربية, وفي الحمل التعب, ثم مشقة الوضع, قال -تعالى-: {حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا} وإذا كانت الأم مقدمة على الأب فتقديمها على غيره من باب أولى, ومن بر الأم والأب الإنفاق عليهما.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اوران کے ساتھ احسان کرنے پر ابھارا گیا ہے، اوران سب میں سب سے زیادہ حق دارماں کو بتایا گیا ہے پھر اس کے بعد اس کا باپ ہے پھر اس کے بعد جوزیادہ قریبی ہو پھر اس کے بعد جوزیادہ قریبی ہو، لیکن سب سے زیادہ حق دار ماں ہے اس کی وجہ اس کی اپنی اولاد کی تئیں کثرت سے پریشانی اور تکلیف اٹھانا نیز خدمت وشفقت ہے، اور اس لیے بھی کہ حمل ور ضاعت اور تربیت کی فضیلت بھی اسی کے ساتھ خاص ہے اور حمل میں تھکاوٹ ہے پھر اس کے بعد وضع حمل کی مشقت ہے، اللہ تعالی نے فرمایا : {حَمَلَتۡهُ أُمُّهُۥ كُرۡهٗا وَوَضَعَتۡهُ كُرۡهٗاۖ} ''(سورہ احقاف : ۱۵) اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور برداشت کرکے اسے جنا۔''، اورجب ماں کا درجہ باپ سے مقدم ہے تو اس کے علاوہ دوسرے لوگوں پر بدرجہ اولی مقدم ہوگا، اور ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک میں سے یہ بھی ہے کہ ان پر خرچ کیا جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: معاوية بن حيدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام

معاني المفردات:

- مَن أَبَرّ؟ : من الذي أحسن إليه وأصله.
- قال: أمك : برّ أمَّك وصِلْها أولاً.
- ثم الأقرب فالأقرب : إلى آخر ذوي الأرحام.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل الصحابة وحرصهم على تعلم أبواب الخير والبر.
٢. أن الناس يختلفون بالأولوية, فكل ما كان أقرب إلى الإنسان فهو أحق ببره.
٣. الحديث فيه تقديم الأم، ثم الأب، ثم الأقرب، فالأقرب على حسب درجاتهم في الإرث والقرب.

٤. حق الأم آكد من حق الأب بالبر, لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر بالبر بها ثلاث مرات.
٥. أن النفقة من البر.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , تحقيق: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن الترمذي, تحقيق:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة, الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني , المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ

الرقم الموحد: (58188)

قلت يا رسول الله، أتنزل غدا في دارك بمكة؟ قال: وهل ترك لنا عقيل من رباع؟

میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کل مکہ میں اپنے گھر اتریں گے؟ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟

١٩٨٢. الحديث:

عن أسامة بن زيد- رضي الله عنه- مرفوعاً: «قلت: يا رسول الله، أتنزل غدا في دارك بمكة؟ قال: وهل ترك لنا عقيل من رِبَاعٍ؟ ثم قال: لا يَرِثُ الكافر المسلم، ولا المسلم الكافر

١٩٨٢. حدیث:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کل مکہ میں اپنے گھر اتریں گے؟ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا: کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما جاء النبي صلى الله عليه وسلم لفتح مكة سأله أسامة بن زيد : هل سينزل صبيحة دخوله فيها داره ؟ فقال صلى الله عليه وسلم : وهل ترك لنا عقيل بن أبي طالب من رباع نسكنها ؟ وذلك أن أبا طالب توفي على الشرك، وخلف أربعة أبناء، طالبا، وعقيلا، وجعفر، وعليا. فجعفر وعلي، أسلما قبل وفاته، فلم يرثاه، وطالب وعقيل بقيا على دين قومهما فورثاه، ففقد طالب في غزوة بدر، فرجعت الدور كلها لعقيل فباعها. ثم بيَّن حكماً عامًّا بين المسلم والكافر فقال :"لا يرث المسلم الكافر، ولا يرث الكافر المسلم". لأن الإرث مبناه على الصلة والقربى والنفع، وهي منقطعة ما دام الدين مختلفاً لأنه الصلة المتينة، والعروة الوثقى. فإذا فقدت هذه الصلة، فقد معها كل شيء حتى القرابة، وانقطعت علاقة التوارث بين الطرفين، لأن فصمها أقوى من وصل النسب والقرابة.

اجمالی معنیٰ:

فتحِ مکہ کے موقع پر جب آپ ﷺ آئے تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا آپ مکہ میں داخل ہونے کے بعد صبح کو اپنے گھر میں جائیں گے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ کیا عقیل بن ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے جس میں ہم رہیں؟ ۔ کیونکہ ابو طالب شرک کی حالت میں فوت ہوگیا تھا، اس نے اپنے پیچھے چار بیٹے چھوڑے ۔ طالب، عقیل، جعفر اور علی۔ جعفر اور علی تو ابوطالب کی وفات سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے، اس لیے وہ ان کے وارث نہیں بنے اور طالب اور عقیل اپنی قوم والوں کے دین پر قائم رہے، اس لیے وہ ابوطالب کے وارث بنے۔ پھر طالب غزوۂ بدر میں فوت ہوگئے، تو سارے گھر عقیل کے حصے میں آئے، اس نے وہ سب بیچ دیے۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمان اور کافروں کے درمیان ایک عمومی حکم بیان کیا اور کہا کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ وراثت کی بنیاد رشتہ داری قرابت اور نفع ہے اور جب دین مختلف ہوں تو یہ تعلق باقی نہیں رہتا، اس لیے کہ دین ایک مضبوط رشتہ اور مضبوط کڑا ہے۔ لہٰذا یہ تعلق باقی نہ رہا تو اس کے ساتھ ہر چیز مفقود ہوگئی حتیٰ کہ رشتہ داری بھی مفقود ہوگئی اور جانبین میں وراثت کا تعلق بھی ختم ہوگیا۔ اس لیے کہ دین کا تفاوت نسب اور رشتہ داری کے تعلق سے زیادہ قوی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أسامة بن زيد- رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- قلت : وذلك عام الفتح قبل دخول النبي صلى الله عليه وسلم مكة.
- عقيل : ابن أبي طالب وعقيل ابن عم النبي صلى الله عليه وسلم صحابي عالم بالنسب.
- رِبَاع : -بكسر الراء جمع ربع-بفتحها وسكون الموحدة- المنزل المشتمل على بيوت.

فوائد الحديث:

١. جواز بيع بيوت مكة، فقد أقر النبي صلى الله عليه وسلم العقد على حاله. وقد يقال : إنه لم يتعرض لعقود المشركين السابقة، فلا يكون في الحدث دلالة على هذه المسألة.

٢. أن المسلم لا يرث الكافر، ولا الكافر يرث المسلم.

٣. أن الإسلام هو أقوى الروابط، وأن اختلاف الدين هو السبب في حَلِّ العلاقات والصلات.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6092)

قول عائشة -رضي الله عنها-: لما نزل عذري، قام النبي -صلى الله عليه وسلم- على المنبر، فذكر ذاك، وتلا القرآن، فلما نزل من المنبر، أمر بالرجلين والمرأة فضربوا حدهم

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب میری برأت کی آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی۔

١٩٨٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «لما نَزَلَ عُذْرِي، قام النبي -صلى الله عليه وسلم- على المِنْبَر، فَذَكَرَ ذَاكَ، وتَلَا -تعني القرآن-، فلما نَزَلَ من المِنْبَر، أَمَرَ بِالرَّجُلَيْنِ والمرأة فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ».

١٩٨٣. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری برأت کے متعلق آیتیں نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث تخبر عائشة -رضي الله عنها- أنه لما نزلت براءتها مما رميت به من الإفك، قام النبي -صلى الله عليه وسلم- خطيبًا وأخبر المسلمين بذلك، وتلا القرآن النازل بالبراءة على المنبر، ثم نزل -عليه الصلاة والسلام-، فأُتي بالرجلين القاذفين: وهما حسَّان بن ثابت، ومسطح بن أثاثة، وبالمرأة وهي: حمنة بنت جحش، فأقام عليهم حد القذف -وهو ثمانون جلدة-؛ لثبوت كذبهم به.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ جب ان پر لگائے گئے جھوٹے الزام سے برأت کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اس کے متعلق مسلمانوں کو اطلاع دی اور منبر پر آپ ﷺ نے قرآن کی ان آیات کی تلاوت فرمائی جو برأت کے لیے نازل ہوئیں تھیں۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے اور بہتان لگانے والے دو مردوں کو لایا گیا، ان میں سے ایک حسان بن ثابت اور دوسرے مسطح بن اثاثہ (رضی اللہ عنہما) تھے اور ایک عورت جو کہ حمنہ بنت جحش (رضی اللہ عنہا) تھی، ان کے جھوٹے ثابت ہونے کی وجہ سے ان پر بہتان کی حد قائم کی گئی (جو کہ اسّی کوڑے ہے)۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لما نزل عذري : يعني: لما نزلت براءة الصدّيقة مما رميت به، وحُكِم ببراءتها في سورة النور من قوله -تعالى-: {إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ ...} الآيات الكريمة.
- فذكر ذاك : أي عُذْرِي.
- تلا : قَرَأ.
- تعني : أي تُريد، والفاعل عائشة -رضي الله عنها.-
- القرآن : تعني قوله -تعالى-: (إن الذين جاؤوا بالإفك عصبة منكم) إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ.
- بالرجلين : هما: حسَّان بن ثابت الأنصاري، ومِسْطح بن أثاثة بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصي القرشي المطلبي، فهما اللَّذان خاضا بالإفك في عائشة، -رضي الله عنها.-
- والمرأة : هي: حمنة بنت جحش بن رئاب، من بني أسد بن خزيمة، هي أخت زينب بنت جحش أم المؤمنين، وكانت تحت مصعب بن عمير -رضي الله عنه-، فاستشهد عنها في أحد، فتزوَّجها طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه.

• فضربوا حدهم : أي: حدَّ المفترين؛ أي: القاذفين، وهو ثمانون جلدة.

فوائد الحديث:

١. أنَّ القذف: هو الرمي بالزنا، أو اللواط، وهو من الكبائر.

٢. عائشة الصديقة وبنت الصديق ابتليت -رضي الله عنها- بمن رماها بالفاحشة، مع صحابي تقي هو صفوان بن المعطّل السلمي -رضي الله عنه- ، فبرَّأها الله -تعالى- من هذه الفرية التي زادتها نزاهة ورفعة، حينما نزل ببراءتها قرآن يُتلى إلى يوم القيامة من سورة النور.

٣. تحريم القذف، وثبوت حدِّه، ووجوب إقامته على القاذف الكاذب، وحد القذف ثمانون جلدة إن كان حرًّا، وإن كان القاذف عبدًا فأربعون جلدة.

٤. يسقط حد القذف بواحدة من أربع: (أ) عفو المقذوف، قال شيخ الإسلام ابن تيمية: (لا يحد القاذف، إلاَّ بطلب إجماعًا). (ب) تصديق المقذوف للقاذف فيما رماه به. (ج) إقامة البينة على صحة القذف. (د) إذا قذف الرجل زوجته ولاعنها.

المصادر والمراجع:

-عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي - دار الكتب العلمية – بيروت - الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان - دار ابن الجوزي - ط١ ١٤٢٨ه - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - شرح مصابيح السنة للإمام البغوي، لابن الملك - الناشر: إدارة الثقافة الإسلامية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ- ٢٠١٢ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، للإمام الترمذي. تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون. الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر -. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ- ١٩٧٥ م - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفورى . الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت - صحيح وضعيف سنن ابن ماجة، للشيخ الألباني. مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية.

الرقم الموحد: (58241)

قول عائشة: استأذنت النبي -صلى الله عليه وسلم- في الجهاد، فقال: «جهادكن الحج»

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تمہارا جہاد حج ہے۔

١٩٨٤. الحديث:

عن عائشة أم المؤمنين -رضي الله عنها- قالت: استأذنت النبي -صلى الله عليه وسلم- في الجهاد، فقال: «جهادكن الحج».

١٩٨٤. حدیث:

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تمہارا جہاد حج ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عائشة أم المؤمنين -رضي الله عنها- أنها طلبت من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يأذن لها أن تجاهد معه طلبًا لفضل الجهاد، فبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن مباشرة الجهاد وقتال الأعداء ليست مشروعة في حق النساء؛ لما يتصفن به غالبًا من ضعف البدن، ورِقة القلب، وعدم تحمل الأخطار، ولا يمنع ذلك قيامهن بعلاج الجرحى، وسقي العطشى، ونحو ذلك من الأعمال. فقد جاء في الصحيح من حديث أم عطية -رضي الله عنها- قالت: غزوت مع رسول -صلى الله عليه وسلم- سبع غزوات، أخلفهم في رحالهم، فأصنع لهم الطعام، وأُداوي الجرحى، وأقوم على المرضى. وقال بأن جهادهن يكون في الحج، و تشبيه الحج والعمرة بالجهاد بجامع الأسفار، والبعد عن الأوطان، ومفارقة الأهل، وخطر الأسفار، وتعب البدن، وبذل الأموال. وأخرج مسلم من حديث أنس «أن أم سليم اتخذت خنجرًا يوم حنين وقالت للنبي -صلى الله عليه وسلم-: اتخذته إن دنا مني أحد من المشركين بقرت بطنه» فهو يدل على جواز القتال وإن كان فيه ما يدل على أنها لا تقاتل إلا مدافعة، وليس فيه أنها تقصد العدو إلى صفه وطلب مبارزته.

اجمالی معنیٰ:

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ان کی معیت میں جہاد کی اجازت طلب کی تاکہ وہ بھی جہاد کے فضائل حاصل کر سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو وضاحت کی کہ براہ راست جہاد، دشمنوں کے ساتھ یہ عورتوں کے حق میں مشروع نہیں ہے۔ ان میں غالب حد تک بدنی کمزوری، دل کی نرمی، خطرات کا سامنا کرنے کی متحمل نہ ہونا جیسی صفات پائی جاتی ہیں۔ ہاں ان کا وہاں پر زخمیوں کے علاج کے لیے، پیاسوں کو پانی پلانے اور اس طرح کے دیگر معاملات کے لیے موجود رہنے کی ممانعت نہیں ہے۔ جیساکہ صحیح بخاری میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث موجود ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سات غزوات میں حصہ لیا۔ میں ان کے پیچھے ان کی سواریوں کا خیال رکھتی، ان کے لیے کھانا بناتی، زخمیوں کو دوائی دیتی اور مریضوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا جہاد حج میں ہے۔ حج اور عمرہ کو جہاد کے ساتھ تشبیہ سفروں کا مجموعہ، وطن سے دوری، اہل و عیال سے جدائی، سفر کے خطرات، بدنی مشقت اور مال کے خرچ کرنے کے اعتبار سے ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوۂ حنین کے موقع پر خنجر پکڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے اس لیے پکڑا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔“ یہ قتال کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ جو کچھ اس حدیث میں ہے اگر اس کو بھی لیا جائے تو یہ دفاعی قتال پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ دشمن کی صفوں کا قصد کرے اور ان سے مبارزت طلب کرے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- جهادكن : الجهاد شرعًا: قتال الكفار خاصة؛ لإعلاء كلمة الله، والمراد العبادة التي تعدل الجهاد في حق النساء الحج.

فوائد الحديث:

١. الجهاد واجب: فهو إما فرض كفاية، أو فرض عين في حق الرجال في بعض الحالات.

٢. لا يجب الجهاد على المرأة، وأن جهادهن الحج.

٣. فضل الحج والعمرة، إذْ جعل ثوابهما كثواب الجهاد في سبيل الله -تعالى.-

٤. فضيلة عائشة -رضي الله عنها- لأنَّ رغبتها في الخير والأعمال الصالحة جعلتها تريد منافسة الرجال فيما خصص لهم من أعمال.

٥. أنَّ الله -تبارك وتعالى- لما خلق الصنفين من البشر، هيَّأ كل صنف منهما وأعده للعمل الذي يناسبه ويتحمله، لما في ذلك من المصالح العظيمة.

٦. توزيع الأعمال بين خلقه، فكل منهم يقوم بجانب من الأعمال.

٧. أنَّ الصنف الواحد إذا تخصَّص بعمل من الأعمال وحده أجاده وأتقنه، فجاء على المراد.

٨. أن يكون كل صنف مطالبًا بما يخصه، وما هيّء له من الأعمال، وبهذا التوزيع العادل يكون إعمار الكون، وسير الأعمال ونجاحها.

٩. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- وجمال إجابته، فهو لم ينفِ عن عائشة تشوفها واشتياقها إلى فضيلة الجهاد في سبيل الله، وإنما دلَّها على جهاد من نوع آخر، يرضي طموحها ويُطَمْئِنُ قلبَها.

١٠. حكمة الإسلام في إبعاد المرأة عن مواطن يخشى عليها فيها كمواطن الحرب، خاصة مع كثرة العدو أوالخوف من فتنتها لجمالها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق - الرياض - الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، لمحمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (64598)

قول فاطمة بنت قيس: يا رسول الله، زوجي طلقني ثلاثًا، وأخاف أن يُقتحم علي، قال: «فأمرها، فتحولت»	فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ "یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے ہاں کوئی (چور یا فاجر و فاسق شخص) نہ گھس آئے"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ وہاں سے (کسی اور جگہ) منتقل ہو گئیں۔
١٩٨٥. الحديث: عن فاطمة بنت قيس، قالت: قلت: يا رسول الله، زوجي طَلَّقَنِي ثلاثا، وأخاف أن يُقْتَحَمَ عَلَيَّ، قال: «فأمَرَها، فَتَحَوَّلَتْ»	**١٩٨٥. حدیث:** فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ "یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے ہاں کوئی (چور یا فاجر و فاسق شخص) نہ گھس آئے"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ وہاں سے (کسی اور جگہ) منتقل ہو گئیں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: ذكرت فاطمة بنت قيس -رضي الله عنها- للنبي -صلى الله عليه وسلم- أنها تخشى على نفسها إن بقيت في المنزل الذي طلقها فيه زوجها وقت العدة، فربما دخل عليها بالقوة فاجر أو سارق ونحوهما, فأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تنتقل منه إلى غيره, مع أنها ما زالت في عدة الطلاق، للحاجة.	**اجمالی معنی:** فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو بتایا کہ اگر وہ دورانِ عدت اسی گھر میں رہیں جس میں ان کے شوہر نے انہیں طلاق دی ہے تو انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی فاجر یا چور وغیرہ زبردستی ان کے ہاں نہ گھس آئے۔ اس پر نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں حالانکہ وہ ہنوز طلاق کی عدت میں تھیں کیونکہ اس کی ضرورت تھی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: فاطمة بنت قيس -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُقتَحمَ عليّ : يُدخل عليها بقوة، والمعنى أنها تخاف أن يَدخل عليها قهرًا فاجر يفجُر بها، أو سارق يأخذ متاعها، أو نحو ذلك.
- فتحوَّلت : فانتقلت من البيت الذي تخاف من الإقامة فيه.

فوائد الحديث:

١. أنَّه لا يجوز للمرأة أنْ تنفرد بمسكن ليس معها فيه أحد، إذا كانت تخاف على نفسها من أهل الفساد؛ فيجب على ولي أمرها أنْ يأمرها بالتحول منه.
٢. جواز قبول قول المرأة في كون المنزل مأموناً أو غير مأمون، وأنها لا تُكلف إقامة البينة على ذلك.
٣. أنه ينبغي للإنسان أن يجتنب أسباب الشر وأن يتقيه؛ لأن رفع الشيء بعد وقوعه أصعب من توقيه قبل وقوعه.
٤. أنَّ المطلقة البائن، لها أنْ تتحول من بيت زوجها الذي أبانها وهي تسكنه، وإنْ كانت لا تزال في عدة الطَّلاق، لاسيَّما مع الخوف على نفسها.
٥. أن المعتدة إذا تحولت لعذر فإنه لا يلزم أن تتحول إلى مكان قريب من مكانها الأول, بل لها أن تتحول إلى مكان بعيد.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث

العربي، بيروت. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه - شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى». للأثيوبي. دار المعراج الدولية للنشر [ج١ - ٥] - دار آل بروم للنشر والتوزيع [ج٦ - ٤٠]. الطبعة: الأولى.

الرقم الموحد: (58165)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا توضأ أدار الماء على مرفقيه	نبی ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی کہنیوں پر اچھی طرح پانی ڈالتے۔
١٩٨٦. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا توضأ أدار الماء على مِرْفَقَيْهِ.	**١٩٨٦. حدیث:** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی کہنیوں پر اچھی طرح پانی ڈالتے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث أن من واجبات الوضوء غسل اليدين إلى المرفقين، والتأكيد على تعميم المرفقين يبين دخولهما في غسل اليدين.	**اجمالی معنی:** حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ وضو کے واجبات میں سے ایک چیز ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا ہے اور کہنیوں کو دھونے کی تاکید سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ان دونوں کا دھونا بھی ہاتھوں کے دھونے میں شامل ہے۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے تاہم بہت سے دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني والبيهقي.
التخريج: جابر بن عبد الله- رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.
معاني المفردات:

- أدار الماء : أجرى الماء، وعممه على جميع المرفقين .
- مرفقيه : تثنية مرفق، وهو: موصل الذراع في العضد.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على وجوب غسل المرفقين في الوضوء؛ لأن النبي صلّى الله عليه وسلّم كان يدير الماء على مرفقيه

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، (ط١)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، (١٤٢٤ هـ). سنن البيهقي الكبرى، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي،مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، ١٤١٤ – ١٩٩٤، تحقيق: محمد عبد القادر عطا . السلسلة الصحيحة المجلدات الكاملة ، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني . الناشر: مكتبة المعارف – الرياض, الطبعة الأولى, (١٤٢٢هـ). تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان ، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي .الرياض.

الرقم الموحد: (8383)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يغتسل من أربع: من الجنابة، ويوم الجمعة، ومن الحجامة، ومن غسل الميت

١٩٨٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان النبي -صلى الله عليه- وسلم يغتسل من أربَع: من الجَنَابة، ويوم الجمعة، ومن الحِجَامة، ومن غُسْل الميِّت.

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يغتسل من أربَع، ثم بدأت -رضي الله عنها- بتفصيلها فقالت: "من الجَنَابة": أي أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يغتسل من الجَنَابة، والحديث ضعيف، لكن الغسل من الجنابة واجبٌ دلَّ على ذلك الكتاب والسُّنة وإجماع العلماء، من ذلك قوله -تعالى-: (وإن كنتم جنبًا فاطهروا). "ويوم الجُمعة" أي أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يغتسل لصلاة الجمعة لا لليوم، ووقته من طلوع الفجر الصادق إلى الذهاب إليها، والأفضل تأخيره إلى وقت الخروج إليها، والحديث ضعيف، لكن الغسل من للجمعة مستحب، دلَّ على ذلك السُّنة وحكي عليه الإجماع إجماع العلماء، ومن ذلك قوله -صلى الله عليه وسلم-: (غسل الجمعة واجب على كل محتلم) متفق عليه، والمعنى انه متأكد، وليس الوجوب الاصطلاحي. "ومن الحِجَامة" تعني بذلك -رضي الله عنها-، أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا احتجم اغتسل بعد الحجامة، وهذا لا يصح؛ لضعفه، وفي حديث أنس -رضي الله عنه- "أنه -صلى الله عليه وسلم- احتجم وصلى ولم يتوضأ". ثم خَتَمَت -رضي الله عنها- هذه الموجبات بقولها: "ومن غُسْل الميِّت" يعني: أن الإنسان الذي يُغَسِّل الميت -وهو من يباشر تَقْلِيبه وَدَلْكَهُ ولو بحائل- لا يأمن أن يُصيبه شيء من رشاش التَّغسيل، وقد يكون عليه نجاسة

نبی ﷺ چار مواقع پر غسل فرمایا کرتے تھے؛ جنابت کی وجہ سے، جمعے کے دن، سنگھی لگوانے پر اور میت کو نہلانے کے بعد۔

١٩٨٧. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ چار مواقع پر غسل فرمایا کرتے تھے؛ جنابت کی وجہ سے، جمعے کے دن، سنگھی لگوانے پر اور میت کو نہلانے کے بعد۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ نبی ﷺ چار مواقع پر غسل فرمایا کرتے تھے۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تفصیل بیان کی۔ "من الجَنابۃ"۔ یعنی نبی ﷺ جنابت کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم جنابت کی وجہ سے غسل کرنا واجب ہے، جس کی دلیل کتاب و سنت اور علما کا اجماع ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: (وإن كنتم جنبًا فاطهروا)۔ ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو۔ تو غسل کرلو۔ "ویوم الجُمعۃ": یعنی نبی ﷺ جمعے کی نماز کے لیے غسل فرمایا کرتے تھے نہ کہ جمعے کے دن کے لیے۔ اس کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے لے کر جمعے کی نماز کے لیے جانے تک ہے۔ افضل یہ ہے کہ اسے جمعے کی نماز کے لیے جانے کے وقت تک موخر کیا جائے۔ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن جمعے کے لیے غسل کرنا مستحب عمل ہے، جس پر سنت رسول ﷺ دلیل ہے اور اس بارے علما کا اجماع منقول ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "جمعے کے لیے غسل کرنا ہر بالغ مرد پر واجب ہے"۔ متفق علیہ۔ یہاں مراد غسل کی تاکید ہے، اصطلاحی واجب مراد نہیں ہے۔ "ومن الحِجامۃ": اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ جب سنگھی لگواتے، تو اس کے بعد غسل فرماتے تھے۔ البتہ یہ بات درست نہیں؛ کیوں کہ حدیث ضعیف ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے سنگھی لگوائی، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غسل کے واجب ہونے کے ان اسباب میں سے سب سے آخر میں غسل میت کو ذکر کیا۔ وہ انسان جو میت کو غسل دیتا ہے، یعنی جو اسے براہ راست الٹتا پلٹتا ہے اور ملتا ہے، اگرچہ درمیان میں کوئی شے ہی کیوں نہ حائل ہو، اس پر غسل کے کچھ نہ کچھ چھینٹے تو پڑ ہی جاتے ہیں۔ بعض اوقات میت پر نجاست لگی ہوتی ہے، جو اچھل کر غسل دینے والے پر پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کے خود غسل کرنے سے وہ ان اشیا سے پاک ہو جاتا ہے، جن کے

فيقع شيء منها على الغاسل، فاغتساله بعد تغسيله للميت فيه تخلص من تلك الأشياء التي قد يتصور حصولها، والحديث ضعيف، والغسل من تغسيل الميت مستحب لا واجب.	بارے احتمال ہے کہ وہ اسے لگ گئی ہوں گی۔ حدیث ضعیف ہے اور میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الجَنَابة : الجِماع أو إنزال المَني بشهوة.
- الحِجَامة : إخراج الدم من الجلد بصفة مخصوصة.

فوائد الحديث:

١. في الحديث دلالة على مشروعيَّة الاغتسال من الجَنَابة، ويوم الجمعة، ومن الحِجَامة، ومن غُسْل الميِّت.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10038)

كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه

نبی ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے

١٩٨٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أَحْيَانِه».

١٩٨٨. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں : ''نبی ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: " كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله" بجميع أنواع الذكر من التسبيح والتهليل والتكبير والتحميد ومن ذلك قراءة القرآن؛ لأن القرآن من ذِكْر الله، بل هو أفضل أنواع الذِّكْر. "على كل أَحْيَانِه" أي أن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ كان يذكر الله في جميع أوقاته ولو كان مُحدثا حَدَثا أصغر أو أكبر، إلا أن العلماء استثنوا من ذِكْر الله تعالى قراءة القرآن حال الجنابة، فالجُنُب ليس له أن يقرأ القرآن حال الجَنَابة مطلقا، لا نَظَرا ولا عن ظَهر قَلْب؛ لحديث علي -رضي الله عنه- قال: "كان النَّبي -صلى الله عليه وسلم- يُقْرِئُنَا القرآن ما لم يَكُن جُنباً" أحمد وأصحاب السنن الأربعة. واختلف العلماء في الحائض والنفساء هل تلحقان بالجُنب؟ والأظهر أنه تجوز لهما القراءة عن ظهر قلب؛ لأنهما تطول مدتهما، وليس الأمر في أيديهما كالجنب. ويستثنى من جواز قراءة القرآن على أي حال: قراءته حال البول والغائط والجماع وفي المواطِن التي لا تليق بعَظَمَته، كالحمامات ودورات المياه وغير ذلك من المواطِن النجسة.

اجمالی معنیٰ :

حدیث کا مفہوم : "نبی ﷺ اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔" یعنی ہر قسم کا ذکر کرتے تھے جیسے تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تحمید۔، اور قرآن پڑھنا بھی اسی میں آتا ہے۔ کیونکہ قرآن اللہ کا ذکر ہے، بلکہ یہ ذکر کی سب سے افضل قسم ہے۔ ''اپنے تمام اوقات میں'' یعنی نبی ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے چاہے آپ کو حدث اصغر یا حدث اکبر ہی کیوں نہ لاحق ہوتا، لیکن علماء نے جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنے کو اللہ کے ذکر سے مستثنیٰ کیا ہے۔ لہٰذا جنبی شخص کے لئے حالت جنابت میں کسی بھی صورت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے، نہ تو دیکھ کر اور نہ ہی زبانی۔ کیونکہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ : ''نبی ﷺ ہمیں قرآن پڑھ کر سناتے تھے سوائے اس صورت کے کہ آپ ﷺ جنبی ہوتے۔'' (مسند احمد و سنن اربعہ) وہ عورت جو حیض میں ہو اور وہ جو نفاس میں ہو اس کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ آیا ان کا بھی وہی حکم ہو گا جو جنبی کا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ان دونوں کے لئے زبانی قرآن پڑھنا جائز ہے کیونکہ ان کی مدت لمبی ہوتی ہے۔ اور معاملہ ان کے ہاتھ میں ایسے نہیں ہوتا جیسے جنبی شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ہر حال میں قرآن پاک پڑھنے سے یہ حالتیں مستثنیٰ ہیں : پیشاب، پاخانہ اور جماع کرتے ہوئے اور ایسی جگہوں پر قرآن پڑھنا جو اس کی عظمت کے شایان شان نہ ہوں جیسے غسل خانے، واش روم اور اسی طرح کے دیگر ناپاک مقامات۔ مجموع فتاوی الشیخ ابن باز(١٠/١٤٧) توضیح الأحکام(١/٣١٥) تسہیل الإلمام (١/٢٠١)

راوي الحديث: رواه مسلم البخاري معلقا للفائدة: التعليق حذف الإسناد

التخريج: عائشة _ رضي الله عنها _

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم

معاني المفردات:

- كل أَحْيَانِه : جميع أوقاته.

فوائد الحديث:

١. لا تشترط الطهارة من الحدث الأصغر والأكبر لذِكْر الله تعالى، فيجوز للمسلم أن يُسَبِّح الله تعالى ويحمدَه ويُهَلِلَه ويستغفره...ويقرأ القرآن ما لم يكن جنبا لورود السُّنة بذلك.

٢."عموم الحديث يدل على أن للحائض والنفساء قراءة القرآن لكن من غير مسٍّ له، بل من وراء حائل كالقفاز ونحوه".

٣. مداومة النبي _ صلى الله عليه وسلم _ لذِكْر الله تعالى.

٤. معرفة عائشة _ رضي الله عنها _ بأحوال النبي _ صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. مجموع فتاوى ومقالات، تأليف: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر.

الرقم الموحد: (8402)

كان النبي صلى الله عليه وسلم يغسل، أو كان يغتسل، بالصاع إلى خمسة أمداد، ويتوضأ بالمد

نبی ﷺ جب دھوتے یا (یہ کہا کہ) جب نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے تھے) اور جب وضو کرتے تو ایک مد (پانی) سے کرتے۔

١٩٨٩. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: «كان النبي صلى الله عليه وسلم يغسل، أو كان يغْتَسِل، بالصَّاع إلى خَمْسة أمداد، ويَتَوضأ بالمُدِّ».

١٩٨٩. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : نبی ﷺ جب دھوتے یا (یہ کہا کہ) جب نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے تھے) اور جب وضو کرتے تو ایک مدّ (پانی) سے کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحدث أنس رضي الله عنه فيقول:" كان النبي - صلى الله عليه وسلم - يغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد ": أي كان يقتصد في الماء الذي يتطهر به، فغالباً ما كان يقتصر في غسله على قدر صاع من الماء، وهو أربعة أمداد، وربما زاد على ذلك، فاغتسل بخمسة أمداد على حسب حاجة جسمه. وقوله " ويتوضأ بالمد " وهو رطل وثلث.

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی تک سے نہایا کرتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ جس پانی سے طہارت حاصل کرتے اسے اعتدال سے استعمال کرتے تھے۔ عموماً آپ ﷺ غسل فرماتے ہوئے ایک صاع پانی استعمال فرماتے تھے۔ ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ بسا اوقات اس سے زیادہ استعمال فرماتے اور جسم کی ضرورت کے مطابق پانچ مُد پانی سے غسل فرماتے۔ انس رضی اللہ کہتے ہیں کہ "آپ ﷺ ایک مد سے وضو فرماتے تھے"۔ مد ١,٣٣ رطل کا ہوتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه - .

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الصاع : مكيال معروف، والمراد به الصاع النبوي، ويبلغ وزنه(٤٨٠) مثقالاً من البر الجيد، وباللتر(٣ لترات) .
- المد : وحدةُ كيلٍ شرعية، وهي ملء كفي الإنسان المعتدل إذا ملأهما ومد يده بهما، والمد ربع الصاع باتفاق الفقهاء، ومقداره (٧٥٠) ملل.

فوائد الحديث:

١. يدل على مشروعية الاقتصاد في ماء الوضوء والغسل، وعدم الإسراف ولو كان الماء متيسراً.

٢. الحديث دليل على استحباب التقليل في ماء الوضوء ومثله الغسل، وأن هذا هو هدي النبي صلّى الله عليه وسلّم

٣. ينبغي للإنسان أن يكون مقتصداً في العبادة، لا يزيد عليها لا كمية ولا كيفية.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ) سُبل السلام، للصنعاني، (د.ط)، دار الحديث، (د.ت) تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ) شرح الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ) منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧هـ) منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف ، ط (١٤١٠ هـ). صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت)

الرقم الموحد: (8387)

كان إيلاء أهل الجاهلية السنة والسنتين، ثم وقَّت اللهُ الإيلاءَ، فمن كان إيلاؤه دون أربعة أشهر فليس بإيلاء

اہلِ جاہلیت کا 'ایلاء' سال یا دو سال کے لیے ہوا کرتا تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس کی مدت معین کر دی۔ چنانچہ جس شخص کا ایلاء چار ماہ سے کم ہوا وہ ایلاء شمار نہیں ہوگا۔

١٩٩٠. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أنه قال«كان إيلاء أهل الجاهلية السنة والسنتين، ثم وَقَّتَ الله الإيلاء فمن كان إيلاؤُه دون أربعة أشهر فليس بإيلاء».

١٩٩٠. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''اہلِ جاہلیت کا 'ایلاء' سال یا دو سال کے لیے ہوا کرتا تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس کی مدت معین کر دی۔ چنانچہ جس شخص کا 'ایلاء' چار ماہ سے کم ہوا وہ ایلاء شمار نہیں ہوگا''۔

درجة الحديث: لم أقف له على حكم عند العلامة الألباني، لكن قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رجاله رجال الصحيح

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الأثر عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن أهل الجاهلية -وهم من كانوا قبل بعثة النبي صلى الله عليه وسلم- يوقعون الإيلاء على زوجاتهم بالسنة والسنتين، كما أنهم كانوا يطلقون أكثر من ثلاث، فكلما شارفت العدة على الانتهاء راجعها ثم يطلقها، وهكذا كان الإيلاء على هذا الوجه فيه مضرة شديدة على النساء، فجعل الله للأزواج مدة معلومة يعتبر بها الرجل مُولِيًا وهي أربعة أشهر، فمن زاد على ذلك فإما أن يطلق وإما أن يرجع إلى امرأته، وما كان دون أربعة أشهر فليس بإيلاء، بل يفعله الزوج مع أهله تأديبًا واستصلاحا لها ولا يأخذ حكم الإيلاء.

اجمالی معنیٰ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس اثر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہلِ جاہلیت یعنی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے کے لوگ اپنی بیویوں سے ایک سال یا دو سال کے لیے 'ایلاء' کیا کرتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے وہ طلاقیں بھی تین سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ پھر جوں ہی عدت ختم ہونے کے قریب آتی تو آدمی اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا اور پھر اسے طلاق دے دیتا۔ 'ایلاء' بھی اسی طرح تھا اور اس سے عورتوں کو بہت زیادہ تکلیف پہنچتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے لیے ایک معین مدت مقرر فرما دی یعنی چار ماہ جس میں آدمی 'ایلاء' کرنے والا سمجھا جائے گا۔ جو شخص اس مدت سے زیادہ کے لیے ایلاء کرتا ہے وہ یا تو طلاق دے دے یا پھر اپنی بیوی سے رجوع کر لے اور جو چار ماہ سے کم کے لیے ایلاء کرتا ہے اس کا یہ ایلاء (شرعی) ایلاء نہیں ہوگا بلکہ یہ وہ ایلاء ہوگا جو شوہر اپنی بیوی کی تادیب اور اس کی اصلاح کے لیے کیا کرتا ہے اور اس کا وہ حکم نہیں ہوتا جو (شرعی و اصطلاحی) ایلاء کا ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البيهقي وسعيد بن منصور والطبراني.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فوقَّتَ الله : من التوقيت، أي حَدَّدَ الله -تعالى- وقته.
- الجاهلية : هم من قبل النبوة سموا به لكثرة جهالاتهم.

فوائد الحديث:

١. أن المدة التي وقتها الله لكل مولٍ من الرجال أربعة أشهر، فإذا انقضت يجبره الحاكم على الفيئة أو الطلاق.

٢. ما كان عليه الجاهليون من ظلم وقسوة في حق الضعيف منهم، من امرأة أو بنت؛ فكان من قسوتهم إيلاؤهم السنة والسنتين، فأبطل الإسلام ذلك، وأبقى منه ما قد تدعو الحاجة إليه، وهو توقيته بأربعة أشهر.

٣. عناية الله -سبحانه- بالنساء، وأن الإسلام قد أعطى المرأة ما تستحقه من الأحكام الشرعية.

٤. الإيلاء فيه تأديب للنساء العاصيات الناشزات على أزواجهن؛ فأبيح منه بقدر الحاجة وهو أربعة أشهر، أما ما زاد على ذلك، فإنه ظلمٌ وقد يحمل المرأة على ارتكاب المعصية، إن لم يَحْمِل الزوجين كليهما.

٥. الأثر دليل على قاعدة كلية في الشريعة، وهي وجوب مخالفة سنن المشركين والكافرين.

٦. سماحة هذه الشريعة وعدالتها، وتهذيبها العادات الجاهلية، إن كانت قابلة للتهذيب، أو إبطالها إن كان مفسدة محضة.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. السنن الكبرى للبيهقي- المحقق: محمد عبد القادر عطا- دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م. سنن سعيد بن منصور لأبي عثمان سعيد بن منصور المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي-الدار السلفية – الهند-الطبعة: الأولى، ١٤٠٣هـ-١٩٨٢م. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد /أبو الحسن نور الدين الهيثمي -المحقق: حسام الدين القدسي-مكتبة القدسي، القاهرة: ١٤١٤ هـ، ١٩٩٤ م.

الرقم الموحد: (58153)

كان أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على عهده ينتظرون العشاء حتى تَخْفِق رؤوسهم, ثم يصلون ولا يتوضؤون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابۂ کرام عشاء کی نماز کا یہاں تک انتظار کرتے کہ غلبۂ نیند کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے، پھر وہ از سرِ نو وضو کیے بغیر نماز پڑھتے۔

١٩٩١. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على عَهدِه - ينتظرون العشاء حتى تَخْفِقَ رُءُوسُهُمْ, ثم يصلُّون ولا يَتَوَضَّئُون.

١٩٩١. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابۂ کرام عشاء کی نماز کا یہاں تک انتظار کرتے کہ غلبۂ نیند کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے، پھر وہ از سرِ نو وضو کئے بغیر نماز پڑھتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابة في حياة النبي -صلى الله عليه وسلم- ينتظرون صلاة العشاء الآخرة، وينامون نومًا غير مستغرق ثم يصلون بلا وضوء، ومن فعل فعلا على عهده ولم يُنْكِر عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- فهذا يعتبر من الإقرار، والإقرار يعتبر أحد وجوه السنة النبوية التي هي عبارة عن قول أو فعل أو تقرير، فما يفعل على عهده -صلى الله عليه وسلم- ولم ينكره فإنه يُعَدُّ من السنة التقريرية؛ لأنه لو كانت صلاتهم باطلة أو فعلهم هذا غير جائز لنبههم عليه -صلى الله عليه وسلم-، إما لعلمه به، وإما أن يكون بواسطة الوحي إليه به. هذا بخلاف ما يفعل بعد وفاته -صلى الله عليه وسلم-. " تَخْفِقَ رُءُوسُهُمْ " أي: تَميل من غَلبة النُّعاس. وفي رواية : "حتى إني لأسمع لأحدهم غطيطا، ثم يقومون فيصلون ولا يتوضئون "، وفي رواية أخرى : " يضعون جنوبهم " " ثم يصلُّون ولا يَتَوَضَّئُونَ " أي يقومون إلى الصلاة من غير أن يحدثوا وضوءا؛ لأن نومهم لم يكن مستغرقا، ولأنه لو كان ناقضا لما أقرهم -صلى الله عليه وسلم- على ذلك. وقلنا بذلك جمعا بين الأدلة، فقد ثبت أن النوم ناقض للوضوء ،كالغائط والبول كما في قوله -صلى الله عليه وسلم- : (ولكن من غائط وبول ونوم) وأيضا قوله -صلى الله عليه وسلم- كما في حديث علي -

اجمالی معنی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابۂ کرام عشاء کی نماز کا انتظار کرتے کرتے سوجاتے پَرگہری نیند نہ سوتے، پھر بغیر وضو کیے نماز پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نے کوئی کام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہ فرمائی تو اسے اقرار سمجھا جاتا ہے۔ اور اقرار بھی سنت نبوی کا ایک روپ (قسم) ہے جو قول، یا فعل یا تقریر پر مشتمل ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو کام کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نکیر نہ فرمائیں تو اسے تقریری سنت (حدیث) شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ان کی نماز باطل ہوتی یا ان کا یہ فعل جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس پر متنبہ فرماتے۔ اس لیے کہ یا تو آپ کو اس کے باطل ہونے کے علم ہوتا یا بذریعۂ وحی آپ کو بتلادیا جاتا۔ برخلاف اس کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہو۔ "تَخْفِقَ رُءُوسُهُمْ" یعنی اونگھ کے غلبے کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "حتى إني لأسمع لأحدهم غطيطا، ثم يقومون فيصلون ولا يتوضئون" صحابی فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ میں کسی کے خراٹوں کی آواز سنتا، پھر وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے "يضعون جنوبهم، ثم يصلُّون ولا يَتَوَضَّئُونَ" کہ صحابۂ کرام اپنے پہلوؤں کو (زمین پر) رکھ لیتے تھے، پھر وضو کیے بغیر نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے تھے، کیونکہ ان کی نیند گہری نہیں ہوتی تھی، اور دوسرے اس لیے کہ اگر ان کی نیند سے وضو ٹوٹتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس پر برقرار نہ رکھتے۔ دلائل کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے ہم نے یہ بات کہی ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے بول وبراز سے ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ولكن من غائط وبول ونوم" (لیکن پیشاب،

رضي الله عنه-: (العين وكاء السَّه فمن نام فليتوضأ) وفي حديث معاوية -رضي الله عنه-: "العين وكاء السَّه، فإذا نامت العينان استطلق الوكاء " ففي هذه الأدلة إثبات أن النوم ناقض للوضوء، وفي حديث الباب وما جاء معه من روايات فيه دلالة على أن النوم لا ينقض الوضوء. وعلى ذلك: يؤول حديث الباب وكذا رواية : "الغطيط ووضع الجُنوب" على أن النوم لم يكن مستغرقا؛ فقد تسمع لأحدهم غطيطا وهو في مبادئ نومه قبل استغراقه، ووضع الجنب لا يستلزم منه الاستغراق، كما هو ظاهر ، وبهذا تجتمع الأدلة، ويُعمل بها جميعا وإذا أمكن الجمع بين الأدلة، فهو أولى من إهدار بعضها. وحاصله: إذا نام الإنسان واستغرق في نومه، بحيث فقد إدراكه بالكلية، فهذا يلزمه الوضوء، وإن لم يكن مستغرقا فلا يلزمه الوضوء، وإن كان الأولى والأحوط أن يتوضأ احتياطا للعبادة. وإن شَك هل كان نومه مستغرقا أم لا ؟ لم ينتقض وضوؤه؛ لأن الأصل بقاء الطهارة ولا يزول اليقين بالشك. قال شيخ الإسلام ابن تيمية -رحمه الله-: " وأما النوم الذي يشك فيه: هل حصل معه ريح أم لا؟ فلا ينقض الوضوء؛ لأن الطهارة ثابتة بيقين فلا تزول بالشك. "

پاخانہ اور پیند سے)۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جیساکہ علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے : "آنکھ کا کھلا رہنا دبر کا بندھن ہے، لہٰذا جو سو جائے وہ وضو کرلے۔" نیز معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ : "آنکھ کا کھلا رہنا دبر کا بندھن ہے، جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو بندھن ڈھیلا ہوجاتا ہے۔"ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب کہ باب کی حدیث اور اس کے ساتھ جو دوسری روایتیں ہیں، اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ اسی کے پیشِ نظر باب کی حدیث اور "الغطیط ووضع الجُنوب" (خراٹے اور پہلو رکھنے) والی روایت کی تاویل کی جائے گی کہ یہ نیند اتنی گہری نہیں تھی جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی ابتدائی نیند میں خراٹے لیتا ہو اور پہلو رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نیند گہری ہو، جیساکہ یہ بات ظاہر ہے۔ اس طرح تمام دلائل یکجا ہوجاتے ہیں اور ان سب پر عمل ہوجاتا ہے۔ اور جب دلائل کے درمیان تطبیق ممکن ہو، تو یہ بعض روایات کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب انسان سو جائے اور اس کی نیند اتنی گہری ہو جائے کہ وہ پوری طرح سے شعور وادراک کو کھو دے، تو اس کے لیے وضو کرنا لازم ہے۔ اور اگر نیند گہری نہ ہو تو وضو کرنا لازم نہیں ہوگا۔ اگرچہ احتیاطاً عبادت کے لیے بہتر اور محتاط رویہ یہی ہے کہ وہ وضو کرلے۔ اور اگر کسی کو شک ہو کہ آیا اس کی نیند گہری تھی یا نہیں؟ تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے کہ اصل طہارت کا باقی رہنا ہے اور یقین شک سے ختم نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : وہ نیند جس میں شک ہو کہ آیا اس میں ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں؟ اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے کہ طہارت (پاکی) یقین کے ساتھ ثابت ہے، اور یقین شک کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا۔ مجموع فتاوى شيخ الإسلام(٢١/ ٣٩٤) سبل السلام(١/ ٨٨، ٨٩) فتح ذي الجلال والإكرام(١/ ٢٣٨) توضيح الأحكام (/٢٨٢ ، ٢٨٣) تسهيل الإلمام(١/ ١٧٠، ١٧١)

راوي الحديث: رواه أبو داود مسلم

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- عَهدِه : العَهد: الزمن، يُقال: كان ذلك على عهد فلان، أي: على زمانه.
- ينتظرون : يترقَّبون حضوره لأداء الصلاة.
- تَخْفِقَ : أي: تَميل من النُّعاس.

فوائد الحديث:

١. النوم اليسير _ غير المستغرق _ لا ينقض الوضوء.
٢. النوم الكثير ناقض للوضوء؛ لما تقرَّر في نفس الصحابي الراوي أن النَّوم ناقض للوضوء، إلا هذا القَدْر الذي شاهده.

٣. الطهارة من الحدَث شرط لصحة الصلاة؛ لأن نفي الوضوء في هذه الحالة دليل على وجوبها فيما لو انتقض وضوؤهم.

٤. استحبابُ تأخير صلاة العشاء عن أول وقتها؛ فقد جاء في الصحيحين أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يستحب أن يؤخِّر العشاء، ويقول: إنه لَوَقْتُها، لولا أنْ أَشُقَّ على أمتي.

٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على البقاء في المسجد انتظارًا للصلاة، وفضل انتظارها؛ فقد جاء في البخاري (٦٤٧) ومسلم (٣٦٢) من حديث أبي هريرة؛ أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يزال أحدكم في صلاةٍ ما دامت الصلاة تحبسه."

٦. جواز النعاس والرقودِ في المسجد، لاسيَّما لانتظار الصلاة.

٧. فيه أن الإمام أملك بإقامة الصلاة.

٨. فيه أن الصلاة التي تصلى في هذا الوقت تسمى بصلاة العشاء خلافا لما عليه الأعراب من تسميتها بالعَتَمَة.

٩. فيه أن فعل الصحابة في عهد النبي _ صلى الله عليه وسلم _ حجة، ويؤكد ذلك: حديث أبي سعيد _ رضي الله عنه _ : " كنَّا نَعْزِل على عهد رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، والقرآن ينزل لو كان شيء يُنهى عنه لنَهانا عنه القرآن " متفق عليه

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. صحيح وضعيف سنن أبي داود، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ- ١٤٣١ هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

الرقم الموحد: (8394)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا تلا: (غير المغضوب عليهم ولا الضالين)، قال: آمين، حتى يسمع من يليه من الصف الأول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تلاوت فرماتے تو آمین کہتے، یہاں تک کہ اسے پہلی صف میں موجود لوگوں کو سنا دیتے تھے۔

١٩٩٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا تلا: (غير المغضوب عليهم ولا الضالين)، قال: «آمين»، حتى يسمع من يليه من الصف الأول.

١٩٩٢. حدیث:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تلاوت فرماتے تو آمین کہتے، یہاں تک کہ اسے پہلی صف میں موجود لوگوں کو سنا دیتے تھے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

كان من هديه -عليه الصلاة والسلام- إذا فرغ من قراءة الفاتحة أن يؤمن ويرفع بذلك صوته حتى يسمعه أصحابه، والتأمين مستحب، والحديث ضعيف لكن معناه وارد في الأحاديث الصحيحة فعن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا أمن الإمام، فأمنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه" وقال ابن شهاب الزهري: وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: آمين. متفق عليه.

اجمالی معنیٰ:

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا طریقہ تھا کہ جب سورۃ الفاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آمین کہتے اور اسے بلند آواز سے کہتے یہاں تک کہ اسے اپنے صحابہ کو سنا دیتے۔ آمین کہنا مستحب ہے۔ اور یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کا معنیٰ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے۔ چنانچہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب امام «آمین» کہے تو تم بھی «آمین» کہو۔ کیونکہ جس کا «آمین» کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگیا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" ابن شہاب الزہری کہتے ہیں: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم «آمین» کہتے تھے۔ متفق علیہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- آمين : اسم فعل للطلب والالتماس معناه: اللَّهُمَّ استجب، عند خاتمة الفاتحة للدعاء الذي فيها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التأمين للإمام بعد قراءة الفاتحة، وأن يَمُدَّ بها صوته.

٢. استحباب الجهر بها في الصلاة الجهرية.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، للإمام أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م. سلسلة الأحاديث الضعيفة، للشيخ الألباني، دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ/ ١٩٩٢م. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ. سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

الرقم الموحد: (10914)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سكت المؤذن بالأولى من صلاة الفجر قام، فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر، بعد أن يستبين الفجر، ثم اضطجع على شقه الأيمن، حتى يأتيه المؤذن للإقامة

جب مؤذن فجر کی پہلی اذان دے کر چپ ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں (سنت فجر) ہلکی پھلکی ادا کرتے صبح صادق روشن ہوجانے کے بعد پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کی اطلاع دینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتا۔

١٩٩٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سَكَتَ المؤذن بالأولى من صلاة الفجر قام، فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر، بعد أن يَسْتَبِينَ الفجر، ثم اضطجع على شِقِّهِ الأيمن، حتى يأتيه المؤذن للإقامة».

١٩٩٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ''جب مؤذن فجر کی پہلی اذان دے کر چپ ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں (سنت فجر) ہلکی پھلکی ادا کرتے صبح صادق روشن ہو جانے کے بعد، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کی اطلاع دینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أذن المؤذن لصلاة الفجر يقوم فيصلي ركعتين ثم يضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للإقامة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ جب مؤذن فجر کی اذان دیتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور دو رکعتیں (سنت فجر) ادا کرتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن اقامت کی اطلاع دینے کے لیے آپ کے پاس آتا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- اضطجع : يقال: ضجعت جنبي وأضجعته، والمعنى وضع جنبه بالأرض.
- شِقّه الأَيْمَن : جنبه، وهو ما تحت إبطه الأيمن.

فوائد الحديث:

١. يدل الحديث على استحباب الضجعة على الجانب الأيمن، قبيل صلاة الصبح.
٢. من فوائد الاضطجاع على الشق الأيمن أنَّ القلب معلق في الجانب الأيسر، فإذا نام الرجل على الجانب الأيسر، استثقل نومًا؛ لأنَّه يكون في دعة واستراحة، فيثقل نومه، فإذا نام على شقه الأيمن، فإنَّه يقلق ولا يستغرق في النوم؛ لقلق القلب.
٣. ظاهر الحديث أن النبي -صلّى الله عليه وسلّم- كان يضطجع في بيته، وعليه فلا تشرع في المسجد لمن صلى راتبة الفجر فيه.
٤. في هذه الاستراحة اليسيرة راحة واستجمام لصلاة الفجر، والله أعلم.
٥. أن الأفضل في صلاة النافلة كونها في البيوت.
٦. استحباب التخفيف في سنة الفجر.
٧. إتيان المؤذن إلى الإمام الراتب وإعلامه بحضور الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي. التوضيح لشرح الجامع الصحيح, ابن الملقن الشافعي, ت: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث, دار النوادر، دمشق – سوريا, الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري, محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين الكرماني, دار إحياء التراث العربي، بيروت-لبنان, طبعة أولى: ١٣٥٦هـ- ١٩٣٧م. الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية, أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي, تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار, دار العلم للملايين – بيروت, الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م.

الرقم الموحد: (11257)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قال: سمع الله لمن حمده: لم يحن أحد منا ظهره حتى يقع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ساجدا، ثم نقع سجودا بعده

رسول اللہ ﷺ جب ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اس وقت تک اپنی پیٹھ نہیں جھکاتا تھا جب تک کہ آپ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے۔ ہم پھر آپ ﷺ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔

١٩٩٤. الحديث:

عن عبد الله بن يزيد الخطمي الأنصاري -رضي الله عنه- قال: حدثني البراء -وهو غير كَذُوبٍ- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قال: سمع الله لمن حمده: لم يَحْنِ أحد منا ظهره حتى يقع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ساجدا، ثم نقع سجودا بعده».

١٩٩٤. حدیث:

عبداللہ ابن یزید خطمی انصاری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں براء - رضی اللہ عنہ -، - جو جھوٹے نہیں ہیں - نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اس وقت تک اپنی پیٹھ نہیں جھکاتا تھا جب تک کہ آپ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے۔ ہم پھر آپ ﷺ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر هذا الصحابي الصدوق رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يؤم أصحابه في الصلاة فكانت أفعال المأمومين تأتي بعد أن يتم فعله، بحيث كان صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من الركوع وقال: "سمع الله لمن حمده" رفع أصحابه بعده وإذا هبط ساجدا ووصل إلى الأرض يقعون ساجدين بعده.

اجمالی معنی:

یہ صدوق (سچے) صحابی نبی ﷺ کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ نماز میں اپنے صحابہ کی امامت کیا کرتے تھے۔ مقتدیوں کے اعمال آپ ﷺ کا عمل پورا ہو جانے کے بعد ہوتے تھے بایں طور کہ آپ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو کہتے ''سمع اللہ لمن حمدہ''۔ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے بعد اپنے سر اٹھاتے اور جب آپ ﷺ سجدے کے لیے نیچے جاتے اور زمین تک پہنچ جاتے تو صحابہ اس کے بعد سجدے میں جایا کرتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن يزيد الخطمي الأنصاري -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- البراء : بتخفيف الراء-: ابن عازب صحابي مشهور.
- وهو غير كذوب : جرى هذا الكلام على عادتهم إذا أرادوا تأكيد العلم بالراوي والعمل بما روى، لا على قصد التعديل فإن الصحابة كلهم عدول لا يحتاجون إلى تزكية.
- لم يحن : لم يثن
- سجودا : جمع ساجد

فوائد الحديث:

١. صفة متابعة الصحابة للرسول في الصلاة، وأنهم لا ينتقلون من القيام إلى السجود حتى يسجد.
٢. أنه ينبغي أن تكون المتابعة هكذا، فلا تتقدم الإمام، فإنه محرم يبطل الصلاة، ولا توافقه، فإنه مكروه ينقص الصلاة، ولا تتأخر عنه كثيراً، بل تليه مباشرة.
٣. في الحديث دليل على طول الطمأنينة بعد الركوع.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6097)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قعد يدعو، وضع يده اليمنى على فخذه اليمنى، ويده اليسرى على فخذه اليسرى، وأشار بإصبعه السبابة، ووضع إبهامه على إصبعه الوسطى، ويلقم كفه اليسرى ركبته

جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تشہد میں) بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بائیں گھٹنے کو اپنی بائیں ہتھیلی کے اندر لے لیتے۔

١٩٩٥. الحديث:

عن عبد الله بن الزُّبير -رضي الله عنهما- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قعد يَدْعُو، وضع يَده اليُمْنَى على فخِذِه اليُمْنَى، ويَده اليُسْرَى على فخِذِه اليُسْرَى، وأشَار بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة، ووضَع إبْهَامَه على إِصْبَعِهِ الوُسْطَى، ويُلْقِم كَفَّه الْيُسْرَى رُكْبَتَه».

١٩٩٥. حدیث:

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب (تشہد میں) بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھ لیتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے نیز اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بائیں گھٹنے کو اپنی بائیں ہتھیلی کے اندر لے لیتے (پکڑ لیتے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قعد يَدْعُو" يعني: جلس للتَّشهد، يؤيده حديث ابن عمر -رضي الله عنهما-: (كان إذا قَعَد للتَّشهد، وضع يَده اليُسْرَى على رُكْبَتِهِ اليُسْرَى..)، رواه مسلم. والتَّشهد هو قراءة: "التَّحيات لله والصلوات والطَّيبات، السَّلام عليك أيها النَّبي ورحمة الله وبركاته، السَّلام علينا وعلى عباد الله الصالحين.."، وسُمي دُعاء لاشتماله على الدعاء؛ فإن قوله: "السَّلام عليك"، "والسَّلام علينا" دعاء. قوله: "وضع يَده اليُمْنَى على فَخِذِه اليُمْنَى، ويَده اليُسْرَى على فخِذِه اليُسْرَى"، أي: أنه إذا جلس للتَّشهد بَسط يَده اليُمنى على فَخِده اليُمنى واليُسرى كذلك؛ والحكمة في وضعها عند الرُكبة أو على الرُّكبة أو الفَخِذ مَنْعُها من العَبث، ووضع اليَد على الفَخِذ لا يُخالف وضعها على الرُّكبة؛ لأن من لازم وضع اليَد على الفَخذ أن تصل أطراف الأصابع إلى الرُّكبة، وفي رواية وائل ابن حُجْر -رضي الله عنه- عند النسائي وغيره أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "وضع كَفَّه اليُسرى على فَخِذه ورُكبته اليُسرى، وجعل حَدَّ مِرفقه الأيمن على فَخِذه اليُمنى" وقوله -رضي الله عنه-: "وجعل حَدَّ مِرفقه

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: ''كان رسول الله- صلى الله عليه وسلم- إذا قعد يَدْعُو'' (رسول اللہ جب بیٹھتے تو دعا کرتے) یعنی جب تشہد کے لیے بیٹھتے۔ اس کی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ (كان إذا قَعَد للتَّشهد، وضع يَده اليُسْرَى على رُكْبَتِهِ اليُسْرَى) رواہ مسلم۔ (کہ جب آپ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے) امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔ تشہد میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے: ''التَّحيات لله والصلوات والطَّيبات، السَّلام عليك أيها النَّبي ورحمةُ الله وبَرَكاتُه، السَّلامُ علينا وعلى عبادِ الله الصالحين''۔ اور اس کا نام دعا اس لیے رکھا گیا ہے کیوں کہ یہ دعا پر مشتمل ہے جیسا کہ آپ کے فرمان میں ہے "السَّلام عليك"، "والسَّلام علينا" ہے جو کہ دعا ہے۔ اور "وضع يَده اليُمْنَى على فَخِذِه اليُمْنَى، ويَده اليُسْرَى على فَخِذِه اليُسْرَى" (اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے) یعنی جب آپ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر پھیلا لیتے اور اسی طرح بایاں بائیں ران پر۔ ہاتھ کو گھٹنے کے قریب یا گھٹنے پر یا ران پر رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ فضول حرکتوں سے بچا جا سکے۔ ہاتھ کو ران پر رکھنا یہ گھٹنوں پر رکھنے کے متضاد نہیں کیوں کہ جب ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھا جائے گا تو انگلیوں کو گھٹنوں کے ساتھ ملایا جائے گا۔ سنن نسائی میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "وضع كَفَّهُ اليُسرى على فَخِذِه ورُكبته اليُسرى وجعل حَدَّ مرفقه الأيمن على فَخِذِه اليُمنى" (آپ ﷺ بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھتے اور اپنی دائیں کہنی کو اپنی دائیں ران پر رکھتے) اور یہ کہنا کہ: "وجعل حَدَّ

الأيمن على فَخِذه اليُمنى"، فإذا جعل المصلِّي حدَّ مرفقه على فخذه فإنه بلا شك أن أطراف الأصابع تصل إلى الرُّكبة. قال النووي -رحمه الله-: "قد أجمع العلماء على استحباب وضعها عند الرُّكبة أو على الرُّكبة، وبعضهم يقول بعطف أصابعها على الرُّكبة، وهو معنى قوله: "ويلقم كَفه اليُسرى رُكْبَتَه". وقوله: "وضع يَده" المُراد باليَد هنا: من أطراف الأصابع إلى المرفقين، وظاهر الحديث: سواء كان ذلك في التَّشهد الأول أو الثاني. قوله: "وأَشَار بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة" السَّبَّابة هي: الأصْبع التي تَلي الإبْهَام، وسُمَّيت بالسَّبَّابة؛ لأنَّه يُشار بها عند السَّبِّ، وتسمى أيضًا بالمُسَبِّحة؛ لأنه يُشير بها إلى توحيد الله -تعالى- وتَنزيهه، وهو: التَّسبيح، والإشارة بالإصبع السَّبَّابة عند التَّشهد سُنة، ثبت بذلك الأحاديث الصحيحة، والسنة أن يشير بها من حِين قعوده للتَّشهد إلى أن يَفرغ منه؛ لظاهر حديث الباب، فإن قوله: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قَعد يَدْعُو، وضع يَده اليُمْنَى على فخِذِه اليُمْنَى، ويَده اليُسْرَى على فخِذِه اليُسْرَى، وأَشَار بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة..". وفي مسلم -أيضاً- من حديث عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا قَعد في التَّشهد وضع يَده اليُسرى على رُكْبَتِهِ اليُسْرَى، ووضع يَده اليُمنى على رُكبته اليُمنى، وعَقَد ثلاثة وخمسين وأشار بالسَّبَّابة". ومثله: حديث وائل بن حُجْر -رضي الله عنه- عند أبي داود وفيه :" ثم جلس فافترش رِجله اليُسرى، ووضع يَده اليُسرى على فخذه اليسرى، وحَدَّ مِرفقه الأيمن على فَخذه اليَمنى، وقَبِض ثنتين وحَلَّق حَلَقة، ورأيته يقول هكذا، وحَلَّق بِشْرٌ الإِبْهَام والوُسْطَى وأشار بالسَّبَّابة". قال ابن حَجر -رحمه الله-: "من أول جلوسه للتَّشَهد كما دلت عليه الرِّوايات الأخرى"، وبهذا أفتى الشيخ ابن باز -رحمه الله- واللجنة الدائمة. قوله: "ووضَع إبْهَامَه على إِصْبَعِهِ الوُسْطَى" يعني: حَلَّق بالإبْهَام والوسْطى وأشار بالسَّبَّابة. قوله: "وأَشَار بِإِصْبَعِهِ" يعني: يُشير بالسَّبَابة؛ وذلك بأن يجعلها قائمة في جميع الأحوال المتقدمة؛

مِرفقه الأيمن على فَخِذه اليُمنیٰ" اپنی دائیں کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھتے۔ جب نمازی اپنی کہنی کے کنارے کو اپنی ران پر رکھے گا تولا محالہ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں تک پہنچیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ انگلیوں کو گھٹنوں پر یا گھٹنوں کے قریب رکھنے میں استحباب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا عطف انگلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے پر ہے''۔ یہی آپ ﷺ کے اس قول "ویلقم کفه الیُسریٰ رُکبَتَہ" (اپنے بائیں گھٹنے کو اپنی ہتھیلی میں لے لیتے) کا معنی بھی ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان: "وضع یدہ" (اپنے ہاتھ کو رکھتے) میں، ہاتھ سے مراد انگلیوں کے پوروں سے لے کر کہنیوں تک کا حصہ ہے۔ حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حالت چاہے پہلے تشہد میں ہو یا دوسرے میں ہو دونوں ایک طرح ہیں۔ "وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة" (اوراپنی سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا) 'سبابہ' سے مراد وہ انگلی ہے، جو انگوٹھے کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ اس کو سبابہ اس لیے کہا گیا ہے کہ گالی گلوچ کرتے وقت اس کے ذریعہ اشارہ کیا جاتا ہے۔ اس کا نام 'مُسَبِّحَہ' بھی ہے کیوں کہ اس کے ساتھ اللہ کی توحیداوراس کی پاکی بیان کی جاتی ہے اور یہ تسبیح ہے۔ سبابہ انگلی سے حالت تشہد میں اشارہ کرنا صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت ہے۔ اور مسنون یہی ہے کہ جب تشہد کے لیے بیٹھا جائے اس وقت سے لے کر تشہد سے فارغ ہونے تک اشارہ کیا جائے۔ کیوں کہ حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ فرمان کہ: "کان رسول اللہ _ صلی اللہ علیہ وسلم _ إذا قَعد یَدْعُو، وضع یَدہ الیُمْنَیٰ علی فَخِذِہ الیُمْنَیٰ، ویدہ الیُسْرَیٰ علی فَخِذِہ الیُسْرَیٰ، وأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة" (رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو دعا کرتے، دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر اور سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے)۔ اسی طرح صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ''اَنَّ رسولَ اللہِ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کانَ إِذا قَعدَ فی التَّشَهدِ وضَعَ یَدَہُ الیُسریٰ علی رُکْبَتِہِ الیُسْرَیٰ، ووَضَعَ یَدہ الیُمنیٰ علی رُکبتہ الیُمنیٰ، وعَقَدَ ثلاثۃً وخمسینَ وأَشارَ بالسَّبَّابۃِ" (بے شک رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور ترپن (۵۳) کی گرہ لگاتے اور سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے تھے)۔ اسی طرح وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سننِ ابی داوٗد میں روایت ہے کہ "ثم جلس فافترش رِجلہ الیُسریٰ، ووضع یدہ الیُسریٰ علی فخذہ الیسریٰ، وحَدَّ مرفقہ الأیمن علی فَخِذہ الیمنیٰ، وقَبَضَ ثنتینِ وحَلَّقَ حَلقۃً، ورأیتہ یقول ہٰکذا، وحَلَّقَ بِشْرٌ الإبہام والوُسْطَی وأشار بالسَّبَّابۃ" (پھر بیٹھتے، اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا لیتے، اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی دائیں کہنی کو اپنی دائیں ران پر بچھا لیتے، مٹھی بند کرلیتے اور حلقہ بنا لیتے۔ میں نے دیکھا کہ اس طرح سے کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا لیتے اور سبابہ سے اشارہ کرتے)۔ ابن حجر رحمہ اللہ

والحكمة في الإشارة بها إلى أن المَعبود -سبحانه وتعالى- واحد؛ ليجمع في توحيده بين القول والفعل والاعتقاد. وفي حديث ابن عمر مرفوعا في مسند الإمام أحمد: "لهي أشدُّ على الشيطان من الحديد". قوله: "وأَشَار بِإِصْبَعِهِ" ظاهر الحديث: أنه لا يُحركها؛ لأن الإشارة غير التحريك. قوله: "ويُلْقِم كَفَّه الْيُسْرَى رُكْبَتَه" أي: يدخل رُكْبَته في راحَة كَفِّه اليُسرى ويقبض عليها، حتى تَصير رُكبته كاللُّقمة في يده. والحال الثانية: أن يبسط يده اليُسرى على رُكبته من غير قَبض كما في حديث ابن عمر -رضي الله عنه- في مسلم: "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا جلس في الصلاة وضع يديه على رُكبتيه... ويده اليُسْرى على رُكبته باسطها عليها"، وبناء عليه: تكون سُنة وضع اليدين عند التشهد وردت على وجهين، وبأيهما أخذ فقد أصاب السُّنَّة، والأولى والأفضل أن يفعل هذا تارة وهذا تارة؛ عملا بجميع ما ثبت عنه -صلى الله عليه وسلم-.

فرماتے ہیں کہ: یہ کام آپ ﷺ اپنے تشہد میں بیٹھنے کی ابتدا سے کرتے جیسا کہ بعض دیگر روایات میں آتا ہے۔ ابن باز رحمہ اللہ اور مستقل فتوی کمیٹی (سعودی عرب) کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان: "ووضَع إبهَامَه على إصْبَعِهِ الوُسطى" (اپنے انگوٹھے کو اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے) کا مطلب ہے کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بناتے اور سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے۔ یہ فرمان: "وأَشَار بإِصْبَعِهِ" (اپنی انگلی سے اشارہ کرتے) یعنی اپنی سبّابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔ اس کو ہر حالت میں شروع سے ہی کھڑی کر لیتے تھے اور اس اشارہ میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے اقوال وافعال اور اعتقاد ہر ایک میں اس کی توحید کی طرف اشارہ ہے۔ مسند امام احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث ثابت ہے کہ: "لَهِيَ أَشَدُّ على الشيطانِ من الحديد" (یہ شیطان کو لوہے سے بھی زیادہ سخت لگتی ہے)۔ آپ ﷺ کے فرمان "وأَشَار بإِصْبَعِهِ" (اپنی انگلی سے اشارہ کرتے) میں حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے جب کہ اشارہ بغیر حرکت کے نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کے فرمان "ويُلْقِم كَفَّهُ اليُسْرَى رُكْبَتَهُ" (اپنے گھٹنے کو بائیں ہتھیلی کے نیچے لیے لیتے) کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھٹنے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں داخل کر کے اس کو مضبوطی سے تھام لیتے بایں طور کہ گھٹنا ہاتھ کا لقمہ بن جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ، گھٹنے کو پکڑے بغیر، اس پر بچھا لیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ "أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان إذا جلس في الصلاة وضع يديه على رُكبتيه. ويَدَهُ اليُسْرى على رُكبته باسطها عليها" کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ کو اپنے گھٹنے پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو اپنے گھٹنے پر بچھا لیتے)۔ اس بنا پر ہاتھوں کو تشہد کی حالت میں گھٹنوں پر رکھنے کے حوالے سے مسنون عمل دو طرح سے ثابت ہے۔ اس لیے (ان دونوں صورتوں) میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا سنت پر عمل ہو جائے گا۔ جب کہ اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ کبھی ایک طرح سے کر لیا جائے اور کبھی دوسری طرح کر لیا جائے اس طرح آپ ﷺ سے ثابت شدہ تمام طریقوں پر عمل ہو جائے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن الزُّبير -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- السَّبَّابَة: هي الأصْبِع التي تَلي الإبْهَام، وسُميت بالسَّبَّابة؛ لأنَّه يُشار بها عند السَّبِّ.

فوائد الحديث:

١. مشروعية القُعود للتَّشهد في الصلاة.

٢. استحباب وضع اليَدين أثناء التَّشهد على الفَخِذَين.

٣. صفة اليدين أثناء التشهد: فاليسرى يبسطها على فخذه اليسرى، وأما اليد اليمنى فيقبض الخنصر والبنصر، ويحلق الوسط مع الإبهام، ويدع السبابة على وضعها، مستعدةً للإشارة بالتوحيد والعلو.
٤. في الحديث الإشارة بالإصبع في التَّشهد الأول والثاني.
٥. فيه أن الإشَارة بالإصْبِعِ من أول التَّشهد إلى آخره.
٦. استحباب القَبض على الرُّكبة اليُسرى في التَّشهد الأول الثاني.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣ هـ. مطالع الأنوار على صحاح الآثار، إبراهيم بن يوسف بن أدهم ابن قرقول، تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، دولة قطر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ، ٢٠١٢م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤١٧هـ، ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ. فتاوى نور على الدرب، عبد العزيز بن عبد الله بن باز، جمعها: محمد بن سعد الشويعر، قدم لها: عبد العزيز بن عبد الله بن محمد آل الشيخ. فتاوى اللجنة الدائمة، المجموعة الثانية، جماعة من العلماء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء، الإدارة العامة للطبع، الرياض.

الرقم الموحد: (10941)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ وهو قائم، يفصل بينهما بجلوس

آپ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے دیتے اور دونوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کرتے۔

١٩٩٦. الحديث:

عن عبد الله بن عُمر بن الخطاب -رضي الله عنهما- قال: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يخطب خطبتين يقعد بينهما» وفي رواية لجابر - رضي الله عنه-: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ وهو قائم، يفصل بينهما بجلوس».

١٩٩٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو خطبے دیتے اور دونوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے دیتے اور دونوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کرتے۔

درجة الحديث: صحيح رواية جابر :صحيحة

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

يوم الجمعة مجمع كبير شامل لأهل البلد كلهم، ولذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- من حكمته يخطب الناس يوم الجمعة خطبتين، يوجههم فيهما إلى الخير، ويزجرهم عن الشر وكان يأتي بالخطبتين وهو قائم على المنبر؛ ليكون أبلغ في تعليمهم ووعظهم، ولما في القيام من إظهار قوة الإسلام وأبهته. فإذا فرغ من الخطبة الأولى، جلس جلسة خفيفة؛ ليستريح، فيفصل الأولى عن الثانية، ثم يقوم فيخطب الثانية؛ لئلا يتعب الخطيب، ويمل السامع.

اجمالی معنی:

جمعہ کے دن پورے شہر کے لوگوں کا بڑا مجمع ہوتا ہے اس لیے کہ آپ ﷺ اپنی حکمت سے لوگوں کو اس دن دو خطبے دیتے اور ان کو بھلائی کی طرف متوجہ کرتے اور بُرائی سے ڈراتے۔ آپ منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے دیتے، اس لیے کہ کھڑا ہونا تعلیم و وعظ کرنے میں زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ کیونکہ کھڑے ہونے میں اسلام کی قوت اور رونق کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ جب پہلے خطبے سے فارغ ہوتے تو آرام کی غرض سے تھوڑا سا بیٹھ جاتے، یوں پہلے خطبے کو دوسرے خطبے سے الگ کر دیتے، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے، تاکہ خطیب تھکے نہیں اور سننے والا اکتائے نہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه. حديث جابر بن عبدالله أخرجه البيهقي.

التخريج: عبد الله بن عُمر بن الخطاب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان : تدل على الاستمرار.
- الخُطْبَة : بضم الخاء خُطبة الجمعة، أي: الموعظة التي تلقى فيها على المنبر.
- يفصل بينهما. : يفصل بين الخطبتين.

فوائد الحديث:

١. وجوب الخطبتين في الجمعة قبل الصلاة، وأنهما شرطان لصحة صلاة الجمعة، فلم ينقل أنه -صلى الله عليه وسلم- صلاها بلا خطبة، ولو كان جائزا لفعله ولو مرة لبيان الجواز.
٢. مشروعية قيام الخطيب في الخطبتين.
٣. مشروعية الجلوس اليسير بين الخطبتين؛ للفصل بينهما.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى

١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام –فيصل المبارك الحريملي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. تهذيب اللغة، محمد بن أحمد الأزهري أبو منصور، تحقيق: محمد عوض مرعب، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الأولى، ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل - محمد ناصر الدين الألباني إشراف: زهير الشاويش-المكتب الإسلامي – بيروت-الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (5399)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يتحرى صوم الإثنين والخميس	اللہ کے رسول ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے
١٩٩٧. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَتَحرّى صومَ الإثنينِ والخميسِ.	**١٩٩٧. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: تخبر أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يجتهد ويتقصد صوم الاثنين والخميس؛ لأن الأعمال تعرض فيهما على الله -تعالى-, فأحبَّ -صلى الله عليه وسلم- أن يُعرض عمله وهو صائم, ولأنه -تعالى- يغفر فيهما لكل مسلم إلا المتشاحنين كما ورد في الأحاديث الأخرى.	**اجمالی معنیٰ:** ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر دے رہی ہیں کہ سوموار اور جمعرات کے روزے کا آپ ﷺ بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ کیونکہ ان دنوں میں اعمال اللہ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ آپ کے اعمال اللہ کے ہاں اس حالت میں پیش ہوں کہ آپ روزے سے ہوں، نیز اللہ تعالیٰ ان دنوں میں ہر مسلمان کو معاف کردیتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو آپس میں بغض وکینہ رکھنے والے ہوں، جیساکہ دوسری احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتحرى : التحري القصد والاجتهاد في الطلب، والعزم على تخصيص الشيء بالفعل والقول.

فوائد الحديث:

١. استحباب صيام الاثنين والخميس لعظم فضلهما.

٢. يستحب تحري أوقات الإجابة والقبول، وملؤها بالطاعة والعبادة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م. كنوز رياض الصالحين, مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا, السعودية, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. فيض القدير شرح الجامع الصغير, زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري, الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر, الطبعة: الأولى، ١٣٥٦.

الرقم الموحد: (6183)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي الضحى أربعا، ويزيد ما شاء الله	رسول اللہ ﷺ صلاۃ الضحیٰ (نمازِ چاشت) چار رکعت پڑھتے تھے اور جتنا اللہ چاہتا زیادہ کرتے تھے
١٩٩٨. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصلِّي الضُحى أربعا، ويَزيد ما شاء الله.	**١٩٩٨. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صلاۃ الضحیٰ (نمازِ چاشت) چار رکعت پڑھتے تھے اور جتنا اللہ چاہتا زیادہ کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث ذكرت عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصلِّي الضُّحى أربع ركعات يُسلَّم من كل ركعتين, ثم ذكرت أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قد يزيد على أربع ركعات؛ على حسب قُدرته ونشاطه.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز چار رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیتے تھے۔ پھر انھوں نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قدرت وچستی کے بقدر چار رکعت سے زیادہ بھی پڑھتے تھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

فوائد الحديث:

١. فيه إثبات صلاة الضُّحى من فعله -صلى الله عليه وسلم-.

٢. أن صلاة الضُّحى غير مقيدة بعدد.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (11280)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقرأ علينا القرآن، فإذا مر بالسجدة كبر، وسجد وسجدنا معه

رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن سناتے؛جب کسی سجدے کی آیت سے گزرتے، تو ''اللہ أکبر'' کہتےاور سجدہ کرتے اور آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے

١٩٩٩. الحديث:

عن ابن عمر، قال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ علينا القرآن، فإذا مر بالسجدة كبَّر، وسجد وسجدنا معه»

١٩٩٩. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن سناتے، چنانچہ جب کسی سجدے کی آیت سے گزرتے، تو ''اللہ أکبر'' کہتےاور سجدہ کرتے اور آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ على أصحابه القرآن، وكلما مر بآية فيها سجدة كبر لسجود التلاوة وسجد وسجد الصحابة من بعده، وهو حديث ضعيف، وبغني عنه أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قرأ سورة النجم، فسجد بها فما بقي أحد من القوم إلا سجد، رواه البخاري عن ابن مسعود -رضي الله عنه-.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ اپنے اصحاب کو قرآن سناتے تھے۔ اس درمیان جب جب سجدہ والی آیت سے گزرتے، تو سجدۂ تلاوت کے لیے تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے تھے۔ چنانچہ صحابۂ کرام بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے تھے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن نبی ﷺ کی یہ حدیث اس سے بے نیاز کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی، تو آپ نے سجدہ کیا اور تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اسے امام بخاری نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. مشروعية سجود التلاوة.
٢. أنَّ المستمع يسجد إذا سجد القارئ.
٣. يدل على أنَّ القارىء إمام للمستمعين في تلك السجدة.
٤. لا يشرع في سجود التلاوة تحريم، ولا تحليل، وهذا هو السنة المعروفة عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، وعليها عامة السلف.
٥. لا يشرع رفع اليدين عند سجود التلاوة، فلم يرد عن الرسول -صلّى الله عليه وسلّم- أنه رفع يديه، ولا يشترط فيه تسليم، فإنه لم ينقل عن النبي -صلّى الله عليه وسلّم- أنه سلم بعد السجود.
٦. يجوز السجود في كل وقت حتى أوقات النهي، لأن السجود ليس بصلاة، والأحاديث الواردة في النهي مختصة بالصلاة، إلا وقت النهي المغلظ.
٧. إذا سجد للتلاوة قال في سجوده ما يقوله في سجود الصلاة، وإن أضاف بعض الوارد فحسن.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥ . توضيح الأحكام من بلوغ المرام لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن

الجوزي . تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11243)

كان مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم يمهل فلا يقيم، حتى إذا رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصلاة حين يراه.	رسول اللہ ﷺ کا موذن دیر کرتا اور اقامت نہیں کہتا تھا یہاں تک کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتا کہ آپ ﷺ نکل چکے ہیں تب وہ اقامت کہتا۔
٢٠٠٠. الحديث: عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: «كان مُؤَذِّنُ رسول الله صلى الله عليه وسلَّم يُمْهِلُ فلا يُقِيم، حتَّى إذا رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصَّلاة حِين يَرَاه».	**٢٠٠٠. حدیث :** حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : ”رسول اللہ ﷺ کا موذن دیر کرتا اور اقامت نہیں کہتا تھا یہاں تک کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتا کہ آپ نکل چکے ہیں تب وہ اقامت کہتا۔“
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث أن من له الحق في تحديد الإقامة الإمام؛ لأن المؤذن لم يكن يقيم إلا إذا خرج النبي صلى الله عليه وسلم.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ امام کو اقامت کی تحدید کا حق حاصل ہے، کیوں کہ موذن اس وقت تک اقامت نہیں کہتا تھا جب تک کہ نبی ﷺ کو نکلتے نہ دیکھ لیتا

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: جابر بن سمرة رضي الله عنه
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الصلاة : الصلاة: التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على أن مؤذن رسول الله صلى الله عليه و سلم كان لا يقيم إلا بعد أن يراه.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (10632)

كانت اليهود تقول: إذا جامعها من ورائها جاء الولد أحول، فنزلت: {نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم}

یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہمبستری کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی {نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثكم أنى شئتم} یعنی "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو"۔

٢٠٠١. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: "كانت اليهود تقول: إذا جَامَعَها مِن وَرَائِها جاء الولد أَحْوَلَ، فنزلت: {نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ} [البقرة: ٢٢٣]".

٢٠٠١. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہمبستری کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو" [البقرہ: ٢٢٣]۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان اليهود يضيِّقون في هيئة الجماع، من غير استنادٍ إلى علم، وكان الأوس والخزرج يأخذون عنهم أقوالهم وأحوالهم؛ لأنَّهم أهل كتاب، وكان من جملة افتراء اليهود قولهم: إذا أتى الرجل امرأته من دبرها في قبلها، كان الولد المقدر من ذلك الجِماع أحول، فأنزل الله -تعالى-: {نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ} [البقرة: ٢٢٣]. تكذيباً لهم، وبياناً بأن الله أباح ذلك بشرط أن يكون في القبل.

اجمالی معنیٰ:

یہود بغیر کسی علمی استناد کے ہیئتِ جماع سے متعلق تنگ نظری کا شکار تھے اور اوس وخزرج کے لوگ ان کے اقوال و احوال کو ان کے اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے لیتے تھے، یہودیوں کی مجملہ افترا پردازیوں میں سے ان کا یہ قول بھی تھا: اگر عورت سے ہمبستری کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہو گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے اور یہ بیان کرتے ہوئے کہ یہ مباح ہے بشرطیکہ جماع قُبل (vagi na) میں ہو یہ آیت نازل فرمائی: {نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ} [البقرۃ: ٢٢٣] یعنی "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔" [البقرہ: ٢٢٣]۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: جابر -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أحول : الحول أن تميل إحدى الحدقتين إلى الأنف، والأخرى إلى الصدغ.
- حرث : يقال: حرث الأرض حرثًا: أثارها للزراعة، وهنا شبه نساءهم بموضع الحرث، تشبيهًا لما يُلقى في أرحامهن من النطف بالبذور.
- جامعها : أي: في فَرْجها لكنْ مِن خَلْفٍ
- من ورائها : أي من جهة دبرها -عجيزتها-, في قبلها -أي موضع الولد.-
- فأتوا حرثكم : واقعوا زوجاتكم في موضع الحرث، وهو الفرج.
- أنى شئتم : من أين شئتم, والمراد من أي جهة شئتم, من قيام وقعود واضطجاع وإقبال وإدبار, إذا كان ذلك في القبل.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على افتراءات اليهود، وأكاذيبهم القديمة والحديثة، وتحريفهم لكتب الله -تعالى-، وتغييرهم كلماته؛ قال -تعالى-: {يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ} [النساء: ٤٦].

٢. أنَّ الرجل له أن يُجامع زوجته على أي هيئةٍ وشكلٍ كان، مقبلةً أو مدبرةً، قائمةً أو جالسةً، ما دام ذلك في القُبُل، وأنَّ هذا لا دخل له في صورة الولد وشكله ونوعه، وهذا تكذيب لليهود، وإبطال لفريتهم.

٣. الطب الحديث المبني على التجارب الصادقة، والحقائق الثابتة: كذَّب اليهود، وأثبت إعجازًا علميًّا للنَّبيِّ -صلى الله عليه وسلم-، ولسنَّته المطهَّرة.

٤. تحديد مكان الجماع بمكان الحرث الذي يطلب منه الولد، ويخرج منه؛ كما قال -تعالى-: {نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ} [البقرة: ٢٢٣] فلا تجاوزوا مكان الحرث إلى المكان الآخر.

٥. فيه الترغيب بالجماع، والتهييج عليه ما دام أنَّه حرث، والحَرْث يثمر الغلَّة النَّافعة، ويحصل منه الثمرة الطيبة، وكذا الجماع: فإنَّه السبب بكثرة النسل، وتكثير سواد المسلمين، وتحقيق مباهاة النبي -صلى الله عليه وسلم- بأمته الأنبياء يوم القيامة.

٦. أن مسألة الجماع يُرجع فيها إلى الزوج لا إلى الزوجة.

٧. سعة رحمة الله -تعالى- بأن أعطى الزوج شيئًا من الحرية في أن يأتي حرثه من حيث شاء؛ لأن الناس يختلفون في مزاجهم.

٨. الإشارة إلى تحريم الوطء في الدبر؛ لأن الدبر ليس موضع حرث.

المصادر والمراجع:

-اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح. لشمس الدين البِرْماوي. الناشر: دار النوادر، سوريا. الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث, بدون طبعة وبدون تاريخ. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (58097)

كنا أكثر الأنصار حقلا، وكنا نكري الأرض، على أن لنا هذه، ولهم هذه، فربما أخرجت هذه، ولم تخرج هذه فنهانا عن ذلك، فأما بالورق: فلم ينهنا

انصار میں سب سے زیادہ کھیت ہمارے تھے۔ ہم اس شرط پر زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے کہ اِن کھیتوں کی پیداوار ہماری اور اُن کھیتوں کی پیداوار اُن کی (بٹائی پر لینے والوں کی)۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ یہ زمین تو پیداوار دے دیتی، لیکن اس زمین سے کچھ بھی پیداوار نہ ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ تاہم آپ ﷺ نے چاندی (دراہم) کے عوض میں (زمین بٹائی پر دینے سے) منع نہیں فرمایا۔

٢٠٠٢. الحديث:

عن رافع بن خديج -رضي الله عنه- قال: «كنا أكثر الأنصار حقلًا، وكنا نكـري الأرض، على أن لنا هذه، ولهم هذه، فربما أخرجت هذه، ولم تخرج هذه فنهانا عن ذلك، فأما بالورق: فلم ينهنا».

٢٠٠٢. حدیث:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سب سے زیادہ کھیت ہمارے تھے۔ ہم اس شرط پر زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے کہ ان کھیتوں کی پیداوار ہماری اور اُن کھیتوں کی پیداوار اُن کی (بٹائی پر لینے والوں کی)۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ یہ زمین تو پیداوار دے دیتی، لیکن اس زمین سے کچھ بھی پیداوار نہ ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ تاہم آپ ﷺ نے چاندی (دراہم) کے عوض میں (زمین بٹائی پر دینے سے) منع نہیں فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان وتفصيل للمزارعة الصحيحة والفاسدة فقد ذكر رافع بن خديج أن أهله كانوا أكثر أهل المدينة مزارع وبساتين. فكانوا يزارعون بطريقة جاهلية، فيعطون الأرض لتزرع، على أن لهم من الزرع ما يخرج في جانب من الأرض، وللمزارع الجانب الآخر، فربما جاء هذا وتلف ذاك. فنهاهم النبي -صلى الله عليه وسلم- عن هذه المعاملة، لما فيها من الغرر والجهالة، فلابد من العلم بالعوض، كما لابد من التساوي في المغنم والمغرم. فإن كان المقابل جزءًا من الخارج من الأرض فهي مزارعة أو مساقاة، مبناها العدل والتساوي في غنْمِهَا وغُرْمِهَا، بأن يكون لكل واحد نسبة معلومة من الربع أو النصف ونحو ذلك. وإن كانت بعوض، فهي إجارة لابد فيها من العلم بالعوض. وهي جائزة سواء أكانت بالذهب والفضة، وهذه إجارة، أم كانت بما يخرج من

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں زمین بٹائی پر دینے کی صحیح اور غلط صورتوں کی تفصیل ہے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینے کے باشندوں میں سب سے زیادہ کھیت اور باغات ان کے خاندان کے تھے۔ وہ زمانۂ جاہلیت سے رائج طریقے پر زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ وہ کاشت کاری کی غرض سے اس شرط پر زمین دیا کرتے تھے کہ زمین کے ایک طرف کے حصے سے حاصل ہونے والی پیداوار ان کی ہوگی اور دوسری طرف سے حاصل ہونے والی پیدوار کاشت کار کی ہوگی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ زمین کے اس حصے سے تو پیداوار ہو جاتی، جب کہ دوسرے حصے کی پیداوار تلف ہو جاتی۔ نبی ﷺ نے انھیں اس انداز میں معاملہ کرنے سے منع فرما دیا؛ کیوں کہ اس میں دھوکہ اور جہالت (عدم صراحت) ہے۔ عوض کا علم ہونا بہت ضروری ہے اور اسی طرح نفع اور نقصان کے مابین بھی برابری ہونی چاہیے۔ اگر زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے بدلے میں اسے بٹائی پر دیا جائے، تو اس قسم کے معاملے کو مزارعت یا مساقات کہا جاتا ہے۔ یہ انصاف اور نفع و نقصان میں برابری کی بنیاد پر مبنی معاملہ ہونا چاہیے، بایں طور کہ ہر ایک کو پیداوار کی ایک مخصوص شرح ملے۔ یعنی چوتھائی یا نصف وغیرہ۔ اگر زمین کسی عوض کے بدلے میں بٹائی پر دی جائے، تو

الأرض، وهذه مزارعة؛ لعموم الحديث: [أما شيء معلوم مضمون، فلا بأس به].	اسے اجارہ کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے معاملے میں عوض کا معلوم ہونا ضروری ہوا کرتا ہے۔ یہ جائز ہے؛ چاہے سونے یا چاندی کے بدلے ہو، جسے اجارہ کہا جاتا ہے۔ یا زمین کی پیداوار کے عوض میں، جسے مزارعت کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ حدیث کا عموم اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ (شے معلوم اور یقینی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں)

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: رافع ابن خديج رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حقلًا : زرعًا.
- نكري : بضم النون، من كرى، أي نؤجر.
- هذه : القطعة من الأرض.
- ولهم : المراد للعمال، وإن لم يذكروا قبل ذلك في الحديث لدلالة السياق.
- فنهانا : نهانا النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك.
- الورق : بكسر الراء: الفضة.

فوائد الحديث:

١. جواز المزارعة بجزء مشاع معلوم، كالنصف والربع، وقد أجمع عليه العلماء.

٢. أنه لابد أن تكون الأجرة معلومة، فلا تصح بالمجهول.

٣. عموم الحديث يفيد أنه لا بأس أن تكون الأجرة ذهباً أو فضة أو غيرهما، حتى ولو كان من جنس ما أخرجته الأرض، أو مما أخرجته بعينه.

٤. النهي عن إدخال شروط فاسدة فيها : "ذلك كاشتراط جانب معين من الزرع وتخصيص ما على الأنهار ونحوها لصاحب الأرض أو الزرع ، فهي مزارعة أو إجارة فاسدة، لما فيها من الغرر والجهالة والظلم لأحد الجانبين، يجب أنْ تكون مبنية على العدالة والمواساة. فإما أن تكون بأجر معلوم للأرض، وإما أن تكون مزارعة يتساويان فيها مغنما ومغرماً.

٥. بهذا يعلم أن جميع أنواعَ الغرر والجهالات والمغالبات، كلها محرمة باطلة، فهي من القمار والميسر، وفيهما ظلم أحد الطرفين. والشرع إنما جاء بالعدل والقسط والمساواة بين الناس، لإبعاد العداوة والبغضاء، وجلب المحبة والمودة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6083)

كنا في سفر مع النبي صلى الله عليه وسلم، وإنا أَسْرَيْنا حتى كنا في آخر الليل، وَقَعْنا وَقْعَة، ولا وَقْعَة أحلى عند المسافر منها، فما أيقظنا إلا حَرُّ الشمس، وكان أول من استيقظ فلان، ثم فلان، ثم فلان، ثم عمر بن الخطاب

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم رات بھر چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ آیا تو ہم نے پڑاؤ ڈالا اور مسافر کے لیے اس وقت کے پڑاوَ سے زیادہ مرغوب اور کوئی چیز نہیں ہوتی (پھر ہم اس طرح غافل ہو کر سو گیے) کہ ہمیں سورج کی گرمی کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی۔ سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا، پھر فلاں پھر فلاں، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

٢٠٠٣. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- قال: كنا في سفر مع النبي صلى الله عليه وسلم، وإنا أَسْرَيْنا حتى كنا في آخر الليل، وَقَعْنا وَقْعَة، ولا وَقْعَة أحلى عند المسافر منها، فما أيقظنا إلا حَرُّ الشمس، وكان أول من استيقظ فلان، ثم فلان، ثم فلان، ثم عمر بن الخطاب، وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا نام لم يوقظ حتى يكون هو يستيقظ، لأنا لا ندري ما يحدث له في نومه، فلما استيقظ عمر ورأى ما أصاب الناس وكان رجلا جليدا، فكبَّر ورفع صوته بالتكبير، فما زال يكبر ويرفع صوته بالتكبير حتى استيقظ بصوته النبي صلى الله عليه وسلم، فلما استيقظ شكوا إليه الذي أصابهم، قال: «لا ضير -أو لا يضير- ارتحلوا». فارتحل، فسار غير بعيد، ثم نزل فدعا بالوَضوء، فتوضأ، ونُودِيَ بالصلاة، فصلَّى بالناس، فلما انفتل من صلاته إذا هو برجل معتزل لم يُصَلِّ مع القوم، قال: «ما منعك يا فلان أن تصلي مع القوم؟». قال: أصابتني جنابة ولا ماء، قال: «عليك بالصعيد، فإنه يكفيك». ثم سار النبي صلى الله عليه وسلم، فاشتكى إليه الناس من العطش، فنزل فدعا فلانا، ودعا عَلِيًّا فقال: «اذهبا، فابتغيا الماء». فانطلقا، فتلقيا امرأة بين مزادتين -أو سطيحتين- من ماء على بعير لها، فقالا لها: أين الماء؟ قالت: عهدي بالماء أمسِ هذه الساعةَ، ونَفَرُنا خُلُوف. قالا لها: انطلقي. إذًا قالت: إلى أين؟ قالا: إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. قالت: الذي يقال له: الصابئ؟ قالا: هو الذي تَعْنين، فانطلقي، فجاءا بها إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وحدثاه الحديث، قال: فاستَنْزَلوها عن بعيرها، ودعا

٢٠٠٣. حدیث:

حضرت عمران بن حصین - رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم رات بھر چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ آیا تو ہم نے پڑاوَ ڈالا اور مسافر کے لیے اس وقت کے پڑاوَ سے زیادہ مرغوب اور کوئی چیز نہیں ہوتی (پھر ہم اس طرح غافل ہو کر سو گیے) کہ ہمیں سورج کی گرمی کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی۔ سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا، پھر فلاں پھر فلاں، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے اور جب نبی کریم ﷺ آرام فرماتے تو ہم آپ کو جگاتے نہیں تھے یہاں تک کہ آپ خود بخود بیدار ہوں کیوں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ پر خواب میں کیا تازہ وحی آتی ہے۔ جب حضرت عمر جاگ گیے اور یہ آمدہ آفت دیکھی اور وہ ایک نڈر آدمی تھے، وہ زور زور سے تکبیر کہنے لگے۔ اسی طرح با آواز بلند، آپ اس وقت تک تکبیر کہتے رہے جب تک کہ نبی کریم ﷺ ان کی آواز سے بیدار نہ ہو گیے۔ تو لوگوں نے پیش آمدہ مصیبت کے متعلق آپ ﷺ سے شکایت کی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ: کوئی حرج نہیں۔ سفر شروع کرو۔ پھر آپ تھوڑی دور چلے، اس کے بعد آپ ٹھہر گیے اور وضو کا پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور اذان کہی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نماز پڑھانے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص پر آپ کی نظر پڑی جو الگ کنارے پر کھڑا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ: اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کون سی چیز نے روکا؟۔ اس نے جواب دیا کہ: مجھے غسل کی حاجت ہوگئی اور پانی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: تم مٹی کے ذریعے (تیمم) کر لیتے یہ تمہارے لیے کافی ہوتا۔ ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے سفر شروع کیا تو لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔ آپ ٹھہر گیے اور فلاں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی طلب فرمایا۔ ان دونوں سے آپ نے فرمایا کہ جاوَ پانی تلاش کرو۔ یہ دونوں نکلے۔ راستہ میں ایک عورت ملی جو پانی کی دو مشکیزے اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے بیچ میں سوار ہو کر جا رہی تھی۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کل اسی وقت میں پانی پر موجود تھی (یعنی پانی اتنی دور ہے کہ کل میں اسی وقت

النبي صلى الله عليه وسلم بإناء، ففرَّغ فيه من أفواه المزادتين -أو سطيحتين- وأَوْكَأ أفواههما وأطلق العَزَالِيَ، ونودي في الناس: اسقوا واستقوا، فسقى مَن شاء واستقى مَن شاء، وكان آخر ذاك أن أعطى الذي أصابته الجنابة إناء من ماء، قال: «اذهب فأفرغه عليك». وهي قائمة تنظر إلى ما يُفْعَل بمائها، وايمُ الله لقد أقلع عنها، وإنه ليُخَيَّل إلينا أنها أشد مَلأَةً منها حين ابتدأ فيها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «اجمعوا لها». فجمعوا لها من بين عَجْوة ودقيقة وسويقة حتى جمعوا لها طعاما، فجعلوها في ثوب وحملوها على بعيرها، ووضعوا الثوب بين يديها، قال لها: «تعلمين، ما رزئنا من مائك شيئا، ولكنَّ الله هو الذي أسقانا». فأتت أهلها وقد احتبست عنهم، قالوا: ما حبسك يا فلانة؟ قالت: العجب، لقيني رجلان، فذهبا بي إلى هذا الذي يقال له الصابئ، ففعل كذا وكذا، فوالله إنه لأسحر الناس من بين هذه وهذه، وقالت بإصبعيها الوسطى والسبابة، فرفعتهما إلى السماء -تعني: السماء والأرض- أو إنه لرسول الله حقا، فكان المسلمون بعد ذلك يَغِيرون على من حولها من المشركين، ولا يصيبون الصِّرْم الذي هي منه، فقالت يوما لقومها: ما أرى أن هؤلاء القوم يدعونكم عمدا، فهل لكم في الإسلام؟ فأطاعوها، فدخلوا في الإسلام.

وہاں سے پانی لے کر چلی تھی آج یہاں پہنچی ہوں) اور ہمارے قبیلہ کے مرد لوگ پیچھے رہ گیے ہیں۔ انھوں نے اس سے کہا۔ اچھا ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے پوچھا، کہاں چلوں؟ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں۔ اس نے کہا، اچھا وہی جن کو لوگ صابی کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا، یہ وہی ہے، جسے تم کہہ رہی ہو۔ اچھا اب چلو۔ آخر یہ دونوں حضرات اس عورت کو آپ ﷺ کی خدمت مبارک میں لائے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ عمران نے کہا کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اتار لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا۔ اور دونوں مشکیزوں کے منہ اس برتن میں کھول دیے، پھر ان کا اوپر کا منہ بند کر دیا۔ اس کے بعد نیچے کا منہ کھول دیا اور تمام لشکریوں میں منادی کر دی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پانی پئیں اور اپنے تمام جانوروں وغیرہ کو پلالیں۔ پس جس نے چاہا پانی پیا اور پلایا (اور سب سیر ہو گیے) آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا جسے غسل کی ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا، لے جاؤ اور غسل کر لو۔ وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی سے کیا کیا کام لیے جا رہے ہیں اور اللہ کی قسم! جب پانی لیا جانا ان سے بند ہوا، تو ہم دیکھ رہے تھے کہ اب مشکیزوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اس کے لیے (کھانے کی چیز) جمع کرو۔ لوگوں نے اس کے لیے عمدہ قسم کی کھجور (عجوہ) آٹا اور ستو اکٹھا کیا یہاں تک کہ بہت سارا کھانا اس کے لیے جمع ہو گیا۔ تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں رکھا اور عورت کو اونٹ پر سوار کر کے اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کر دیا۔ پھر وہ اپنے گھر آئی، دیر کافی ہو چکی تھی اس لیے گھر والوں نے پوچھا کہ اے فلانی! کیوں اتنی دیر ہوئی؟ اس نے کہا، ایک عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گیے جسے لوگ صابی کہتے ہیں۔ وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا، اللہ کی قسم! وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا۔ اس کی مراد آسمان اور زمین سے تھی۔ یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول ہے۔ اس کے بعد مسلمان اس قبیلہ کے دور و نزدیک کے مشرکین پر حملے کیا کرتے تھے۔ لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ یہ اچھا برتاؤ دیکھ کر ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمھیں جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کیا تمھیں اسلام کی طرف کچھ رغبت ہے؟ قوم نے عورت کی بات مان لی اور اسلام لے آئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الشريف جملة من الأحكام والمعجزات التي ظهرت للصحابة رضوان الله عليهم؛ ذلك لأنهم كانوا في سفر وغلبهم النعاس وخرج وقت صلاة الفجر فما كان من النبي صلى الله عليه وسلم إلا أن أوضح لهم ما يجب عليهم فعله في مثل هذه الحال ألا وهو المبادرة لقضاء الصلاة . والأمر الآخر أنه كان من بين الصحابة من أصابته جنابة ولم يكن معهم ماء فأمره النبي صلى الله عليه وسلم بالتيمم فظهر أنه في حال فقد الماء أجزأ التيمم عن الغسل. والأمر الثالث وهو إحدى معجزات النبي صلى الله عليه وسلم أن الناس شكو إليه العطش وعدم الماء فأرسل من يبحث عن الماء فلم يجدوا ماء ووجدوا امرأة معها ماء في مزادتين لها فأخذوها للنبي صلى الله عليه وسلم فأخذ من مزادتيها ماءً ودعا الله تعالى حتى فاض الماء وجعل الصحابة يستقون ويسقون حتى من أصابته جنابة أخذ من الماء ما يغتسل به ثم أخذت المرأة مزادتيها وهي تقول وكأني بها أملأ من ذي قبل كما أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر أن يجمع لها من الطعام مكافأة لها، مما كان سبباً بعد ذلك في إسلامها وإسلام قومها .

اجمالی معنی :

اس حدیث میں چند ایسے احکام اور معجزات بیان کیے گیے ہیں جو صحابہ کے سامنے ظاہر ہوئے تھے ۔ واقعہ یوں ہے کہ صحابہ کرام ایک سفر پر تھے کہ ان پر نیند غالب آ گئی اور نمازِ فجر کا وقت نکل گیا۔ ایسی حالت میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جو چیز بتائی تھی وہ یہی تھی کہ قضاء نماز کو ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے ۔ اور دوسرا معاملہ یہ تھا کہ صحابہ میں سے کوئی جنبی بھی ہوگیا اور ان کے پاس پانی بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو تیمم کا حکم دیا ۔ تو اس سے یہ پتہ چلا کہ پانی کی غیر موجودگی میں تیمم غسل سے کفایت کر جاتا ہے ۔ تیسرا معاملہ : آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا، ہوا یہ کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے پیاس اور پانی کی غیر موجودگی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو پانی تلاش کرنے کے لیے بھیجا لیکن انہیں کہیں سے بھی پانی نہ ملا ۔ انہیں ایک عورت ملی جس کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے تو وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے ۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک مشکیزہ پکڑا، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی یہاں تک کہ پانی بہہ پڑا، صحابہ نے خود بھی پانی پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا یہاں تک کہ جو شخص جنبی تھا اس نے بھی پانی لیا اور غسل کیا ۔ اس عورت نے اپنا مشکیزہ پکڑا اور یہ کہنے لگی کہ یہ تو ویسے کا ویسے ہی بھرا ہے جیسے پہلے بھرا ہوا تھا ۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے کھانے پینے کا سامان اکٹھا کروا کر بطور مختانہ بھی دیا جس کی وجہ سے آگے چل کر وہ خود بھی مسلمان ہوگئی اور اس کا پورا قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا ۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عمران بن حصين بن عبيد الخزاعي -رضي الله عنهما- .

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أَسْرَيْنا : سِرْنَا ليلا
- وقعنا وقعة : نمنا نومة.
- المزادتين : وهي الراوية والقربة الكبيرة التي يتزوَّدون بها الماء من الموارد، ولا تكون إلاَّ من جلدين، تزاد بجلدٍ ثالث بينهما لتتسع.
- السطيحة : هي إداوة تتخذ من جلدين وهي أكبر من القربة.
- وأوكأ : شد وهو فعل ماض من الإيكاء، أي شد الوكاء، وهو ما يشد به رأس القربة.
- وأطلق العزالي : أي فتحها وهو جمع العزلاء , وهو فم المزادة الأسفل.
- اسقوا واستقوا : كل منهما أمر فالأول من السقي والثاني من الاستقاء والفرق بينهما أن السقي لغيره والاستقاء لنفسه.
- أقلع : بضم الهمزة من الإقلاع، يقال أقلع عن الأمر إذا كف عنه.
- أشد ملأة : معناه أنهم يظنون أن ما بقي فيها من الماء أكثر مما كان أولا .
- من بين عجوة : العجوة تمر من أجود التمر بالمدينة.
- ما رَزَئنا : ما نقصنا.

- العجب : مرفوع بفعل مقدر تقديره: حبسني العجب، وهو الأمر الذي يتعجب منه لغرابته.
- من بين هذه وهذه : تعني من بين السماء والأرض.
- يغيرون : من الإغارة بالخيل في الحرب.
- صرم : هو أبيات من الناس مجتمعة والجمع أصرام.

فوائد الحديث:

١. -1استحباب سلوك الأدب مع الأكابر كما في فعل عمر رضي الله تعالى عنه في إيقاظ النبي صلى الله عليه وسلم.
٢. -2إظهار التأسف لفوات أمر من أمور الدين.
٣. -3لا حرج على من تفوته صلاة بلا تقصير منه لقوله: لا ضير.
٤. -4أن من أجنب ولم يجد ماء فإنه يتيم لقوله عليك بالصعيد.
٥. -5أن العالم إذا رأى أمرا مجملا يسأل فاعله عنه ليوضحه فيوضح العالم له هو وجه الصواب.
٦. -6استحباب الملاطفة والرفق في الإنكار.
٧. -7الإنكار على ترك الشخص الصلاة بحضرة المصلين بغير عذر.
٨. -8أن قضاء الفوائت واجب ولا يسقط بالتأخير ويأثم بتأخيره بغير عذر.
٩. -9أن من حلت به فتنة في بلد فليخرج منه وليهرب من الفتنة بدينه كما فعل الشارع بارتحاله عن بطن الوادي الذي تشاءم به لأجل الشيطان.
١٠. -10استحباب الأذان للفائتة.
١١. -11جواز الجماعة في الصلاة الفائتة.
١٢. -12جواز استعمال أواني المشركين ما لم يتيقن فيها نجاسة.
١٣. -13التحريض على صلاة الجماعة.
١٤. -14جواز الشكوى من الرعايا إلى الإمام عند حلول أمر شديد.
١٥. -15مشروعية قضاء الفائت الواجب وأنه لا يسقط بالتأخير.
١٦. -16فيه من دلائل النبوة حيث توضؤوا وشربوا وسقوا واغتسل الجند مما سقط من العزالي وبقيت المزادتان مملوءتان ببركته صلى الله عليه وسلم.
١٧. -17طهارة جلد الميتة بالدباغ؛ لأن المزادتين من جلود ذبائح المشركين، وذبائحهم ميتة.
١٨. -18جواز أخذ الإنسان من ماء غيره الذي حازه إذا دعت الحاجة إلى ذلك، لا سيما إذا كان الأخذ لا يضر صاحبه، فيجوز أن يأخذ ما يدفع عطشه ولو بالقوة؛ لأنه يدفع عن نفسه العطش، ولا يضر صاحبه.
١٩. -19أنَّ الماء الذي في جلد الميتة المدبوغ طهور؛ ذلك أنَّ ذبيحة المشرك ميتة محرَّمة نجسة، لكن طهَّر جلدها الدباغ الذي أذهب فضلاتها النجسة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي . صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٢/ عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني الحنفي.-طبعة إحياء التراث العربي -بيروت بدون تاريخ

الرقم الموحد: (8367)

كنا نصلي المغرب مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فينصرف أحدنا وإنه ليبصر مواقع نبله

ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ ادا کرتے اور جب ہم میں سے کوئی واپس پلٹتا تو (ابھی اتنا اجالا باقی ہوتا کہ) وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

٢٠٠٤. الحديث:

عن رافع بن خَديج الأنصاري الأوسي -رضي الله عنه- قال: كنا نصلي المغرب مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فينصرف أحدنا وإنه لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ.

٢٠٠٤. حدیث:

رافع بن خدیج انصاری اوسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ ادا کرتے اور جب ہم میں سے کوئی واپس پلٹتا تو (ابھی اتنا اجالا باقی ہوتا کہ) وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان كثيرا ما يصلي المغرب في أول وقتها، فتبين أنه من السنة، والدليل على ذلك أنهم ينهون الصلاة، ولا يزال هناك بقية ضوء يرون به موقع سهامهم التي يرمونها.

اجمالی معنیٰ:

حدیث شریف اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ نبی ﷺ اکثر اوقات نمازِ مغرب کو اس کے اوّلِ وقت میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ واضح ہوا کہ یہی سنت ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نماز پڑھ لیتے اور ابھی تک وہاں اتنی روشنی ہوتی کہ وہ اس میں اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیا کرتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: رافع بن خَديج الأنصاري الأوسي - رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- نبله : هي السهام العربية، وهي مؤنثة، لا مفرد لها من لفظها.
- لَيُبْصِر : من الإبصار، واللام فيه التـأكيد.
- مواقع : جمع موقع، وهو موضع الوقوع.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على استحباب تعجيل صلاة المغرب في أول وقتها، وعلى تقصير القراءة فيها، بحيث ينصرف منها والضوء باقٍ.
٢. يمتد وقت المغرب إلى مغيب الشفق الأحمر.
٣. المراد بالغروب: هو غروب قرص الشمس جميعه، بحيث لا يرى منه شيء، ونقل الإجماع على ذلك.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين - المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10599)

كنا نصلي والدواب تمر بين أيدينا فذكرنا ذلك لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: مثل مؤخرة الرحل تكون بين يدي أحدكم، ثم لا يضره ما مر بين يديه	ہم نماز پڑھتے اورچوپائے ہمارے سامنے سے گزرتے تھے۔ ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کجاوے کی پچھلی لکڑی کے مثل اگر کوئی چیز تمھارے آگے ہو، تو کوئی بھی آگے سے گزرے، نماز ی کو کچھ نقصان نہ ہو گا۔
٢٠٠٥. الحديث: عن طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه- قال: كنَّا نصلِّي والدواب تمرُّ بين أيدينا فذكرنا ذلك لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تكون بين يدي أحدكم، ثم لا يضُرُّه ما مر بين يديه».	**٢٠٠٥. حدیث:** طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے اور چوپائے ہمارے سامنے سے گزرتے تھے۔ ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کی پچھلی لکڑی کے مثل اگر کوئی چیز تمھارے آگے ہو، تو کوئی بھی آگے سے گزرے، نمازی کو کچھ نقصان نہ ہو گا“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه أنهم كانوا يصلون فتمر الدواب من أمامهم، فذكروا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبرهم أنه متى ما كان بين المصلي والمار أمامه كمؤخرة الرحل فلن يضره مروره، ومن فوائد السترة صيانة الصلاة وحفظها، والابتعاد عما ينقصها، ودرء الإثم عن المار، وعدم التسبب فيما يشق عليه ويحرجه.	**اجمالی معنی:** طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صحابۂ کرام) نماز پڑھتے تو (بسا اوقات) چوپائے ان کے سامنے سے گزرجاتے۔ انھوں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، تو اللہ کے نبی ﷺ نے انھیں بتایا کہ نمازی اور اس کے سامنے سے گزرنے والے کے درمیان کجاوے کے پچھلی لکڑی کے مثل کوئی چیز ہو، تو اس کا گزرنا نقصان دہ نہیں ہے۔ سترہ کے فوائد میں سے نماز کی صیانت و حفاظت، اسے نقصان و کمی سے بچانا، گزرنے والے کو گناہ سے بچانا اور اس سبب کو دور کرنا ہے، جو اسے مشقت و پریشانی میں ڈالے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مؤخرة الرَّحْل : هي العود الذي يكون في آخر الرحل، يستند إليه الراكب، وهي نحو ثلثي الذراع.
- الرحل : هو ما يوضع على ظهر البعير للركوب، ويسمى: الكُوْر.

فوائد الحديث:

١. مشروعية السترة للمصلي؛ لما تقدم من فوائدها التي تعود على صيانة الصلاة وحفظها، وعلى الابتعاد عما ينقصها، وعلى درء الإثم عن المار، وعدم التسبب فيما يشق عليه ويحرجه.

٢. أن تكون بقدر مؤخرة الرحل، في طولها وعرضها، إن أمكن.

٣. أنَّ مشروعية السترة تكون في الحضر والسفر، وفي الفضاء والبناء.

٤. أنَّ المصلي إذا وضع السترة ، فإنَّه لا يضر صلاته شيء، ولا ينقصها، ولا يبطلها من مرَّ بين يديه من ورائها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10868)

كنا نعزل والقرآن ينزل، قال سفيان: لو كان شيئا ينهى عنه؛ لنهانا عنه القرآن

٢٠٠٦. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: "كنا نعزل والقرآن ينزل". قال سفيان: لو كان شيئا ينهى عنه؛ لنهانا عنه القرآن.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أنهم كانوا يعزلون من نسائهم وإمائهم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويقرهم على ذلك، ولو لم يكن مباحا ما أقرهم عليه. فكأنه قيل له: لعله لم يبلغه صنيعكم؟ فقال: إذا كان لم يبلغه فإن الله- تبارك وتعالى- يعلمه، والقرآن ينزل، ولو كان مما ينهى عنه، لنَهى عنه القرَان، ولما أقرنا عليه المشرع. توفيق بين النصوص: حديث جابر يدل على جواز العزل ولكن وردت أحاديث أخرى يفهم منها عدم جواز العزل مثل ما رواه مسلم عن جُذَامة بنت وهب قالت: حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم في أناس، فسألوه عن العزل فقال: "ذلك الوأد الخفي"، فكيف يمكن التوفيق بين هذه النصوص؟ الجواب عن ذلك: الأصل الإباحة كما في حديث جابر وأبي سعيد-رضي الله عنهما، وحديث جذامة يحمل على ما إذا أراد بالعزل التحرز عن الولد، ويدل له قوله: " ذلك الوأد الخفي " ، أو يكون العزل مكروهًا لا محرمًا

ہم نزولِ قرآن کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے۔ سفیان کہتے ہیں کہ اگر یہ کوئی قابل ممانعت بات ہوتی تو قرآن ہمیں اس سے منع کر دیتا۔

٢٠٠٦. حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ''ہم نزول قرآن کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے۔ ''سفیان کہتے ہیں کہ اگر یہ کوئی قابلِ ممانعت بات ہوتی تو قرآن ہمیں اس سے منع کر دیتا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ وہ لوگ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے دور میں عزل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ انہیں اس سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اگر ایسا کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ انہیں ایسا نہ کرنے دیتے۔ گویا کہ ان سے کہا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کے اس عمل کی خبر آپ ﷺ تک نہ پہنچی ہو؟ (اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے منع نہ کیا ہو۔) اس پر انہوں نے کہا کہ : اگر نبی ﷺ تک اس بات کی خبر نہیں پہنچی تو اللہ تبارک و تعالی تو اسے جانتا تھا۔ قرآن بھی نازل ہو رہا تھا۔ اگر یہ کوئی ممنوع عمل ہوتا تو قرآن اس سے منع کر دیتا اور اللہ تعالی ہمیں اس عمل کو جاری نہ رکھنے دیتا۔ نصوص کے مابین باہم موافقت کا طریقہ کار: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث عزل کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے تاہم ایسی احادیث بھی آئی ہیں جن سے عزل کے عدم جواز کا علم ہوتا ہے۔ مثلا صحیح مسلم میں جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے حکم کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے۔ ان (بظاہر متعارض) نصوص کے مابین مطابقت کیسے پیدا کی جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ عزل کی اجازت ہے جیسا کہ جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث میں آیا ہے۔ جب کہ جذامہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا جب عزل سے مقصد بچوں سے احتراز ہو۔ اسی معنی پر آپ ﷺ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ ''یہ تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑنا ہے''۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ عزل کرنا مکروہ ہے نہ کہ حرام

۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- نعزل : من العزل: وهو النزع بعد الإيلاج لينزل المني خارج الفرج.
- والقرآن ينزل : المراد بذلك ، ونحن في زمن الوحي.
- لنهانا عنه القرآن : لأن الله لا يقر في زمن النبوة المؤمنين على المنهي عنه دون أن ينزل بيانه.

فوائد الحديث:

١. أن الصحابة كانوا يعزلون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم والله سبحانه مطلع على عملهم، فأقرهم عليه، وكأن الراوي -سواء أكان جابراً أم سفيان- أراد بهذا أن العزل موجود في زمن التشريع ولما لم ينزل به شيء استدل أنه جائز أقر الشارع عليه عباده، وقد جاء في صحيح (مسلم) أنه بلغه ذلك حيث قال جابر: (فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم، فلم ينهنا).

٢. أن العزل مباح، حيث علمه صلى الله عليه وسلم وأقرهم عليه، فإنه لا يقر على باطل، وشرعه قوله، وتقريره.

٣. لا خلاف بين العلماء أنه لا يعزل عن الزوجة الحرة إلا بإذنها، لأن الجماع من حقها ولها المطالبة به، وليس الجماع المعروف إلا ما لا يلحقه عزل

٤. ومن ذلك تعاطي الحبوب المانعة من الحمل، إذا كان لحاجة، ومصلحة، أو إبر تمنع للحاجة، للمصلحة، إذا كانت المرأة مريضة، أو يضرها الحمل، أو معها صبية صغار كثيرون، يشق عليها التربية، فتريد أن تمنع الحمل إلى وقت آخر، كسنة أو سنتين، حتى تستطيع أن تربي أولادها، أو حتى تبرأ من المرض، فلا بأس بذلك: كالعزل.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦ه)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - الإفهام في شرح عمدة الأحكام -عبد العزيز بن عبد الله بن باز-حققه واعتنى به وخرج أحاديثه: د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني- توزيع مؤسسة الجريسي

الرقم الموحد: (6084)

لا تَشْتَرِهِ، ولا تعد في صدقتك؛ فإن أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ؛ فإن العَائِدَ في هِبَتِهِ كالعَائِدِ في قَيْئِهِ

اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو، اگرچہ وہ شخص تمھیں وہ گھوڑا ایک درہم میں ہی کیوں نہ دے۔ کیونکہ کسی کا بطورِ ہبہ دی گئی شے کو واپس لینا ایسے ہی ہے، جیسے کوئی قے کرکے اسے چاٹ لے۔

٢٠٠٧. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: «حَمَلْتُ على فرس في سبيل الله، فأضاعه الذي كان عنده، فأردت أن أشتريه، وظننت أنه يبيعه بِرُخْصٍ، فسألت النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ فقال: لا تَشْتَرِهِ، ولا تعد في صدقتك؛ فإن أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ؛ فإن العَائِدَ في هِبَتِهِ كالعَائِدِ في قَيْئِهِ».

٢٠٠٧. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) ایک گھوڑا کسی کو سواری کے لیے دیا اور جسے دیا تھا، اس نے اس کی حالت بالکل ہی بگاڑ دی۔ اس لیے میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے واپس خرید لوں۔ میرا خیال تھا کہ وہ شخص اسے سستے داموں میں بیچ دے گا۔ اس کے متعلق میں نے نبی ﷺ سے جب پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو، اگرچہ وہ شخص تمھیں وہ گھوڑا ایک درہم میں ہی کیوں نہ دے۔ کیونکہ کسی کا بطورِ ہبہ دی گئی شے کو واپس لینا ایسے ہی ہے، جیسے کوئی قے کرکے اسے چاٹ لے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أعان عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- رجلا على الجهاد في سبيل الله. فأعطاه فرسا يغزو عليه، فقصر الرجل في نفقة ذلك الفرس، ولم يحسن القيام عليه، وأتعبه حتى هزل وضعف. فأراد عمر أن يشتريه منه وعلم أنه سيكون رخيصًا لهزاله وضعفه، فلم يقدم على شرائه حتى استشار النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، ففي نفسه من ذلك شيء، فنهاه النبي -صلى الله عليه وسلم- عن شرائه ولو بأقل ثمن، لأن هذا شيء خرج لله -تعالى- فلا تتبعه نفسك ولا تعلق به، ولئلا يحابيك الموهوب له في ثمنه، فتكون راجعاً ببعض صدقتك، ولأن هذا خرج منك، وكفر ذنوبك، وأخرج منك الخبائث والفضلات، فلا ينبغي أن يعود إليك، ولهذا سمى شراءه عوداً في الصدقة مع أنه يشتريه بالثمن، وشبهه بالعود في القيء، وهو ما يخرج من البطن عن طريق الفم، والعود فيه أن يأكله بعد خروجه، وهذا للتقبيح والتنفير عن هذا الفعل.

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جہاد فی سبیل اللہ میں کسی شخص کی معاونت کرتے ہوئے اسے ایک گھوڑا دیا؛ تاکہ وہ اس پر بیٹھ کر لڑ سکے۔ اس شخص نے اس گھوڑے پر خرچ کرنے میں کوتاہی برتی اور اچھے انداز میں اس کی دیکھ بھال نہیں کی اور اس سے اتنا کام لیا کہ وہ نحیف اور کمزور ہو گیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس سے وہ گھوڑا خرید لیں۔ انھوں نے کہ گھوڑا نحیف اور لاغر ہونے کی وجہ سے سستا میں مل جائے گا۔ تاہم نبی ﷺ سے مشورہ لینے سے پہلے انھوں نے اسے خریدنے کی بات نہیں چلائی؛ کیونکہ ان کے دل میں اس سلسلے میں کچھ کھٹکا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اسے خریدنے سے منع فرما دیا، اگرچہ وہ کم قیمت پر ہی مل رہا ہو؛ کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں دی گئی شے تھی۔ (اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ) اس کے پیچھے نہ لگو اور نہ ہی اس سے کوئی واسطہ رکھو، تاکہ کہیں یہ نہ ہو کہ جسے وہ گھوڑا بطورِ ہبہ دیا گیا تھا، وہ اس کی قیمت میں تمھارے لیے کچھ کمی کر دے اور اس طرح تم اپنے دیے گئے صدقے کے کچھ حصے کو واپس لینے والے بن جاؤ۔ چونکہ یہ شے تمھاری ملکیت سے نکل چکی ہے اور اس کی وجہ سے تمھارے گناہ معاف ہوئے اور اس نے تمھیں بہت سی برائیوں اور گندگیوں سے چھٹکارا دیا، اس لیے مناسب نہیں کہ وہ لوٹ کر دوبارہ تمھارے پاس آئے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اسے خریدنے کو صدقہ دے کر واپس لینے کا نام دیا، حالانکہ وہ اسے قیمت کے ساتھ خرید رہے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمر بن الخطاب- رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حملت على فرس : تبرعت بفرس يحمل من يركب عليه، وذلك على سبيل الصدقة.
- في سبيل الله : في الجهاد.
- فأضاعه الذي كان عنده : لم يحسن القيام به وقصر في مؤونته وخدمته.
- قيئه : ما يخرج من بطنه عن طريق فمه.

فوائد الحديث:

١. استحباب الإعانة على الجهاد في سبيل الله، وأن ذلك من أجل الصدقات، فقد سماه النبي -صلى الله عليه وسلم- صدقة.

٢. أن عمر تصدق على ذلك المجاهد بالفرس ولم يجعلها وقفا عليه، أو وقفا في سبيل الله على الجهاد، وإلا لما جاز للرجل بيعه.

٣. نهي الإنسان عن شراء صدقته، لأنها خرجت لله، فلا ينبغي أن تتعلق بها النفس، وشراؤها دليل على تعلقه بها، ولئلا يحابيه البائع فيعود عليه شيء من صدقته.

٤. يحرم الرجوع في الصدقة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت،(١٤٢٣هـ).

الرقم الموحد: (6073)

لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض. ولا تبيعوا الورق بالورق إلا مثلا بمثل. ولا تشفوا بعضها على بعض. ولا تبيعوا منها غائبا بناجز

سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر، اوران میں سے ایک کا دوسرے پر اضافہ نہ کرو، اورچاندی کے بدلے چاندی مت بیچو مگر برابر برابر اوران میں سے کسی کو نقد کے بدلے ادھار نہ بیچو۔

٢٠٠٨. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري- رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مِثْلاً بمثل، ولا تُشِفُّوا بعضها على بعض. ولا تبيعوا الوَرِقَ بالوَرِقِ إلا مثلا بمثل. ولا تُشفوا بعضها على بعض. ولا تبيعوا منها غائبا بناجز». وفي لفظ «إلا يدا بيد». وفي لفظ «إلا وزنا بوزن، مثلا بمثل، سواء بسواء».

٢٠٠٨. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر، نہ ہی ان میں سے ایک کا دوسرے پر اضافہ نہ کرواور چاندی کے بدلے چاندی مت بیچو مگر برابر برابر نیز ان میں سے کسی کو نقد کے بدلے ادھار نہ بیچو“۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں «اِلا یداً بیدٍ» یعنی ہاتھ در ہاتھ (نقد ہی بیچو)۔ اورایک روایت کے الفاظ ہیں «اِلاوزنا بوزن، مثلا بمثل، سواء بسواء» یعنی ہم وزن، ہم مثل اور برابر برابر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الشريف ينهى النبي صلى الله عليه وسلم عن الربا بنوعيه: الفضل، والنسيئة. فهو ينهى عن بيع الذهب بالذهب، سواء أكانا مضروبين، أم غير مضروبين، إلا إذا تماثلا وزناً بوزنْ، وأن يحصل التقابض فيهما، في مجلس العقد، إذ لا يجوز بيع أحدهما حاضراً، والآخر غائبا. كما نهى عن بيع الفضة بالفضة، سواء أكانت مضروبة أم غير مضروبة، إلا أن تكون متماثلة وزناً بوزن، وأن يتقابضا بمجلس العقد. فلا يجوز زيادة أحدهما عن الآخر، ولا التفرُّق قبل التقابض.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں آپ ﷺ نے سود کی دو قسموں یعنی فضل اور نسیئہ دونوں کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا، خواہ وہ ڈھلے ہوئے ہوں یا نہ ہوں، تاہم جب دونوں طرف سے وزن برابر ہو اور مجلسِ عقد ہی میں قبضہ ہو، تو بیچ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک کو نقد اور دوسرے کو ادھار بیچنا جائز نہیں۔ اسی طرح آپ نے چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنے سے بھی منع فرمایا، خواہ چاندی ڈھلی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ تاہم اگر دونوں طرف سے چاندی برابر ہو اور مجلسِ عقد میں دونوں چیزوں پر قبضہ ہو جائے تو جائز ہے۔ ایک طرف سے زیادتی جائز نہیں اور نہ ہی قبضے سے پہلے فریقین کا جُدا ہونا جائز ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه والرواية الثانية عند مسلم ١٥٨٤) . والرواية الثالثة عند مسلم ١٥٨٤)

التخريج: أبو سعيد الخدري- رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- الذهب : بجميع أصنافه من مضروب ومنقوش وجيد ورديء وتبر وخالص ومغشوش.
- إلا مثلا بمثل : إلا متفقا في الوزن
- ولا تشفوا بعضها على بعض" : لا تفضلوا بعضها على بعض ، والشف-بالكسر- الزيادة ، ويطلق على النقص أيضا.
- الورق : الفضة مضروبة أو غير مضروبة
- "إلا مثلا بمثل" : إلا متماثلين
- غائبا : مؤجلاً
- بناجز : بحال

- وزنا بوزن : موزونا بموزون
- سواء بسواء : السواء: هو المثل والنظير

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الذهب بالذهب، أو الفضة بالفضة، سواء أكانت مضروبة، أم غير مضروبة، أم مختلفة، ما لم تكن مماثلة بمعيارها الشرعي وهو الوزن، وما لم يحصل التقابض من الطرفين في مجلس العقد.

٢. النهي عن ذلك يقتضي تحريمه وفساد العقد.

المصادر والمراجع:

منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧هـ) تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ) الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، (١٣٨١هـ) صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت)

الرقم الموحد: (6087)

لا تحد امرأة على الميت فوق ثلاث، إلا على زوج: أربعة أشهر وعشرا، ولا تلبس ثوبا مصبوغا إلا ثوب عصب، ولا تكتحل، ولا تمس طيبا إلا إذا طهرت: نبذة من قسط أو أظفار

کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوائے اپنے شوہر کے مرنے پر کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور (ان ایام یعنی زمانہ عدت میں) عصب کے علاوہ نہ تو کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ سرمہ ڈالے اور نہ خوشبو لگائے۔ البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرے تو قباحت نہیں۔

٢٠٠٩. الحديث:

عن أم عطية -رضي الله عنها- مرفوعاً: «لا تُحِدُّ امرأة على الميت فوق ثلاث، إلا على زوج: أربعة أشهر وعشرا، ولا تلبس ثوبا مَصْبُوغا إلا ثوب عَصْبٍ، ولا تكتحل، ولا تَمَسُّ طيبا إلا إذا طهرت: نُبُذة من قُسط أو أَظْفَار».

٢٠٠٩. حدیث:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوائے اپنے شوہر کے مرنے پر کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور (ان ایام یعنی زمانہ عدت میں) عصب کے علاوہ نہ تو کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ سرمہ ڈالے اور نہ خوشبو لگائے۔ البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرے تو قباحت نہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث نهى النبي صلى الله عليه وسلم المرأة أن تُحِدَّ على ميت فوق ثلاث لأن الثلاث كافية للقيام بحق القريب والتفريج عن النفس الحزينة. ما لم يكن الميت زوجها، فلا بد من الإحداد عليه أربعة أشهر وعشراً، قياما بحقه الكبير، وتصوُّنا في أيام عدته. والإحداد هو ترك الزينة من الطيب، والكحل، والحلي، والثياب الجميلة، على المرأة المتوفى عنها زوجها أو قريبها، فلا تستعمل شيئا من ذلك، لكن لا يجب الإحداد إلا على الزوج، أما غير الزوج فلها أن تحد عليه ثلاثة أيام إن شاءت. أما لبس المحدة الثياب المصبوغة لغير الزينة، فلا بأس بها من أي لون كان. وكذلك تجعل في فرجها إذا طهرت قطعة يسيرة من الأشياء المزيلة للرائحة الكريهة، وليست طيبا مقصوداً في هذا الموضع الذي ليس محلا للزينة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے عورت کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا کیونکہ تین دن قریبی رشتہ دار کے حق کی ادائیگی اور غم زدہ دل کے غم کو دور کرنے کے لیے کافی ہیں جب کہ مرنے والا اس کا شوہر نہ ہو۔ البتہ شوہر کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرنا ضروری ہے تا کہ اس کا اس پر جو بہت بڑا حق ہے اسے پورا کر سکے اور اس کی عدت کے ایام میں اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ "إحداد" کا معنی ہے عورت جس کا خاوند یا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا ہو اس کا زینت جیسے خوشبو، سرمہ اور خوبصورت کپڑوں کے استعمال کو چھوڑ دینا۔ چنانچہ وہ ان میں سے کوئی بھی شے استعمال نہیں کرے گی۔ تاہم سوگ کی فرضیت صرف شوہر کی وفات پر ہے۔ شوہر کے علاوہ کسی اور پر وہ اگر چاہے تو تین دن سوگ منا سکتی ہے۔ سوگ کرنے والی عورت کی نیت اگر زینت نہ ہو تو پھر وہ رنگ دار کپڑے پہن سکتی ہے۔ اس صورت میں ایسے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں چاہے ان کا رنگ کوئی بھی ہو۔ اسی طرح وہ اپنی شرم گاہ میں حیض سے پاک ہونے پر ایسی اشیاء میں سے کسی شے کا چھوٹا سا ٹکڑا رکھ سکتی ہے جو بدبو کو زائل کرتی ہیں۔ اس جگہ پر جو کہ زینت کا محل نہیں ہے خوشبو بذات خود مقصود نہیں (بلکہ اس کا مقصد بدبو کو زائل کرنا ہے)۔

راوي الحديث: متفق عليه
التخريج: أم عطية -رضي الله عنها-.
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- لا تحد : بالرفع على النفي ، وبالجزم على النهي.
- فوق ثلاث : ثلاث ليال بأيامها.
- ولا تلبس : بالرفع على النفي ، وبالجزم على النهي.
- عصب : ثياب من اليمن، فيها بياض وسواد.
- نبذة : بضم النون وسكون الباء، بعدها ذال معجمة. أي قطعة. ويطلق على الشيء اليسير.
- قسط : بضم القاف وسكون السين المهملة، نوع من البخور
- أظفار : بفتح الهمزة. (والقسط) و(الأظفار) نوعان من البخور.

فوائد الحديث:

١. النهي عن إحداد المرأة على ميت فوق ثلاث، غير زوجها.

٢. إباحة الثلاث فما دون، تفريجا عن النفس.

٣. وجوب إحداد المرأة على زوجها أربعة أشهر وعشراً، ما لم تكون حاملاً فبوضع الحمل.

٤. الإحداد. معناه: ترك الزينة وما يدعو إلى نكاحها. فعليها أن تجتنب كل حلي، وكل طيب، وكحل، وتجتنب ثياب الزينة.

٥. يباح لها الثوب المصبوغ لغير الزينة، والضابط في معرفتها العرف.

٦. يباح أن تضع في فرجها بعد الطهر، هذا المشابه للطيب، لقطع الرائحة الكريهة.

٧. جواز لبس ما ليس بمصبوغ وهي الثياب البيض.

٨. منع المرأة المحد من الكحل والمجيز للاكتحال عند الخوف على العين ، ويحمل النهي في هذا الحديث على حالة عدم الحاجة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6086)

لا تحرم المصة والمصتان

ایک یا دو بار دودھ چوسنے (پینے) سے حرمت کو واجب کرنے والی رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

٢٠١٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُحَرِّمُ الْمَصَّة وَالْمَصَّتَان».

٢٠١٠. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک یا دو بار دودھ چوسنے (پینے) سے حرمت کو واجب کرنے والی رضاعت ثابت نہیں ہوتی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن مص الصبي لثدي امرأة غير أمه مرة أو مرتين لا يصيره ابنا من الرضاع لهذه المرأة، ولاتنتشر المحرمية بينه وبينها؛ وذلك لعدم اكتمال شروط التحريم، لأن الرضاع المحرِّم لا يحل للمرتضع أن يتزوج من المرضعة أو من محارمها أومحارم زوجها الذي له اللبن، ويجوز له الخلوة بهن، وأن يكون محرما لهن في السفر. وعليه فإن هذا العدد القليل من الرضعات لا يحصل به التحريم في باب الرضاع، ولا بد من خمس رضعات كما في حديث عائشة الآخر في صحيح مسلم: (... فنسخن بخمس معلومات).

اجمالی معنی:

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی ﷺ سے یہ روایت بیان فرماتی ہیں کہ ماں کے علاوہ کسی اور خاتون کی پستان سے ایک یا دو مرتبہ دودھ چوسنے (پینے) سے وہ بچہ، اس خاتون کا رضاعی بیٹا نہیں ہوگا اور نہ اس کے اور اس خاتون کے مابین رضاعی حرمت ثابت ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں حرمتِ رضاعت کی شرائط مکمل نہیں ہیں کیونکہ حرمت کو واجب کرنے والی رضاعت کی صورت میں رضاعی بیٹے کے لیے جائز نہیں کہ وہ رضاعی ماں یا اس سے ثابت ہونے والے محارم یا اس کے شوہر کے محارم سے نکاح کرے جو اس کے دودھ کی ملکیت رکھتا ہے، اس کا ان کے ساتھ خلوت و تنہائی میں رہنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ سفر میں ان کا محرم بنے۔ اسی اعتبار سے دودھ چوسنے کی اتنی کم تعداد سے رضاعت کے باب میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور پانچ رضعات کا ثابت ہونا ضروری ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث۔۔۔(دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم منسوخ ہوکر پانچ بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوگیا) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المَصَّة : الواحدة من المص، يقال: مصَّ اللبن رشفه وشربه شربًا رقيقًا، مع جذب نَفَسٍ، وحد الرضعة المحرِّمة شرعًا مص الطفل الثدي ثم تركه باختياره من غير عارض.
- لا تحرم : أي لا تمنع الزواج ولا يثبت بها التحريم بحيث يكون الرجل محرمًا للمرأة.

فوائد الحديث:

١. الرَّضاع المؤثِّر بانتقال نفعه من المرضعة إلى الرضيع هو ما أنشز العظم، وأنبت اللحم، وأمَّا المصَّة والمصَّتان: فلا أثر لهما في تكوين الطفل؛ لذا لم يكنْ لهنَّ تأثيرٌ في الحكم.

٢. أنَّ المصَّة والمصتين لا تحرمان، لأنَّهما يسيرتان.

٣. مفهوم الحديث أنَّ الرضاع الكثير يحرِّم، لكن ورد في السنة ما يقيد هذا الرضاع بكونه خمس رضعات معلومات يشبعن الرضيع.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري - الناشر: دار الفلق - الرياض - الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. -منحة العلام في شرح بلوغ المرام - تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ -توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام - تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان - عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة - تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58174)

لا تزوج المرأة المرأة، ولا تزوج المرأة نفسها، فإن الزانية هي التي تزوج نفسها	عورت، عورت کا نکاح نہ کرائے اور نہ عورت خود اپنا نکاح کرے، اس لیے کہ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے۔
٢٠١١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُزوِّجُ المرأةُ المرأةَ، ولا تُزوجُ المرأةُ نفسَها، فإنَّ الزَّانية هي التي تُزوجُ نفسَها».	**٢٠١١. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت، عورت کا نکاح نہ کرائے اور نہ عورت خود اپنا نکاح کرے، اس لیے کہ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے“۔
درجة الحديث: صحيح، دون الجملة الأخيرة (فإن الزانية)	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: دل الحديث على أن المرأة لا يثبت لها ولاية في النكاح لا لنفسها، ولا لغيرها, وأن النكاح الذي زوّجت فيه المرأةُ نفسها هو نكاح باطل، وأما قوله : (فإن الزانية هي التي تزوج نفسها) فهو من كلام أبي هريرة -رضي الله عنه-, ويريد من ذلك أن مباشرة المرأة للعقد من شأن الزانية فلا ينبغي أن يقع النكاح إلا بولي.	**اجمالی معنیٰ:** یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نکاح میں عورت کو ولایت کا حق حاصل نہیں ہے؛ نہ اپنے لیے اور نہ دوسری کسی عورت کے لیے۔ نیز ہر وہ نکاح جس میں عورت خود شادی کرتی ہے، باطل ہے۔ اور یہ قول: ”اس لیے کہ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے“، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی کلام ہے۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ عورت کا از خود نکاح کرنا زانیہ کی پہچان ہے۔ چنانچہ بغیر ولی کے نکاح نہیں ہونا چاہیے۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. دل الحديث على أنه لا نكاح إلا بولي.
٢. المرأة لا يثبت لها ولاية في النكاح.
٣. عدم أهلية المرأة لإنكاحها نفسها.
٤. فساد النكاح بدون ولي، ويعتبر نكاحًا غير شرعيّ.
٥. مراعاة الأهلية في الولاية, فلا يتولى الأمور إلا من كان أهلًا لها.
٦. الإشارة إلى قصور المرأة وأنها إذا كانت لا يصلح أن تكون ولية على نفسها في التزويج فإنه لا يصح أن تكون ولية على غيرها في الحكم.

المصادر والمراجع:

-سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني, المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). - حاشية السندي على سنن ابن ماجه, الناشر: دار الجيل.

الرقم الموحد: (58069)

لا تقطع اليد إلا في عشرة دراهم , ولا يكون المهر أقل من عشرة دراهم	(چورکا) ہاتھ دس درہم پر ہی کاٹا جاسکتا ہے اور مہر کی مقدار، دس درہم سے کم نہیں ہوگی۔
٢٠١٢. الحديث: عن علي -رضي الله عنه- قال: «لا تُقطع اليدُ إلا في عَشرة دَراهِم, ولا يكون المهرُ أقلَّ مِن عشرة دَراهِم».	**٢٠١٢. حدیث:** علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ "(چورکا) ہاتھ دس درہم پر ہی کاٹا جاسکتا ہے اور مہر کی مقدار، دس درہم سے کم نہیں ہوگی"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: يخبر عليٌّ -رضي الله عنه- أن مقدار قطع اليد في السرقة عشرة دراهم فما فوق, وأن المهر لا ينبغي أن يكون أقل من عشرة دراهم, وتحديد أقل المهر معارض للأحاديث المرفوعة الدالة على صحة جعل أي شيء مهرًا, وأن المهر يكون بأي شيء له قيمة.	**اجمالی معنی:** علی رضی اللہ عنہ اس مسئلہ سے آگہی دے رہے ہیں کہ چوری میں ہاتھ کاٹنے کی مقدار، دس درہم اوراس سے زائد ہے اور یقیناً مہر کی مقدار بھی دس درہم سے کم نہیں ہونی چاہیئے، (تاہم) اقل ترین مہر کی مقدار کا تعین کرنے کی صورت میں ان مرفوع احادیث سے تعارض و ٹکراؤ ہوتا ہے جوکسی بھی چیز کو مہر مقرر کرنے کی صحت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ ہر قیمت رکھنے والی چیز مہر ہوسکتی ہے۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.
التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الاكتفاء بالقليل من المهر.
٢. أن أقل المهر عشرة دراهم, وهذا مخالف للأحاديث الصحيحة الدالة على أن المهر يكون بأي شيء له قيمة.
٣. أن النصاب الموجب لقطع يد السارق هو عشرة دراهم، ولا يجب في أقل من ذلك، والذي عليه علماء اللجنة أنها تجب في ربع دينار من الذهب, أو قيمتها.

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني, ت: شعيب الارنؤوط وجماعة, مؤسسة الرسالة، بيروت - الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ

الرقم الموحد: (58109)

لا تلقوا الركبان، ولا يبع بعضكم على بيع بعض، ولا تناجشوا، ولا يبع حاضر لباد، ولا تصروا الإبل والغنم

(تجارتی) قافلوں سے آگے جاکر نہ ملاکرو (بلکہ ان کو منڈی میں آنے دیا کرو) کسی کی بیع پر بیع نہ کرواور نہ ہی (بلا نیتِ خریداری) محض ریٹ بڑھانے کے لئے بولی لگاؤ اور کوئی شہری شخص (دلال بن کر) کسی دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے اور (بیچنے کے لیے) اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ کوروک کر نہ رکھو.

٢٠١٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لا تَلَقَّوُا الرُّكبان، ولا يبع بعضكم على بيع بعض. ولا تَنَاجَشُوا. ولا يبع حَاضِرٌ لِبَادٍ. ولا تُصَرُّوا الإبلَ والغنم، ومن ابتاعها فهو بخير النَّظَرَين بعد أن يحلبها: إن رَضِيَهَا أمسكها، وإن سَخِطَها رَدَّهَا وَصَاعاًمن تمر".

٢٠١٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "(تجارتی) قافلوں سے آگے جاکر نہ ملاکرو (بلکہ ان کو منڈی میں آنے دیا کرو) کسی کی بیع پر بیع نہ کرواور نہ ہی (بلا نیتِ خریداری) محض ریٹ بڑھانے کے لئے بولی لگاؤ اور کوئی شہری شخص (دلال بن کر) کسی دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے اور (بیچنے کے لیے) اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ کوروک کر نہ رکھو. اگر کسی نے (دھوکہ میں آکر) کوئی ایسا جانور خریدلیا تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دونوں اختیارات ہیں یعنی چاہے تو جانور کو رکھ لے اور نہ چاہے تو واپس کردے اور ایک صاع کھجوراس کے ساتھ دودھ کے بدلے دے دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ينهى النبي صلى الله عليه وسلم عن خمسة أنواع من البيع المحرم، لما فيها من الأضرار العائدة على البائع أو المشتري أو غيرهما. ١ - فنهى عن تلقي القادمين لبيع سلعهم من طعام وحيوان، فيقصدهم قبل أن يصلوا إلى السوق، فيشترى منهم، فلجهلهم بالسعر، ربما غبنهم في بيعهم، وحرمهم من باقي رزقهم الذي تعبوا فيه. ٢- كما نهى أن يبيع أحد على بيع أحد، ومثله في الشراء على شرائه. وذلك بأن يقول في خيار المجلس أو الشرط: أعطيك أحسن من هذه السلعة أو بأرخص من هذا الثمن، إن كان مشتريا، أو أشتريها منك بأكثر من ثمنها، إن كان بائعا، ليفسخ البيع، ويعقد معه. وكذا بعد الخيارين، نهى عن ذلك، لما يسببه هذا التحريش من التشاحن والعداوة والبغضاء ؛ ولما فيه من قطع رزق صاحبه. ٣- ثم نهى عن النجش، الذي هو الزيادة في السلعة لغير قصد الشراء، وإنما لنفع البائع بزيادة الثمن، أو ضرر المشتري بإغلاء السلعة عليه ونهى عنه، لما يترتب

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بیع کی پانچ حرام صورتوں سے منع فرمارہے ہیں کیونکہ ان سے فروخت کنندہ یا خریدار یا ان کے علاوہ کسی اور شخص کو نقصان ہوتا ہے۔ ١۔ جو لوگ اپنے سامان تجارت جیسے اشیائے خوردنی اور جانور بیچنے کے لئے آرہے ہوں ان کے منڈی تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کے پاس جاکر ان سے خریداری کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان کو ریٹ کا علم نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ یہ شخص فروخت میں انہیں دھوکہ دے کر انہیں ان کے رزق سے محروم کردے جس کے لئے انہوں نے اتنی مشقت اٹھائی ہوتی ہے۔ ٢۔ اسی طرح نبی ﷺ نے کسی کی فروخت پر فروخت اور اسی طرح اس کی خریداری پر خریداری کرنے سے منع فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص خیارِ مجلس یا خیارِ شرط کے دوران خریدار کو یہ کہے کہ میں تمہیں اس سامان تجارت سے زیادہ عمدہ سامان اس سے کم قیمت پر دیتا ہوں یا پھر یہ دوسرا شخص اگر فروخت کنندہ ہو تو اس سے کہے کہ اس کی جو قیمت لگ چکی ہے میں اس سے زیادہ میں تم سے یہ خریدتا ہوں اور ایسا کرنے سے اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ شخص بیع کو فسخ کرکے اس کے ساتھ عقد کرلے۔ اسی طرح دونوں قسم کی اختیار ختم ہوجانے کے بعد بھی آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ (فروخت کنندہ یا خریدار کو) اس طرح سے اکسانا باہمی بغض و عداوت اور نفرت کا سبب بنتا ہے اور اس سے اس

عليه من الكذب والتغرير بالمشترين، ورفع ثمن السلع عن طريق المكر والخداع. ٤- وكذلك نهى أن يبيع الحاضر للبادي سلعته لأنه يكون محيطاً بسعرها ؛ فلا يبقى منه شيئاً ينتفع به المشترون. والنبي صلى الله عليه وسلم يقول: " دعوا الناس، يرزق الله بعضهم من بعض" . ٥- النهي عن بيع المصراة من بهيمة الأنعام، فيظن المشتري أن هذا عادة لها فيشتريها زائداً في ثمنها مالا تستحقه، فيكون قد غش المشتري وظلمه. فجعل الشارع له مدة يتدارك بها ظلامته ، وهي الخيار ثلاثة أيام له أن يمسكها، وله أن يردها على البائع بعد أن يعلم أنها مصراة. فإن كان قد حلب اللبن ردها ورد معها صاع تمر بدلا منه.

آدمی کو اس کے رزق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۳۔ آپ ﷺ نے بیعِ نجش سے منع فرمایا جس کا معنی یہ ہے کہ سامان تجارت کو خریدنے کی نیت کے بغیر ہی اس کا ریٹ بڑھا دیا جائے جس کا مقصود فروخت کنندہ کو زیادہ قیمت دلا کر اسے نفع پہنچانا یا پھر سامان تجارت کا بھاؤ بڑھا کر خریدار کو نقصان پہنچانا اور اسے اس کے خریدنے سے روکنا ہو۔ اس کی ممانعت اس لئے ہے کیونکہ اس میں خریداروں کے ساتھ کذب بیانی ہوتی ہے اور انہیں دھوکہ دیا جاتا ہے اور مکر فریب کے ذریعے سے سامان تجارت کی قیمت بڑھا دی جاتی ہے۔ ٤۔ اسی طرح آپ ﷺ نے شہری شخص کو دیہاتی شخص کا سامانِ تجارت بیچنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کو اس کے ریٹ کا پوری طرح سے علم ہوتا ہے اور وہ اس میں کوئی گنجائش چھوڑتا ہی نہیں کہ خریدار فائدہ اٹھا سکیں۔ جب کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے : لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ ان میں سے کچھ کو کچھ کے ذریعے رزق پہنچاتا ہے۔ ٥۔ چوپایوں میں سے مصراۃ (یعنی ایسا جانور جسے بیچنے کے لئے اس کے دودھ کو کچھ عرصے کے لئے اس کے تھنوں میں ہی رہنے دیا جائے) کی بیع کرنے کی ممانعت جس سے خریدار کو یہ لگے کہ اتنا دودھ دینا اس جانور کا معمول ہے اور اس خیال سے وہ جانور کو زیادہ قیمت پر خرید لے حالانکہ وہ حقیقت میں اتنے کا نہ ہو۔ ایسا کرنے پر وہ شخص خریدار کو دھوکہ دینے اور اس پر ظلم کرنے کا مرتکب ہو گا۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے خریدار کے لئے اتنی مدت متعین کر دی جس میں وہ اپنے ساتھ ہونے والی نا انصافی کا تدارک کر سکتا ہے جو کہ تین دن کا اختیار ہے چاہے وہ اس جانور کو اپنے پاس رکھ لے یا پھر یہ پتہ لگنے کے بعد کہ وہ مصراۃ ہے، اسے فروخت کنندہ کو واپس کر دے۔ اگر اس نے دودھ دھو لیا ہو تو جانور کے ساتھ ساتھ اس دودھ کے بدلے میں ایک صاع کھجور بھی دے دے۔

راوي الحديث: متفق عليه، والرواية الثانية رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا تَـلَـقَّوا : بفتح التاء واللام، وأصله تتلقوا فحذفت تاء الماضي، أي: لا تستقبلوا
- الركبان : جمع راكب، ويراد تلقي القادمين إلى البلاد لبيع ما معهم
- ولا يبع بعضكم على بيع بعض : بأن يشتري شيئا فيدعوه غيره إلى الفسخ ليبيعه خيرًا منه بأرخص، وفي معناه الشراء على الشراء، وهو: أن يدعو البائع إلى الفسخ ليشتريه منه بأكثر.
- ولا تناجشوا : النجش، وهو الزيادة في السلعة، أي: لا يزد أحدكم في ثمن سلعة ليس في نفسه اشتراؤها ليضر بذلك غيره.
- ولا يبع حاضر لباد : الحاضر: هو البلدي المقيم، والبادي نسبة إلى البادية . والمراد به القادم لبيع سلعته بسعر وقتها. سواء أكان بدويا أم حضرياً، فيقصده الحاضر ليبيع له سلعته بأغلى من سعرها لو كانت مع صاحبها. والسمسار هو البائع أو المشترى لغيره.
- ولا تصروا الغنم : التصرية: ربط أخلاف الناقة (أي ثديها) أو غيرها ، وترك حلبها ليجتمع لبنها فيكثر فيظن المشتري أنها كثيرة اللبن فيزيد في ثمنها لما يرى من كثرة لبنها
- ابتاعها : اشتراها بعد التصرية
- بخير النظرين : بأفضل الرأيين

- "إن رضيها" : إن رضي المصراة
- أمسكها" : أبقاها على ملكه ولا شيء له.
- سخطها : كرهها

فوائد الحديث:

١. النهي عن تلقي القادمين، لبيع سلعتهم، والشراء منهم، قبل أن يصلوا إلى السوق. فالنهى يفيد التحريم.

٢. الحكمة في النهي لئلا يُخْدَعوا، فيشترى منهم سلعهم بأقل من قيمتها بكثير.

٣. تحريم البيع على بيع المسلم، وهو أن يقول لمن اشترى سلعة بعشرة : عندى مثلها بتسعة.ومحل التحريم في زمن خيار المجلس أو خيار الشرط، وكذلك بعد الخيارين لأن فيه ضررا أيضاً من تأسيف العاقد، مما يحمله على محاولة الفسخ، بانتحال بعض الأعذار، وغير ذلك من المفاسد. ومثل المسلم في ذلك، الذمي وإنما خرج مخرج الغالب. وقد قال ابن عبد البر: أجمع الفقهاء على أنه لا يجوز دخول المسلم على الذمي في سومه، إلا الأوزاعى وحده. ومثله الشراء على شرائه، كأن يقول لمن باع سلعته بتسعة: عندي فيها عشرة، ليفسخ العقد مع الأول، ويعقد معه.

٤. مثل البيع في التحريم، خطبة النكاح على الخاطب قبله. وكذلك الوظائف والأعمال، كالمقاولات والإجارات، وغير ذلك من العقود لأن المعنى الموجود في البيع- وهو إثارة العداوة والبغضاء- موجود في الكل.

٥. النهي عن بيع الحاضر للبادي وصفته أن يَقْدَم من يريد بيع سلعته من غير أهل البلد، فيتولى بيعها له أحد المقيمين في البلد.

٦. الحكمة في النهى، إغلاء السلعة على المقيمين إذا باعها عليهم أحد منهم بخلاف ما إذا كانت مع القادم، فلجهله بالسعر، لا يستقصي جميع قيمتها، فيحصل بذلك سعة على المشترين.

٧. قيد بعض العلماء التحريم بشروط، أهمها أن يَقْدَم البادي لبيع سلعته، وأن يكون جاهلا بسعر البلد، وأن يكون بالناس حاجة إليها.

٨. النهى عن تصرية اللبن في ضروع بهيمة الأنعام عند البيع.

٩. تحريم ذلك لما فيه من التدليس والتغرير بالمشترى، فهو من الكذب، وأكل أموال الناس بالباطل. وإن كان قد صرها لحاجته أو لغير قصد البيع فذلك جائز على ألا يضر بالحيوان، وإلا فحرام

١٠. أن البيع صحيح لقوله: " إن رضيها أمسكها " ولكن له الخيار بين الإمساك والرد، إذا علم بالتصرية، سواء أعلمه قبل الحلب، أم بالحلب.

١١. أن خياره يمتد ثلاثة أيام، منذ علم التصرية.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ

الرقم الموحد: (5918)

لا تنكح الأيم حتى تستأمر، ولا تنكح البكر حتى تستأذن. قالوا: يا رسول الله، فكيف إذنها قال: أن تسكت

بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے امر (حکم) حاصل نہ کرلیا جائے۔ اور کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ (اجازت طلب کرنے پر) خاموش رہے

٢٠١٤. الحديث:

عن أبي هريرة- رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تُنْكَحَ الأيُّم حتى تُستأمر، ولا تنكح البكر حتى تُستَأذن. قالوا: يا رسول الله، فكيف إذنها قال: أن تسكت».

٢٠١٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے امر (حکم) حاصل نہ کرلیا جائے۔ اور کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ (اجازت طلب کرنے پر) خاموشی اختیار کرے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عقد النكاح عقد خطير، يستبيح به الزوج أشد ما تحافظ عليه المرأة، هو: بضعها. وتكون بهذا العقد أسيرة عند زوجها، لهذا جعل لها الشارع العادل الرحيم الحكيم أن تختار شريك حياتها، وأن تصطفيه بنظرها. فهي التي تريد أن تعاشره، وهي أعلم بميولها ورغبتها. فلهذا نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن تزوج الثيب حتى يؤخذ أمرها فتأمر. كما نهى عن تزويج البكر حتى تستأذن في ذلك أيضا فتأذن. ولأنه يغلب الحياء على البكر اكتفى منها بما هو أخف من الأمر، وهو الإذن، كما اكتفى بسكوتها، دليلا على رضاها.

اجمالی معنیٰ:

عقد نکاح کی بہت زیادہ اہمیت ہے جس کی وجہ سے شوہر کے لئے وہ شے حلال ہو جاتی ہے جس کی عورت سب سے زیادہ حفاظت کرتی ہے یعنی اس کی شرم گاہ۔ اس عقد کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کی قید میں چلی جاتی ہے۔ اس لئے اس عادل و رحیم اور حکیم شارع نے اجازت دی ہے کہ وہ اپنے شریک حیات کو دیکھ کر اس کا انتخاب کرے کیونکہ اس کے ساتھ اسی کو زندگی گزارنی ہے اور وہ اپنی رغبتوں اور خواہشات کو زیادہ اچھے انداز میں جانتی ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے ثیبہ عورت کا صریح انداز میں حکم دیے بنا اس کا نکاح کرنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح کنواری لڑکی سے متعلق بھی منع فرمایا کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے۔ چونکہ کنواری لڑکی پر حیا غالب ہوتی ہے اس وجہ سے اس کے سلسلے میں اس کے کہنے سے کم تر چیز کافی ہے یعنی اس کی اجازت اور اس سلسلے میں بھی اس کی خاموشی کافی ہے جو اس کی رضا کی دلیل ہوتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة- رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- لاتنكح : لا تزوج.
- الأيم : الثيب التي فارقت زوجها بموت أو طلاق

- تستأمر : أصل الاستئمار: طلب الأمر. فالمعنى لا يعقد عليها إلا بعد طلب الأمر منها، وأمرها به.
- تستأذن : يطلب منها الإذن
- إذنها : إذن البكر
- أن تسكت : وذلك لأنها تستحي أن تفصح، ويستحب إعلامها أن سكوتها إذن.

فوائد الحديث:

١. النهي عن نكاح الثيب قبل استئمارها وطلبها ذلك وقد ورد النهى بصيغة النفي، ليكون أبلغ، فيكون النكاح بدونه باطلا.

٢. النهْيُ عن نكاح البكر قبل استئذانها، ومقتضى طلب إذنها أن نكاحها بدونه باطل أيضا.

٣. البكر تستأذن لغلبة الحياء عليها، فلا تكون موافقتها بأمر كالثيب.

٤. يكفي في إذنها السكوت لحيائها -غالبا- عن النطق، والأحسن أن يجعل لموافقتها بالسكوت أجلا، تعلم به أنها بعد انتهاء مدته يعتبر سكوتها إذنا منها وموافقة.

٥. لا يكفي في استئمار الثيب واستئذان البكر مجرد الإخبار بالزواج، بل لا بد من تعريفها بالزوج تعريفا تاما، عن سنه، وجماله، ومكانته، ونسبه، وغناه، وعمله، وضد هذه الأشياء، وغير ذلك مما فيه مصلحة لها، خبرا مطابقا للواقع.

٦. قال شيخ الإسلام: من كان لها ولي من النسب وهو العصبة فهذه يزوجها الولي بإذنها، ولا يفتقر ذلك إلى حاكم باتفاق العلماء. وأما من لا ولي لها فإن كان في القرية أو المحلة نائب حاكم زوجها، وهو أمير الأعراب ورئيس القرية وإذا كان فيهم إمام مطاع زوجها أيضا بإذنها. والله أعلم. ومثل ذلك في زماننا ممثل المراكز الإسلامية في البلاد الكافرة

٧. الأحسن الاستشارة في أمر النكاح لعظيم خطره ومكانته

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ) الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، (١٣٨١هـ) صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت)

الرقم الموحد: (6088)

لا توطأ حامل حتى تضع، ولا غير ذات حمل حتى تحيض حيضة

کسی حاملہ عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب تک کہ زچگی نہ ہو جائے اور غیر حاملہ سے بھی اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب تک کہ اس کو ایک حیض نہ آجائے۔

٢٠١٥. الحديث:

عن أبي سعيد -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال في سَبَايَا أَوْطَاس: «لا تُوطَأُ حَامِلٌ حتى تَضَعَ، ولا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حتى تَحِيضَ حَيْضَةً».

٢٠١٥. حدیث:

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوہ اوطاس میں گرفتار ہونے والی لونڈیوں کے بارے میں فرمایا: "کسی حاملہ عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب تک کہ اس کی زچگی نہ ہو جائے اور غیر حاملہ سے بھی اس وقت تک صحبت نہ کی جائے جب تک کہ اس کو ایک حیض نہ آجائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه- بأنه في أوطاس -مكان قرب مكة- نهى النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أنْ توطأ المرأة التي أخذت في الجهاد من الكفار حتى تُعْلَم براءة رحمها، بوضع حملها، وحتى تطهر من نفاسها، وأما السالمة من الحمل فلا توطأ حتى تحيض حيضة، لأنا لا نعلم براءة رحمها إلا بالحيض، وقيس على المسبية غيرها كالمشتراة والمتملكة من الإماء بأي وجه من وجوه التملك.

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ مکہ کے قریب واقع اوطاس کے مقام پر نبی ﷺ نے جہاد میں کفار سے گرفتار کی گئی کسی حاملہ عورت سے تب تک مباشرت سے منع فرمایا جب تک کہ بچہ جن دینے کے ساتھ اس کا استبراء رحم نہ ہو جائے اور وہ اپنے نفاس سے پاک نہ ہو جائے۔ جب کہ وہ عورت جو حاملہ نہ ہو اس سے اس وقت تک ہم بستری نہیں کی جائے گی جب تک کہ اسے ایک حیض نہ آ جائے۔ کیونکہ ہمیں اس کے پیٹ کے بچے سے خالی ہونے کا علم حیض ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔ گرفتار شدہ باندی پر قیاس کرتے ہوئے خرید کردہ یا کسی بھی اور طریقے سے ملکیت میں آنے والی باندی کا بھی یہی حکم ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والدارمي.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أَوْطَاس : اسم مكان قرب مكة؛ لمَّا هزم النبيّ -صلى الله عليه وسلم- هوازن في حُنين، انتهى إليه بعضُ فُلولهم وتجمعوا فيه، فبعث في أثرهم سَرِية، فحصلت معركة، هي امتداد لغزوة حُنين في الزمان والمكان.
- سَبَايَا : ما يُؤخذ من نساء الكفار وذريتهم في الجهاد.

فوائد الحديث:

١. النساء المسبيَّات من الكفار في الجهاد يكنَّ رقيقات بمجرد السبي، واستيلاء المسلمين عليهن، فتصبحُ ملك يمين لمن جاءت في قسمه من الغنائم.

٢. إذا ملك أمة بسبي، أو شراء، أو هبة، أو إرث، أو غير ذلك، لم يحل له وطؤها قبل استبرائها، ولو كان من آلت منه إليه صغيرًا، أو امرأة، أو عِنِّينًا، أو نحو ذلك.

٣. الاستبراء هو العلم ببراءة الرحم بأحد الطرق الآتية: - إنْ كانت الرقيقة حاملًا، فبوضع حملها كله. - وإنْ كانت تحيض، فاستبراؤها بحيضة واحدة. - وإنْ كانت آيسة، أو لم تحض، فبمضيّ شهر واحد من دخولها في ملكه.

٤. كل هذه الاحتياطات والصيانة محافظة على الأنساب، وتثبيتًا للأعراق؛ لئلا تختلط المياه، فيضيع النسب، وتفقد الأصول.

٥. الحامل لا تحيض، لأنا لا نعلم براءة رحمها إلا بالحيض؛ فحيضها نادر.
٦. الاهتمام بالنسب.
٧. الحيضة الواحدة تحصل بها براءة الرحم.
٨. الحامل من النساء يجوز وطؤها إلا إذا أصابها ضرر فيمنع، وأما الحديث فهو خاص بالمملوكة عند الاستبراء.
٩. جواز وطء المسبية بعد الاستبراء ولو في دار الحرب لعموم الحديث.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت . مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن الدارمي - تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية-الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح الفوزان ،اعتناء عبد السلام السلمان ، الرياض ،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري - الناشر: دار الفلق - الرياض - الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58173)

لا صلاة لمن لا وضوء له، ولا وضوء لمن لم يذكر اسم الله تعالى عليه

اس شخص کی نماز نہیں، جس کا وضو نہیں اور اس شخص کا وضو نہیں، جس نے وضو کے شروع میں "بسم اللہ" نہیں کہا۔

٢٠١٦. الحديث:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا صلاةَ لِمَن لا وُضوءَ له، ولا وُضوءَ لِمَن لم يَذْكر اسم الله تعالى عليه».

٢٠١٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص کی نماز نہیں، جس کا وضو نہیں اور اس شخص کا وضو نہیں، جس نے وضو کے شروع میں "بسم اللہ" نہیں کہا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- في هذا الحديث عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه حكم بعدم صحة صلاة من لم يتوضأ، كما حكم بعدم صحة وضوء من لم يذكر اسم الله عليه, فلم يقل: بسم الله. قبل الوضوء، فالحديث نص في وجوب التسمية عند الوضوء، ومن تركها عمدا فوضوءه باطل, ومن توضأ بدون تسمية ناسيا أو جاهلا بالحكم الشرعي فوضوءه صحيح.

اجمالی معنی:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے علم و آگہی دے رہے ہیں کہ آپ نے بے وضو نماز ادا کرنے والے کی نماز کو باطل قرار دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے وضو سے پہلے "بسم اللہ" پڑھے بغیر کیے جانے والے وضو کو باطل قرار دیا۔ لہذا اس حدیث میں وضو کرتے وقت "بسم اللہ" کہنے کے وجوب کی دلیل ملتی ہے اور یہ کہ جس نے جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں کہا، اس کا وضو باطل ہے۔ البتہ جس نے بھول کر یا شرعی حکم سے ناواقفیت کی بنا پر "بسم اللہ" کہے بغیر وضو کر لیا، اس کا وضو درست ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- لا صلاة : لا: لنفي الجنس، والتقدير: لا صلاة صحيحة، لأن الوضوء شرط الصلاة.
- لا وضوء : لا: نافية للجنس، وتقديره: لا وضوء صحيح أو كامل.
- اسم الله : أي التسمية على الوضوء بأن يقول: بسم الله.

فوائد الحديث:

١. الوضوء شرط من شروط صحة الصلاة.
٢. ظاهر الحديث نفي صحة وضوء الذي لم يذكر اسم الله عليه متعمدا.
٣. وجوب التسمية عند الوضوء مع الذكر، وسقوطها مع النسيان.
٤. لم يرد في أذكار الوضوء شيء صحيح سوى التسمية قبله، والذكر الذي يكون عقب الانتهاء منه، وهو أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك وأن محمدًا عبده ورسوله.

المصادر والمراجع:

-سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. -سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، (ط١)، مؤسسة الرسالة، (١٤٢١ هـ). -إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل لمحمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، (ط٢)، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٤٠٥ هـ). -توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ) -تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ) -شرح الشيخ ابن عثيمين على البلوغ، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة

الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه) -عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته للعظيم آبادي (ط٣)، دار الكتب العلمية، بيروت، (١٤١٥ هـ) [ج١/ ١٢٢]. -منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤٢٧ه) - فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض.

الرقم الموحد: (8384)

ولی (کی اجازت) کے بغیر نکاح نہیں ہے	لا نكاح إلا بولي
٢٠١٧. حدیث : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے"۔	**٢٠١٧. الحديث:** عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا نِكاح إلا بِوَلِيّ».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عقدِ نکاح میں ولی کا اعتبار ہوگا اور نکاح کی صحت کے لیے ولی کا ہونا شرط ہے۔ چنانچہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ ولی عقدِ نکاح کی تولیت کرے گا۔ البتہ ولی میں یہ شروط ہونے چاہییں : مکلف ہو، مرد ہو، مصالحِ نکاح سے باخبر ہو اور ولی و مولیٰ (جس کا وہ ولی ہے) کا دین میں ایک ہو۔ پس جو ان صفات سے متصف نہ ہو، وہ نکاح میں ولایت کا اہل نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مشکل پیش آجائے، تو عورت کا ولی سلطان (حاکم وقت) ہوگا۔	**المعنى الإجمالي:** دل الحديث على اعتبار الولي في عقد النكاح وأنه شرط لصحته، فلا يصح النكاح إلاَّ بولي، يتولى عقد النكاح، ويشترط في الولي: التكليف، والذكورية، والرشد في معرفة مصالح النكاح، واتفاق الدين بين الولي والمولى عليها، فمن لم يتّصف بهذه الصفات فليس أهلاً للولاية في عقد النكاح، فإن تعسر فوليها السلطان.

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.
التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الوَلِيُّ : هو أقرب الرجال إلى المرأة من عصبتها الذين يرثونها، كالأب والأخ.
- لا نكاح : لا نكاح صحيح ومعتبر شرعًا.

فوائد الحديث:

١. وجود الولي شرط في صحة النكاح.
٢. الولي هو أقرب الرجال إلى المرأة، فلا يزوجها ولي بعيد مع وجود أقرب منه.
٣. فساد النكاح بدون ولي، ويعتبر نكاحًا غير شرعيّ ويجب فسخه عند الحاكم أو بطلاق شرعي.
٤. إذا لم يوجد للمرأة وليٌّ من أقاربها أو مواليها، فوليها الإمام أو نائبه، فإنَّ السلطان ولي من لا ولي له.
٥. لا بد أن يكون الولي ذا رشد؛ لأنه لا يمكن أن تتحقق المصلحة للمرأة إلا إذا كان الولي رشيدًا.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن الترمذي, ت:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ- إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني , المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58066)

لا وتران في ليلة.

ایک رات میں دو وتر نہیں۔

٢٠١٨. الحديث:

عن قيس بن طلق، قال: زارنا طلْق بن علي في يوم من رمضان، وأَمْسى عندنا، وأفطر، ثم قام بنا الليلة، وأَوْتَرَ بنا، ثم انحدر إلى مسجده، فصلى بأصحابه، حتى إذا بقي الوتر قَدَّمَ رجلا، فقال: أَوْتِرْ بأصحابك، فإني سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا وِتْرَانِ في ليلة».

٢٠١٨. حدیث:

قیس بن طلق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان میں ایک دن ہمارے ہاں آئے، ہمارے ہی یہاں شام کی، افطار کیا، ہمیں اس رات نماز پڑھائی، وتر بھی پڑھائے پھر اپنی مسجد کی طرف چلے گئے، وہاں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اور جب وتر باقی رہ گیا، تو ایک شخص کو آگے کر دیا اور کہا کہ اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے۔ "ایک رات میں دو وتر نہیں۔" (یعنی دو بار وتر نہیں۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين لنا الصحابي الجليل طلق بن علي -رضي الله عنه- في الحديث الشريف من فعله بأنه أوتر أول الليل بأهله، ثم صلى بقومه ولم يوتر بل قدم غيره في الوتر؛ وذلك لأنه سمع نهياً من النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن يوتر الإنسان مرتين في ليلة واحدة.

اجمالی معنی:

صحابی جلیل طلق بن علی رضی اللہ عنہ اس حدیث میں اپنے فعل سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ انھوں نے ایک دفعہ رات کے ابتدائی حصے میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ وتر پڑھا، پھر اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھائی، لیکن وتر نہیں پڑھایا، بلکہ وتر کے لیے کسی اور کو آگے کر دیا۔ انھوں نے ایسا اس لیے کیا تھا؛ کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا تھا کہ کوئی آدمی ایک رات میں دو وتر پڑھے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: طلق بن علي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا وِتْرَانِ في ليلة : نفي بمعنى النهي، فكأنه قال: (لا توتروا مرتين في ليلة).

فوائد الحديث:

١. جواز الصلاة بعد الوتر، وأنَّ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- بعد أن أوتر صلى ركعتين، وأنَّ الشفع بعد الوتر لا ينقضه.

٢. يدل الحديث على كراهية الإيتار في الليلة الواحدة مرتين فأكثر؛ لأنَّ تكرير الوتر في ليلة واحدة عبادة لم تُشرع، ولا يعبد الله -تعالى- إلاَّ بما شرع.

٣. من أراد أن يصلي مع الإمام حتى تنتهي صلاته؛ تحصيلاً لفضيلة قوله -صلى الله عليه وسلم-: "من قام مع الإمام حتى ينصرف، فكأنما قام ليله"، وأراد أن يحصل على فضيلة الوتر آخر الليل، فإنَّه إذا سلم الإمام قام وأتى بركعة، تشفع له صلاته مع الإمام.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة

الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (11272)

لا يجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها

٢٠١٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا يُجْمَعُ بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاءت هذه الشريعة المطهرة بكل ما فيه الخير والصلاح وحاربت كل ما فيه الضرر والفساد، ومن ذلك أنها حثت على الألفة والمحبة والمودة، ونهت عن التباعد، والتقاطع، والبغضاء. فلما أباح الشارع تعدد الزوجات لما قد يدعو إليه من المصالح، وكان- غالبا- جمع الزوجات عند رجل، يورث بينهن العداوة والبغضاء، لما يحصل من الغيرَةِ، نهى أن يكون التعدد بين بعض القريبات، خشية أن تكون القطيعة بين الأقارب. فنهى أن تنكح الأخت على الأخت، وأن تنكح العمة على بنت الأخ وابنة الأخت على الخالة وغيرهن، مما لو قدر إحداهما ذكرا والأخرى أنثى، حرم عليه نكاحها في النسب. فإنه لا يجوز الجمع والحال هذه. وهذا الحديث يخصص عموم قوله تعالى: {وأحِلَّ لكم ما وَرَاءَ ذلِكم}

کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

٢٠١٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

شریعتِ مطہرہ خیر اور بھلائی لے کر آئی ہے اور ہر اس چیز کو دور کیا جس میں نقصان اور فساد ہو۔ اسی میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے الفت، محبت اور ہمدردی کرنے پر ابھارا اور ایک دوسرے سے دوری، قطع تعلقی اور بغض سے منع فرمایا۔ جب شارع (اللہ تعالی) نے تعددِ ازدواج کو مصلحتوں کے پیش نظر جائز قرار دیا۔ چونکہ عام طور پر ایک سے زائد بیویاں آدمی کے پاس آپس میں غیرت کی وجہ سے بغض وعداوت کا باعث ہوتی ہیں چنانچہ قطع تعلقات کا اندیشہ رکھتے ہوئے باہم ایک دوسری کی قریبی رشتے دار عورتوں کے درمیان تعدد ازدواج (انہیں نکاح میں جمع کرنے) سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنے سے منع فرمایا، بھتیجی کے ہوتے ہوئے پھوپھی سے، بھانجی کے ہوتے ہوئے خالہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا، اس کے علاوہ ہر وہ دو عورتیں کہ جن میں سے ایک مرد تصور کرلیا جائے اور دوسری کو عورت تو نسبی رشتوں مین ایک کا دوسرے سے نکاح حرام ہو، ان کو ایک ساتھ اور ایک وقت میں زوجیت میں رکھنا جائز نہیں۔ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے قول: وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ۔ (اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں) کے عموم میں تخصیص پیدا کرتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- لا يجمع : الرواية بالرفع على الخبر، وإن كان الخبر يتضمن النهي. أي: لا يجمع بينهما في النكاح(الزواج)
- وعمتها : أخت أبيها.
- وخالتها : أخت أمها.

فوائد الحديث:

١. لا يحل للرجل أن يجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها، ولا أن تنكح المرأة على عمتها أو خالتها.
٢. خص العلماء بهذا الحديث عموم قوله تعالى: " وأحل لكم ما وراء ذلكم" ، وهو دليل على جواز تخصيص عموم القرآن بخبر الآحاد.
٣. الحكمة في النهي عن الجمع بينهما ما يقع بسبب المضارة من التباغض والتنافر فيفضي ذلك إلى قطيعة الرحم.
٤. جواز تخصيص عموم الكتاب بخبر الواحد ،فإن هذا الحديث مخصص لعموم قوله تعالى (وأحل لكم ما وراء ذالكم)

٥. أن السنة تستقل بتشريع الأحكام ولو لم تأت في القرآن الكريم، ومن ذلك تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو المرأة وخالتها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ- ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (6090)

لا يحرم من الرضاعة إلا ما فتق الأمعاء في الثدي، وكان قبل الفطام

رضاعت سے حرمت اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب وہ (دودھ) انتڑیوں کو پھاڑ دے (یعنی آنتوں میں پہنچ کر غذا کا کام کرے) اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہو۔

٢٠٢٠. الحديث:

عن أم سلمة قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُحَرِّمُ من الرَّضَاعَةِ إلا ما فَتَقَ الْأَمْعَاءَ في الثَّدْيِ، وكان قَبْلَ الْفِطَامِ».

٢٠٢٠. حدیث :

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "رضاعت سے حرمت اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب وہ (دوودھ) انتڑیوں کو پھاڑ دے (یعنی آنتوں میں پہنچ کر غذا کا کام کرے) اور یہ دوودھ چھڑانے سے پہلے ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يدل على أنه لا يحرِّم من الرِّضاع إلاَّ ما وصل إلى الأمعاء ووسَّعها، أما القليل الذي لم ينفذ إليها ويفتقها ويوسعها -فلا يحرِّم، فكان الرضاع المؤثر في حال الصغر قبل الفطام.

اجمالی معنی :

حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صرف وہی رضاعت باعثِ حرمت ہوتی ہے جس میں دودھ آنتوں تک پہنچ کر انہیں وسیع کر دے ۔ باقی رہا وہ تھوڑا سا دودھ جو آنتوں تک نہ پہنچے اور نہ ہی انہیں کھول پائے اور کشادہ کر سکے تو اس طرح کی رضاعت حرمت کا باعث نہیں ہوتی ۔ چنانچہ مؤثر رضاعت وہی ہوتی ہے جو کم عمری میں دودھ چھڑا لینے سے پہلے پہلے ہو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- لا يُحرِّم : أي: لا يكون سببًا في التحريم.
- الرضاعة : هو مَصُّ اللبن من الثدي، أو ما في حكم المَصّ، من شربه أو نحو ذلك، مما يوصله إلى الجوف، ويتغذى به المولود.
- فَتَق الأمعاء : الفتق بمعنى: الشق، والمراد: ما سلك فيها.
- الأمعاء : جمع معى، بكسر الميم وفتحها: المَصِيْر، واحد المِصْران.
- في الثدي : أي كائنا في الثدي فائضا منه.
- الفِطَام : هو قطع الولد عن الرضاع.

فوائد الحديث:

١. أن الرضاع الذي ينشر الحرمة هو ما تغذّى به الجسم، واستفاد منه، وهو ما كان في زمن الصغر، وهو وقت الرضاعة.
٢. حسن بيان الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يأتي كلامه واضحاً بيناً وهو أفصح الخلق -صلى الله عليه وسلم-.
٣. أنّ الرّضعة الواحدة لا تحرّم؛ لأنّها لا تغني من جوع.

المصادر والمراجع:

-تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - سنن الترمذي، للإمام

الترمذي. تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون. الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر -. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني. الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩

الرقم الموحد: (58177)

لا يحل دم امرئ مسلم، يشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدًا رسول الله، إلا بإحدى ثلاث

کسی بھی ایسے مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، سوائے تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں۔

٢٠٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا يَحِلّ دمُ امرئ مسلم، يشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدًا رسول الله، إلا بإحدى ثلاث: رجل زَنَى بَعْدَ إِحْصَان، فإنه يُرْجَم، ورجل خرج مُحاربًا لله ورسوله، فإنه يُقَتَّل، أو يُصلَّبُ، أو يُنفى من الأرض، أو يَقتلَ نفسًا، فيُقتلُ بها".

٢٠٢١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "کسی بھی ایسے مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، سوائے تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں: پہلی صورت یہ ہے کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرے۔ (اس جرم کی پاداش میں) اسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر چڑھایا جائے گا یا اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وہ کسی کو قتل کر دے تو اسے بھی (قصاصاً) قتل کر دیا جائے گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه الدلالة على حرمة دماء المسلمين الذين يشهدون أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله، ولم يظهر منهم ما يخالف الشهادتين من نواقض الإسلام؛ لأن الشارع الحكيم حرص على حفظ النفوس وأمْنِها، فجعل لها من شرعه حماية ووقاية، ثم إنه جعل أعظم الذنوب -بعد الإشراك بالله- قتل النفس التي حرم الله -تعالى- قتلها. وحرم -هنا- قتل المسلم الذي أقر بالشهادتين إلا أن يرتكب واحدة من الخصال الثلاث: الأولى: أن يزني وقد مَنّ الله عليه بالإحصان، وأعفّ فرجه بالنكاح الصحيح. والثانية: أن يعمد إلى نفس معصومة، فيقتلها عدوانًا وظلمًا. فالعدل والمساواة لمثل هذا، أن يلقى مثل ما صنع إرجاعًا للحق إلى نصابه وردعًا للنفوس الباغية عن العدوان. والثالثة: الذي خرج على المسلمين محاربًا لله ورسوله، بقطع الطريق عليهم وإخافتهم وسلبهم وإيقاع الفساد فيهم, فهذا يقتل أو يُصلب أو يُنفى من الأرض, ليستريح الناس من شره وبغيه. فهؤلاء

اجمالی معنی:

حدیث میں اُن مسلمانوں کے خون کی حرمت کا اشارہ ہے جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جن سے نواقضِ اسلام میں سے کسی بھی ایسی بات کا ظہور نہیں ہوتا جو شہادتین کے برخلاف ہو۔ کیونکہ شارع حکیم (اللہ تعالی) نے جان کے تحفظ کو بہت اہمیت دی ہے اور اپنی شریعت کو اس کا پاسبان اور محافظ بنایا ہے اور اُس نے شرک باللہ کے بعد کسی بھی ایسی جان کے قتل کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہو۔ اس حدیث میں شارع نے ہر اس مسلمان کے قتل کو حرام قرار دیا جو شہادتین کا اقرار کرتا ہو سوائے اس کے کہ وہ تین میں سے کسی ایک بات کا مرتکب ہو: اول: وہ زنا کرے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شادی کی نعمت سے نوازا ہو اور صحیح نکاح کے ذریعے اس کی شرمگاہ کو عفت بخشی ہو۔ دوم: زیادتی اور ظلم کا ارتکاب کرتے ہوئے وہ کسی معصوم جان پر دست دراز ہو کر اسے قتل کر دے۔ ایسے شخص کے حق میں عدل و مساوات کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو جو اس نے کیا تاکہ حق قائم ہو اور ظالم لوگوں کو سرکشی سے باز رکھا جا سکے۔ سوم: جو اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے نکل پڑے بایں طور کہ ان پر ڈاکہ زنی کرے، انہیں دہشت زدہ کرے، ان کا مال ان سے چھینے اور ان میں فساد برپا کرے۔ اس طرح کے شخص کو یا

الثلاثة يقتلون؛ لأن في قتلهم سلامة الأديان والأبدان والأعراض.	تو قتل کر دیا جائے گا یا سولی پر چڑھا دیا جائے گا یا پھر جلا وطن کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اس کے شر اور ظلم وزیادتی سے نجات پا سکیں۔ یہ وہ تین لوگ ہیں جنہیں قتل کر دیا جائے گا کیونکہ ان کے قتل کرنے میں دین و جان اور عزت و ناموس کی سلامتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود وهو في بلوغ المرام مختصراً

معاني المفردات:

- يشهد : جملة (يشهد..) صفة ثانية، لـ"امرىءٍ"، جاءت للتوضيح والبيان؛ ليعلم أنَّ المراد بالمسلم هو الآتي بالشهادتين، وأنَّ الإتيان بهما كاف للعصمة.
- بإحدى ثلاث : بواحد من أمور ثلاث.
- إِحْصَان : المحصن: هو من وطئ امرأته المسلمة أو الذمية في نكاح صحيح, وهما بالغان عاقلان حران.
- يُرْجَم : الرجم: هو الرمي بالحجارة حتى الموت.
- مُحاربًا لله ورسوله : المراد: خرج لقطع الطريق على الناس بأخذ مالهم أو قتلهم.
- يُصلب : الصلب: هو أن يمد المعاقَب، ويُربط على خشبة، ويرفع عليها.
- يُنفى من الأرض : بأن يشرد، فلا يُترك يأوي إلى بلد؛ حتى تظهر توبته.

فوائد الحديث:

١. حرص الشارع الحكيم الرحيم على بقاء النفوس وأمنها، فجعل لها من شرعه حماية وصيانةً، فجعل أعظم الذنوب بعد الشرك قتل النفس التي حرَّم الله قتلها، وفي ذلك حَفِظَهَا من الاعتداء عليها.
٢. لم يبح المشرِّع قتل النفس المسلمة إلاَّ بإحدى هذه الخصال الثلاث.
٣. تحريم فعل هذه الخصال الثلاثة أو بعضها، وأنَّ من فعل واحدة منها، استحق عقوبة القتل.
٤. أن عقوبة الزاني المحصن الرجم بالحجارة حتى الموت.
٥. أنَّ مَن قتل نفسًا معصومةً عمدًا عدوانًا، فهو مستحق للقصاص بشروطه.
٦. قوله: "زنى بعد إحصان" مفهومه: أنَّ البكر ليس حده الرجم، فقد جاء أن حده الجلد، كما في الآية الكريمة.
٧. أن المحارب لله ورسوله -صلى الله عليه وسلم- يُنكل بهذا النكال, القتل, والصلب, والنفي من الأرض, وبقي عقوبة رابعة لم تذكر في الحديث ولكنها ذكرت في الآية: {أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ}.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , تحقيق: محمد محي الدين, المكتبة العصرية. - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - صحيح الجامع الصغير وزيادة للألباني , المكتب الإسلامي. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر تحقيق: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- توضِيحُ الأحكامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58194)

لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج: أربعة أشهر وعشرًا

کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں، سوائے شوہر کے کہ اس کا (سوگ) چار ماہ دس دن ہے۔

٢٠٢٢. الحديث:

عن زينب بنت أبي سلمة قالت: تُوُفِّيَ حَمِيْمٌ لأم حبيبة، فدعت بصُفْرَةٍ، فَمَسَحَتْ بذراعيها، فقالت: إنما أصنع هذا؛ لأني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُحِدَّ على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج: أربعة أشهر وعشرًا».

٢٠٢٢. حدیث:

زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ ام حبیبہ کا ایک قریبی رشتہ دار فوت ہوگیا۔ انہوں نے زرد رنگ کی ایک خوشبو منگوائی اور اسے اپنے بازوؤں پر مل لیا اور کہا کہ میں یہ اس لیے کر رہی ہوں کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں، سوائے شوہر کے کہ اس کا (سوگ) چار ماہ دس دن ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

توفي والد أم حبيبة وكانت قد سمعت النهْيَ عن الإحداد فوق ثلاث إلا على زوج، فأرادت تحقيق الامتثال، فدعت بطيب مخلوط بصفرة، فمسحت ذراعيها، وبيَّنت سبب تطيبها، وهو أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تحد على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً".

اجمالی معنی:

ام حبیبہ کے والد وفات پا گئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے سن رکھا تھا کہ آپ ﷺ نے ماسوا شوہر کے کسی اور کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ سے منع فرمایا ہے۔ اسی حکم کی بجا آوری میں انہوں نے ایک زرد رنگ ملی خوشبو منگوائی اور اسے اپنے بازوؤں پر مَل لیا اور خوشبو لگانے کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں، سوائے شوہر کے کہ اس کا (سوگ) چار ماہ دس دن ہے"۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم حبيبة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حميم : قريب، وجاء في بعض روايات الصحيحين أن المتوفى أبوها، أبو سفيان: صخر بن حرب -رضي الله عنه-.
- بصفرة : بضم الصاد وسكون الفاء، طيب فيه زعفران أو ورْس.
- تؤمن بالله واليوم الآخر : قيد بهذا الوصف لأن المتصف به هو الذي ينقاد للشرع.
- أن تحد : أن تترك الطيب والزينة، و"تحد" بضم أوله وكسر الحاء من أحد، ويجوز فتح أوله وضم ثانيه من"حد".
- إلا على زوج : سواء كانت وفاته قبل الدخول أو بعده، فإنها تحد عليه.

فوائد الحديث:

١. تحريم الإحداد على ميت أكثر من ثلاثة أيام، إلا المرأة على زوجها.
٢. إباحة الثلاث على غير الزوج، تخفيفا للمصيبة، وترويحاً للنفس بإبدائها شيئاً من التأثر على الحبيب المفارق.
٣. وجوب إحداد المرأة على زوجها المتوفى، أربعة أشهر وعشراً وعموم الحديث يفيد وجوبه على كل زوجة، مسلمة كانت أو ذمية، كبيرة أو صغيرة.
٤. قوله: "تؤمن بالله واليوم الأخر" سيق للزجر والتهديد.

٥. الحكمة في تحديد المدة بأربعة أشهر وعشر أنها المدة التي يتكامل فيها تخليق الجنين، وتنفخ فيه الروح إن كانت حاملا، و إلا فقد برئ رحمها براءة واضحة، لا ريبة فيها.

٦. الإحداد: هو اجتنابها كل ما يدعو إلى جماعها ويرغب في النظر إليها، من الزينة والطيب.

٧. لا إحداد على غير الزوجة كالأمة المستولدة؛ لتعلق الحكم بالزوجة.

٨. لا حداد على امرأة المفقود لقوله: "على ميت".

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (6091)

لا يمنعن جار جاره: أن يغرز خشبه في جداره، ثم يقول أبو هريرة: ما لي أراكم عنها معرضين؟ والله لأرمين بها بين أكتافكم

کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کیا بات ہے کہ میں تمھیں اس سے منہ پھیرنے والا پاتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے تمہارے شانوں کے درمیان ڈال ہی کر رہوں گا (یعنی اسے تم سے بیان کر کے ہی چھوڑوں گا)۔

٢٠٢٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنّ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يَمْنَعَنَّ جارٌ جاره: أن يغرِزَ خَشَبَهُ في جداره، ثم يقول أبو هريرة: ما لي أراكم عنها مُعْرِضِين؟ والله لَأَرْمِيَنّ بها بين أكتافكم».

٢٠٢٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کیا بات ہے کہ میں تمھیں اس سے منہ پھیرنے والا پاتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے تمہارے شانوں کے درمیان ڈال ہی کر رہوں گا (یعنی اسے تم سے بیان کر کے ہی چھوڑوں گا)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

للجار على جاره حقوق تجب مراعاتها، فقد حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على صلة الجار، وذكر أن جبريل مازال يوصيه به حتى ظن أنه سيورثه من جاره، لعظم حقه، وواجب بره. فلهذا تجب بينهم العشرة الحسنةَ، والسيرة الحميدة، ومراعاة حقوق الجيرة، وأن يكف بعضهم عن بعض الشر القولي والفعلي. ومن حسن الجوار ومراعاة حقوقه أن يبذل بعضهم لبعض المنافع التي لا تعود عليهم بالضرر الكبير مع نفعها للجار. ومن ذلك أن يريد الجار أن يضع خشبة في جدار جاره، فإن وجدت حاجة لصاحب الخشب، وليس على صاحب الجدار ضرر من وضع الخشب، فيجب على صاحب الجدار أن يأذن له في هذا الانتفاع الذي ليس عليه منه ضرر مع حاجة جاره إليه، ويجبره الحاكم على ذلك إن لم يأذن. فإن كان هناك ضرر أو ليس هناك حاجة فالضرر لا يزال بضرر مثله، والأصل في حق المسلم المنع، فلا يجب عليه أن يأذن. ولذا فإن أبا هريرة -رضي الله عنه-، لما علم مراد المشرع الأعظم من هذه السنة الأكيدة، استنكر منهم إعراضهم في العمل بها، وتوعدهم بأن يلزمهم بالقيام بها، فإن للجار حقوقا

اجمالی معنی:

ہمسائے کے اپنے ہمسائے پر بہت سے حقوق ہوتے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ نبی ﷺ نے ہمسائے کے ساتھ تعلق بحال رکھنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ جبرائیل امین اس کی مسلسل تلقین فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو گمان ہونے لگا کہ وہ عنقریب ہمسائے کو وراثت میں حصہ دار ٹھہرا دیں گے کیونکہ اس کا حق بہت زیادہ ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا واجب ہے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ پڑوسیوں کے مابین اچھا رہن سہن اور اچھا میل جول ہو اور وہ باہم ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کو قولی و فعلی طور پر تکلیف پہنچانے سے گریز کریں۔ یہ بات ہمسایہ گیری اور ہمسایہ کے حقوق کا خیال رکھنے میں آتی ہے کہ پڑوسی ایک دوسرے کو وہ منافع پہنچائیں جن کا فائدہ ان کے پڑوسی کو پہنچتا ہو اور اس سے ان کو کچھ نقصان نہ ہوتا ہو۔ انہی میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی پڑوسی اپنے ہمسائے کی دیوار پر لکڑی رکھنا چاہے۔ اگر لکڑی رکھنے والے کو اس کی ضرورت ہو اور دیوار والے کو لکڑی رکھنے سے کوئی نقصان نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں دیوار والے کو چاہیے کہ وہ اسے وہ فائدہ اٹھانے دے جس سے اس کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے خصوصاً جب اس کے ہمسائے کو اس کی ضرورت بھی ہے۔ اگر وہ اس کی اجازت نہ دے تو حکمران اسے ایسا کرنے پر مجبور کرے گا۔ لیکن اگر اس سے کوئی نقصان ہوتا ہو یا پھر اس کی کوئی ضرورت نہ ہو تو پھر نقصان کو اسی طرح کے نقصان سے زائل نہیں کیا جائے گا۔ اصل کے اعتبار سے تو مسلمان کو منع کرنے کا حق ہے۔ چنانچہ اس صورت میں اس پر اجازت دینا واجب نہیں۔ چونکہ ابو

فرضها الله تعالى تجب مراعاتها والقيام بها. وقد أجمع العلماء على المنع من وضع خشب الجار على جدار جاره مع وجود الضرر إلا بإذنه لقوله -عليه الصلاة والسلام-: " لا ضرر ولا ضرار ".

ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سنت سے جس پر بہت زور دیا گیا ہے شارع اعظم ﷺ کی مراد کو جانتے تھے چنانچہ لوگوں کی طرف سے اس پر عمل سے اعراض برتنے پر انہوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور انہیں دھمکی دی کہ وہ ان سے اس پر ضرور عمل کروا کر چھوڑیں گے۔ ہمسائے کے کچھ حقوق ہیں جنہیں اللہ تعالی نے فرض کیا ہے اور جن کا خیال کرنا اور پورا کرنا واجب ہے۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہمسائے کا اپنے ہمسائے کی دیوار پر اس کی اجازت کے بغیر لکڑی رکھنا ممنوع ہے جب کہ اس کی وجہ سے کوئی نقصان ہوتا ہو کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ خود نقصان اٹھاؤ۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لايمنعن : لا:- ناهية، والفعل بعدها مجزوم بها.
- جار : المراد بالجار هنا الملاصق والقريب.
- خشبة : بالإفراد، وقد روي بالجمع، والمعنى واحد.
- ثم يقول أبو هريرة : قائل ذلك هو الأعرج، وهو الراوي عن أبي هريرة -رضي الله عنه.-
- عنها : عن هذه السنة أو عن هذه المقالة.
- لأرمين بها : لأشيعن هذه المقالة فيكم.
- بين أكتافكم : بالتاء المثناة الفوقية، جمع: كتف، ويروى بالنون: " أكنافكم" جمع كنف، بمعنى الجانب.

فوائد الحديث:

١. النهْي عن منع الجار أن يضع خشبة على جدار جاره، إذا لم يكن عليه ضرر من وضعها، وكان في الجار حاجة إلى ذلك.

٢. قيد وضع الخشب بعدم الضرر على صاحب الجدار، وبحاجة صاحب الخشب، لأن التصرف في مال الغير ممنوع إلا بإذنه. فلا يجوز إلا لحاجة من عليه له الحق وهو الجار،كما أنه لا يوضع مع تضرره لأن الضرر لا يزال بالضرر.

٣. فهم أبو هريرة -رضي الله عنه- أن الجار متحتم عليه بَذْلُ ذلك لجاره، ولذلك فإنه استنكر عليهم إعراضهم عن هذه السنة، لكنه من باب التأكيد على فعلها وعدم تركها.

٤. الشارع الحكيم عظَّم حق الجار وحثَّ على الإحسان إليه، في جميع صور البر والإحسان وتمكينه من المنافع التي لا ضرر فيها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري، مطبعة السعادة، الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6094)

لا ينظر الله إلى رجل أتى رجلا أو امرأة في دبر

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا کسی عورت کی دبر میں صحبت (ہمبستری) کرے۔

٢٠٢٤. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا ينظر الله إلى رجل أَتَى رجلًا أو امرأةً في دُبُرٍ».

٢٠٢٤. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا کسی عورت کی دبر میں صحبت (ہمبستری) کرے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يدل على حرمة من أتى رجلًا بحيث فعل اللواط وهو إتيانه من دبره، وكذلك من يأتي امرأة في دبرها سواء كانت زوجته أو غيرها، فعقوبتهما أن الله لا ينظر إليهما نظر شفقة ورحمة ورأفة، وذلك لوقوعهما في كبيرة من كبائر الذنوب، ولما في فعلهما هذا من المفاسد العظيمة.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں عمل لواطت کے طور پر کسی مرد کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کی حرمت کی دلیل ہے اور لواطت کا عمل یہ ہے کہ مرد کے دبر (سرین) میں صحبت کی جائے، اسی طرح اس حرمت میں وہ شخص بھی داخل ہے جو کسی عورت کے دبر میں صحبت کرے، چاہے وہ اس کی بیوی ہو یا کوئی دوسری عورت ہو، چنانچہ ان دونوں کی سزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اپنی شفقت، رحمت اور نرمی کی نظر بھی نہ ڈالے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا، نیز یہ کہ ان کی اس بدفعلی میں بڑے مفاسد پائے جاتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي في السنن الكبرى.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا ينظر الله : أي نَظَرَ رَحْمَةٍ ورأفة، وليس المراد النظر العام؛ لأن الله -تعالى- لا يخفى عليه شيءٌ.
- أتى رجلًا : أي : لَاطَ بِهِ.
- امرأة في دبر : جامع امرأته في دبرها، وكذلك لو فعل ذلك بامرأة أجنبية لعد ذلك من الزنا.

فوائد الحديث:

١. إثبات النظر لله -تعالى-؛ لأن نفيه عن هؤلاء يدل على ثبوته لغيرهم.
٢. أن إتيان الرجلُ الرجلَ -وهو اللواط- من كبائر الذنوب.
٣. أنّ من أتى امرأة في دبرها فإن الله -تعالى- لا ينظر إليه.
٤. للمرأة حق على الزوج في الوطء، والوطء في دبرها يفوتها حقها، ولا يقضي وطرها، ولا يحصِّل مقصودها.
٥. الوطء بالدبر مضرٌّ بالرجل، ولهذا ينهى عنه عقلاء الأطباء.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - الجامع الصحيح سنن الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي. دار إحياء التراث العربي - بيروت. تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام،

لابن حجر. دار الفلق – الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ - صحيح الجامع الصغير وزياداته، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي. - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفوري . الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

لا ينكح الزاني المجلود إلا مثله

کوڑے کھایا ہوا زناکار اپنے جیسی عورت ہی سے شادی کرے۔

٢٠٢٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا يَنْكِحُ الزَّاني المَجْلود إلا مِثْلَه».

٢٠٢٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "کوڑے کھایا ہوا زناکار اپنے جیسی عورت ہی سے شادی کرے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه بيان لنوع من أنواع الأنكحة الباطلة, وهو نكاح الزاني الذي لم يتب من الزنى؛ وثبت زناه لا يجوز له أن يتزوج مسلمة عفيفة, إذ لا يُقْدِم على نكاحه من النساء إلاَّ أنثى زانيةٌ مثله، يُناسب حاله حالها, وهذا الحكم إذا لم يتب من هذا الذنب العظيم, كما أن الزانية التي ارتكبت هذه الفاحشة لا يجوز للمسلم أن يتزوجها وهي غير تائبة من الزنى, ووصف الزاني بالمجلود وصف أغلبي؛ لأن الغالب أن من ثبت زناه جلد, وإلا فالحكم يشمل الزاني الذي لم يجلد, فإن حصل عقد في الحالين فهو عقد باطل, وقال -تعالى-: (الزاني لا ينكح إلا زانية أو مشركة والزانية لا ينكحها إلا زان أو مشرك).

اجمالی معنی:

اس حدیث میں باطل و ناجائز نکاحوں کی ایک قسم بیان کی گئی ہے اور یہ وہ نکاح ہے جس میں زانی، اپنی زناکاری سے تائب نہ ہوا اور اس کا زناکار ہونا ثابت ہو تو ایسے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی پاکباز مسلمان خاتون سے نکاح کرے کیونکہ اس سے نکاح کے لیے اسی جیسی زناکار خاتون ہی آگے آسکتی ہے اور جن کی حالت ایک دوسرے سے مناسبت رکھتی ہے اور یہ حکم اس وقت جاری ہوگا جب وہ اس عظیم گناہ سے توبہ نہ کرے۔ نیز یہ کہ بدکاری کی مرتکب اس زناکار خاتون سے بھی کسی مسلمان کا نکاح کرنا جائز نہیں جو زناکاری سے تائب نہ ہوئی ہو۔ زناکار کو کوڑے کھانے والے سے متصف کرنا، غلبہ صفت کی بناء پر ہے کیونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ جس کا زناکار ہونا ثابت ہوجائے تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں، ورنہ اس حکم میں وہ زناکار بھی شامل ہے جس کو کوڑے نہیں لگائے گئے ہوں۔ اگر ان دونوں حالات میں نکاح ہوجائے تو ایسا نکاح باطل ہوگا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ'' (سورۃ النور: ٣)۔ (زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کرتا اور زناکار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے کسی اور مرد سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کردیا گیا)۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الزاني : هو من اقترف فاحشة الزنا.
- المجلود : هو الذي أُقيم عليه حد الزناء, بحيث ظهر أمره حتى جلد, ويدخل في ذلك كل من ثبت زناه, ولو لم يجلد.
- إلا مثله : أي إلا زانية مثله.

فوائد الحديث:

١. يحرم على الرجل أن يتزوج بمن ظهر منها الزنا, كما يحرم على المرأة أن تُزوج بمن ظهر منه الزنا.

٢. إن حصل عقد في الحالين المتقدمين فهو عقد باطل.

٣. إذا تاب الزاني أو تابت الزانية صح نكاحهما, فالحكم هنا مقيد بعدم التوبة.

٤. حماية الشريعة للأخلاق؛ لأن الزاني لا يبالي أن تزني امرأته؛ لأنه هو يزني بنساء الناس, والواقع في الذنب لا ينكره على غيره.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه - ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58077)

لا يؤذِّن إلا متوضئ

٢٠٢٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «لا يُؤَذِّنُ إلا مُتَوَضِّئٌ».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث أنه يشترط على المؤذن أن يكون على طهارة. ولكنه حديث ضعيف، ولا يشترط للمؤذن أن يكون طاهرًا، لكن لا شك أن الأحسن والأكمل أن يكون على طهارة؛ لأن الأذان من ذكر الله -عز وجل-، قال -صلى الله عليه وسلم-: "أني كرهت أن أذكر الله إلا على طهارة"، رواه أبو داود وأحمد.

اذان وہی دے جو باوضو ہو۔

٢٠٢٦. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اذان وہی دے جو باوضو ہو"۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ مؤذن کے لیے طہارت شرط ہے۔ تاہم یہ حدیث ضعیف ہے، مؤذن کے لیے باوضو ہونا شرط نہیں، تاہم اس میں شک نہیں کہ بہتر و کامل یہ ہے کہ مؤذن باوضو ہو، اس لیے کہ اذان اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر ناپاکی کی حالت میں کیا جائے۔ (ابوداؤد اور احمد نے اس کی روایت کی ہے۔)

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. ظاهر الحديث اشتراط الطهارة للأذان، لكن حمله العلماء على الاستحباب دون الوجوب.

٢. الحكمة في مشروعية الطهارة للأذان ثلاثة: الأول: لاتصاله بالصلاة. الثاني: أن الأذان عبادة ينبغي الإتيان بها على طهارة، لا سيما العبادة المتعلقة بالصلاة. الثالث: أنه الأذان ذكر لله -تعالى-.

٣. إذا كان الأذان تشرع له الطهارة؛ فهي في الإقامة من باب أولى.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (10629)

لعلكم تقرءون خلف إمامكم قلنا: نعم هذا يا رسول الله، قال: لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب فإنه لا صلاة لمن لم يقرأ بها

شاید تم اپنے امام کے پیچھے (کچھ) پڑھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (امام کے پیچھے) سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ مت پڑھا کرو۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

٢٠٢٧. الحديث:

عن عبادة بن الصامت -رضي الله عنه- قال: كُنَّا خَلْفَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في صلاة الفجر فَقَرأَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فَثَقُلَتْ عليه القراءة، فلمَّا فَرَغَ قال: «لعلَّكم تَقْرَءُون خلف إِمَامِكُم» قلنا: نعم هذا يا رسول الله، قال: «لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب فإنه لا صلاة لِمَنْ لم يَقْرَأ بها».

٢٠٢٧. حدیث:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے قرأت شروع کی مگر آپ ﷺ کے لیے (قرآن) پڑھنا مشکل ہوگیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تم اپنے امام کے پیچھے (کچھ) پڑھتے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(امام کے پیچھے) سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ مت پڑھا کرو۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

جاء عن عبادة بن الصامت أنه قال: (كنا خلف النبي -صلى الله عليه وسلم- في صلاة الفجر فقرأ، فثقلت)، أي: عسرت عليه القراءة، فلما فرغ قال: «لعلكم تقرءون خلف إمامكم» فأجاب الصحابة -رضي الله عنهم-: (قلنا: نعم يا رسول الله) كأنه عليه السلام عسرت عليه القراءة ولم يدر السبب فسألهم، يدل عليه قوله في رواية أخرى: "ما لي أنازع القرآن؟"، ويحتمل أن سبب الثقل النقص الناشئ عن عدم اكتفائهم بقراءته، والكامل ربما يتأثر بنقص من وراءه. والسنة أن يقرأ المأموم سرا بحيث يسمع كل واحد نفسه، وتجب قراءة الفاتحة في الصلاة على المنفرد والإمام والمأموم في الصلاة الجهرية والسرية لصحة الأدلة الدالة على ذلك وخصوصها. ثم أرشدهم -عليه الصلاة والسلام- إلى الحرص على قراءة الفاتحة، فقال: (لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب) ويحتمل أن يكون النهي من الجهر، ويحتمل أن يكون من الزيادة على الفاتحة، وذلك لئلا يتشوش الإمام والمصلون.

اجمالی معنیٰ:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: (كنا خلف النبي -صلى الله عليه وسلم- في صلاة الفجر فقرأ، فثقلت)۔ یعنی آپ ﷺ کے لیے قرأت کرنا مشکل ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کہ شاید تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟ اس پر صحابہ کرام نے جواب دیا کہ جی ہاں، یا رسول اللہ!۔ گویا کہ نبی ﷺ پر تلاوت کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن آپ ﷺ کو اس کی وجہ معلوم نہ تھی اسی لیے آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں قرآن کی تلاوت میں الجھ رہا ہوں؟ ہوسکتا ہے کہ اس بوجھل پن کا سبب اس نقص کی وجہ سے ہو جو ان کے آپ ﷺ کی قرأت پر اکتفا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ اور کامل شخص اپنے پیچھے موجود لوگوں کے نقص کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ مقتدی خاموشی سے پڑھے بایں طور کہ ہر کوئی اپنے آپ کو سنائے۔ نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت اکیلے نماز پڑھنے والے، امام اور مقتدی سب پر واجب ہے چاہے نماز سری ہو یا جہری کیونکہ بطور خاص سورہ فاتحہ پڑھنا دلائل سے ثابت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھنے کا اہتمام کریں: "صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو"۔ ہوسکتا ہے کہ یہاں ممانعت جہرا پڑھنے سے ہو اور ہوسکتا ہے کہ ممانعت کا تعلق فاتحہ سے زائد پڑھنے کے ساتھ ہو۔ یہ حکم اس لیے دیا تاکہ امام اور نمازی حضرات تشویش میں نہ پڑیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبادة بن الصامت -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
معاني المفردات:

- لا صلاة : هذا نفي للصحة، أي: لا صلاة مجزئة.
- لمن لم يقرأ : أي: للذي لم يقرأ، وهذا شامل للإمام والمأموم والمنفرد.
- بفاتحة الكتاب : هي سورة الفاتحة: سميت بذلك لأنَّ القرآن افتتح بها كتابة ويفتتح بها التلاوة، والكتاب: القرآن، سمي به لأنه مكتوب في السماء، ويكتب في الأرض.
- لعلكم تقرءون خلف إمامكم : المعنى: أتقرأون خلف إمامكم؟

فوائد الحديث:

١. فضل فاتحة الكتاب، وأنها أعظم سورة في القرآن.

٢. وجوب قراءة الفاتحة في الصلاة، وأنَّها ركن لا تصح الصلاة بدونها، والصحيح أنَّها تجب في كل ركعة؛ لحديث المسيء في صلاته، "ثم افعل ذلك في صلاتك كلها".

المصادر والمراجع:

مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، (ط٣)، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٩٨٥م). توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض.

الرقم الموحد: (10910)

حلالہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔	لعن الله المحلل والمحلل له
٢٠٢٨. حديث: علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "حلالہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔	**٢٠٢٨. الحديث:** عن علي -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لَعَنَ اللهُ المُحَلِّل، والمُحَلَّلَ له».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: تین طلاق شدہ خاتون اپنے پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک اس مطلقہ خاتون سے کوئی دوسرا مرد نکاح کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہمبستری نہ کرلے، اس کے باوجود بعض لوگ شرعی احکام میں باہمی حیلہ سازی کا سہارا لیتے ہیں اور ایسا شخص دوسرے کے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس خاتون سے مصنوعی و حیلہ پر مبنی نکاح کرے، پھر اس کو طلاق دے، اس سے شرعی نکاح مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ پہلے شوہر کے لیے اس خاتون کو حلال کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ دراصل اس میں شریعت کے تئیں باہمی حیلہ سازی اختیار کرنے، گھٹیا نفسانی صفت، نخوت اور انسانی اخلاق کی کمی پائی جاتی ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اس نکاح کو حرام قرار دیا اور حلالہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی اور لعنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جانے اور دور کیے جانے کا مفہوم ہے۔	**المعنى الإجمالي:** لما كانت المطلقة ثلاثا لا تحل لزوجها الأول حتى ينكحها زوج غيره, ويطأها, فإن البعض قد يلجأ للتحايل على الأحكام الشرعية, فيتفق مع رجل آخر على أن يتزوج هذه المرأة زواجا صوريا ثم يطلقها, ليس بقصد الزواج الشرعي, ولكن بغرض تحليلها للزوج الأول, ولما في ذلك من التحايل على الشرع, وخسة النفس, وقلة الحمية والمروءة, حرَّم النبي صلى الله عليه وسلم هذا النكاح, ودعا على المحلل والمحلل له بالطرد والإبعاد من رحمة الله تعالى.

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لعن : اللعن الطرد والإبعاد عن رحمة الله -تعالى-, والمعنى أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدعو على المحلل والمحلل له.
- المحلِّل : هو الذي يتزوج المرأة المطلقة ثلاثًا لتحل لزوجها الأول بوطئه.
- المحلَّل له : هو الذي يُراد إجراء التحليل من أجله، ونكاح التحليل أن يتزوج المحلِّل -بكسر اللام المطلقة- البائنة بينونةً كبرى، بشرط أنَّه متى أحلَّها للزوج الأول طلَّقها.

فوائد الحديث:

١. تحريم سلوك الطرق التي فيها تحايل على أحكام الشريعة.

٢. تحريم النكاح الذي يقصد منه التحليل.

٣. أن هذا النكاح باطل؛ لأن النهي يقتضي الفساد, فلا يحصل بنكاح المحلل الإباحة للزوج الأول, ولا يحل للمحلِّل إمساكها بل يجب عليه فراقها.

٤. أن هذا الفعل (التحليل) من كبائر الذنوب؛ لأن اللعن لا يكون إلاَّ على ذنبٍ هو من أشد الذنوب.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (58076)

لعن النبي -صلى الله عليه وسلم- الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة

٢٠٢٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «لعن النبي -صلى الله عليه وسلم- الوَاصِلَةَ والمُسْتَوْصِلَةَ، والوَاشِمَةَ والمُسْتَوشِمَةَ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الحديث دلَّ على تحريم وصل المرأة شعرها بشعرٍ آخر، وكذلك تحريم الوشم، طلبا للزينة والجمال، لأنَّ هذه الأعمال من كبائر الذنوب؛ لما فيها من الغش والتشبه باليهود، وكذلك الوشم لما فيه من تغيير خلق الله تعالى؛ لأنهم أول من فعل الوصل، وعليه فالفاعل لهذه الأمور والمفعول به يشملهما اللعن.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں اور گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر لعنت کی ہے

٢٠٢٩. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں اور گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر لعنت کی ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال کا جوڑنا حرام ہے ایسے ہی زینت و خوبصورتی کے لیے گودنا گدوانا حرام ہے اور یہ سارے اعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہیں؛ کیوں کہ اس میں دھوکہ اور یہود کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، نیز گودنے میں اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنا پایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ (یہودی) سب سے پہلے جوڑا لگانے والے ہیں۔ اسی بنا پر ان امور کے ارتکاب کرنے والے یعنی فاعل اور مفعول (جوڑنے والی اور جوڑوانے والی) دونوں لعنت میں شامل ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- لعن : طرده وأبعده عن الخير والرحمة.
- الوَاصِلَة : هي المرأة التي تصل شعرها أو شعر غيرها، بشعرٍ غيره.
- المستوصلة : هي المرأة التي تطلب أن يوصل شعرها بشعر غيره.
- الواشمة : الوشم يكون من غرز الإبرة في البدن، وذر شيء عليه، حتى يزرق أثره، أو يخضر، والواشمة هي المرأة التي تعمل هذا العمل.
- المستوشمة : هي المرأة التي تطلب أن يُعمل في بدنها الوشم.

فوائد الحديث:

١. تحريم وصل الشعر بشعر آخر، وأن هذا من كبائر الذنوب؛ لأن الشارع لعن الواصلة، والمستوصلة، واللعن هو الطرد عن رحمة الله، ولا يكون إلا في حق صاحب كبيرة.
٢. تحريم فعل ذلك أو أن يُفعل ذلك بشخص آخر.
٣. تحريم تغيير خلق الله لأنه تزوير وتدليس.
٤. جواز لعن من لعنه الله ورسوله على سبيل العموم.
٥. يدخل في الوصل المحرم في زمننا هذا لبس الباروكة، وهي محرمة لما فيها من التشبه بالكفار والغش والتدليس.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم. ترقيم محمد فؤاد عبد

الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (58099)

لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط، أو بول، أو أن نستنجي باليمين، أو أن نستنجي بأقل من ثلاثة أحجار، أو أن نستنجي برجيع أو بعظم

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رُخ ہونے سے روکا ہے۔ اسی طرح داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے، تین سے کم پتھروں کے استعمال کرنے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی روکا ہے۔

٢٠٣٠. الحديث:

عن سلمان -رضي الله عنه-، قال: قيل له: قد عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُم -صلى الله عليه وسلم- كل شيء حتى الخِرَاءَةَ، قال: فقال: أجَل «لقد نَهَانا أن نَستقبل القِبْلَة لِغَائِطٍ، أو بَول، أو أن نَسْتَنْجِيَ باليمين، أو أن نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ من ثلاثة أحْجَار، أو أن نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَو بِعَظْمٍ».

٢٠٣٠. حدیث:

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ تمھارے نبی تمھیں ہر چیز سکھاتے ہیں، حتیٰ کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رُخ ہونے سے روکا ہے، اسی طرح داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے، تین سے کم پتھروں کے استعمال کرنے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی روکا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "عن سلمان، قال: قيل له: قد عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُم -صلى الله عليه وسلم- كل شيء حتى الخِرَاءَةَ". يعني: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- علَّم أصحابه آداب قضاء الحاجة من أول ما يَدخل محل قضاء الحاجة إلى أن يخرج منه، ومن ذلك: استقبال القبلة واستدبارها حال قضاء الحاجة، والنهي عن الاستنجاء باليمين، وبالرَّجِيع والعَظام. "قال: أَجَل: لقد نَهَانا أن نَستقبل القِبْلَة لِغَائِطٍ، أو بَول". يعني: نعم، نهانا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نستقبل القبلة حال التَّغوط أو التَّبول، فما دام أنه يقضي حاجته ببول أو غائط، فإنه لا يستقبل القبلة ولا يستدبرها؛ لأنَّها قِبْلة المسلمين في صلاتهم وغيرها من العبادات، وهي أشرف الجهات، فلا بد من تكريمها وتعظيمها قال -تعالى-: (وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ) [الحج: ٣٠]. "أو أن نَسْتَنْجِيَ باليَمِين". أيضا: مما نهاهم عنه الاستنجاء باليمين؛ لأن اليَد اليُمنى تستعمل في الأمور الطيبة المحترمة المحمودة، وأما الأمور التي فيها امتهان كإزالة الخارج من السَّبيلين، فإنه يكون باليَد اليُسرى لا اليَد اليُمنى. وفي الحديث الآخر: (ولا

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: "قد عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُم صلی اللہ علیہ وسلم کل شيء حتى الخِرَاءَةَ" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو بیت الخلا میں داخل ہونے سے لے کر باہر نکلنے تک، قضاے حاجت کے آداب سکھلاتے ہیں۔ اسی میں سے قضاے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رُخ اور پیٹھ کرنا اور داہنے ہاتھ، گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کرنا ہے۔ "قال: أَجَل: لقد نَهَانا أن نَستقبل القِبْلَة لِغَائِطٍ، أو بَول" یعنی ہاں! ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رُخ ہونے سے منع فرمایا کہ قضاے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رُخ بھی نہیں کرنا چاہیے اور پیٹھ بھی۔ اس لیے کہ یہ نماز وغیرہ میں مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ یہ سب سے محترم جہت ہے، اس کی عزت اور تکریم ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ) [الحج: ٣٠]. "أو أن نَسْتَنْجِيَ باليَمِين" یعنی داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ داہنا ہاتھ پاکیزہ، محترم اور اچھے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ جن کاموں میں ذلت اور توہین کا پہلو ہوتا ہے، جیسے پاخانہ صاف کرنا تو یہ بائیں ہاتھ کے کام ہیں۔ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں: "ولا يتمسح من الخلاء بيمينه" (اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے)۔ "أو أن نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ من ثلاثة أحْجَار" یعنی تین سے کم پتھر استنجا میں استعمال کرنا بھی ممنوع ہے، اگرچہ صفائی اس سے کم سے بھی حاصل ہو جائے۔ اس لیے کہ اکثر تین سے کم پتھروں سے پاکی حاصل نہیں ہوتی، تین پتھروں کی قید اس وقت ہے جب پتھروں کے بعد پانی استعمال نہ کیا جا رہا ہو۔ اگر پتھروں کے بعد پانی کا استعمال بھی ہو، تو تین پتھروں سے کم پر بھی اکتفا کرسکتے ہیں۔ اس لیے کہ

يَتَمَسح من الخلاء بيمنيه). "أو أن نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ من ثلاثة أحْجَار". أيضا: مما نهاهم عنه الاستنجاء بأقل من ثلاثة أحْجَار ولو حصل الإنقاء بأقل منها؛ لأن الغالب أن دون الثلاث لا يحصل بها الإنقاء، ويقيَّد هذا النَّهي إذا لم يَرِد إتباع الحجارة الماء، أما إذا أراد إتباعها بالماء، فلا بأس من الاقتصار على أقلَّ من ثلاثة أحجار؛ لأنَّ القَصد هُنا هو تخفيف النَّجاسة عن المكان فقط، لا التطهُّرُ الكامل. "أو أن نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ". أيضا: مما نهاهم عنه الاستنجاء بالرَّجيع؛ لأنه عَلف دَوَاب الجِن، كما جاء مصرحا به في صحيح مسلم أن وفداً من الجِن جاءوا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فسألوه الزاد فقال: (لكم كل عَظْم ذُكِر اسم الله عليه، يقع في أيديكم أوفَر ما يكون لحْمًا، وكل بَعَرة علف لِدَوابِّكم). "أَو بِعَظْمٍ". أيضا: مما نهاهم عنه الاستنجاء بالعظام؛ لأنها طعام الجن، للحديث السابق حيث قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (فلا تستنجوا بهما فإنهما طعام إخوانكم). فإذا: السنة جاءت مبينة أن الحِكمة في ذلك عدم تقذيرها وإفسادها على من هي طعام لهم؛ لأنها إذا استعملت فيها النجاسة، فقد أفسد عليهم طعامهم.

اس وقت یہاں پتھروں سے مقصود نجاست کا کم کرنا ہے، مکمل طہارت حاصل کرنا نہیں۔ "اَوأن نَّستَنجِيَ بِرَجِيعٍ"۔ گوبر سے استنجا کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ یہ جنات کے جانوروں کی غذا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ جنات کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کھانے کا مطالبہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھارے لیے ہر وہ ہڈی ہے، جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ تمھارے ہاتھوں میں آجائے، اس پر پہلے سے زیادہ گوشت آجاتا ہے اور ہر مینگنی یا لید تمھارے جانوروں کا چارہ ہے"۔ "أَو بِعَظْمٍ" ہڈیوں سے استنجا کرنا بھی شریعت میں ممنوع ہے۔ اس لیے کہ یہ جنات کی خوراک ہے۔ جیسے کہ گزشتہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان سے استنجا نہ کیا کرو؛ کیونکہ یہ تمھارے جن بھائیوں کی خوراک ہے"۔ اس طرح، حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ ہڈیوں سے استنجا نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انھیں گندہ نہ کیا جائے؛ تاکہ انھیں بطور غذا استعمال کرنے والوں کو دشواری نہ ہو۔ کیوں کہ جب انھیں نجاست صاف کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا، ان کی غذا خراب ہو جائے گی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سلمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخِرَاءَة : أدب التخلِّي، والقُعود لقضاء الحاجة، وأما نفس الحدث، وهو الخارِج، فهو الخِراء.
- غَائِط : الغَائِط: هو المكان المُنْخَفض من الأرض، موضع قضاء الحاجة، ثمَّ أُطلق الغَائط على الخارج المُسْتَقْذَر من الإنسان؛ كراهةً لتسميته باسمه الخاصّ.
- نَسْتَنْجِي : الاستنجاء: إزالة النَّجْو بِالمَاءِ والحَجَر، وأَكْثر مَا يُسْتَعْمل فِي إِزَالَتهَا بِالمَاءِ.
- برَجِيع : الرَّجيع: الرَّوث والعَذِرة، سُمّي به؛ لأنه رجع عن حاله الأولى بعد أن كان طعامًا إلى فَضَلات نَجِسَة.

فوائد الحديث:

١. فيه بيان شمول الشريعة الإسلامية في كل ما يحتاج الناس إليه، في حياتهم اليومية من تعليمهم آداب الأكل والشرب واللباس وقضاء الحاجة تحقيقا؛ لقوله -تعالى-: (وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم) [النحل:٤٤] وقوله تعالى: (ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء) [النحل:٨٩].
٢. تحريم استقبال القِبلة أثناء البول أو الغائط؛ لقوله: "نهانا" والأصل في النهي التحريم.
٣. جواز استقبال المَشَاعر المُحَرَّمة واستدبارها بالبول والغائط؛ لأن النهي مقيد بالقِبلة، ويخرج ما عداها.

٤. جواز استقبال الشمس والقمر أثناء قضاء الحاجة؛ لأن أهل المدينة إذا لم يستقبلوا القبلة فسوف يستقبلون الشَّرق أو الغَرب، وحينئذ يكونون مستقبلين: إما للشمس وإما للقمر.

٥. النَّهْيُ عن الاستنجاء، أو الاستجمار باليد اليمنى؛ تكريمًا لها.

٦. تَفضيل اليَد اليُمنى على اليُسرى؛ لأن اليَد اليُسرى تُستخدم لإزالة النَّجاسات والقَذَارات، واليُمنى لما عَدا ذلك.

٧. وجوب إزالة النجاسة بالماء أو الأَحْجَار، سواء قَلَّت النجاسة أم كَثُرت.

٨. النَّهْي عن الاسْتِجْمَار بأقلَّ من ثلاثة أَحَجار؛ لأن أقل من ثلاثة أحجار لا ينقي في الغالب.

٩. قد يفهم تعيين الأحجار لإزالة النجاسة، فلا يقوم غيرها مقامها من الأخشاب، أو الخِرق، أو المناديل، ونحو ذلك، لكن هذا الفهم غير مراد، فكل ما يحصل به المقصود من التَّطهر والإنْقَاء، فإنه يجزئ، وإنما نَص -صلى الله عليه وسلم- على الأحجار؛ لأنها الغَالب وما كان كذلك فلا مفهوم له.

١٠. استحباب قطع الاستجمار على وتْر، فإذا حصل الإنقاء بأربع استحب أن يزيد خامسة وهكذا؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (من استجمر فليوتر).

١١. النَّهْيُ عن الاستجمار بالرجيع؛ لأَنَّه: إمَّا نجس، وإِمَّا لأَنَّه عَلَفُ دوابِّ الجنِّ.

١٢. النَّهي عن الاستجمار بالعظم؛ سواء كانت العظام عظام ميتة أو عظام مُذَكَّاة؛ لأنه إذا كانت العظام من حيوانات مَيتة، فهي نَجِسة، والنَّجِس لا يمكن أن يُطهر به، وإن كانت من حيوانات مُذَكَّاة فهي طعام الجِنّ، ولا يحل إفساد طعامهم.

١٣. تحريم العُدوان على حقِّ الغير؛ لنهي النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الاستنجاء بالرَّجيع أو العَظم.

١٤. فيه أن الجَن يأكلون ويشربون؛ لنهي -صلى الله عليه وسلم- عن الاستنجاء بالعظام؛ لأنه طعام إخواننا من الجِن.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مشارق الأنوار على صحاح الآثار، عياض بن موسى اليحصبي السبتي، دار النشر: المكتبة العتيقة ودار التراث. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ، ٢٠٠٨م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10048)

لقد هممت أن أنهى عن الغيلة، فنظرت في الروم وفارس، فإذا هم يغيلون أولادهم، فلا يضر أولادهم ذلك شيئًا

میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ (ایام رضاعت یا حمل میں جماع) کرنے سے لوگوں کو منع کردوں، پھر مجھے یاد آیا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

٢٠٣١. الحديث:

عن جُذَامَةَ بنت وهب، أخت عكاشة، قالت: حَضَرْتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم، في أناس وهو يقول: «لقد هَمَمْتُ أن أنهى عن الْغِيلَةِ، فَنَظَرْتُ في الروم وفارس، فإذا هم يُغِيلُونَ أولادهم، فلا يضر أولادهم ذلك شيئا»، ثم سألوه عن الْعَزْلِ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ذلك الْوَأْدُ الخفي»، زاد عبيد الله في حديثه: عن المقرئ، وهي: {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ}.

٢٠٣١. حدیث:

عکاشہ رضی اللہ عنہ کی بہن ، جُذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ہمراہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ "میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ (ایامِ رضاعت یا حمل میں جماع) کرنے سے لوگوں کو منع کردوں، پھر مجھے یاد آیا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔" پھر صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے "عزل" کے متعلق پوچھا ، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ توخفیہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے"۔ عبیداللہ نے مقری سے اپنی روایت میں سورۃ التکویر کی آیت : ٨" وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ" (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا) کا اضافہ کیا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أنَّ النبي صلى الله عليه وسلم أراد أن ينهى الزوج عن قرب زوجته وجماعها أثناء الرضاع؛ لما اشتهر عند العرب أنه يضرّ بالولد، ثم رجع عن ذلك حين تحقق عنده عدم الضرر في بعض الناس كفارس والروم، ثم سئل عن الزوج الذي يُنزل منيَّه خارج الفرج فشبَّه هذا العمل بعمل أهل الجاهلية الذين كانوا يدفنون بناتهم وهنَّ أحياء، والفرق بين العملين أنّ الأول يُعمل خفية، والثاني علانية.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے شوہر کو زمانۂ رضاعت میں بیوی کے قریب جانے اور اس سے ہمبستری کرنے سے منع کردینے کا ارادہ فرمایا کیونکہ عرب میں یہ بات مشہور تھی کہ پیدا ہونے والی اولاد کو اس کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے ، پھر آپ ﷺ نے اس ارادہ کو اُس وقت ترک کردیا جب فارس اور روم جیسے بعض لوگوں میں اس کا نقصاندہ نہ ہونا، آپ ﷺ کے نزدیک ثابت ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ سے اُس شوہر کے بارے میں دریافت کیا گیا جو (انزال کے وقت) اپنی منی کو بیوی کی شرمگاہ کے باہر خارج کردیتا ہے ، چنانچہ آپ ﷺ نے اس عمل کو ان اہلِ جاہلیت کے عمل سے تشبیہ دی جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے اور دونوں اعمال میں فرق یہ ہے کہ پہلا عمل خفیہ طور پر اور دوسرا علی الاعلان کیا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: جدامة بنت وهب رضي الله عنها
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
معاني المفردات:

- هَمَمْتُ : همَّ بالأمر همًّا: عزم على القيام به ولم يفعله.
- الغِيلة : مجامعة الرجل امرأته وهي ترضع، أو وهي حامل.
- الروم : جيلٌ عظيمٌ من الناس، بلغوا في زمانهم الغاية في الكثرة والقوَّة.

- فارس : أمةٌ عظيمةٌ كثيرةٌ وشديدة فيما وراء النَّهر من بلاد العرب.
- العَزْل : هو أن ينزع الرجل ذكره من فرج المرأة، حتى لا يُنزل فيه؛ دفعًا لحصول الحمل.
- الوأد : بفتح الواو، ثمَّ همزة ساكِنة، يُقال: وأد الرجل ابنته يئدها وأْدًا: دفنها حيَّة فهي موءودة.
- الموءودة : في الأصل هي البنت التي تُدفن حية تحت التراب، شبَّه عزل الحيوان المنوي حينما يتلف قبل أن ينمو نموًّا بشريًّا بالبنت الموءودة.

فوائد الحديث:

١. أنّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم همَّ أن ينهى عن الغيلة، بناءً على خبر أطباء زمنه، وكونه مستكرهًا عند العرب، لكنه لم يفعل لا نتفاء الضرر في فعله عن الطفل بالتجربة والواقع.

٢. أنَّ العلوم الطبيعية من طب ونحوه تُدْرَكُ بالتجارب وتُحصَّل بالنتائج.

٣. أنَّ أخذ العلوم غير الشرعية من الأمم الكافرة لا يعد ذلك تقليدًا لهم، وركونًا إليهم، وتشبهًا بهم؛ فإنَّ هذا العلم من سنن الله.

٤. أنَّ حصول الأشياء من خيرٍ وشرٍّ، منوطةٌ بأسبابها التي رتَّبها الله تعالى عليها.

٥. يدل الحديث على مثل هذه العلوم الدنيوية؛ كالغيلة، وتأبير النخل، وأمثال ذلك، أنَّها أمورٌ يأتي بها النَّبي صلى الله عليه وسلم على سبيل الاجتهاد والنظر وليست من قبيل الوحي.

٦. تحريم الوأد، وهو عادةٌ جاهلية، ومعناه: دفن بناتهم وهنَّ أحياء.

٧. أنّ هذا الدين الإسلامي مداره على منع الضرر، وجلب النفع.

٨. جواز السؤال عما يُستحيا منه للتفقه في الدين.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (58100)

لو يعلم المار بين يدي الْمُصَلِّي ماذا عليه من الإثم؟ لكان أن يَقِفَ أربعين خيرا له من أن يَمُرَّ بين يديه، قال أَبُو النَّضْرِ: لا أدري: قال أربعين يوما أو شهرا أو سنة

’’اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ اس کے سامنے سے گزرنے کے بجائے چالیس تک کھڑے رہنے کو اپنے لیے بہتر سمجھے گا۔‘‘ ابو نضر (راوی) کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال کہا۔

٢٠٣٢. الحديث:

عن أبي جُهَيْمِ بنُ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأنصاري -رضي الله عنه- مرفوعًا: «لو يَعْلم المارُّ بين يَدَي الْمُصَلِّي ماذا عليه من الإثم؟ لكان أن يَقِفَ أربعين خيرا له من أن يَمُرَّ بين يديه»، قال أَبُو النَّضْرِ: لا أدري: قال أربعين يوما أو شهرا أو سنة.

٢٠٣٢. حديث:

ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ اس کے سامنے سے گزرنے کے بجائے چالیس تک کھڑے رہنے کو اپنے لیے بہتر سمجھے گا۔‘‘ ابو نضر (راوی) کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال کہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المصلي واقف بين يدي ربه -تعالى- يناجيه ويناديه، فإذا مرَّ بين يديه في هذه الحال مارّ قطع هذه المناجاة وشوّش عليه عبادته، لذا عَظُم ذنب من تسبب في الإخلال بصلاة المصلي، بمروره. فأخبر الشارع: أنه لو علم ما الذي يترتب على مروره، من الإثم والذنب، لفَضَّل أن يقف مكانه أربعين على أن يمر أمام المصلي، مما يوجب الحذر من ذلك، والابتعاد منه، وقد شك الراوي في الأربعين: هل يراد بها اليوم أو الشهر أو العام؟ ولكن ليس المراد بهذا العدد المذكور الحصر، وإنما المراد المبالغة في النَّهْي.

اجمالی معنی:

نماز پڑھنے والا اپنے رب کے حضور کھڑا ہو کر اس سے مناجات کر رہا ہوتا ہے اور اسے پکار رہا ہوتا ہے۔ جب اس حالت میں کوئی گزرنے والا اس کے آگے سے گزرتا ہے تو وہ مناجات میں انقطاع پیدا کرتا ہے اور نمازی کی عبادت میں خلل ڈالتا ہے۔ اس لئے جو شخص اپنے گزرنے کی وجہ سے نمازی کی نماز میں خلل انداز ہوتا ہے اس کا گناہ بہت بڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اسے علم ہو جائے کہ اس کے گزرنے پر کیا گناہ ہوتا ہے تو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کے بجائے چالیس تک اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کو ترجیح دے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل سے بچنا چاہئے اور اس سے گریز کرنا چاہئے۔ چالیس کے عدد کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ آیا اس سے مراد دن، یا مہینے، یا سال ہیں؟ تاہم اس مذکور عدد سے مراد حصر کا مفہوم پیدا کرنا نہیں، بلکہ اس سے مراد ممانعت کی شدت کا بیان ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو جُهَيْمِ بنُ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المار: العابر من اليمين إلى الشمال أو العكس.
- بين يدي الْمُصَلِّي: أمامه من قدميه إلى منتهى سجوده.
- أن يَقِفَ: أي يبقى واقفا منتظرا فراغ المصلي.
- قال ابو النضر: هو سالم بن أمية راوي الحديث.

فوائد الحديث:

١. تحريم المرور بين يدي المصلي، إذا لم يكن له سُتْرة، أو المرور بينه وبينها إذا كان له سُتْرة، ويقيد تحريم المرور بين يدي المصلي إذا لم يكن له سترة بالمسافة التي بينه وبين موضع سجوده.

٢. وجوب الابتعاد عن المرور بين يدي المصلي، لهذا الوعيد الشديد.

٣. أن الأولى للمصلي أن لا يصلي في طرق الناس، وفي الأمكنة التي لا بُدَّ لهم من المرور بها، لئلا يُعَرِّض صلاته للنقص، ويُعَرض المارَّة للإثم.

٤. تعظيم حرمة المصلي والحيلولة بينه وبين قبلته.

٥. يؤخذ منه أن الإثم المترتب على المعصية في الآخرة وإن قل فهو أعظم من أي مشقة في الدنيا مهما كانت شديدة وفظيعة.

٦. جواز استعمال كلمة لو في الوعيد، والنهي عن استعمالها إنماهو في التحسُّر والاعتراض على القدر.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (7191)

لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل وضوء	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت کو مشقت وتکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا“۔ مسند احمد
٢٠٣٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لَوْلا أنْ أَشُقَّ على أُمَّتِي لَأَمَرْتُهم بالسِّواكِ مع كلِّ وُضُوء».	**٢٠٣٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت کو مشقت وتکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بيّن النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أنه لولا ما خشيَه من لُحوق الجهد والمشقة والشدة بأمته وأتباعه الذين آمنوا به: لأمرهم أمر إلزام وفرض بأن يستاكوا مع كل وضوء, ولكنه امتنع عن ذلك رحمة بهم وشفقة عليهم, ولم يجعله من الفرائض المتحتمة, وإنما من السنن المستحبة التي يثاب فاعلها ولا يعاقب تاركها.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نبی ﷺ یہ وضاحت فرما رہے ہیں کہ اگر آپ کو اپنی امت اور اہل ایمان کے صبر آزما محنت و مشقت اور دشواری سے دوچار ہونے کا خدشہ نہ ہوتا، تو آپ انھیں وجوبی طور پر حکم دیتے کہ وہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کیا کریں، لیکن آپ نے اپنی امت پر رحمت و شفقت کا خیال رکھتے ہوئے وجوبی حکم سے احتراز فرمایا اور اس عمل کو حتمی و قطعی فرائض میں شامل نہیں کیا؛ لہٰذا یہ ان مستحب سنتوں میں سے ہے، جن پر عمل کرنے والے کو اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے اور چھوڑنے والا سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: رواه مالك والنسائي في الكبرى وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لولا : حرف امتناع لوجود, أي امتناع حصول شيء لوجود شيء يمنع، والمعنى هنا لولا خوف المشقة على أمتي لأمرتهم بالسواك أمرًا لازمًا.
- أَشُقَّ : أُثقِل عليهم, من المشقة وهي الشدة.
- أُمَّتِي : جماعتي, والمراد بهم أمة الإجابة, وهم من آمن به واتبعه.
- لأمرتهم : لألزمتهم.
- بالسواك : باستعمال السواك, وهو اسم للعود الذي يستاك به من الأراك وغيره.

فوائد الحديث:

١. تأكد استحباب السواك مع كلِّ وضوءٍ، وأنَّ ثوابه قريبٌ من ثواب الواجبات.

٢. أنَّ السِّواك عند الوضوء -وعند غيره من العبادات من باب أولى- ليس بواجب، فقد منعه -صلى الله عليه وسلم- من إيجابه على أُمَّته مخافة مشقتهم.

٣. أنَّ الذي منع الأمر بوجوبه هو المشقة، وذلك خشية عدم القيام به، ممّا يترتَّب عليه الإثمُ بتركه.

٤. هذا الحديث العظيم دليلٌ على القاعدة الشرعية، وهي: "درء المفاسد مقدَّمٌ على جلب المصالح"؛ فمفسدة الوقوع بالإثم من ترك الواجب، مَنَعَتْ من مصلحة وجوب السِّواك عند كل وضوء.

٥. هذا الحديث الشريف من أدلَّة القاعدة الكبرى: "المشقَّة تجلب التيسير"؛ فخشية المشقَّة سبب عدم فرضيته.

٦. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته, فكثير من العبادات الفاضلة يترك النَّبي -صلى الله عليه وسلم- فعلها مع أمته، أو أَمْرَهُمْ بها، خشيةَ فرضها عليها.

٧. سعة هذه الشريعة وسماحتها، ومسايرتها للحالة البشرية الضعيفة؛ قال تعالى: {يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ} وقال: {وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ}.

٨. الحكمة في الأمر بالسواك أن يكون المسلم في حالة كمال النظافة؛ لإظهار شرف العبادة, ولئلا يؤذي الملائكة والمصلين.

٩. لم يرد في الحديث موضع الاستياك لكن العلماء ذكروا أنه عند المضمضة لمناسبته.

١٠. يدل الحديث على قاعدة أصولية، وهي: أن الأمر المطلق يفيد الوجوب، ووجهه: أنَّه لو كان الأمر يفيد الاستحباب، لما امتنع -صلى الله عليه وسلم- من أمرهم بالسواك؛ ولكن ما يقتضيه الأمر، وما يفهمه الصحابة والعلماء من الأمرِ المجرَّدِ عن قرينة صارفة، هو الوجوب، وهو الذي منعه من أمرهم بالسواك.

١١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- له أن يجتهد في الأحكام, ثم إن أقرَّه الله تعالى فالحكم شرعي بإقرار الله, وإن لم يقرَّه الله -تعالى- ارتفع الحكم.

١٢. استحباب إزالة الروائح الكريهة عند الصلاة وعند دخول المساجد.

المصادر والمراجع:

موطأ الإمام مالك, مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني, صححه ورقمه وخرج أحاديثه وعلق عليه: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان, عام النشر: ١٤٠٦ هـ - ١٩٨٥ م مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م".

الرقم الموحد: (8374)

ليس لك عليه نفقة

اب تمہارا خرچ اس کے ذمے نہیں۔

٢٠٣٤. الحديث:

عن فاطمة بنت قيس- رضي الله عنها- «أن أبا عمرو بن حفص طلقها البَتَّةَ، وهو غائب (وفي رواية: "طلقها ثلاثا")، فأرسل إليها وكيله بشعير، فسخطته. فقال: والله ما لك علينا من شيء. فجاءت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فذكرت ذلك له، فقال: ليس لك عليه نفقة (وفي لفظ: "ولا سكنى") فأمرها أن تَعْتَدَّ في بيت أم شريك؛ ثم قال: تلك امرأة يَغْشَاهَا أصحابي؛ اعتدي عند ابن أم مكتوم. فإنه رجل أعمى تضعين ثيابك، فإذا حَلَلْتِ فآذِنِينِي. قالت: فلما حللت ذكرت له: أن معاوية بن أبي سفيان وأبا جهم خطباني. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أما أبو جهم: فلا يَضَعُ عصاه عن عاتقه. وأما معاوية: فصعلوك لا مال له. انكحي أسامة بن زيد. فكرهته ثم قال: انكحي أسامة بن زيد. فنكحته، فجعل الله فيه خيرا، واغْتَبَطْتُ به».

٢٠٣٤. حدیث:

فاطمہ بنت قیس - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ (تیسری طلاق) دے دی، اور وہ خود غیر حاضر تھے، (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے تین طلاقیں دے دیں) ان کے وکیل نے ان کی طرف سے کچھ جَو بھیجے، تو وہ اس پر ناراض ہوئیں، اس (وکیل) نے کہا: اللہ کی قسم! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، اور یہ بات آپ کو بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اب تمہارا خرچ اس کے ذمے نہیں"۔ اور آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ام شریک - رضی اللہ عنہا - کے گھر میں عدت گزاریں، پھر فرمایا: "اس عورت کے پاس میرے صحابہ آتے جاتے ہیں، تم ابن مکتوم - رضی اللہ عنہ - کے ہاں عدت گزار لو، وہ نابینا آدمی ہیں، تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ تم جب (عدت کی بندش سے) آزاد ہوجاؤ تو مجھے بتانا۔" جب میں (عدت سے) فارغ ہوئی، تو میں نے آپ ﷺ سے بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہم دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا، اور رہا معاویہ تو وہ انتہائی فقیر ہے، اس کے پاس کوئی مال نہیں، تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو"۔ میں نے اسے ناپسند کیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "اسامہ سے نکاح کرلو"۔ تو میں نے ان سے نکاح کرلیا، اللہ نے اس میں خیر ڈال دی اور اس کی وجہ سے مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بَتَّ أبو عمرو بن حفص طلاق زوجته فاطمة بنت قيس. وهي آخر طلقة لها منه والمبتوتة ليس لها نفقة على زوجها، ولكنه أرسل إليها بشعير، فظنت أن نفقتها واجبة عليه ما دامت في العدة، فاستقلت الشعير وكرهته، فأقسم أنه ليس لها عليه شيء. فشكته إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخبرها أنه ليس لها نفقة عليه ولا سكنى، وأمرها أن تعتد في بيت أم شريك. ولما ذكر صلى الله عليه وسلم أن أم شريك يكثر على بيتها تردد الصحابة، أمرها أن تعتد عند ابن أم مكتوم لكونه رجلا أعمى، فلا يبصرها إذا وضعت ثيابها، وأمرها أن تخبره بانتهاء

اجمالی معنی:

ابو عمرو بن حفص - رضی اللہ عنہ - نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس - رضی اللہ عنہا - کو طلاقِ بتہ دی، یہ ان کی طرف سے اپنی بیوی کو آخری طلاق تھی۔ اور بتوتہ (جس عورت کو شوہر نے طلاقِ بتہ دی ہو) کے لیے شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہوتا، پھر بھی ابو عمرو - رضی اللہ عنہ - نے ان کے لیے جَو بھیجا، فاطمہ - رضی اللہ عنہا - کا خیال تھا کہ عدت کے دوران ابو عمرو پر ان کا نفقہ واجب ہے، اس لیے انہوں نے اس جَو کو کم سمجھا اور ناپسند کیا۔ وکیل نے قسم کھائی ہم پر آپ کا کوئی حق لازم نہیں ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ ابو عمرو پر تمہارا نہ تو نفقہ (خرچ) ہے اور نہ ہی رہائش کی ذمہ داری ہے، اور انہیں حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدت گزاریں۔ جب نبی ﷺ کو یہ بات یاد آئی کہ ام شریک کے یہاں تو صحابہ کا آنا جانا لگا رہتا ہے تو انہیں ابن ام مکتوم - رضی اللہ عنہ

عدتها. فلما اعتدت خطبها (معاوية) و (أبو جهم) فاستشارت النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك. بما أن النصح واجب -لا سيما للمستشير- فإنه لم يُشِرْ عليها بواحد منهما؛ لأن أبا جهم شديد على النساء ومعاوية فقير ليس عنده مال، وأمرها بنكاح أسامة، فكرهته لكونه مَوْلَى. و لكنها امتثلت أمر النبي صلى الله عليه وسلم، فقبلته، فاغتبطت به، وجعل الله فيه خيراً كثيراً.

۔ کے یہاں عدت گزارنے کو کہا کیوں کہ وہ نابینا ہیں، ان کا اپنے کپڑے نکال رکھنے کو نہیں دیکھیں گے، اور انہیں یہ حکم دیا کہ عدت کے ختم ہوجانے پر آپ ﷺ کو خبر دیں۔ جب انھوں نے اپنی عدت گزارلی تو معاویہ اور اور ابوجہم۔ رضی اللہ عنہما۔ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ چوں کہ جس سے مشورہ لیا جائے اُسے مشورہ لینے کے حق میں خیر خواہ ہونا چاہیے اس لیے آپ ﷺ نے دونوں میں کسی سے بھی شادی کرنے کا مشورہ نہیں دیا اس لیے ابوجہم عورتوں پر بہت سخت گیر تھے اور معاویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فقیر تھے اُن کے پاس مال نہیں تھا، اس لیے آپ ﷺ نے انھیں اسامہ سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا جسے پہلی دفعہ انھوں نے ناپسند کیا، اس لیے کہ اسامہ ایک آزاد کردہ غلام تھے، تاہم انھوں نے نبی ﷺ کا حکم مانتے ہوئے اس رشتے کو بالآخر منظور کر لیا، جس کی برکت کے نتیجہ میں (لوگ) ان پر رشک کرنے لگے، اور اللہ تعالی نے ان (کے نکاح) میں خیرِ کثیر رکھ دیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم تنبيه روى البخاري الحديث مختصرا في"صحيحه" يقول الشيخ أحمد شاكر في" تحقيقه على إحكام الأحكام"(ص/٥٩١) برقم(٢):" هذا الحديث لم يخرجه البخاري في صحيحه هكذا، بل ترجم له أشياء من قصة فاطمة هذه بطريق الإشارة إليها (٥٣٢٣)..." أ هـ

التخريج: فاطمة بنت قيس- رضي الله عنها-.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- البتة : آخر التطليقات الثلاث كما في رواية مسلم، وليس المراد أنه طلقها بلفظ" البتة".
- فأرسل إليها وكيله بشعير : متعة فحسبتها هي النفقة الواجبة، و" وكيله" بالرفع فاعل، وفي رواية لمسلم: "أرسل إلى زوجي" أي بواسطة الوكيل.
- فسخطته : السخط: ضد الرضا، قال في (مختار الصحاح): أسخطه: أغضبه، وتسخط عطاءه استقله. فالمراد -هنا- أنها استقلت النفقة: رأت أنها قليلة.
- يغشاها أصحابي : يراد بغشيانهم، كثرة ترددهم إليها، لصلاحها وفضلها.
- فآذنيني : بمد الهمزة، أي أعلميني.
- أبو جهم : -مفتوح الجيم ساكن الهاء- القرشي العدوي، صحابي.
- فلا يضع عصاه عن عاتقه : العاتق ما بين العنق والمنكب، وهو مكان وضع العصا. وهذا التعبير، كناية عن شدته على النساء، وكثرة ضربه لهن ويفسر هذا المعنى روايتا مسلم: الأولى: "وأما أبو جهم فرجل ضَراب للنساء". والثانية: "وأبو جهم فيه شدة على النساء."
- فصعلوك : بضم الصاد: الفقير
- فكرهته : لشدة سواده ولكونه مولى.
- واغتبطت به : بفتح التاء والباء، من الغبطة ، وهي تمني مثل حال المغبوط من غير إرادة زوالها عنه وليست من الحسد المنهي عنه.

فوائد الحديث:

١. جواز التطليق ثلاثا إذا كانت متفرقة متباعدة، وقوله: "طلقها ثلاثا" ليس معناه، تكلم بهن دفعة واحدة، فهذا محرم غضب منه النبي صلى الله عليه وسلم وقال: " أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟ ". ولكنه -كما قال النووي-: "كان قد طلقها قبل هذا اثنتين". وكما ورد في بعض ألفاظ هذا الحديث في مسلم " أنه طلقها طلقة كانت بقيت لها من طلاقها."
٢. أن المطلقة طلاقًا باتًّا، ليس لها نفقة ولا سكنى في عدتها، ما لم تكن حاملًا.
٣. جواز التعريض بخطبة المعتدة البائن، حيث قال: " فإذا حللت فآذنيني."
٤. ذكر الغائب بما يكره على وجه النصح، لا يكون حينئذ غيبة محرمة.
٥. جواز نكاح غير المكافئ في النسب، إذا رضيت به الزوجة والأولياء فـأسامة كان مملوكا وأعتق وفاطمة قرشية.

٦. وجوب النصح لكل أحد لا سيما المستشير، فمن استشارك فقد ائتمنك، وأداء الأمانة واجب.

٧. تستر المرأة عن الرجال، وابتعادها عن أمكنتهم ومجتمعاتهم.

٨. ليس في أمرها بالاعتداد في بيت ابن أم مكتوم دليل على جواز نظر المرأة إلى الرجل، فقد أمرها بالاعتداد عند هذا الأعمى لتبتعد بذلك عن الرجال، ولا يلزم منه جواز النظر إليه، قال الله -تعالى-: {وقلْ لِلْمُؤمنَاتِ يغضضن من أبصارهِن }.

٩. جواز الخطبة على خطبة الغيرِ إذا لم يعلم بالخاطب، أو علم أنه لم يُجب.

١٠. أن امتثال أمر النبي صلى الله عليه وسلم خير وبركة، سواء أحبه الإنسان أو لا.

١١. المبالغة في الكلام لا يعتبر كذبا لقوله:" فلا يضع عصاه عن عاتقه"، ومن المعلوم أنه يضعها في حال أكله ونومه.

١٢. العمل بالوكالة وشهرتها عندهم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه،،

الرقم الموحد: (6020)

مَن قُتِل في عِمِّيَّا، أو رِمِّيَّا يكون بينهم بحجر، أو بسوط، فعقله عقل خطإ، ومن قتل عمدا فقود يديه، فمن حال بينه وبينه فعليه لعنة الله، والملائكة والناس أجمعين

جو شخص کسی بلوے میں مارا جائے (اور قاتل دیکھا نہ گیا ہو) کہ ان کی آپس میں سنگباری ہوئی ہو یا ڈنڈے بازی ہوئی ہو تو اس کی دیت قتلِ خطا والی ہوگی۔ اور جو عمداً جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو تو اس میں قاتل کی جان سے قصاص ہے اور جو کوئی اس (قصاص لینے) میں آڑے آئے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

٢٠٣٥. الحديث:

عن ابن عباس، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من قُتِلَ في عِمِّيّا، أو رِمِّيّاً يكون بينهم بحَجَرٍ، أو بِسَوْطٍ، فَعَقْلُهُ عَقْلُ خطإ، ومن قَتَلَ عَمْدَاً فَقَوَدُ يَدَيْهِ، فمن حَالَ بينه وبينه فعليه لعنة الله، والملائكة والناس أجمعين».

٢٠٣٥. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص کسی بلوے میں مارا جائے (اور قاتل دیکھا نہ گیا ہو) کہ ان کی آپس میں سنگباری ہوئی ہو یا ڈنڈے بازی ہوئی ہو تو اس کی دیّت قتلِ خطا والی ہوگی۔ اور جو عمداً جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو تو اس میں قصاص جان کے بدلے جان کی ہوگی اور جو کوئی اس (قصاص لینے) میں آڑے آئے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن كل شخص قُتل بين قوم كانوا يترامون فيما بينهم أو في حالة غير مبينة و سبب غامض كالزحام ثم جهل قاتله فإنه يجعل قتله قتل خطأ وتكون ديته دية خطأ على بيت مال المسلمين، ومن قَتَل -بالبناء للفاعل- عمدا فقود يده أي فعليه قود نفسه، أو فحكم قتله قود نفسه، وعبر باليد عن النفس مجازا، أو المعنى: فعليه قود عمل يده الذي هو القتل، فأضيف القود إلى اليد مجازا، فمن حال بين القاتل بين القود بمنع أولياء المقتول عن قتله، بعد طلبهم ذلك، فقد عرض نفسه للعنة الله فلا يقبل الله منه توبة ولا فرضاً ولا نفلا لعظيم جرمه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی باہمی دھکم پیل، یا کسی غیر مبینہ حالت کی وجہ سے، یا کسی اور خفیہ سبب جیسے ہجوم وغیرہ کی وجہ سے مارا جائے اور اس کے قاتل کی نشاندہی نہ ہو سکے تو اس کو قتلِ خطا پر محصر کیا جائے گا اور اس کی قتلِ خطا والی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اور جس کو عمداً (قاتل کی نشاندہی کے ساتھ) قتل کیا گیا ہو تو اس کے ہاتھوں کو سزا دی جائے گی۔ یعنی اس کو جان سے مار کر قصاص لیا جائے گا یا اس کے قتل کا فیصلہ اس کی جان کو قصاص بنایا جائے گا۔ ہاتھ کی تعبیر جان سے مجازی طور پر کی گئی ہے۔ یا پھر اس کا یہ معنی بھی ہے کہ اس کے ہاتھ نے جو کام کیا ہے اس کی سزا ملے گی اور وہ قتل ہے بایں معنی قود (سزا) کی اضافت ید (ہاتھ) کی طرف مجازی طور پر کی گئی ہے۔ اور جو شخص قاتل اور سزا کے درمیان حائل ہو جب کہ مقتول کے ورثاء اس سے قصاص کے خواہش مند ہوں تو مانو اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالی کی لعنت کے لیے پیش کر دیا ہے۔ اس کے اس قبیح جرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نہ توبہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی فرض اور نفل قبول کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه.
التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.
معاني المفردات:

- في عِمِّيًّا : بكسر عين، فتشديد ميم، ومثله "رميا" في الوزن، والمعنى: في حالة غير مبينة، لا يدرى فيه القاتل، ولا حال قتله، فوجد بينهم قتيل.

- أو رِمِّيًا : أي في ترامٍ جرى بينهم فوُجد بينهم قتيلا.
- سَوط : ما يضرب به من جلد؛ سواء كان مضفورا، أو لا.
- عصا : ما يتخذ من خشب وغيره للتوكؤ، أو الضرب.
- فعقله عقل الخطأ : العقل: الدية، ومعناه: فديته قدر دية قتل الخطأ.
- قَوَد : بفتح القاف والواو، والمعنى: القصاص؛ سمي قودا؛ لأنه يقاد عند تنفيذ القصاص فيه.
- عمدا فقود يديه : أي فعليه قود نفسه، أو فحكم قتله قود نفسه، أو فعليه قود عمل يده الذي هو القتل.
- فمن حال بينه : أي بين القاتل.
- وبينه : أي بين القود بمنع أولياء المقتول عن قتله، بعد طلبهم ذلك، وليس المراد به طلب العفو عن القصاص.

فوائد الحديث:

١. قتيل العِمِّيّا؛ وهو الذي يقتل في زحام، فيجهل قاتله؛ كزحام الطواف، والسعي، ورمي الجمار، فهذا ديته من بيت مال المسلمين.

٢. أما القتل برمي حجر، أو سوط، أو عصا مما لا يقتل غالبا، فهذا شبيه بالخطأ من حيث عدم وجوب القصاص، وشبيه بالعمد من حيث تغليظ الدية؛ فدية شبه العمد كدية العمد قدرا.

٣. أما قتل العمد العدوان فإنَّ فيه القود، وهو القصاص، وقد أشار إليه -صلى الله عليه وسلم- بقوله: "ومن قتل عمدا فهو قود".

٤. أن القصاص أو الدية إذا وجب، فحالت يد ظالمة عن تنفيذه، فعلى تلك اليد الحائلة بين الدية أو القود، وبين أولياء القتيل لعنة الله؛ لأنها منعت أصحاب الحق من حقهم.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت السنن الصغرى للنسائي /أحمد بن شعيب ، النسائي -تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة-مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب- الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦ - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - ذخيرة العقبى في شرح المجتبى.المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م صحيح الجامع الصغير وزياداته - الألباني - دار المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (58202)

ما تحفظ من القرآن؟ قال: سورة البقرة أو التي تليها. قال: فقم فعلمها عشرين آية، وهي امرأتك.

قرآن میں سے تمہیں کیا یاد ہے؟۔ اس شخص نے جواب دیا: سورۃ بقرہ یا پھر اس کے بعد والی سورت۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے جا کر بیس آیتیں سکھا دو، یہ تمہاری بیوی ہے۔

٢٠٣٦. الحديث:

عن أبي هريرة، نحو قصة سهل بن سعد في التزويج بالقرآن ولم يذكر الإِزَارَ والخَاتَمَ، فقال: «ما تحفظ من القرآن؟» قال: سورة البقرة أو التي تَليها. قال: فقُمْ فعلِّمها عشرين آية، وهي امرأتك.

٢٠٣٦. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی قرآن کے عوض شادی کر دینے سے متعلق اسی طرح کا قصہ مروی ہے جیسا قصہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تاہم اس میں انہوں نے ازار اور انگوٹھی کا ذکر نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن میں سے تمہیں کیا یاد ہے؟"۔ اس شخص نے جواب دیا: "سورہ بقرہ یا پھر اس کے بعد والی سورت"۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اور اسے جا کر بیس آیتیں سکھا دو، یہ تمہاری بیوی ہے"۔

درجة الحديث: منكر

حدیث کا درجہ: مُنکَر

المعنى الإجمالي:

ذكر أبو هريرة -رضي الله عنه- في قصة المرأة التي عرضت نفسها على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليتزوجها، فرغب عنها أن رجلًا طلب من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يزوجه إياها, فسأله -صلى الله عليه وسلم- عن المقدار الذي يحفظه من القرآن, فأجابه الرجل بأنها سورة البقرة أو التي تليها, فزوجه النبي -صلى الله عليه وسلم- من هذه المرأة, وجعل مهرها أن يعلمها عشرين آية, والصداق إنما شُرع في الأصل ليكون حقًّا للمرأة تنتفعُ به، فإذا رضيت بالعلم والدين، كان هذا من أفضلِ المهور وأنفعِها وأجلِّها.

اجمالی معنی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا قصہ بیان کیا جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا تاکہ آپ ﷺ اس سے شادی کر لیں لیکن آپ ﷺ نے اس میں دلچسپی نہ لی۔ اس پر ایک آدمی نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے قرآن کی اس مقدار کے بارے میں پوچھا جو اسے زبانی یاد تھی۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اسے سورۂ بقرہ یا اس کے بعد والی سورت یاد ہے۔ نبی ﷺ نے اس عورت کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اس کا حقِ مہر یہ مقرر کیا کہ وہ اسے بیس آیتیں سکھا دے۔ مہر درحقیقت تو عورت کے حق کے طور پر مشروع ہے جس سے وہ نفع اٹھانے کی مستحق ہے۔ تاہم جب وہ علم و دین پر راضی ہو جائے تو یہ افضل ترین، سب سے زیادہ نفع بخش اور بلند مرتبہ مہر ہو گا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قم : فعل أمر بالقيام: أي قم أيها المخاطب.
- فعلِّمها : أي المرأة التي عرضت نفسها للزواج على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فرغب عنها.

فوائد الحديث:

١. جواز أن يُجعل تعليم القرآن صداقًا، وأنه يصح أن يكون شيئًا يسيرًا جدًّا، فيصح بكل ما تراضى عليه الزوجان، أو من إليه ولاية العقد.
٢. جواز أخذ الأجرة على تعليم القرآن وجعل منفعة الحر صداقًا.
٣. أن أقل الصداق غير مقدر.

٤. الحديث فيه إشارة إلى الحضّ على تعليم القرآن، وعِظَمِ شأنِ حامليه، لا سيما العاملين به.
٥. ولاية الإمام على المرأة التي لا ولي لها، إذا أذنت ورغبت في الزواج.
٦. أنه ينبغي ذكر الصداق في العقد لأنه أقطع للنزاع، وأنفع للمرأة.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية. - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ للصنعاني, ت: محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم, مكتبة دار السلام، ط: ١، ١٤٣٢هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - كشف اللثام شرح عمدة الأحكام للسفاريني, ت: نور الدين طالب, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - رياض الأفهام في شرح عمدة الأحكام للفاكهاني, ت: نور الدين طالب, دار النوادر، الطبعة: الأولى ١٤٣١هـ - فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي, المكتبة التجارية الكبرى , الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ هـ - ضعيف أبي داود - الأم للألباني, مؤسسة غراس للنشر و التوزيع - الكويت , الطبعة : الأولى - ١٤٢٣ هـفتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (58064)

ما زال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقنت في الفجر حتى فارق الدنيا	رسول اللہ ﷺ برابر فجر کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ دنیا سے رُخصت ہو گئے۔
٢٠٣٧. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: «ما زال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقنت في الفجر حتى فارق الدنيا».	**٢٠٣٧. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر فجر کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: يدل الحديث الشريف على أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يزل مواظباً على القنوت في صلاة الفجر حتى توفاه الله -تعالى-، لكن الحديث لا يصح، وليس في معناه ما يثبت، والمعروف من هديه -عليه الصلاة والسلام- هو القنوت في النوازل في سائر الصلوات.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ برابر فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو وفات دے دی۔ لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اس معنی میں کوئی ثابت شدہ حدیث موجود نہیں۔ آپ ﷺ کا معروف طریقہ یہی ہے کہ آپ ﷺ حادثات کے موقعوں پر تمام نمازوں میں قنوت پڑھتے تھے۔

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- القنوت : في اللغة يطلق على عدة معانٍ منها: دوام الطاعة، وطول القيام، والسكوت، والدعاء، وهو أشهرها. وعند الفقهاء: القنوت: الدعاء في الصلاة قائماً، وهذا معنى (يقنت) هنا.

فوائد الحديث:

١. المتتبع للسنة يجد أن أكثر الأحاديث تدل على أنه -صلّى الله عليه وسلّم- كان يقنت في صلاة الفجر عند الحاجة والنازلة.

٢. قال شيخ الإسلام: لا يقنت في غير الوتر، إلاَّ أن تنزل بالمسلمين نازلة، فيقنت كل مصلٍّ في جميع الصلوات، لكنه في الفجر والمغرب آكد بما يناسب تلك النازلة، ومن تدبر السنة علم علمًا قطعيًّا أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- لم يقنت دائمًا في شيء من الصلوات.

٣. نقل أبو مالك الأشجعي عن أبيه أن الاستمرار في القنوت في صلاة الفجر محدث وليس بمشروع، وإنما يفعل ذلك عند الحاجة في بعض الأحيان، لأن أباه قد صلّى خلف النبي -صلّى الله عليه وسلّم- وهو ابن عشر سنين، وصلّى وراء الخلفاء الراشدين -رضي الله عنهم-، ولم يسمع أحداً منهم يقنت في الفجر بغير سبب، ولو كان سنة راتبة لنقل نقلاً صحيحاً.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. سلسلة الأحاديث الضعيفة، للشيخ الألباني، دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (10933)

ما صليت وراء أحد أشبه صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم من فلان - فصلينا وراء ذلك الإنسان وكان يطيل الأولين من الظهر، ويخفف في الأخريين

"میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ مشابہت والی نماز فلاں شخص کے علاوہ کسی کے پیچھے نہیں پڑھی"، چنانچہ ہم نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی، وہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتیں لمبی کرتے تھے، اور آخری دونوں رکعتیں ہلکی کرتے۔

٢٠٣٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «ما صليت وراء أحد أشبه صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم من فلان - فصلينا وراء ذلك الإنسان وكان يطيل الأولين من الظهر، ويخفف في الأخريين، ويخفف في العصر، ويقرأ في المغرب بقصار المفصل، ويقرأ في العشاء بالشمس وضحاها وأشباهها، ويقرأ في الصبح بسورتين طويلتين».

٢٠٣٨. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ "میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ مشابہت والی نماز فلاں شخص کے علاوہ کسی کے پیچھے نہیں پڑھی"، چنانچہ ہم نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی، وہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتیں لمبی کرتے تھے اور آخری دونوں رکعتیں ہلکی کرتے، عصر بھی ہلکی کرتے اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے جب کہ عشاء میں «والشمس وضحاہا» اور اسی طرح کی سورتیں پڑھتے اور فجر میں دو لمبی دو سورتیں پڑھتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث أن أحد أئمة المسجد النبوي كان شبيه الصلاة بصلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- وكان يقتدي به في التطويل في الركعتين الأولين من الظهر والتخفيف في الأخريين وفي العصر أيضاً، والقراءة في المغرب بقصار المفصل وفي العشاء بالليل إذا يغشى ومثيلاتها، والتطويل في صلاة الصبح.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کے أئمہ میں سے ایک امام کی نماز رسول کریم ﷺ کی نماز سے بہت مشابہت رکھتی تھی، اس لیے کہ وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبی کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں کو ہلکی کرتے اور عصر کی نماز اس کی مانند پڑھتے، مغرب کی نماز میں قصار مفصل اور عشا کی نماز میں ''واللیل اذا یغشی'' اور اس جیسی دیگر سورتیں پڑھتے جب کہ فجر کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

راوي الحديث: أخرجه النسائي وأحمد.

التخريج: أبوهريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المفصل : هو من الحجرات إلى آخر القرآن، سمي مفصلًا؛ لكثرة فواصله، ولقصر سوره.

فوائد الحديث:

١. مشروعية هذه الصفة، من التطويل فيما يطول، والتخفيف فيما يخفف، وفي تجزئة القرآن، والصلاة بهذه التجزئة.

٢. الحكمة في التطويل في صلاة الصبح: أنَّ ملائكة الليل وملائكة النهار يحضرونها؛ كما قال تعالى: {وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (٧٨)} [الإسراء]، ولأنَّه يقع في وقت غفلة بالنوم، فاحتاج إلى التطويل؛ ليدرك الناس الصلاة، وأما تقصير المغرب فلقصر وقتها، وبقي الظهر والعصر والعشاء على الأصل، في أنَّ الصلاة تكون وسطًا، فلا تخفف عن مستحبات الصلاة، ولا تثقل على العاجزين.

٣. ينبغي للإمام أن يتحرى الاقتداء بالنبي -صلّى الله عليه وسلّم- ويصلي مثل صلاته التي كان يصليها بأصحابه، وقد قال -صلّى الله عليه وسلّم-: «صلوا كما رأيتموني أصلي»، وعلى الإمام أن يراعي حال من خلفه ممن يحتاج إلى التخفيف من كبير السن أو ضعيف القوة أو صاحب الحاجة، والله تعالى أعلم.

٤. هدي النبي -صلى الله عليه وسلم- عدم الاقتصار على قصار المفصل في صلاة المغرب، فالمداومة عليه خلاف السنة، والحق أنَّ القراءة في المغرب تكون بطوال المفصل وقصاره، وسائر السور، قال ابن عبد البر: روي أنه قرأ بالأعراف، والصافات، والدخان، والطور، وسبح، والتين، والمرسلات، وكان يقرأ فيها بقصار المفصل، وكلها آثار صحاح مشهورة.

٥. المفصل على الراجح يبتدىء من سورة الحجرات، وينتهي بآخر القرآن، فطوال المفصل من الحجرات إلى سورة النبأ، ووسطه من النبأ إلى الضحى، والقصار من الضحى إلى آخر القرآن، وسمي مفصلاً؛ لكثرة فواصله.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - سنن النسائي. مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب. الطبعة الثانية ، ١٤٠٦. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ. - صحيح وضعيف سنن النسائي، للشيخ الألباني. مصدر الكتاب : برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية. -مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ.

الرقم الموحد: (10918)

ما قطع من البهيمة وهي حية فهي ميتة

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے، تو وہاں کے لوگ (زندہ) اونٹوں کے کوہان اور (زندہ) بکریوں کی پٹھ کاٹتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زندہ جانور کا کاٹا ہوا گوشت مردار ہے"۔ سنن ترمذی

٢٠٣٩. الحديث:

عن أبي واقد الليثي -رضي الله عنه- قال: قَدِم النبي -صلى الله عليه وسلم- المدينة وهم يَجُبُّون أَسْنِمة الإبل، ويَقْطعون أَلْيَات الغنم، فقال: «ما قُطِع من البَهِيمَة وهي حيَّة فهي ميْتَة».

٢٠٣٩. حدیث:

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے، تو وہاں کے لوگ (زندہ) اونٹوں کے کوہان اور (زندہ) بکریوں کی پٹھ کاٹتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زندہ جانور کا کاٹا ہوا گوشت مردار ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيد الحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم قدم للمدينة, وكان أهلها يقطعون أسنمة الإبل, وأليات الغنم, فيأكلونها وينتفعون بها, فنهاهم النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك, وبيَّن لهم القاعدة في هذا الباب, وهي أن ما قطع من البهيمة -بنفسه أو بفعل فاعل- من سنام بعير, أو ألية شاة ونحو ذلك, حال حياتها فحكمه حكم ميتة تلك البهيمة, فإن كان طاهرا فطاهر, أو نجسا فنجس, فيد الآدمي طاهرة, وألية الخروف نجسة, ما خرج عن ذلك إلا نحو شعر المأكول وصوفه وريشه ووبره ومسكه وفأرته فإنه طاهر.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ فوائد بیان کیے گئے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے اوراہل مدینہ کے نزدیک یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ (زندہ) اونٹ کی کوہان اور (زندہ) بکریوں کا چوتڑ کاٹ کر کھاتے اوران سے استفادہ کرتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے انھیں اس عمل سے روک دیا اوراس مسئلے کے حوالے سے مسلمانوں کے لیے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمادیا کہ زندہ چوپایوں کا جو حصہ کاٹ لیا جائے، جیسے اونٹ کی کوہان یا بکری کا چوتڑ وغیرہ، چاہے آدمی خود کاٹے یا کٹا ہوا حاصل کرے، اس کا حکم اس جانور کے مردار کا حکم ہے؛ اگراس جانور کا مردار طاہر ہے، تو طاہر ہوگا اور اگر اس جانور کا مردار نجس ہے، تو نجس ہوگا۔ چنانچہ آدمی کا ہاتھ طاہر ہوگا، جب کہ ینڈھے کا چوتڑ نجس ہوگا۔ اسی سے اور بھی مسائل کا استخراج ہوسکتا ہے۔ البتہ ماکول اللحم جانوروں کے بال، ان کی اون، ان کے پر، ان کا رواں، ان کا مشک اور مشک دان، یہ ساری چیزیں طاہر وپاک ہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والدارمي وأحمد.
التخريج: أبو واقد الليثي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَجُبُّون : يقطعون.
- أسنمة : جمع سَنام, وهو من البعير والناقة أعلى ظهرهما.
- أَلْيَات : جمع ألية -بفتح الهمزة- طرف الشاة المؤخر.
- البهيمة : هي ذوات الأربع من الإبل والبقر والغنم, أو كل حي لا يميز, وسبب الحديث دال على أن المراد ذات الأربع من الإبل والغنم والبقر.
- وهي حية : أي والحال أنَّ هذه البهيمة في حال الحياة.
- ميْتة : ميْت: بإسكان الياء؛ لأنَّه قد لحقها الموت حقيقة, والمعنى فهو حرام كالميتة.

فوائد الحديث:

١. إنَّ ما قطع من بهيمة فِي حال حياتها، فهو كَمَيْتَتِها طهارةً أو نجاسة، حلاًّ أو حرمة، فإنْ قطع من بهيمة الأنعام ونحوها مع بقاء حياتها، فهو نجس حرام الأكل، أمَّا لو أُبِينَ من سمكة وبقيت حية، فما أبين فهو طاهرٌ مباح.

٢. اعتبر العلماء لفظ هذا الحديث قاعدة عظيمة من قواعد الأحكام, يدل على أن ما قطع من البهيمة في حال حياتها حكمه حكم ميتة تلك البهيمة.

٣. يجب على العالم أن يبين الحكم الشرعي، خاصة إذا رأى مخالفته من الناس.

٤. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على البلاغ وهداية الخلق؛ لأنه بادر -عليه الصلاة والسلام- ببيان الحكم الشرعي من حين علم بذلك.

٥. النهي عن تعذيب الحيوان؛ لأن قطع شيء منها وهي حية تعذيب لها, وقد نهى الشرع عن ذلك.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, تأليف أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن الدارمي، تأليف عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م صحيح الجامع الصغير وزياداته, محمد ناصر الدين الأشقودري الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, ط ٣, ١٤٠٨ هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ تاج العروس من جواهر القاموس, محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي, مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية فيض القدير شرح الجامع الصغير, زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي القاهري , الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر, الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م ". - سبل السلام، للصنعاني. الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (8364)

ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه، ثم يقوم فيصلي ركعتين، مقبل عليهما بقلبه ووجهه، إلا وجبت له الجنة

٢٠٤٠. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه-، قال: كانت علينا رعاية الإبل فجاءت نَوبتي فرَوَّحْتُها بعَشِيٍّ فأدركتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائما يُحدث الناس فأدركتمن قوله: «ما من مسلم يتوضأ فيُحسن وُضُوءه، ثم يقوم فيصلي ركعتين، مقبل عليهما بقلبه ووجهه، إلا وجَبَتْ له الجنة»، قال فقلت: ما أجود هذه فإذا قائل بين يدي يقول: التي قبلها أجود فنظرتُ فإذا عمر قال: إني قد رأيتك جئت آنفا، قال: "ما منكم من أحد يتوضأ فيبلغ -أو فيُسبِغُ- الوضوء ثم يقول: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبد الله ورسوله إلا فتُحِتْ له أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يحكي هذا الحديث ما جاء من الذكر المستحب عقب الوضوء: ففي قول عقبة بن عامر: " كانت علينا رعاية الإبل فجاءت نوبتي فروحتها بعشي" معنى هذا الكلام أنهم كانوا يتناوبون على رعي إبلهم فيجتمع الجماعة ويضمون إبلهم بعضها إلى بعض فيرعاها كل يوم واحد منهم؛ ليكون أرفق بهم، وينصرف الباقون في مصالحهم، والرِعَاية هي الرَّعْي. وأما قوله: "روحتها بعشي" أي رددتها إلى مراحها في آخر النهار، وتَفَرَّغْت من أمرها، ثم جئت إلى مجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقوله صلى الله عليه وسلم: (فيصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه ووجهه) مقبل: أي وهو

جو بھی مسلمان وضو کرتا ہے اور وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے

٢٠٤٠. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ذمے اونٹ چرانے کا کام تھا، میری باری آئی، تو میں شام کے وقت ان کو چرا کر واپس لایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر لوگوں کو کچھ ارشاد فرماتے ہوئے پایا، مجھے آپ ﷺ کی یہ بات (سننے کو) ملی: ''جو بھی مسلمان وضو کرتا ہے اور وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا خوب بات ہے یہ! تو میرے سامنے ایک کہنے والا کہنے لگا کہ اس سے پہلے والی بات اس سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے تم ابھی آئے ہو، آپ ﷺ نے (اس سے پہلے) فرمایا تھا: ''تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور اپنے وضو کو پورا کرے یا خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر یہ کہے: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں)، تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں وضو کے بعد مستحب ذکر (دعا) کا بیان ہے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''ہمارے ذمے اونٹ چرانے کا کام تھا، میری باری آئی، تو میں شام کے وقت ان کو چرا کر واپس لایا۔'' اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے اونٹوں کو باری باری چرایا کرتے تھے۔ یعنی کچھ لوگ مل کر اپنے اونٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا کر لیتے اور روزانہ ان میں سے ایک شخص انہیں چراتا تاکہ اس میں ان کے لیے آسانی رہے اور باقی لوگ اپنے دیگر کام نمٹا لیں۔ یہاں "الرعایۃ" کا معنی چرانا ہے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "روحتها بعشي" یعنی دن کے اختتام پر میں نے انہیں ان کے باڑوں تک پہنچایا اور اس کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ گیا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان: "پس دو رکعتیں نماز ادا کرے اس طرح کہ اپنے دل اور چہرہ سے پوری توجہ کرنے والا ہو۔'' نبی ﷺ نے ان دو الفاظ میں

مقبل، وقد جمع صلى الله عليه وسلم بهاتين اللفظتين أنواع الخضوع والخشوع؛ لأن الخضوع في الأعضاء، والخشوع بالقلب. ومعنى قول عقبة: "ما أجود هذه "يعني هذه الكلمة أو الفائدة أو البشارة أو العبادة، وجودتها من جهات، منها: أنها سهلة متيسرة يقدر عليها كل أحد بلا مشقة، ومنها أن أجرها عظيم. قوله: "جئت آنفا" أي قريبا وأما قوله صلى الله عليه وسلم: (فيبلغ أو يسبغ الوضوء): التردد من الراوي وهما بمعنى واحد، أي: يتمه ويكمله فيوصله مواضعه على الوجه المسنون، عليه يستحب للمتوضيء أن يقول عقب وُضُوئه: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، وينبغي أن يُضَمَّ إليه ما جاء في رواية الترمذي متصلا بهذا الحديث: (اللّٰهُمَّ اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين). ويستحب أيضا: أن يضم إليه ما رواه النسائي في كتابه عمل اليوم والليلة مرفوعا: (سبحانك اللّٰهُمَّ وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت، وحدك لا شريك لك، أستغفرك وأتوب إليك).

خشوع و خضوع کی تمام اقسام کو سمو دیا ہے۔ کیونکہ خضوع اعضاء میں ہوتا ہے اور خشوع دل میں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "ما أجود ہذہ" (یہ کیا ہی عمدہ ہے!) یعنی یہ بات یا فائدہ یا خوش خبری یا عبادت کیا ہی عمدہ ہے۔ اور اس کی عمدگی کئی اعتبار سے ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ بہت سہل اور آسان ہے جسے ہر کوئی بنا کسی مشقت کے سر انجام دے سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا قول: "جئت آنفا" یعنی تم ابھی ابھی آئے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فيبلغ أو يسبغ الوضوء" یہ تردد راوی کی طرف سے ہے (یعنی آپ ﷺ نے "يبلغ" یا "يسبغ" فرمایا) بہر حال دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی جو اسے پورے اور مکمل انداز سے کرے اور مسنون طریقے سے اعضاءِ وضو تک پانی کو پہنچائے۔ اس حدیث کی بنیاد پر وضو کرنے والے کے لیے اپنے وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا مستحب ہے: ''أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله'' اور مناسب ہے کہ اس دعا کے ساتھ ترمذی شریف کی روایت میں وارد اسی حدیث سے متصل الفاظ: "اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين" (اے اللہ! تو مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا) بھی ملا لیے جائیں۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ ان الفاظ کو بھی ان کے ساتھ ملا لیا جائے جو امام نسائی نے اپنی کتاب "عمل اليوم والليلة" میں مرفوعاً ذکر کئے ہیں: ''سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت، وحدك لا شريك لك، أستغفرك وأتوب إليك''۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- فيسبغ : الإسباغ الإتمام والإكمال، وإيصال الماء إلى جميع العضو من أعضاء الوضوء.
- الجنة : دار النعيم في الآخرة، جمعها جنان.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الوضوء، وما يعود به على صاحبه من الثواب الجزيل.
٢. مشروعية إسباغ الوضوء وإتمامه، وصلاة ركعتين بخشوع بعده، وما يحصل به من الأجر العظيم.
٣. فضل هذا الذكر الجليل، وأنه سبب السعادة الأبدية، وهو مستحب.
٤. أن إسباغ الوضوء، والإتيان بعده بهذا الذكر، من أقوى الأسباب في دخول الجنة.
٥. إثبات البعث، والجزاء بعد الموت.
٦. إثبات وجود الجنة وأن أبوابها ثمانية.
٧. في الحديث دليل على مشروعية الجمع بين الطهارتين وهي: الطهارة من الحدث، والطهارة من الشرك وسائر البدع، لأن الشهادتين فيها طهارة من الشرك والبدع.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي، ط٢، دار إحياء التراث العربي – بيروت، ١٣٩٢هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (8388)

مرَّ على رسول الله صلى الله عليه وسلم رجال من قريش يجرون شاة لهم مثل الحمار، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو أخذتم إهابها، قالوا: إنها ميتة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يطهرها الماء والقَرَظ

قریش کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، وہ ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "تم اس کا چمڑا ہی اتار لیتے۔" انھوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اسے پانی اور قرظ (قرظ کیکر کی مانند ایک درخت ہوتا ہو جو چمڑا صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے) پاک کر دیتا ہے۔

٢٠٤١. الحديث:

عن العالية بنت سُبَيع قالت: كان لي غنم بأُحُدٍ، فوقع فيها الموت، فدَخَلْتُ على ميمونة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم-، فذَكَرْتُ ذلك لها، فقالت لي ميمونة: لو أَخَذْتِ جُلُودها فَانْتَفَعْتِ بها. فقالت: أو يَحِلُّ ذلك؟ قالت: نعم، مرَّ على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رجال من قريش يَجُرُّون شاة لهم مثل الحمار، فقال لهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لو أخذتم إِهَابَهَا». قالوا: إنها مَيْتَة. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يُطَهِّرها الماء والقَرَظ».

٢٠٤١. حدیث:

عالیہ بنت سبیع بیان کرتی ہیں کہ احد کی جانب میری بکریاں ہوتی تھیں۔ ہوا یہ کہ وہ مرنا شروع ہو گئیں تو میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: اگر تم ان کے چمڑے اتار لیتی تو ان سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا یہ حلال ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ قریش کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، وہ گدھے کی طرح ایک بکری گھسیٹے جا رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "تم اس کا چمڑا ہی اتار لیتے۔" انھوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اسے پانی اور قرظ پاک کر دیتا ہے۔" (قرظ کیکر کی مانند ایک درخت ہوتا ہو جو چمڑا صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔)

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

تخبر العالية بنت سُبَيع -رحمها الله- أنه كان لها غنم وقع فيها الموت بسبب المرض أو غير ذلك، ثم إنها ذهبت وأخبرت ميمونة -رضي الله عنها- فأشارت عليها بالانتفاع بجلودها. فقالت: وهل يجوز الانتفاع بجلودها بعد موتها؟ قالت: نعم يجوز ذلك، ثم إنها استدلت لقولها بقصة مشابهة قد وقعت، وهي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: مرَّ عليه رجال من قريش يَجُرُّون شاة لهم كَجَرِّ الحمار لإبعادها والتخلص منها، أو أنها كالحمار في ضخامتها. فقال لهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لو انتفعتم به بدلًا من أن يرمى. فقالوا: إنها مَيْتَة، وكأنهم ظنوا أن الرسول -صلى الله عليه وسلم- لا يدري أنها ميتة، وهم يعرفون أن الميتة حرام بجميع أجزائها لنجاستها. فأخبرهم الرسول -صلى الله عليه وسلم- أن دبَاغها

اجمالی معنی:

عالیہ بنت سبیع رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس بکریاں تھیں اور وہ کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے مرنا شروع ہو گئیں۔ وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور انہیں بتایا تو انھوں نے ان کے چمڑے سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے کہا۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا بکری کے مرنے کے بعد اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے؟ (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے) جواب دیا: ہاں۔ پھر انھوں نے اپنی بات کا استدلال اس سے ملتے جلتے ایک واقعہ سے کیا اور وہ یہ تھا کہ: قریش کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، وہ ایک بکری گھسیٹے جا رہے تھے جیسے کہ گدھا ہو تا کہ اس کو دور کہیں پھینک دیں اور اس سے خلاصی حاصل کریں یا پھر وہ اپنی جسامت میں گدھے کی طرح تھی (موٹی تازی)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "اس کو پھینکنے کے بجائے اس سے نفع حاصل کر لو۔" انھوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم نہیں کہ یہ مردہ ہے اور ان کو اس بات کا پتہ تھا کہ مردار کے تمام اجزاء نجاست کی وجہ سے

بالماء والقَرظ يجعل من هذه المادة النجسة مادة طاهرة.	حرام ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس کو پانی اور قرظ سے دباغت دینے سے نجس مادے ختم ہوجاتے ہیں۔"

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: ميمونة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- القَرَظ : حَبُّ شجر السَّلم، يُدْبَغ بِحَبِّه جلد الميتة، وكان الدَّبَاغ معروفًا بالقَرَظ عند العرب.
- الإِهَاب : هو الجلد قبل دَبْغِه.

فوائد الحديث:

1. يجوز استعمال جلد الميتة المدبوغ في اليابسات والمائعات، ويجوز لبسه وافتراشه وغير ذلك من الاستعمالات، كما أنَّه ذو قيمة مالية، فيجوز التصرف فيه بأنواع التصرفات من بيعٍ وغيره.
2. أن جلد الشَّاة الميتة يطهر بالدِّبَاغ، ومثل الشاة غيرها من الحيوانات الحلال أكلها.
3. يجوز الدباغ بكل شيءٍ ينشف فضلات الجلد، ويطيبه ويزيل عنه النتن والفساد، سواءٌ كان من القَرَظ، أو قشور الرُّمَّان، أو غيرهما من المنقيات الطاهرات، ولا يشترط الماء.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8366)

مطل الغني ظلم، وإذا أُتبعَ أحدكم على مليء فليتبع

مالدار شخص کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کسی کو (قرض کی وصولی کے لیے) کسی مالدار شخص کی طرف منتقل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس منتقلی کو قبول کر لے۔

٢٠٤٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَطْلُ الغني ظلم، وإذا أُتْبِعَ أحدكم على مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

٢٠٤٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مالدار شخص کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کسی کو (قرض کی وصولی کے لیے) کسی مالدار شخص کی طرف منتقل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس منتقلی کو قبول کر لے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الشريف أدب من آداب المعاملة الحسنة. فهو -صلى الله عليه وسلم- يأمر المدين بحسن القضاء، كما يرشد الغريم إلى حسن المطالبة. فبين -صلى الله عليه وسلم- أن الغريم إذا طلب حقه، أو فهم منه الطلب بإشارة أو قرينة، فإن تأخير حقه عند الغني القادر على الوفاء، ظلم له، أنه دون حقه بلا عذر. وهذا الظلم يزول إذا أحال المدين الغريم على مليء يسهل عليه أخذ حقه منه، فَلْيَقْبَلِ الغريم الحوالة حينئذ. ففي هذا حسن الاقتضاء منه، وتسهيل الوفاء، كما أن فيه إزالة الظلم بما لو بقي الدين بذمة المدين المماطل.

اجمالی معنی:

اس حدیث شریف میں اچھے انداز سے باہمی معاملہ کرنے کے آداب میں سے ایک ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔ نبی ﷺ قرض دار کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اچھے انداز میں قرض کی ادائیگی کرے اور قرض خواہ کو تلقین فرما رہے ہیں کہ وہ اچھے انداز میں قرض کا مطالبہ کرے۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ قرض خواہ جب قرض کا مطالبہ کرے یا پھر اشارے کنائے یا قرینہ سے معلوم ہو کہ وہ قرض کی ادائیگی چاہ رہا ہے تو اس صورت میں اس مالدار شخص کا ٹال مٹول کرنا جو قرض کی ادائیگی کی قدرت بھی رکھتا ہے سراسر اس قرض خواہ کے ساتھ ظلم ہے اور بلا عذر اس کی حق کی ادائیگی میں آڑے آنا ہے۔ یہ ظلم اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب قرض دار، اپنے قرض خواہ کو کسی ایسے مال دار آدمی کی طرف منتقل کر دے جس سے اپنا حق وصول کرنا اس کے لیے آسان ہو۔ اس صورت میں قرض خواہ کو چاہیے کہ وہ اس منتقلی کو قبول کر لے۔ یہ اس کی طرف سے حسن تقاضا ہے اور اس میں قرض کی ادائیگی میں بھی آسانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے وہ ظلم بھی دور ہو رہا ہے جو ٹال مٹول کرنے والے قرض دار کے ذمہ قرض باقی رہنے کی وجہ سے ہوتا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مطل الغني : تأخير القادر على الأداء ما استحق أداؤه بغير عذر.
- ظلم : يحرم عليه، والظلم: وضع الشيء في غير محله، والمطل ظلم لأنه وضع المنع موقع القضاء.
- مليء : هو المليء بماله، وبدنه، وقوله: بماله: القدرة على الوفاء. وبدنه: إمكان إحضاره بمجلس الحكم. وقوله: أن لا يكون مماطلا.
- فليتبع : فليقبل الإحالة؛ لأنه لا يتعذر استيفاء الحق منه عند الامتناع بل يأخذه الحاكم قهرا ويوفيه.

فوائد الحديث:

١. تحريم مطل الغنيّ، ووجوب وفاء الدين الذي عليه لغريمه.

٢. التحريم خاص بالغني المتمكن من الأداء، أما الفقير، أو العاجز لشيء من الموانع، فهو معذور.

٣. تحريم مطالبة المعسر، ووجوب إنظاره إلى الميسرة؛ لأن تحريم المطل ووجوب الوفاء متعلقان بالغنى القادر. أما المعسر فيحرم التضييق عليه؛ لأنه معذور، و ملاحقته بالدين حرام.

٤. في الحديث حسن القضاء من المدين، بأن لا يماطل الغريم، وفيه حسن الاقتضاء من الغريم بأن يقبل الحوالة إذا أحاله المدين على مليء.

٥. ظاهر الحديث أنه إذا أحال المدين الغريم على مليء، وجب عليه قبول الحوالة.

٦. مفهومه أنه لا يجب على المحال قبول الحوالة إذا أحاله على غير مليء.

٧. فسر العلماء "المليء" بأنه ما اجتمع فيه ثلاث صفات: (١) أن يكون قادراً على الوفاء، فليس بفقير. (٢) صادقا بوعده، فليس بمماطل. (٣) يمكن جلبه إلى مجلس الحكم، فلا يكون صاحب جاه، أو يكون أباً للمحال، فلا يسمح القاضي له بمرافعته.

٨. قال العلماء: إن مناسبة الجمع بين هاتين الجملتين أنه لما كان المطل ظلماً من المدين، طلب من الغريم إزالة هذا الظلم بقبول الحوالة على من لا يلحقه منه ضرر وهو المليء.

٩. ظاهر الحديث، انتقال الديْن من ذمة المحيل إلى ذمة المحال عليه.

١٠. الإرشاد إلى ترك الأسباب القاطعة لاجتماع القلوب، لأن ذلك هو الحكمة في الزجر عن المماطلة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (6141)

ملعون من أتى امرأته في دبرها	وہ شخص ملعون ہے، جس نے عورت سے اس کے دبر میں جماع کیا
٢٠٤٣. الحديث: عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ملعون من أتى امرأته في دُبُرِها».	**٢٠٤٣. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ”وہ شخص ملعون ہے، جس نے عورت سے اس کے دبر میں جماع کیا“۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث الوعيد الشديد لمن يجامع زوجته في دبرها؛ حيث يترتب على ذلك الطرد من رحمة الله -تعالى-، وهذا دليل على أنه كبيرة من كبائر الذنوب فلا يحل لمسلم أن يفعله.	**اجمالی معنی:** اس حدیث کے اندر بیوی کے دبر میں مجامعت سے متعلق شدید وعید آئی ہے؛ کیوں کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جانے کی سزا مرتب ہوتی ہے یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ یہ انتہائی بڑے گناہوں میں سے ہے اور مسلمان کے لیے ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، والنسائي في السنن الكبرى، وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ملعون : من اللعن: وهو الطرد والإبعاد عن رحمة الله -تعالى-.
- امرأته : زوجته.
- من أتى : من جامع امرأته.

فوائد الحديث:

١. تحريم إتيان النساء في أدبارهن.
٢. أن الاستمتاع من الزوجة بما دون دبرها من جسدها جائز.
٣. بيان الحكمة العظيمة من تحريم هذا الشيء؛ وذلك لأنه يحصل به مفاسد عظيمة وهي أن الإنسان يطأ في مكان القذر والأذى، وأن النطفة التي ينزلها في دبر امرأته لو أنزلها في محلها الذي أذن الله لكان به إنجاب الولد، وأنه يؤدي لحصول الأمراض.

المصادر والمراجع:

-نيل الأوطار، للشوكاني. الناشر: دار الحديث، مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م - سبل السلام، للصنعاني. الناشر: دار الحديث. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م - صحيح أبي داود، للشيخ الألباني. الناشر : مؤسسة غراس للنشر والتوزيع ، الكويت. الطبعة : الأولى ، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (58090)

من السنة إذا تزوج البكرَ على الثيب: أقام عندها سبعا ثم قسم. وإذا تزوج الثيب: أقام عندها ثلاثا ثم قسم

یہ مسنون ہے کہ جب کوئی شخص ثیبہ کی موجودگی میں کسی باکرہ (کنواری) کو بیاہ لائے، تو اس کے ہاں سات رات تک قیام کرے اور پھر باریاں مقرر کرے اور اگر کسی ثیبہ (غیر کنواری) سے شادی کرے، تو اس کے ہاں تین رات تک قیام کرے اور پھر باریاں طے کرے۔

٢٠٤٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: «من السنة إذا تَزَوَّجَ البِكْرَ على الثَّيِّبِ: أقام عندها سبعا ثم قَسَمَ. وإذا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ: أقام عندها ثلاثا ثم قَسَمَ». قال أبو قلابة:" ولو شِئْتُ لَقُلْتُ: إنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-».

٢٠٤٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ مسنون ہے کہ جب کوئی شخص ثیبہ کی موجودگی میں کسی باکرہ (کنواری) کو بیاہ لائے، تو اس کے ہاں سات رات تک قیام کرے اور پھر باریاں مقرر کرے اور اگر کسی ثیبہ (غیر کنواری) سے شادی کرے، تو اس کے ہاں تین رات تک قیام کرے اور پھر باریاں طے کرے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ اگر میں چاہتا تو کہہ سکتا تھا کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی ﷺ سے نقل کی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من السنة أنه إذا تزوج البكر على الثيب، أقام عندها سبعًا يؤنسها، ويزيل وحشتها وخجلها، لكونها حديثة عهد بالزواج، ثم قسم لنسائه بالسوية. وإذا تزوج الثيب أقام عندها ثلاثًا، لكونها أقل حاجة إلى هذا من الأولى. وهذا الحكم الرشيد، جَاء في هذا الحديث الذي له حكم الرفع، لأن الرواة إذا قالوا: من السنة، فلا يقصدون إلا سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال أبو قلابة الراوي عن أنس: "لو شئت لقلت إن أنسًا رفعه"؛ لأنه عندي مرفوع فهو عندي بلفظ: "من السنة" وبلفظ صريح في الرفع. والرفع والحديث المرفوع معناه المضاف إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، مثل قول الراوي: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كذا.

اجمالی معنیٰ:

یہ سنت ہے کہ آدمی اگر کسی ثیبہ کی موجودگی میں کسی کنواری سے شادی کرے، تو اس سے انس والفت پیدا کرنے اور اس کے خوف و گھبراہٹ اور شرم کو دور کرنے کے لیے سات رات تک اس کے ساتھ رہے؛ کیونکہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر اپنی سب بیویوں کے مابین یکساں طور پر باریاں مقرر کرے۔ اگر غیر کنواری سے شادی کرے، تو پھر اس کے ہاں تین رات تک قیام کرے؛ کیونکہ پہلی کی بہ نسبت اسے اس کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ یہ راہ نمائی اس حدیث میں آئی ہے، جو مرفوع حدیث کے حکم میں ہے؛ کیونکہ راوی جب کہیں کہ "یہ سنت ہے" تو اس سے ان کی مراد نبی ﷺ کی سنت ہی ہوتی ہے۔ "رفع" یا "الحدیث المرفوع" سے مراد وہ حدیث ہے جس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من السنة : سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ ذلك هو المتبادر من قول الصحابي "من السنة".
- إذا تزوج البكر على الثيب : أي كانت عنده ثيب فتزوج معها بكرًا.

• لو شئت لقلت إن أنسا رفعه إلى النبي : لأنه عندي مرفوع فهو عندي بلفظ: "من السنة" وبلفظ صريح في الرفع. الرفع نسبة القول للنبي -صلى الله عليه وسلم-، مثل قول الراوي: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كذا.
• وإذا تزوج الثيب : أي على بكر قبلها.

فوائد الحديث:

١. قول الراوي "من السنة كذا" في حكم المرفوع ، لأن الظاهر أنه ينصرف إلى سنة الرسول -صلى الله عليه وسلم-، وقد صرح بذلك سالم بن عبد الله بن عمر للزهري لما سأله عن قول ابن عمر للحاج : إن كنت تريد السنة، هل يريد سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ فقال له سالم: وهل يعنون بذلك إلا سنته.
٢. إذا تزوج البكر على الثيب، أقام عندها سبعا يؤنسها، ويزيل وحشتها وخجلها، لكونها حديثة عهد بالزواج، ثم قسم لنسائه بالسوية.
٣. إذا تزوج الثيب أقام عندها ثلاثا، لكونها أقل حاجة إلى هذا من الأولى.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (6145)

من أتاكم وأمركم جميع على رجل واحد، يريد أن يشق عصاكم، أو يفرق جماعتكم، فاقتلوه	**جب تمہارا نظام (حکومت) ایک شخص کے ذمہ ہو پھر کوئی تمہارے اتحاد کی لاٹھی کو توڑنے یا تمہاری جماعت کو منتشر کرنے کے ارادے سے آئے تو اس کو قتل کردو۔**
٢٠٤٥. الحديث: عن عرفجة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: "من أتاكم وأمرُكم جَمِيعٌ على رجل واحد، يُريد أن يَشُقَّ عَصَاكم، أو يُفَرِّق جَمَاعَتكم، فاقتُلُوهُ".	**٢٠٤٥. حدیث:** عرفجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب تمہارا نظام (حکومت) کسی شخص کے ذمہ ہو پھر کوئی تمہارے اتحاد کی لاٹھی کو توڑنے یا تمہاری جماعت کو منتشر کرنے کے ارادے سے آئے تو اس کو قتل کر دو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: مضمون هذا الحديث في قتال أهل البغي ومن يريد تفريق كلمة المسلمين بعد اجتماعهم وإذعانهم لحاكم، وقد أفاد أنَّ المسلمين إذا اجتمعوا على خليفة واحد ثم جاءهم من يريد أن يعزِلَ إمامَهم الذي اتفقُوا على إمامته وجب عليهم وضع حد له ولو بقتله؛ دفعًا لشره وحقنًا لدماء المسلمين.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کا کسی حاکم کو اجتماعی طور پر تسلیم کرنے کے بعد کوئی باغی گروہ ان کے مابین تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ قتال کیا جائے گا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلمان جب کسی ایک خلیفہ پر مجتمع ہو جائیں پھر ان میں سے کوئی ایک مسلمانوں کے ذریعہ متفقہ طور پر منتخب خلیفہ کو معزول کرنے کی کوشش کرے تو اس پر حد لاگو کرنا واجب ہوگی، چاہے اس کو قتل ہی کیوں نہ کرنا پڑے تاکہ اس کے شر کو روکا اور مسلمانوں کے خون کا تحفظ کیا جا سکے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عرفجة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- وأمركم جميع : كلمتكم مجتمعة على إمام واحد، وأنتم يد واحد.
- يشق عصاكم : أصل العصا الاجتماع والائتلاف، والمراد هنا أنه يريد تفريق جماعتكم التي اجتمعت على إمام واحد.
- فاقتلوه : أي حدًّا ودفعًا لِشَرِّه وتفريقه لكلمة المسلمين.

فوائد الحديث:

١. وجوب السمع والطاعة لولي أمر المسلمين، وتحريم الخروج عليه.

٢. من خرج على إمام قد اجتمعت عليه كلمة المسلمين فإنه يجب قتله مهما كان كانت منزلته شرفا ونسبًا.

٣. الحديث يشمل بظاهره ما إذا كان الخارج واحدا أو جماعة فإنهم يقتلون, لكن الجماعة إن كان لها شوكة ومنعة وخرج أفرادها بتأويل سائغ فهم بغاة, أما إن لم يكن لهم تأويل وأرادوا السيطرة على الحكم, فإن حكمهم حكم قطاع الطريق.

٤. الحث على الاجتماع وعدم التفرق والاختلاف.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة

الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧ المفاتيح في شرح المصابيح/الحسين بن محمود بن الحسن المشهورُ بالمُظْهِري - تحقيق ودراسة: لجنة مختصة من المحققين بإشراف: نور الدين طالب - دار النوادر، وهو من إصدارات إدارة الثقافة الإسلامية - وزارة الأوقاف الكويتية- الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58223)

من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح، ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر

جس نے طلوعِ آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ فجر پالی اور جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو گویا اس نے عصر کی نماز پالی۔

٢٠٤٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال:«مَنْ أَدْرَكَ مِن الصُّبح ركعة قبل أن تَطْلُعَ الشمس فقد أَدْرَكَ الصُّبح، ومن أَدْرَكَ ركعة من العصر قبل أن تَغْرُبَ الشمس فقد أَدْرَكَ العصر».

٢٠٤٦. حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ فجر پالی اور جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو گویا اس نے عصر کی نماز پالی۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بيَّن النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمته آخر وقت صلاتي الصبح والعصر، فأخبر أن من أدرك ركعة، أي: صلى ورفع من الركوع من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس، فيكون بذلك قد أدرك صلاة الصبح أداء؛ لوقوع ركعة في الوقت، وكذلك من أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس، فيكون بذلك قد أدرك صلاة العصر أداء؛ لوقوع ركعة في الوقت.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو دو نمازوں، نماز فجر اور عصر کے آخری وقت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جس نے ایک رکعت پالی یعنی جس نے نماز فجر شروع کی اور طلوع آفتاب سے پہلے پہلے رکوع سے اٹھ گیا تو اس کے وقت میں ایک رکعت کو پالینا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے نماز فجر اپنے وقت میں ادا کی۔ اسی طرح جس نے غروب آفتاب سے پہلے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی تو اس کے وقت میں ایک رکعت کو پالینا ایسے ہی ہے جیسے اس نے عصر کی نماز کو اپنے وقت میں ادا کی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فقد أدرك الصبح : أي: أدرك صلاة الصبح أداء.

فوائد الحديث:

١. أن صلاة الصبح تدرك بإدراك ركعة من وقتها قبل أن تطلع الشمس، وأن العصر تدرك بإدراك ركعة من وقتها قبل أن تغرب الشمس، وتكون الصلاة أداء.

٢. أن من أدرك أقل من ركعة، ثم طلعت عليه الشمس أو غربت أنه لا يكون مدركا للوقت.

٣. بيان أن المراد بقوله -صلّى الله عليه وسلّم- في حديث ابن عمرو: «ووقت العصر ما لم تصفر الشمس»، أن المراد بذلك وقت الاختيار، لا أنه آخر وقت العصر؛ إذ لو كان آخر وقت العصر هو الاصفرار لم يكن من صلّى ركعة قبل الغروب مدركًا لها، فيستفاد من هذين الحديثين أن هذه الصلاة لها وقتان: وقت اختيار ووقت ضرورة، وبهذا تجتمع الأحاديث ولا تتعارض.

٤. تأخير صلاة العصر إلى اصفرار الشمس لا يجوز؛ لأن هذا وقت ضرورة، نهي عن الصلاة فيه.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)،

الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ.

الرقم الموحد: (10602)

من أدركه الصبح ولم يوتر، فلا وتر له

جس نے صبح (صادق) سے پہلے وتر نہیں پڑھی تو اس کی وتر نہیں ہے

٢٠٤٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من أدركه الصبح ولم يوتر؛ فلا وتر له».

٢٠٤٧. حدیث:

اَبو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے صبح (صادق) سے پہلے وتر نہیں پڑھی تو اس کی وتر نہیں ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن صلاة الوتر تفوت بالإصباح أي بطلوع الفجر الثاني، وهذا الوقت الاختياري، أما الاضطراري كمن استيقظ متأخرا فيستمر وقت الفجر له إلى صلاة الصبح؛ لوروده عن جمع من الصحابة -رضي الله عنهم-.

اجمالی معنی:

اس حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ وتر کی نماز کا وقت صبح ہونے یعنی طلوعِ فجر ثانی سے ختم ہوجاتا ہے، اوریہ وتر کا اختیاری وقت ہے، اوروتر کی نماز کا اضطراری وقت جیسے دیر سے بیدار ہونے والے شخص کے لیے تو یہ فجر کی نماز تک رہتا ہے، جیسا کہ یہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم.

التخريج: أبوسعيد الخدري-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الوتر من صلاة الليل، ولكنه يختم به صلاتها؛ ليوترها، كما تختم صلاة النهار بصلاة المغرب؛ لتوترها.

٢. أنَّ آخر وقت الوتر هو طلوع الفجر الثاني، فإذا طلع الفجر، فقد فات وقت الوتر، فمن أوتر بعد طلوع الصبح فلا وتر له.

٣. وذكر ابن المنذر عن جماعة من السلف: أنَّ للوتر وقتين: اختياري واضطراري، فالاختياري ينتهي بطلوع الفجر الثاني، والاضطراري لا ينتهي إلاَّ بصلاة الصبح.

٤. ظاهر الحديث: أنَّ الوتر الذي فات وقته إذا كان تركه من عمد، فإنَّ تاركه فوَّت أجره.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن خزيمة، لمحمد بن إسحاق بن خزيمة أبو بكر السلمي النيسابوري، المكتب الإسلامي - بيروت ، ١٣٩٠ - ١٩٧٠ صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، تأليف محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، تحقيق: شعيب الأرنؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت، ط: الثانية، ١٤١٤ – ١٩٩٣. المستدرك على الصحيحين، محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري، دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠، تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، ط. الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥.

الرقم الموحد: (11276)

من أسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم، ووزن معلوم، إلى أجل معلوم

جب کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہو وہ اسے مقررہ پیمانے اور مقررہ وزن اور متعینہ مدت تک کے لیے روک کر رکھے۔

٢٠٤٨. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: قدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المدينة، وهم يُسلفون في الثمار: السنة والسنتين والثلاث، فقال: «من أسلَفَ في شيء فليُسلف في كيل معلوم، ووزن معلوم، إلى أجل معلوم».

٢٠٤٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مدینہ آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اہلِ مدینہ پھلوں میں ایک، دو اور تین سالوں کے لیے بیع سلف (بیع سلم) کرتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہو وہ اسے مقررہ پیمانے اور مقررہ وزن اور متعینہ مدت تک کے لیے روک کر رکھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قدم النبي -صلى الله عليه وسلم- للمدينة مهاجرًا من مكة كما هو معلوم، فوجد أهل المدينة -لأنهم أهل زروع وثمار- يسلفون، وذلك بأن يقدموا الثمن ويؤجلوا المثمن -المسلم فيه- من الثمار، مدة سنة، أو سنتين، أو ثلاث سنين، أو أقل أو أكثر لأن هذه المدد للتمثيل، فأقرهم -صلى الله عليه وسلم- على هذه المعاملة ولم يجعلها من باب بيع ما ليس عند البائع المفضي إلى الغرر؛ لأن السلف متعلق بالذمم لا الأعيان، ولكن بين -صلى الله عليه وسلم- لهم في المعاملة أحكاما تبعدهم عن المنازعات والمخاصمات التي ربما يجرها طول المدة في الأجل فقال: من أسلف في شيء فليضبط قدره بمكياله أو ميزانه المعلومين، وليربطه بأجل معلوم، حتى إذا عرف قدره وأجله انقطعت الخصومة والمشاجرة، واستوفى كل منهما حقه بسلام.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ مدینہ کے باشندے جو کھیتیوں اور باغات کے مالک تھے بیع سلم کیا کرتے تھے بایں طور کہ وہ قیمت کو پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے اور پھلوں کی ادائگی کو ایک سال یا دو سال یا تین سال تک موخر رکھتے۔ نبی ﷺ نے انہیں اس معاملے کی اجازت دی اور اسے بیع کی اس قسم میں سے نہیں گردانا جس میں بائع ایسی شے فروخت کرتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہوتی اور جو غرر تک لے جاتی ہے۔ کیونکہ بیع سلم کا تعلق ذمہ کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ اشیاء کے ساتھ۔ تاہم نبی ﷺ نے اس معاملے کے کچھ احکامات کی وضاحت فرما دی جو لوگوں کو ان لڑائی جھگڑوں سے بچاتے ہیں جو بعض اوقات مدت کے لمبا ہونے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی شے میں بیع سلم کرے اسے چاہیئے کہ وہ شرعی طور پر معروف کیل اور وزن کے آلات کے ذریعے اس کی مقدار کا پوری طرح تعین کرے اور اسے ایک مقررہ مدت تک رکھے تاکہ اس کی مقدار اور مدت معلوم ہونے کی وجہ سے لڑائی جھگڑا کا احتمال نہ رہے اور خریدار اپنا حق پوری طرح سے وصول کر لے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المدينة : مدينة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
- يسلفون : -بضم أوله- من أسلف، وهو عقد يسلم فيه المشتري الثمن نقدًا، ويحصل على السلعة مؤجلةً أو مقسطةً، تسمى سلمًا وتسمى سلفًا، وسمي سلما لتسليم رأس المال في المجلس، وسلفا: لتقديمه، مثاله: أن تعطي مزارعًا ألف ريال على أن يعطيك بعد ستة أشهر مائة كيلو من التمر، مع بيان نوعه.

- في كيل معلوم : إذا كان المسلَم فيه مكيلا.
- ووزن معلوم : إذا كان المسلَم فيه موزونا والواو بمعنى أو.

فوائد الحديث:

١. يشترط في السلم ما يشترط في البيع، لأنه أحد أنواعه. فلابد أن يكون العقد من جائز التصرف، مالك للمعقود عليه، أو مأذون له فيه، ولا بد فيه من الرضا، وأن يكون المسلم فيه مما يصح بيعه، ولابد فيه من القدرة عليه وقت حلوله، وأن يكون الثمن والمثمن معلومين.

٢. يزيد السلم على شروط البيع شروطاً ترجع إلى زيادة ضبطه وتحريره، لئلا تفضي المعاملة إلى الشجار والمخاصمة ، ونأخذ أهم هذه الشروط من الحديث الذي معنا: الشرط الأول: أن يبين قدر المسلم فيه بمكياله أو ميزانه الشرعيين، إن كان مكيلا أو موزوناً، أو بذرعه، إن كان مما يُذْرَعُ، أو بِعَدّهِ إن كان مما يُعَد، ولا يختلف المعدود بالكبر أو الصغر أو غيرهما، اختلافاً ظاهراً.

٣. الشرط الثاني الذي دل عليه الحديث أن يكون مؤجلا، ولابد في الأجل أن يكون معلوما، فلا يصح حالاًّ، ولا إلى أجل مجهول.

٤. الشرط الثالث أن يقبض الثمن بمجلس العقد، وهذا مأخوذ من قوله: "فَلْيُسْلِفْ" لأن السلف هو البيع، الذي عُجلَ ثمنه وأجلِ مثمنه.

٥. الشرط الرابع أن يسلم في الذمة لا في الأعيان، وهذا هو الذي سوَغ العقد، وإن كان وفاؤه من شيء غير موجود عند البائع، وإنما يستوفى من ثمار أو زروع لم توجد وقت العقد. وبهذا تبين أن السلم لم يتناوله النهي في قوله: "ولا تبع ما ليس عندك" وأن العقد عليه وفق القياس.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دارعالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري، -مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، -مكتبة الصحابة- الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6079)

من أصابه قيء أو رعاف أو قلس أو مذي، فلينصرف، فليتوضأ ثم ليبن على صلاته، وهو في ذلك لا يتكلم

جس آدمی کو نماز میں الٹی ہوجائے، نکسیر پھوٹ پڑے، منہ بھر کر قے ہوجائے یا مذی نکل آئے، تو اسے چاہیے کہ لوٹ جائے، وضو کرے اور پھر اپنی نماز کی بنا کرے۔ (جہاں سے نماز چھوڑی تھی، وہیں سے شروع کرے) بشرطے کہ درمیان میں وہ کلام نہ کرے۔

٢٠٤٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «من أصَابه قَيْءٌ أو رُعَاف أو قَلَسٌ أو مَذْي، فَلْيَنْصَرِف، فليتوضأ ثم لِيَبْنِ على صلاته، وهو في ذلك لا يتكلم».

٢٠٤٩. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کو نماز میں الٹی ہوجائے، نکسیر پھوٹ پڑے، منہ بھر کر قے ہوجائے یا مذی نکل آئے تو اسے چاہیے کہ لوٹ جائے، وضو کرے اور پھر اپنی نماز کی بنا کرے۔ (جہاں سے نماز چھوڑی تھی، وہیں سے شروع کرے) بشرطے کہ درمیان میں وہ کلام نہ کرے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: " أن من أُصيب في صلاته بهذه الأشياء المذكورة في الحديث" فَلْيَنْصَرِف، فليتوضأ " أي يخرج من صلاته لانتقاض طهارته ، ثم يتوضأ جديد. " ثم لِيَبْنِ على صلاته " والمعنى: إذا عاد إلى الصلاة أَتَمَّ صلاته من حيث قطعها ولا يلزمه أن يُعيدها من أولها. " وهو في ذلك لا يتكلم " يعني : أثناء خروجه وذهابه للوضوء ورجوعه إلى الصلاة لا يتكلم. وهذا شرط للبناء، فإن أخلَّ به فسدت صلاته، ولزمه إعادتها من أولها. لكن هذا الحديث قد ضعفه العلماء من وجهين: الأول: السَّنَد، فقد ضعفه جمع من العلماء منهم : الشَّافعي وأحمد والدَّارقطني وغيرهم، ومن المعاصرين الألباني. الثاني: المتن: حيث تقرر أن هذه الأشياء التي في الحديث من نواقض الوضوء، ثم أُجيز بناء آخرها على أولها، ولا شك أن هذا مخالف لأصول الشريعة، ومما يدل على ذلك ما ثبت من حديث طلق بن علي _ رضي الله عنه _ عن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ ": إذا فَسَا أحدكم في الصلاة، فلينصرف، فليتوضأ، ولْيُعِدِ الصلاة " رواه أبو داود وغيره وهذا الحديث نص في المسألة، فإذا انتقض وضوء المصلي بخارج من السبيلين، كالفسا أو

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: یعنی جسے نماز میں وہ اشیا لاحق ہوجائیں، جن کا حدیث میں ذکر آیا ہے، اسے چاہیے کہ وہ پلٹ آئے اور نئے سرے سے وضو کرے۔ یعنی طہارت ختم ہوجانے کی وجہ سے اپنی نماز کو چھوڑ کر باہر آ جائے اور نئے سرے سے وضو کرے۔ "ثم لِيَبْنِ على صلاته"۔ یعنی جب دوبارہ نماز کی طرف لوٹے، تو جہاں سے نماز توڑی تھی، وہیں سے شروع کرے اور اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ ابتدا سے نماز کو دوبارہ لوٹائے۔ "وہو فی ذلک لا يتكلم"۔ یعنی نماز سے نکلنے، وضو کے لیے جانے اور نماز میں دوبارہ لوٹ آنے کے دوران وہ کوئی بات نہ کرے۔ یہ بنا کی شرط ہے۔ اگر یہ شرط نہ پائی گئی، تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اس پر اسے ابتدا سے دوبارہ لوٹانا واجب ہوگا۔ تاہم اس حدیث کو علما نے دو وجوہات کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے، جو یہ ہیں: اول: علما کے ایک گروہ نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، جن میں امام شافعی، امام احمد اور دار قطنی وغیرہ نیز معاصر علما میں سے علامہ البانی نے شامل ہیں۔ دوم: متن کے اعتبار سے بھی یہ حدیث ضعیف ہے؛ کیونکہ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس میں مذکور اشیا سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، پھر نماز کے آخری حصے کی شروع والے حصے پر بنا کو جائز قرار دیا گیا، جب کہ بلاشک وشبہ یہ اصول شریعت کے مخالف ہے۔ اس کے دلائل میں سے طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کی دوران نماز ہوا خارج ہوجائے، تو واپس ہوجائے، وضو کرے اور اپنی نماز کا اعادہ کرے"۔ اس حدیث کو ابوداود اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث اس مسئلے میں نص

الضراط أو المذي أو غير ذلك مما هو خارج من السبيلين لزمه الخروج من الصلاة، ثم يستأنف صلاته بعد أن يتم طهارته. توضيح الأحكام(١/ ٣٠٠) تسهيل الإلمام(١/١٨٩) فتح ذي الجلال والإكرام(١/٢٦٢)

کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب نمازی کا وضو دونوں شرم گاہوں سے کچھ نکلنے کی وجہ سے ٹوٹ جائے، جیسے پھسکی، گوز یا مذی وغیرہ، تو اس پر لازم ہے کہ وہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ توضيح الأحكام(١/ ٣٠٠) تسهيل الإلمام(١/ ١٨٩) فتح ذي الجلال والإكرام(١/ ٢٦٢)

راوي الحديث: رواه ابن ماجه

التخريج: عائشة _ رضي الله عنها _

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- قَيْء : القَيء: اسْتِفْراغ ما في المَعِدة عن طريق الفَم.
- رُعَاف : دم يخرج من الأنف بسبب نَزِيف يصيبه لأسباب معروفة عند الأطباء.
- قَلَس : القَيء الذي لا يزيد عن مِلْء الفَم أو دونه.
- مَذْي : ماء رقيق لَزِج يخرج عند المُلاعبة أو تَذَكُر الجماعة من قوة الشهوة.

فوائد الحديث:

١. فيه أن القَيء والرُّعَاف والقَلس والمَذِي من نواقض الوضوء.
٢. فيه أن من انتقض وضوؤه بما سبق لزمه الخروج من الصلاة وله البِنَاء على ما مضى من صلاته بعد أن يتوضأ، بشرط عدم الكلام، لكن الحديث ضعيف كما سبق.
٣. فيه أن الكلام من مُبطلات الصلاة.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (8398)

من أعطى في صداق امرأة ملء كفيه سويقًا أو تمرًا فقد استحل

جس نے کسی عورت کو مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجور دے دیا، تو اس نے (اس عورت کو اپنے لیے) حلال کر لیا

٢٠٥٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من أعطى في صَداق امرأة مِلءَ كَفَّيْهِ سَوِيقًا أو تمرا فقد استَحَلَّ».

٢٠٥٠. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی عورت کو مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجور دے دیا، تو اس نے (اس عورت کو اپنے لیے) حلال کر لیا“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

الحديث يدل على أنَّ الصداق ليس ركنًا أساسيًّا في عقد النكاح، وليس عِوضًا مقصودًا لذاته، وإنما هو تكرمة رمزية، يقدمها الزوج لزوجته كهدية أو نِحلة؛ قدرًا لها، وجبرًا لخاطرها. لذا جاز أن تكون هذه الأشياء اليسيرة صداقًا، وتُقَدَّم مهرًا، إذا لم يوجد ما هو أغلى منها. ويدل على أنَّ الشارع يرغِّب في الزواج والإقدام عليه، وأن لا يمنع منه الفقر؛ لئلا يكون المهر حَجر عثرة في سبيل طريق هذا العقد الخيري الذي يحصل به إعفاف الجنسين، وحصول الذرية، وتحقيق مباهاة النبي -صلى الله عليه وسلم- بتكثير سواد أمته في الدنيا؛ ليكونوا قوَّة في وجه عدوهم، وفي القيامة حينما يباهي بكثرتهم الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام-.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عقدِ نکاح میں مہر بنیادی رکن نہیں ہے اور نہ ہی مقصود بالذات عوض ہے؛ بلکہ یہ علامتی عزت افزائی ہے، جسے شوہر اپنی بیوی کے لیے بطور ہدیہ یا بخشش پیش کرتا ہے، اس کی قدر شناسی اور دل دہی کے لیے۔ اسی لیے ان معمولی اشیا کو بھی، ان سے قیمتی چیز میسر نہ ہونے کی صورت میں، مہر بنانا اور بطور مہر پیش کرنا جائز ہے۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ شارع شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس کے لیے فقر و محتاجی مانع نہیں ہے؛ تاکہ مہر اس مبارک عقد کی راہ میں بڑی رکاوٹ نہ بنے، جس کے ذریعے دو جنسوں کو پاک بازی حاصل ہوتی ہے، نسلی افزائش ہوتی ہے، اور دنیا میں اس امت کی کثرت کے سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر و مباہات کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل ہوگی اور قیامت کے دن آپ انبیا پر اپنی امتیوں کی کثرت کے سلسلے میں فخر کریں گے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سويقًا : بفتح السين، وكسر الواو، ثم ياء ساكنة، ثم قاف، هو التمر والدقيق المخلوط بالأقِط والسمن، يعجن بعضه ببعض كالعصيدة.
- استحل : اتَّخذه حلالاً، والحلال ضد الحرام، والمعنى حل له فرجها.

فوائد الحديث:

١. أنَّه لابد من الصداق، ولو يسيرًا، إذا لم يوجد الصداق الكافي؛ فإنَّ استحلال بضع المرأة لا يكون إلاَّ بمهر.
٢. أنه يصح أن يكون المهر من غير الدراهم والدنانير.
٣. عدم اعتبار تحديد الصداق بقدر معين.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود, ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية. - ضعيف أبي داود - الأم للألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - كشف اللثام شرح عمدة الأحكام للسفاريني, ت: نور الدين طالب, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ البدرُ التمام شرح بلوغ المرام, الحسين بن محمد بن سعيد اللاعيّ، المعروف بالمَغرِبي, المحقق: علي بن عبد الله الزبن, الناشر: دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق – الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ-٢٠٠١م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (58107)

من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرمه الله على النار

جس نے ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کی پابندی کی، اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا۔

٢٠٥١. الحديث:

عن أم حبيبة -رضي الله عنها- مرفوعًا: «من حَافَظ على أربع رَكعات قبل الظهر وأربع بعدها حَرَّمَه الله على النَّار».

٢٠٥١. حدیث:

ام حبیبہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کی پابندی کی، اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى حديث : "من حَافَظ على أربع رَكعات قبل الظهر" يعني: ثَابر وواظب على أربع ركعات قبل الظهر. "وأربع بعدها" أي: وواظب على أربع بعد صلاة الظَّهر. "حَرَّمَه الله على النَّار" هذا جزاؤه، وهو أنَّ الله -تعالى- يمنعه من دخول النَّار، وفي رواية "حَرَّمَ الله لحمه على النَّار"، وفي أخرى "لم تَمَسَّه النَّار". فحديث أم حبيبة -رضي الله عنها- فيه تحريم النَّار فلا تَمسه النَّار ولا تَقربه إذا حافظ المرء على أربع قبل الظهر، وأربع بعدها منعه الله بفضله من دخول النار.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "من حَافَظَ على أَربع رَكعات قبل الظهر"۔ یعنی جو ظہر سے پہلے پابندی کے ساتھ ہمیشہ چار رکعتیں پڑھتا رہا۔ "وأَربع بعدها"۔ یعنی نماز ظہر کے بعد بھی چار رکعت ہمیشہ پڑھتا رہا۔ "حَرَّمَه الله على النَّار"۔ یعنی یہ اس کا بدلہ ہے کہ اللہ تعالی جہنم میں اس کا داخلہ روک دے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "اللہ اس کے گوشت کو جہنم کی آگ پر حرام کردے گا"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔" ام حبیبہ - رضی اللہ عنہا - سے مروی حدیث میں آگ کے حرام کردیے جانے کا بیان ہے۔ چنانچہ آگ نہ تو اس شخص کو چھوئے گی اور نہ ہی اس کے قریب جائے گی۔ جب بندہ نماز ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت کو پابندی کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالی اپنے فضل کے ساتھ اسے جہنم میں جانے سے روک لے گا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد وأبو داود والنسائي وابن ماجه.

التخريج: أم حبيبة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: مسند الإمام أحمد.

معاني المفردات:

- حَافَظَ : ثَابر وواظب.

فوائد الحديث:

١. فضل الأربع قبل الظُّهر والأربع بعدها، فمن حَافظ عليها، حرَّمه الله -تعالى- على النَّار.
٢. أنَّ هذه الرَّواتب ليست واجبة، وإنما هي مُستحبة.
٣. الرواتب القبلية -أي قبل الفريضة-؛ لها حكم منها تهيئة نفس المصلي للعبادة قبل الدخول في الفريضة، وأما البعدية فمن حكمها جبر خلل الفرائض.
٤. للرواتب فوائد عظيمة، من زيادة الحسنات، وتكفير السيئات، ورفع الدرجات.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ   مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ.

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (11251)

من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل, فإن صلاة آخر الليل مشهودة، وذلك أفضل

جس آدمی کو یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے چاہیے کہ وہ شروع رات ہی میں وتر پڑھ لے اور جس آدمی کو اس بات کی تمنا ہو کہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرے تو اسے چاہیے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نمازمیں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ اس کے لیے افضل ہے۔

٢٠٥٢. الحديث:

عن جابر-رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من خاف أن لا يقوم من آخِرِ الليل فليوتر أوله، ومن طَمِعَ أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل, فإن صلاة آخر الليل مشهودة، وذلك أفضل».

٢٠٥٢. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کو یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے چاہیے کہ وہ شروع رات ہی میں وِتر پڑھ لے اور جس آدمی کو اس بات کی تمنا ہو کہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرے تو اسے چاہیے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نمازمیں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ اس کے لیے افضل ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث جواز صلاة الوتر في أول الليل، ويكون الجواز أولى في حق من خشي ألا يقوم آخر الليل، كما بين أفضلية صلاته في آخر الليل وذلك لكونها مشهودة من الملائكة.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے وِتر کی نماز کو رات کے اول حصہ میں پڑھ لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور یہ جواز اس شخص کے حق میں بدرجہ اَولی ہے جسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر وتر نہیں پڑھ سکے گا، اسی طرح رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر وتر پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- طمع : أمل ورجا.
- مشهودة : أي تحضرها الملائكة, ولأنَّ الله تعالى ينزل آخر الليل، فينادي خلقه ويجيب سؤالهم.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الوتر يجوز في أول الليل وفي آخره، فوقته من صلاة العشاء إلى طلوع الفجر الثاني، ومن كل الليل أوتر النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. أنَّ تأخير الوتر إلى آخر الليل أفضل لمن قوي على القيام، وطمع في أن يستيقظ قبل الفجر.
٣. أنَّ من يخشى ألا يقوم آخر الليل؛ يشرع له الوتر قبل أن ينام, ويكون في حقه أفضل.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١، ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11278)

من سره أن يعلم وضوء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فهو هذا

جس شخص کو اس بات سے خوشی و مسرت ہو کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ معلوم ہو جائے تو (جان لے کہ) وہ یہی ہے۔

٢٠٥٣. الحديث:

عن عبْدِ خيْرٍقال: أتانا علي -رضي الله عنه- وقد صلَّى فدعا بطَهور، فقلنا ما يصنع بالطَّهور وقد صلَّى ما يُريد، إلا ليعلِّمَنا، فأُتِيَ بإناء فيه ماء وطَسْت، فأفْرَغَ من الإناء على يمينه، فغسل يديه ثلاثا، ثم تَمَضْمَضَ واسْتَنْثَرَ ثلاثا، فمَضْمَض ونَثَرَ من الكفِّ الذي يأخُذ فِيه، ثم غسل وجهه ثلاثا، ثم غسل يده اليمنى ثلاثا، وغسل يده الشِّمال ثلاثا، ثم جعل يده في الإناء فمسَحَ بِرأسه مرَّة واحدة، ثم غسل رجله اليمنى ثلاثا، ورِجْلَه الشمال ثلاثا. ثم قال: «مَنْ سرَّه أن يعْلَم وُضُوء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فهو هذا».

٢٠٥٣. حدیث:

عبد خیر کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ نماز پڑھ چکے تھے، (پھر بھی) وضو کا پانی منگوایا، تو ہم لوگوں نے (آپس میں) کہا: آپ پانی منگوا کر کیا کریں گے، جب کہ آپ نماز پڑھ چکے ہیں؟ شاید آپ ہمیں وضو کا طریقہ سکھانا چاہتے ہوں گے! خیر پانی بھرا ہوا ایک برتن اور ایک طشت لایا گیا۔ آپ نے برتن سے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر کلی کی اور تین مرتبہ ناک جھاڑی؛ آپ کلی کرتے پھر اسی چلو سے آدھا پانی ناک میں ڈال کر اسے جھاڑتے۔ پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا۔ پھر دایاں اور بایاں ہاتھ تین تین بار دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح کیا۔ اس کے بعد اپنا دایاں پیر پھر بایاں پیر تین تین بار دھویا۔ پھر فرمایا: "جس شخص کو اس بات سے خوشی و مسرت ہو کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ معلوم ہو جائے، تو (جان لے کہ) وہ یہی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث بطوله بين صفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-, يذكر فيه عبد خير، أن عليا -رضي الله عنه- أتاهم بعدما صلى, فدعا بماء, فاستغربوا طلبه هذا لكونه قد صلى, ثم عرفوا أنه أراد أن يعلّمهم صفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-, فجاؤوه بماء في إناء, فصب من الإناء على يمينه فغسل يديه ثلاث مرات, ثم تمضمض واستنثر ثلاث مرات, يمضمض ويستنثر من نفس الكف الذي يأخذ منه الماء, ثم غسل وجهه ثلاث مرات, وحدود الوجه من منابت شعر الرأس المعتاد إلى الذقن مع ظاهر اللحية، ومن الأذن إلى الأذن، ثم يغسل يده اليمنى إلى المرفقين ثلاث مرات, ثم اليسرى كذلك, والمرفقان داخلان في الغسل، ثم مسح رأسه مرة واحدة, ثم غسل رجله اليُمنى ثلاث مرات، ثم رجله اليسرى ثلاث مرات، ثم ذكر أن هذا هو وُضوء رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.

اجمالی معنی:

اس پوری حدیث میں نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ عبد خیر اس بات کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نماز ادا کر لینے کے بعد ہمارے ہاں تشریف لائے اور پانی منگوایا۔ حاضرین کو یہ امر عجیب لگا کہ نماز پڑھ لینے کے باوجود آپ پانی طلب فرما رہے ہیں۔ پھر وہ خود جان گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ انھیں نبی ﷺ کے وضو طریقہ سکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کو پانی سے بھرا برتن لا کر دیا۔ انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ پر برتن سے پانی انڈیلتے ہوئے اس کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک جھاڑی۔ ایک چلو پانی ہی سے کلی کی اور ناک بھی جھاڑی۔ پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ چہرے کے حدود میں سر کے بالوں کے آغاز سے لے کر داڑھی کے ظاہری حصے کے ساتھ ٹھوڑی تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک کا حصہ آتا ہے۔ پھر تین تین مرتبہ اپنا دایاں اور بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھویا۔ دونوں ہاتھوں کے دھونے میں کہنیاں شامل ہیں۔ پھر ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح فرمایا۔ پھر اپنا دایاں اور بایاں پاؤں تین تین مرتبہ دھویا۔ بعد ازاں علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد.
التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- طَهور : بفتح الطاء اسمٌ للماء الطَّاهر بذاته المطهِّر لغيره.
- طَسْت : إناء كبير مستدير من نُحاس أو نحوه يُستعمل للغسيل.
- تَمَضْمَضَ : المضمضة: أنْ يجعل الماء في فمه، ويديره ثمَّ يمجه.
- اسْتَنْثَرَ : الاستنثار: إخراج الماء من الأنف بعد الاستنشاق.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة على نشر العلم وتبليغ أحكام الدين.
٢. التعليم بالفعل, والوصف بالفعل أسرع إدراكا, وأدق تصويرا, وأرسخ في النفس, ويستفاد من ذلك أنه ينبغي للمعلم أن يسلك أقرب الطرق لإيصال المعلومات إلى أذهان الطلاب.
٣. جواز الاستعانة في إحضار ماء الوضوء.
٤. مشروعية الوضوء على الصفة الواردة في هذا الحديث.
٥. سنية غسل الكفين ثلاث مرات في بداية الوضوء.
٦. أن الواجب في مسح الرأس مرة واحدة لا يزيد عليها, ومشروعية التثليث في بقية الأعضاء المغسولة.
٧. الحكمة في مسح الرأس مرَّة واحدة، وكونه لا يُكَرَّر، كما يكرر الغسل؛ لأنَّ المسح أخف من الغسل، مخففٌ في كيفيته وفي كميته، ولعلَّ الحكمة الرَّبَّانيَّة في التخفيف في الرأس، من كونه يمسح مسحًا ولا يغسل، وأن مسحه مرَّة واحدة فلا يكرر، هو التيسير على الأمة؛ فإنَّ الرَّأس موطن الشعر، فصَبُّ الماء عليه وتكريره، رُبَّما سبَّب أذيَّةً ومرضًا، فخفَّف الله -تعالى- عن عباده.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه, تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ- ٢٠٠٨ م. تاج العروس من جواهر القاموس, محمّد بن محمّد الحسيني، الملقّب بمرتضى الزَّبيدي, مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ_ ١٤٣١ هـتسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧، ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (8375)

من سمع النداء فلم يأته فلا صلاة له إلا من عذر

جس نے اذان کو سنا اور (باجماعت) نماز کے لئے نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی عذر لاحق ہو۔

٢٠٥٤. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من سمِع النِّدَاء فلم يَأْتِه؛ فلا صلاة له إلا من عُذْر».

٢٠٥٤. حديث:

ابن عباس - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان کو سنا اور (باجماعت) نماز کے لئے نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی عذر لاحق ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يدعو هذا الحديث إلى العناية بصلاة الجماعة والاهتمام بها غاية الاهتمام، فقد بيّن النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من كان بمكان بحيث يسمع الأذان لصلاة الجماعة، فإنَّه يجب عليه الحضور، فإن لم يحضر فصلاته صلاة ناقصة، قليلة الثواب، إلاَّ أنَّها مجزئة للذمة، مع الإثم الذي حمله المتخلف عن الجماعة بلا عذر، وأما من كان تخلفه بعُذر شرعي، كمرض أو مطر أو خوف على نفس أو مال أو ولد وما أشبه ذلك، فلا شيء عليه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ باجماعت نماز پر توجہ دی جائے اور اس کا انتہائی زیادہ اہتمام کیا جائے۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جو شخص کسی ایسی جگہ ہو کہ باجماعت نماز کے لیے دی گئی اذان اسے سنائی دے تو اس کے لیے باجماعت نماز کے لیے آنا واجب ہے۔ اگر وہ نہیں آئے گا تو اس کی نماز ناقص اور کم ثواب والی ہوگی تاہم اس کے ذمہ واجب الاداء فرض پورا ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ بلا عذر نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کا گناہ بھی اس پر آئے گا۔ رہا وہ شخص جو کسی شرعی عذر جیسے بیماری، بارش یا جان و مال یا بچوں کے خوف یا اس طرح کی کسی اور وجہ کی بنا پر نہ پہنچ سکے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: ابن عباس - رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- النِّدَاء : الأذان.
- العذر : العذر: الحجة التي يعتذر بها، وما يرفع اللوم عما حقه أن يلام عليه، فيقال: معذور؛ أي: غير ملوم فيما صنع.
- فلا صلاة : فلا صلاة: أي لا صلاة كاملة، فصلاة المنفرد بلا عذر صلاة ناقصة، قليلة الثواب، إلاَّ أنَّها مجزئة للذمة.

فوائد الحديث:

١. أن صلاة الجماعة واجبة وجوبًا عينيًّا.
٢. أن وجوب صلاة الجماعة في حق من سمع النِّداء، أما من لا يسمعه لبُعد مسافة فلا تجب عليه.
٣. وجوب صلاة الجماعة في المسجد؛ لقوله: (من سمع النِّدَاء فلم يَأتِه) فدل على أن الواجب الحضور للمسجد؛ ملبيا داعي الله.
٤. أن صلاة الجماعة تسقط بالأعذار، كالخوف والمرض والمطر.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ مشكاة المصابيح - محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي -المحقق: محمد ناصر الدين الألباني المكتب الإسلامي – بيروت-الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام،

تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.
الرقم الموحد: (11288)

من شرب في إناء من ذهب أو فضة، فإنما يجرجر في بطنه نارا من جهنم

جو شخص سونا یا چاندی کے برتن میں پیے، گویا وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے۔

٢٠٥٥. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ شَرِبَ وفي رواية: «إنَّ الذي يَأكُل أو يَشرَب» في إناءٍ من ذهبٍ أو فضةٍ، فإنما يُجَرْجِرُ في بطنه نارا مِن جهنَّم».

٢٠٥٥. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص سونا یا چاندی (کے برتن) سے پیے" ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: "وہ شخص جو سونا یا چاندی کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہو، گویا وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه الوعيد الشديد لمن استعمل أواني الذهب والفضة التي صنعت منهما أو طُليت أو زيِّنت بهما, وأنَّ من ارتكب هذه المعصية سَيُسْمَعُ لوقوع عذاب جهنَّم في جوفه صوتٌ مرعب منكر؛ لما في ذلك من التشبه بالكفار, والخيلاء وكسر قلوب الفقراء؛ ولأن الإسلام يصون المسلم عن الانحلال والترف, ومن الحكم في تحريم استعمالهما -أيضا- كونهما نقدين إلى زمن قريب؛ فاتخاذهما واستعمالهما أواني أو تحفًا ونحو ذلك، هو شَلٌّ للحركة التجارية، وتعطيلٌ لقيم الحاجات والضرورات، بدون وجود مصلحة راجحة. وهذا النهي -في الحديث- عن استعمالهما في الأكل والشرب يعم استعمالهما لأي منفعة، إلاَّ ما أذن فيه الشرع كحليِّ المرأة.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ان افراد کو سخت وعید سنائی گئی ہے، جو سونا اور چاندی سے تیار کردہ یا سونا اور چاندی سے ملمع شدہ یا ان دونوں سے تزیین شدہ برتن استعمال کرتے ہیں۔ اس گناہ کے مرتکب شخص کو اس کے پیٹ میں جہنم کا عذاب وارد ہونے کی وجہ سے ڈراونی اور ناگوار آواز سنائی جائے گی؛ کیوں کہ یہ عمل کافروں اور متکبروں کی نقالی اور فقرا و محتاجوں کی دل شکنی کے مترادف ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ اسلام، بندۂ مسلم کو اخلاقی گراوٹ اور عیش پرستی سے بچاتا ہے۔ حرمت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نقدی مال کے طور پر زمانہ قریب تک سونا چاندی کا چلن رہتا آیا ہے؛ لہذا انھیں برتنوں اور تحفوں وغیرہ کے طور پر اپنانا اور استعمال کرنا ایک طرح سے تجارتی سرگرمیوں کو مفلوج بنا دینا اور حاجات و ضروریات کی قدر و قیمت کو ناکارہ بنا دینا ہے۔ جب کہ ان کے اپنانے اور استعمال کرنے میں کوئی مفاد کا پہلو بھی نہیں ہے۔ ان برتنوں میں کھانے اور پینے پر اس حدیث کی ممانعت، ہر قسم کی منفعت کو شامل ہے، سوائے اس کے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، جیسے عورتوں کے زیورات۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُجَرْجِر : من الجرجرة, أصلها صوت وقوع الماء في جوف البعير, والمراد هنا صوت جرع الإنسان للماء؛ شُبه نزول العذاب في بطن الشارب في إناء الذهب أو الفضة بهذا الصوت المخيف.
- إناء : الإناء: الوعاء, ويكون من الحديد والنحاس والخزف والخشب والجلود، وغير ذلك.
- جهنم : اسم من أسماء النار وهي مستقر عذاب الكافرين والعصاة.

فوائد الحديث:

١. أن استعمال أواني الذهب والفضة في الأكل والشرب محرم ومن كبائر الذنوب؛ لما في ذلك من الوعيد الشديد.

٢. النّهي عن استعمالهما في الأكل والشرب يعم استعمالهما لأي منفعة، إلاَّ ما أذن فيه كحليٍّ المرأة.

٣. إثبات الجزاء في الآخرة، وإثبات عذاب النّار يوم القيامة، وهو أمرٌ واجب الاعتقاد معلومٌ من الدِّين بالضرورة.

٤. أنَّ الجزاء يكون موافقًا للعمل؛ فهذا الذي أتبع نفسه هواها وتمتَّع بالشرب بإناء الفضة سيتجرَّع عذاب جهنَّم، في تلك المواضع من بدنه التي تمتعت واستلذت بالمعصية في الدُّنيا؛ وهكذا فالجزاء من جنس العمل.

٥. النهي في الحديث عام في الإناء الخالص من الذهب والفضة, والإناء المخلوط بهما كالمطلي والمموه بهما ونحو ذلك.

٦. الحديث يشمل الرجال والنساء بالتحريم, فلا يجوز للمرأة أن تتخذ الأواني من الذهب والفضة، كما لا يجوز ذلك للرجل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ_ ١٤٣١ هـ-بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م."

الرقم الموحد: (8365)

من شك في صلاته فليسجد سجدتين بعدما يسلم	جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہوجائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرلے
٢٠٥٦. الحديث: عن عبد الله بن جعفر-رضي الله عنهما-، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من شك في صلاته فليسجد سجدتين بعدما يسلم».	**٢٠٥٦. حدیث:** عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : ’’جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہوجائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرلے ۔‘‘
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: يبين الحديث أن من شك في الصلاة بالزيادة فيها، أو النقص؛ فعليه أن يسجد سجدتين بعدما يسلم، والحديث ضعيف، والذي صح أنه إذا شك وبنى على ما يغلب على ظنه فإنه يسجد للسهو بعد السلام، وإذا سلم عن نقص ثم تذكر واتم الصلاة فإنه يسجد أيضا بعد السلام، وما عدا ذينك فقبل السلام.	**اجمالی معنی:** حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جس شخص کو نماز میں زیادتی یا کمی کا شک ہوجائے اس پر واجب ہے کہ وہ دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد کرے ۔ یہ حدیث ضعیف ہے البتہ جو صحیح ہے وہ یہ کہ جب شک ہوجائے اور وہ ظن غالب پر عمل کرے تو وہ ایسی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے گا اور جب کمی کی صورت میں سلام پھیرے اور پھر یاد آئے اور نماز پوری کرے تو اس صورت میں بھی سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے گا اور جو ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہو اس میں سلام پھیرنے سے قبل سجدۂ سہو کرے گا ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.
التخريج: عبد الله بن جعفر -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
فوائد الحديث:

١. أنَّ الشك في الصلاة بالزيادة فيها، أو النقص منها من أسباب سجود السهو.
٢. فمن شكَّ في صلاته، فلا يدري أصلى -مثلاً- ثلاثًا أو اثنتين؟ أو شكَّ هل أتى بالركن، أو لم يأت به؟ فليطرح الشك وليبن على اليقين، وليأت بما شكَّ فيه، وليسجد سجدتي السهو قبل السلام.
٣. غلبة الظن أرفع من الشك، فإذا كان عنده غلبة ظن فليعمل به، وليكن عنده بمنزلة اليقين.
٤. قال الموفق بن قدامة: أنَّ الشكوك إذا كثرت لا تعتبر، ولا يلتفت إليها، وأنَّ طريق الخلاص منها قوَّة الإرادة والعزيمة.
٥. الحديث دليل على أن سجود السهو للشك يكون بعد السلام، وقد ورد ما يعارض ذلك أن السجود للشك قبل السلام إن بنى على اليقين، وبعده إن بنى على غالب ظنه، والأمر في ذلك واسع والكل جائز، لكن المذكور هو الأفضل.

المصادر والمراجع:

-سنن النسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ - سنن أبي داود، للإمام أبي داود تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م. - ضعيف أبي داود، للشيخ الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى ، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (11233)

من صلى الضحى ثنتي عشرة ركعة بنى الله له قصرا من ذهب في الجنة

جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر فرمائے گا۔

٢٠٥٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَن صلَّى الضَّحى ثِنْتَيْ عشرة ركعة بَنى الله له قَصرا من ذَهب في الجنَّة».

٢٠٥٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر فرمائے گا“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان لفضل صلاة الضحى وعظيم أجر من حافظ عليها, فقد أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من صلَّى اثنتي عشرة ركعة في وقت الضَّحى، جازاه الله تعالى بأن يبني له بيتا عظيما من ذهب في الجنة, وهذا من رحمة الله تعالى بعباده، ووقت الضحى: ما بَيْن ارتفاع الشمس مقدار رُمح إلى قُبيل زوال الشمس، وتقدر بعشر دقائق تقريبا.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں چاشت کی نماز کی فضیلت اور جو شخص اس کی حفاظت کرتا ہے اس کے لیے اجرِ عظیم کی فضیلت کا بیان ہے، نبی ﷺ نے بتایا کہ جو کوئی چاشت کے وقت میں بارہ رکعت نماز پڑھے گا، اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک بڑا گھر بنائے گا اور یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر رحمت کی وجہ سے ہے۔ چاشت کا وقت: سورج کے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے سے لے کر اُس کے زوال سے کچھ پہلے تک رہتا ہے اور طلوع آفتاب کے بعد اس کا ایک نیزے کے برابر بلند ہونے کا اندازہ تقریبا دس منٹ لگایا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي، وابن ماجه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

فوائد الحديث:

١. فضل صلاة الضُّحى.

٢. أن من حافظ على صلاة الضحى بهذا العدد بنى الله له قصرا من ذهب في الجنة.

٣. أن الجنَّة مشتملة على القصور.

٤. أن أكثر صلاة الضحى اثنا عشرة ركعة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (11284)

من غسل الميت فليغتسل، ومن حمله فليتوضأ

جو میت کو نہلائے اسے چاہیے کہ خود بھی نہائے اور جو جنازہ کو اٹھائے اسے چاہیے کہ وضو کرلے۔

٢٠٥٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «مَنْ غَسَّل الميِّت فلْيَغْتَسلْ، ومَنْ حَمَلَه فلْيَتَوضَّأْ».

٢٠٥٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میت کو نہلائے، اسے چاہیے کہ خود بھی نہائے اور جو جنازہ کو اٹھائے، اسے چاہیے کہ وضو کرلے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيد الحديث في الجملة الأولى منه أن من قام بتغسيل ميت, سواء كان الميت صغيرًا أو كبيرًا، ذكرًا أو أُنثى, بحيث باشَر تغسيله بيده أو كان بينهما حائل، كخرقة كانت على يده أو قفاز: يستحب له الغُسل المعروف المشابه لغسل الجنابة. وفي الجملة الثانية أفاد الحديث الأمر بالوضوء من حمل الميت, ويُفَسَّر الوضوء هنا بغسل اليدين فقط، أو بأن يكون أمره -صلى الله عليه وسلم- متجها لمن أراد أن يحمل الميت حتى يكون مستعدا للصلاة عليه, ولم يُحمل الحديث هنا على ظاهره لعدم وجود أحد من أهل العلم يقول بوجوب الوضوء من حمل الميت.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث کا پہلا جملہ یہ بتاتی ہے کہ جو شخص کسی میت کو غسل دے؛ چاہے میت کسی چھوٹے کی ہو یا بڑے کی، مرد کی ہو یا عورت کی اور چاہے براہ راست اپنے ہاتھ سے غسل دے یا دونوں کے درمیان کوئی آڑ ہو، جیسے ہاتھ پر کوئی کپڑے کا چیتھڑا یا دستانہ ہو، اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ جنابت جیسا معروف غسل کرلے۔ حدیث کے دوسرے جملے میں میت کو اٹھانے کی صورت میں وضو کا حکم دیا جارہا ہے اور یہاں وضو کی تفسیر و توضیح محض دونوں ہاتھوں کو دھولینے سے کی گئی ہے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کے حکم سے مقصود وہ لوگ ہوں، جو میت کو اٹھانے کے خواہاں ہوں؛ تاکہ وہ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے تیار رہیں۔ خیال رہے کہ اس حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ کسی بھی اہل علم کی جانب سے میت کو اٹھانے کی صورت میں وضو کے واجب ہونے کا فتویٰ موجود نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فليتوضأ : قيل: أي من أراد حمله فليتوضأ الوضوء الشرعي المعروف ليكون متهيئا للصلاة عليه، وقيل: فليغسل يديه.

فوائد الحديث:

١. استحباب الغُسْل على من غسَّل ميتًا كله أو بعضه.
٢. مشروعية الوضوء لمن أراد حَمْل الميت؛ ليكون مستعدا للصلاة عليه.
٣. مشروعية تغسيل الأموات، وهو فرض على الكفاية.
٤. وجوب الوضوء للصلاة على الميت.
٥. مشروعية الاستعداد للعبادة قبل أن يباشرها الإنسان.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. - سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م -توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م -فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ) -سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ-إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (8400)

من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله، أو دون دمه، أو دون دينه فهو شهيد

جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوجائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت یا خون یا دین کے دفاع میں قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے۔

٢٠٥٩. الحديث:

عن سعيد بن زيد، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من قُتِلَ دُون مَالِهِ فهو شَهيدٌ، ومن قُتِلَ دُون أَهْلِهِ، أو دُونَ دَمِهِ، أو دُون دِيْنِهِ فهو شَهيدٌ».

٢٠٥٩. حدیث:

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت یا خون یا دین کے دفاع میں قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أنَّ من تعرّض له لصٌ أو غاصب وحاول أَخْذَ ماله منه غصباً قوةً واقتداراً بغير حق شرعي، فإنّ عليه أن يقاتله دفاعاً عن ماله، فإن قُتِلَ في الدفاع عن ماله فهو شهيد في حكم الله -تعالى- وثوابه، وليس القصد أنه كشهيد المعركة لا يغسل، وكذلك من قُتل دفاعاً عن نفسه، أو دفاعا عن عرضه ممن أراد بامرأته ومحارمه سوءاً مما حرمه الله فدافع عنهم فله عند الله -تعالى- أجر الشهداء، وهذا الحديث أصل عند الفقهاء فيما يسمى دفع الصائل وهو المعتدي.

اجمالی معنی:

حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کو چور، لٹیرے یا ایسے شخص کا سامنا ہو جو اس سے اس کا مال بغیر شرعی حق کے قوت و اختیار کے ساتھ لینا یا غصب کرنا چاہتا ہو تو اس شخص پر ضروری ہے کہ وہ اپنے مال کے دفاع میں اس سے لڑائی کرے۔ اگر وہ اپنے مال کے دفاع میں مارا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی موت کا ثواب شہید کی موت کی طرح ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس شہید کی طرح ہے جو میدان جنگ میں ہوتا ہے، جس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، یا عزت کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا جو اس کی بیوی یا کسی بھی محرم کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے چنانچہ وہ شخص ان کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے مارا جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے اجر جیسا ہوگا۔ فقہاء کے نزدیک یہ حدیث ظالم حملہ آور کا دفاع کرنے کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: سعيد بن زيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- دون ماله : قتل لأجل حفظه له.
- ومن قتل دون أهله : أي في الدفع عن بضع امرأته أو قريبته.
- أو دون دمه، أو دون دينه : أي في نصرة دين الله -تعالى- والذب عنه وفي قتال المرتدين عن الدين.
- فهو شهيد : إن قتله من جاءه ليأخذ ماله بغير حق أو لينال من عرضه أو دينه فدافعه حتى قتل فله حكم الشهداء في الآخرة في الإثابة.

فوائد الحديث:

١. الجاني هو المعتدي على نفس، أو طرف، أو عرض، أو مال، فمن اعتدى على شيء من ذلك، فللمعتدي عليه الدفع عن ذلك بأسهل ما يغلب على ظنه دفعه به، فإن لم يندفع إلا بالقتل، فلا ضمان على المدافع.

٢. مشروعية الدفاع عن المال؛ لأن المقتول دفاعا عن ماله لم ينل مرتبة الشهادة، إلا لأن قتاله دون ماله قتال مشروع.

٣. أما الشهادة التي نالها فهي مرتبة الشهداء، الذين قتلوا ظلما دون حقوقهم، وهي من جنس الشهادة التي قتل صاحبها وهو يقاتل؛ لتكون كلمة الله هي العليا.

المصادر والمراجع:

منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م - التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ محمد بن إسماعيل الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م. - سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. - السنن الصغرى للنسائي /أحمد بن شعيب ، النسائي -تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة-مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب- الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦ - عصرية، صيدا – بيروت - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ- ١٩٧٥ م - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - سبل السلام /محمد بن إسماعيل الصنعاني، - دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ. صحيح الجامع الصغير وزياداته :الألباني - دار المكتب الإسلامي.

من قتل عبده قتلناه، ومن جدع عبده جدعناه

جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے، اور جس نے اپنے غلام کے ناک کان کاٹا ہم اس کے ناک کان کاٹ دیں گے

٢٠٦٠. الحديث:

عن سمرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسل-م قال: «من قتل عبده قتلناه، ومن جَدَعَ عبده جَدَعْنَاهُ».

٢٠٦٠. حدیث:

سمره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے، اور جس نے اپنے غلام کے ناک کان کاٹا ہم اس کے ناک کان کاٹ دیں گے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث -إن صحَّ- أن القصاص يثبت في النفس ويثبت في الأطراف، فمن تعدى على نفسٍ ظلمًا عمدًا عدوانًا قتل بها ولوكان عبده المملوك، ومن تعدى على عضو شخص فأتلفه أخذ به وأتلف عضوه قصاصاً، إلا أنَّ جمهور العلماء على أنه لا قصاص بين العبد والحر، ذلك لعدم المكافأة بينهما ولضعف هذا الحديث.

اجمالی معنی:

یہ حدیث بشرطِ صحت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ قصاص جان اور اعضاءِ جسم میں ثابت ہوتا ہے، پس جس نے کسی جان یعنی انسان کو جان بوجھ کر دشمنی سے قتل کردیا تو بدلے میں اسے بھی قتل کیا جائے گا مقتول خواہ اس کا غلام ہی کیوں نہ ہو، اور جس نے کسی شخص کے کسی عضو پر ظلم ڈھایا اور اسے تلف کر ڈالا تو اس پر اس کا مواخذہ ہوگا اور قصاص میں اس کے عضو کو تلف کیا جائے گا، مگر جمہورِ علماء کے نزدیک غلام و آزاد کے مابین قصاص نہیں ہے دونوں کے مابین عدمِ مساوات اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد والدارمي.

التخريج: سمرة بن جندب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جدع : الجدع: هو قطع الأنف، أو الأذن، أو الشفة، وهو بالأنف أخص.

فوائد الحديث:

١. إثبات القصاص في الجنايات، وأنَّ من قتل عمدًا، أو من أتلف طرفًا أو عضوًا من إنسان؛ كأنفه، أو خصيته عمدًا اقتص منه بمثل ذلك الطرف.
٢. ثبوت القصاص بين السيد وعبده؛ لكن نفاه الجمهور لضعف الحديث ولعدم التكافؤ بين الحر والعبد.
٣. ثبوت القصاص في الأطراف.
٤. عدل الإسلام في القصاص.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - المؤلف سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي - المؤلف محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. سنن ابن ماجه -المؤلف ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. السنن الصغرى للنسائي -المؤلف أحمد بن شعيب ، النسائي -تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة-مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب- الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة

العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. سبل السلام - المؤلف محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ. ذخيرة العقبى في شرح المجتبى- المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي،دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م. ضعيف سنن الترمذي- المؤلف محمد ناصر الدين الألباني - أشرف على طباعته والتعليق عليه: زهير الشاويش- المكتب الاسلامي – بيروت- الطبعة: الأولى، ١٤١١ هـ - ١٩٩١ م.

الرقم الموحد: (58195)

من قتل مؤمنا متعمدا دفع إلى أولياء المقتول، فإن شاءوا قتلوا، وإن شاءوا أخذوا الدية، وهي ثلاثون حقة، وثلاثون جذعة، وأربعون خلفة، وما صالحوا عليه فهو لهم

جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کردیں اور چاہیں تو اس سے دیت لیں، دیت کی مقدار تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ ہے اور جس چیز پر وارث مصالحت کرلیں وہ ان کے لیے ہے۔

٢٠٦١. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قَتَل مؤمِنا متعمِّدًا دُفِعَ إلى أولياء المَقْتول، فإنْ شاءوا قَتَلوا، وإنْ شاءوا أَخَذوا الدِّيَة، وهي ثلاثون حِقَّة، وثلاثون جَذَعَة، وأَرْبعون خَلِفَة، وما صالحوا عليه فهو لهم، وذلك لتَشْدِيد العَقْل».

٢٠٦١. حديث:

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کردیں اور چاہیں تو اس سے دیت لیں، دیت کی مقدار تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ ہے اور جس چیز پر وارث مصالحت کرلیں وہ ان کے لیے ہے اور یہ دیت کے سلسلہ میں سختی کی وجہ سے ہے“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يبين الأحكام المترتبة على قتل المؤمن عمدً, وقد وضح أن أولياء المقتول من ورثته بالخيار بين أن يطالبوا بالقصاص فيقتله الحاكم جزاء من جنس عمله, وبين أن يرضوا بالدية المذكورة في الحديث, وهي ثلاثون حقة وثلاثون جذعة وثلاثون ناقة حاملا في بطونها أولادها, كما جاء في الحديث أن لأولياء المقتول أن يأخذوا ما زاد على ذلك مما تصالحوا عليه, ثم بيَّن أن هذه الدية -وهي دية القتل العمد- دية مغلظة مشددة لما فيها من العمد, والقصد إلى القتل.

اجمالی معنی:

یہ حدیث ان احکام کو بیان کر رہی ہے جو کسی مومن کو عمداً قتل کرنے کی وجہ سے لاگو ہوتے ہیں۔ اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مقتول کے ورثاء کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قصاص کا مطالبہ کریں تو حاکم اس کو قتل کرے گا اور یہ اس کے عمل کی جنس کے حساب سے اس کی سزا ہوگی۔ یہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر وہ حدیث میں مذکور دیت پر راضی ہو جائیں (تو اس کے مطابق فیصلہ ہو گا) اور وہ دیت تیس حقہ، تیس جذعہ اور تیس حاملہ اونٹیاں ہوں گی کہ جن کے پیٹوں میں بچے موجود ہوں۔ اسی طرح حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء اس سے زائد کسی چیز کے ساتھ مصالحت پر راضی ہوں تو لے سکتے ہیں۔ اس حدیث میں جو دیت بیان کی گئی ہے (قتل عمد کی دیت) یہ انتہائی سخت دیت ہے کیونکہ اس میں قتل کی نیت اور ارادہ پایا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- متعمدًا : العمد عكس الخطأ, والعمد في باب القتل أن يقصد من يعلمه آدميًّا معصومًا فيقتله بما يغلب على الظن قتله به.
- أولياء المقتول : ورثته.
- فإن شاءوا قتلوا : قتلوه بدل قتيلهم.
- أخذوا الدية : دية المقتول, والدية: المال المدفوع إلى المجني عليه أو إلى وليه بسبب الجناية.

- حِقَّةٌ : هي من الإبل ما دخلت في السنة الرابعة، سمِّيت بذلك؛ لأنَّها استحقت الركوب والحمل والوطء.
- جذعة : هي من النوق ما دخلت في السنة الخامسة، سميت بذلك؛ لأنَّها أسقطت مقدم أسنانها.
- خَلِفة : الحامل من النوق.
- وما صالحوا عليه : أي: من غير ما ذكر، أو في تعيين زمان العطاء ومكانه.
- فهو لهم : المصالح عليه جائز للمصالحين أو ثابت لأولياء المقتول.
- ذلك تشديد العقل : أي: القسم المذكور من العقل هو قسم غليظ, والعقل الدية, وسميت بذلك لأن القاتل يجمعها ويعقلها بفناء أولياء المقتول ليتقبلوها منه فسميت عقلاً.

فوائد الحديث:

١. جواز الصلح في الدماء على أكثر من الدية أو أقل.

٢. أنَّ الأصل في الدية هي الإبل، وأنَّ الأجناس الباقية هي أبدال؛ ذلك أنَّ الإبل هي التي يدخلها التغليظ والتخفيف.

٣. حرمة قتل النفس المعصومة وتشديد الشريعة في ذلك.

٤. أن أولياء المقتول مخيرون بين أن يطالبوا بالقصاص من القاتل المتعمد, وبين أن يأخذوا الدية.

٥. أنَّ دية القتل العمد دية مغلظة, وهي: ثلاثون حِقة، وثلاثون جذعة، وأربعون خلِفَة في بطونها أولادها.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. - سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ -سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -توضِيحُ الأحكامِ مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م -حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه, محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي, دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. -التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير, محمد بن إسماعيل الصنعاني المعروف بالأمير, حققه مُحَمَّد صُبْحِي بن حَسَن حَلّاق, مَكتَبَةُ الرُّشد، الرياض - المملكة الْعَرَبيَّة السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ- ٢٠١٢ م. -الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني ومعه بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني, أحمد بن عبد الرحمن بن محمد البنا الساعاتي, دار إحياء التراث العربي, الطبعة: الثانية. -منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ- نيل الأوطار، للشوكاني. الناشر: دار الحديث، مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58208)

من قذف مملوكه، وهو بريء مما قال، جلد يوم القيامة، إلا أن يكون كما قال

جس نے اپنے مملوک (غلام یا باندی) پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس تہمت سے بری تھا تو اسے قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے اِلّا یہ کہ وہ ویسے ہی رہا ہو جیسے اس نے کہا تھا۔

٢٠٦٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت أبا القاسم -صلى الله عليه وسلم- يقول: «من قَذَفَ مَمْلُوكَهُ، وهو بَرِيءٌ مما قال جُلِد يوم القيامة إلا أن يكون كما قال».

٢٠٦٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جس نے اپنے مملوک (غلام یا باندی) پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس تہمت سے بری تھا تو اسے قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے اِلّا یہ کہ وہ ویسے ہی رہا ہو جیسے اس نے کہا تھا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا قذف السيدُ مملوكه فلا يقام عليه الحد في الدنيا؛ ذلك أنَّ الحدود كفارات لمن أقيمت عليه، وما دام أنَّه سيلحقه العذاب في الآخرة، ويحد لذلك، فإنَّه لا يحد في الدنيا، وعدم إقامة الحد عليه في الدنيا إجماع من العلماء. ولا يُحَدُّ السيد لأنه لا يقذف مملوكه إلا عن يقين وغلبة ظن غالبا؛ لأن قيمته ستنزل مع القذف وفي هذا ضرر عليه. وفي هذا الحديث تخصيص لقوله -تعالى-: (والذين يرمون المحصنات ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة).

اجمالی معنی:

جب آقا اپنے مملوک پر تہمت لگا دے تو دنیا میں اس پر حد نافذ نہیں کی جائے گی کیونکہ حدود کی سزائیں اس شخص کے لیے کفارہ ہوتی ہیں جس پر وہ نافذ کی جائیں اور اس شخص کو چونکہ آخرت میں عذاب ہوگا اور اس تہمت لگانے کی وجہ سے اس پر حد جاری کی جائے گی اس لیے دنیا میں اس پر حد نافذ نہیں کی جاتی۔ دنیا میں اس پر حد کے جاری نہ کیے جانے کے بارے میں علماء کا اجماع ہے۔ آقا پر حد اس لیے نہیں لگائی جاتی کیونکہ وہ عام طور پر اپنے مملوک پر تہمت صرف اسی وقت لگاتا ہے جب اسے یقین اور غالب گمان ہو جائے کیونکہ تہمت لگانے کی وجہ سے مملوک کی قیمت کم ہو جاتی ہے اور اس میں اسی کا نقصان ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تخصیص ہے کہ ''وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً'' (النور: ٤)۔ ترجمہ: ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسّی دُرّے مارو''۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري وهو في بلوغ المرام مختصراً.

معاني المفردات:

- قَذَفَ : القذف هو الرمي بوطء يوجب الحد على المقذوف.
- مملوكه : هو العبد أو الأمة التي يملكها السيد بسبب شرعي صحيح كجهاد.

فوائد الحديث:

١. إذا قذف السيد مملوكه، فلا يقام عليه الحد في الدنيا؛ ذلك أنَّ الحدود كفارات لمن أقيمت عليه، وما دام أنَّه سيلحقه العذاب في الآخرة، ويحد لذلك، فإنَّه دليل على أنَّه لا يحد في الدنيا، وعدم إقامة الحد عليه في الدنيا إجماع العلماء.

٢. يحرم على السيد أن يقذف مملوكه، وهو كاذب عليه في ذلك.

٣. في الحديث صيانة للأعراض ولو كانوا أرقاء.

٤. ثبوت الملكية للبشر إذا كان بسبب صحيح، وهو إجماع.
٥. أن الجزاء كما يكون في الدنيا يكون في الأخرة
٦. إثبات يوم القيامة.
٧. لا حد على السيد إذا كان الأمر كما قال.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ، منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨.
بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض- الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. الموسوعة الفقهية الكويتية-صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت الطبعة: من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـالأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دارالسلاسل - الكويت ..الأجزاء ٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة – مصر-..الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

الرقم الموحد: (58244)

من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا إلا أن يموت

جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، اس کو جنت مین داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز روکنے والی نہیں۔

٢٠٦٣. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت». وفي رواية: «وقل هو الله أحد».

٢٠٦٣. حدیث:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، اس کو جنت مین داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز روکنے والی نہیں۔" اور ایک روایت میں : "وقل ھو اللہ أحد" (یعنی "قل ھو اللہ أحد" بھی پڑھے) کے لفظ کا اضافہ ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف فضل قراءة آية الكرسي، وهي في سورة البقرة: {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ} [البقرة: ٢٥٥] دبر كل صلاة، والفضل هو دخول الجنة أو أن دخول الجنة يكون إن مات من ساعته تلك.

اجمالی معنی :

یہ حدیث ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ آیت الکرسی سورۃ البقرۃ میں ہے : {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ} [البقرۃ : ٢٥٥] اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا یا مرتے ہی جنت میں داخل ہوجائے گا۔

راوي الحديث: رواه النسائي، والرواية الأخرى أخرجها الطبراني.

التخريج: أبو أمامة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الكرسي : قد جاءت الأحاديث أنه موضع القدمين للرب -تبارك وتعالى-.
- الآية : العلامة الظاهرة، وتطلق على طائفة حروف من القرآن، علم بالتوقيف انقطاعها عما قبلها، وعما بعدها من الكلام.

فوائد الحديث:

١. فضل هذه الآية العظيمة؛ لما اشتملت عليه من الأسماء الحسنى، والصفات العلى، والوحدانية، والحياة الكاملة، والقيومية الدائمة، والعلم الواسع، والملكوت المحيط، والقدرة العظيمة، والسلطان القويم، والإرادة النافذة.
٢. المراد بالدبر هنا ما بعد السلام؛ لأن ما قبل السلام ليس محلاً للقرآن، وإنما محله القيام، فهذه قرينة على أن المراد ما بعد السلام.
٣. استحباب قراءة تلك الآية العظيمة، وهذه السورة الشريفة بعد كل صلاة مفروضة؛ ليكتمل بهما ذكره لربه، ويرفع بهما ما نقص من صلاته، وليجدد إيمانه كل يوم خمس مرات، بتلاوة أسماء الله الحسنى، وصفاته العلى.
٤. إثبات الجزاء الأخروي، وأنَّ أوله نعيم القبر، أو عذابه، وأنَّ نعيم القبر جزء من نعيم الجنة، كما أنَّ عذاب القبر جزء من عذاب النار؛ لقوله تعالى: {النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (٤٦)} سورة غافر.
٥. انَّ الأعمال الصالحة سبب لدخول الجنة، كما قال تعالى: {جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٧)} سورة السجدة.

المصادر والمراجع:

توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥هـ- ٢٠١٤ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ السنن الكبرى، للإمام النسائي، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١ م. المعجم الكبير، للطبراني، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة.

الرقم الموحد: (10950)

من مس ذكره فليتوضأ

٢٠٦٤. الحديث:

عن عروة قال: دخلت على مروان بن الحكم فذَكَرْنا ما يكون منه الوضوء، فقال مروان: ومن مَسِّ الذَّكَر؟ فقال عروة: ما علمت ذلك، فقال مروان: أخبرتني بُسْرَة بنت صفوان، أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «مَنْ مَسَّ ذَكَرَه فليتوضأ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يخبر عروة -رحمه الله- أنه دخل على مروان بن الحكم وكان أميرا على المدينة في ذلك الوقت " فذَكَرْنا ما يكون منه الوضوء " أي تذاكرنا وبحثنا في نواقض الوضوء والأشياء التي ينتقض بها الوضوء . فقال مروان: " ومِنْ مَسِّ الذَّكر " ، يعني: ومما يحصل به نقض الوضوء، مَسّ الذَّكَر فقال عروة: "ما علمت ذلك"، يعني: ما أعلم دليلا، وليس عندي علم في ذلك عن رسول الله _ صلى الله عليه وسلم _ . فقال مروان: حدثتني بُسْرَة بِنْتُ صفوان _ رضي الله عنها _ أن النبي _ صلى الله عليه وسلم _ قال: (مَنْ مَسَّ ذَكَرَه فليتوضأ) وفي رواية الترمذي : " فلا يصَلِ حتى يتوضأ " وهذه الرواية نصٌ في أن مَسَّ الذَّكَر ناقضٌ للوضوء سواء كان لشهوة أو لغير شهوة وسواء قصد مسه أو لم يقصد، لكن بشرط أن يحصل المَسُّ مباشرة، أي من غير حائل بينهما، أما إذا كان من وراء حائل فلا يؤثر مَسُّه؛ لعدم وجود حقيقة المسِّ؛ لأن المَسَّ هو مباشرة العضو العضوَ؛ يدل لذلك ما رواه النسائي وغيره : " إذا أفْضَى أحدكم بيده إلى فَرْجِه وليس بينها سِتْر ولا حائل فليتوضأ ".

سبل السلام (٩٧/١) فتح ذي الجلال والإكرام (٢٦٠/١ ، ٢٦١) توضيح الأحكام(٢٩٨/١)

جو اپنے آلہ تناسل کو چھوئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

٢٠٦٤. حدیث:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مروان بن حکم کے پاس آیا۔ جن وجوہات کی بنا پر وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کے بارے میں ہمارے مابین گفتگو ہوئی۔ مروان نے پوچھا کہ کیا آلہ تناسل کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اس پر مروان نے کہا کہ مجھے بُسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے آلہ تناسل کو چھوئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: عروہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ وہ مروان بن حکم کے پاس گئے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا۔ "فذَكَرْنا ما يكون منه الوضوء"۔ یعنی ہمارے مابین ان باتوں اور اشیاء کے بارے میں گفتگو اور بحث چل نکلی جن کی وجہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ مروان نے کہا کہ "ومِنْ مَسِّ الذَّكَر"۔ یعنی جن چیزوں کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان میں سے ایک آلہ تناسل کو چھونا بھی ہے۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "ما علمت ذلك"۔ یعنی مجھے اس کی دلیل کا علم نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی کوئی حدیث میرے پاس ہے۔ اس پر مروان نے کہا کہ مجھے بُسرَہ بنت صفوان نے خبر دی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جو اپنے آلہ تناسل کو چھوئے اسے چاہیے کہ وہ دوبارہ وضو کرے''۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ "وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک کہ وہ وضوء نہ کرلے''۔ یہ روایت تو اس بات کی کھلی وضاحت ہے کہ آلہ تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے شہوت کے ساتھ چھوا جائے یا پھر بغیر شہوت کے ساتھ اور چاہے اس شخص نے چھونے کا ارادہ کیا ہو یا ارادہ نہ کیا ہو۔ تاہم اس سلسلے میں شرط یہ ہے کہ یہ چھونا براہ راست ہو اور درمیان میں کوئی شے حائل نہ ہو۔ اگر درمیان میں کوئی شے حائل ہو تو پھر چھونے سے کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اب درحقیقت مس ہوا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مس کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایک عضو براہ راست دوسرے عضو کے ساتھ لگے۔ اس پر نسائی کی روایت کردہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے "إذا أفضَى أحدكم بيده إلى فَرْجِه وليس بينها سِتْر ولا حائل فليتوضأ" (یعنی جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو اس طرح سے ہاتھ لگالے کہ درمیان میں کوئی پردہ یا آڑ نہ

ہو تو اسے چاہیے کہ وہ وضوء کرے‘‘)۔ سبل السلام (۱/۹۷) فتح ذي الجلال والإكرام (۱/۲٦۰، ۲٦۱) توضيح الأحكام (۱/۲۹۸)۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه

التخريج: بسرة بنت صفوان _ رضي الله عنها _

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود

فوائد الحديث:

١. فيه أن مَسَّ الذَّكر ينقض الوضوء، سواء كان بشهوة أو بغير شهوة وسواء حصل المَسُّ بقصد أو بغير قصد.

٢. فيه حرص عروة ومروان على تحصيل العلم

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. صحيح أبي داود – الأم -محمد ناصر الدين، الألباني (المتوفى: ١٤٢٠هـ) مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

الرقم الموحد: (8397)

من نام عن وتره، أو نسيه، فليصله إذا ذكره

جو وتر پڑھے بغیر سوجائے، یا اسے پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے اس وقت اسے پڑھ لے۔

٢٠٦٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعًا: «من نام عن وتره، أو نسيه، فَلْيُصَلِّه إذا ذكره».

٢٠٦٥. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو وِتر پڑھے بغیر سوجائے، یا اسے پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے اس وقت اسے پڑھ لے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من نام عن وتره حتى أصبح، أو نسيه فإنه يصليه بعد طلوع الفجر، أداءً لا قضاءً، فيبين الحديث الشريف جواز صلاة الوتر ولو بعد طلوع الفجر الثاني لمن نسيه أو نام عنه؛ لأنه معذور شرعاً.

اجمالی معنی:

جو شخص وتر پڑھے بغیر سوجائے یہاں تک کہ صبح ہوجائے، یا اسے بھول جائے تو وہ اسے طلوعِ فجر کے بعد پڑھ لے۔ یہ اس کی طرف سے ادا ہوگی نہ کہ قضا۔ حدیث شریف میں اس بات کا بیان ہے کہ جو شخص وتر پڑھنا بھول جائے یا پھر انہیں پڑھے بغیر سوجائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ (جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو) نماز وتر پڑھ لے اگرچہ یہ ادائیگی فجر ثانی کے طلوع کے بعد ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ایسا شخص شرعاً معذور ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبوسعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

فوائد الحديث:

١. أن من نام عن الوتر فلم يستيقظ حتى طلع الصبح الثاني، أو نسيه فلم يذكره حتى طلع الفجر فإنه يصليه، ولو بعد طلوع الصبح الثاني.

٢. لا تعارض بين هذا الحديث وحديث: "من أدرك الصبح ولم يوتر، فلا وتر له"، فهذا في حق الذاكر والمستيقظ، فإن وقت الوتر عنده ينتهي بطلوع الفجر الثاني؛ بخلاف حديث الباب، فهو في حقِّ النائم والغافل، فإن هذا هو وقت الصلاة في حقه.

٣. إذا فات الوتر فإنه لا يقضيه في النهار على صفته وتراً، بل يشفعه بركعة، لفعله -صلّى الله عليه وسلّم-، فقد كان وتره إحدى عشرة ركعة، فإذا غلبه نوم أو وجع صلى بالنهار ثنتي عشرة ركعة، وهكذا يفعل من عادته أن يصلي تسعاً فيصلي بالنهار عشراً، ومن كان يصلي بالليل سبعاً فيصلي بالنهار ثماني ركعات، وهذا هو الأظهر، فإن حديث أبي سعيد مجمل، وحديث عائشة مفسر له.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، للإمام أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (11277)

نزلت هذه الآية في أهل قباء: فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين، فسألهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقالوا: إنا نتبع الحجارة الماء

یہ آیت اہلِ قبا کے بارے میں نازل ہوئی: (فیہ رجال یحبون أن یتطھروا واللہ یحب المطھرین) ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ ہم طہارت کے لیے ڈھیلوں کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

٢٠٦٦. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: نَزَلَت هذه الآية في أهل قُبَاءَ: {فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ المُطَّهِّرِين} [التوبة/١٠٨]، فَسَأَلَهُم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقالوا: إِنَّا نُتْبِعُ الحِجارةَ الماءَ.

٢٠٦٦. حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہلِ قبا کے بارے میں نازل ہوئی: {فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِين} (التوبہ: ١٠٨) ''اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے''اُن سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ ہم طہارت کے لیے ڈھیلوں کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف إحدى مناقب أهل قباء، وهي أنهم يحبون التطهر بشهادة القرآن لهم، وأنهم حين سئلوا عن السبب أخبروا بأنهم حال دخولهم الخلاء يستجمرون بالحجارة، ثم يستنجون بعده بالماء؛ وذلك أدعى لكمال إنقاء المخرج. والحديث ضعيف، وليس في الجمع بين الاستنجاء والاستجمار دليل صحيح، لكنه جائز؛ لأن الأصل الجواز ولا يوجد ما يمنع من ذلك.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اہلِ قبا کے مناقب میں سے ایک خوبی یہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ صفائی پسند لوگ تھے جس کی گواہی قرآن دے رہا ہے۔ جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ جب وہ بیت الخلاء کے لیے جاتے ہیں تو استنجاء کے لیے پہلے ڈھیلے استعمال کرتے ہیں پھر اس کے بعد پانی سے استنجاء کرتے ہیں اوران کا خیال ہے کہ اس طرح نجاست کے نکلنے کی جگہ کو اچھی طرح صاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، ڈھیلوں اور پانی دونوں کو ایک ساتھ استنجاء کے لیے استعمال کرنے کی درست دلیل نہیں ہے لیکن یہ جائز ہے۔ کیوں کہ اصل جواز ہے اور اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه البزار.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قباء : اسم لمكان قرب المدينة النبوية.
- نتبع الحجارة الماء : ينزهون أدبارهم بالحجارة من الغائط، ثم يغسلونها بالماء؛ ليحصل كمال الإنقاء.

فوائد الحديث:

١. فضل مسجد قباء.
٢. الحديث دليل على أن إزالة النجاسة من محل الخارج بتخفيفها بالحجارة، ثم إتباعها الماء هو أكمل التطهر؛ ليحصل كمال الإنقاء.
٣. الاقتصار على الماء وحده أفضل من الاقتصار على الحجارة وحدها؛ لأنه يطهر المحل.
٤. جواز الاقتصار على الحجارة وحدها، لا فرق في ذلك بين وجود الماء وعدمه، ولا بين الحاضر والمسافر والصحيح والمريض.

المصادر والمراجع:

كشف الأستار عن زوائد البزار، نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٣٩٩هـ ١٩٧٩م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10041)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تسترضع الحمقاء؛ فإن اللبن يشبه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کم عقل عورتوں سے دودھ پلانے کا مطالبہ کرنے سے منع کیا ہے؛ کیوں کہ دودھ میں مشابہت ہوتی ہے۔
٢٠٦٧. الحديث: عن زياد السهمي، قال: «نَهَى رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- أن تُسْتَرْضَعَ الْحَمْقَاءُ؛ فإن اللَّبَنَ يُشْبِهُ».	**٢٠٦٧. حديث:** زیاد سہمی رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کم عقل عورتوں سے دودھ پلانے کا مطالبہ کرنے سے منع کیا ہے؛ کیوں کہ دودھ میں مشابہت ہوتی ہے۔
درجة الحديث: لم أجد حكما لهذا الحديث عند الشيخ الألباني، وهو مرسل، والمرسل ضعيف	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: يدل هذا الحديث على أنه لا ينبغي أن يُطلب من المرأة قليلة العقل، ضعيفة البصيرة أن تُرضع الطفل؛ لأن حليبها ربما أفضى إلى الرضيع فسرى إليه وأخذ من حمقها وقلة عقلها.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے وقوف، کم عقل اور بے بصیرت عورت سے بچے کو دودھ نہیں پلانے کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اس کا دودھ بسا اوقات شیر خوار تک پہنچ کر اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور بچہ اس عورت کی بے وقوفی و کم عقلی کو قبول کرلیتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود في المراسيل والبيهقي.
التخريج: زياد السهمي -رحمه الله-
مصدر متن الحديث: مراسيل أبي داود وهو في بلوغ المرام مختصراً.

معاني المفردات:

- تُسْتَرْضع : يُطْلَب منها لتكون مرضعة للطفل الرضيع
- الحَمْقَاء : قليلة العقل، ضعيفة البصيرة
- فإن اللبن يشبه : أي: إن المرأة إذا أرضعت غلاماً فإنه ينزع إلى أخلاقها فيشبهها.

فوائد الحديث:

١. أن الرضاع الكثير في هذه السن المبكرة له دورٌ كبيرٌ في تنشئة الطفل، وبناء جسمه، فهذا الغذاء يتحول بإذن الله إلى طاقات مختلفة في الجسم، ومنها الطاقة العقلية والفكرية.
٢. أنه لا ينبغي أن نسترضع من بها عيب خُلُقي أو خَلقي يمكن أن يؤثر على الطفل.
٣. أنه يدل على العناية باللبن الذي يَرْضَعُه الطفل، وأن يكون من امرأة سليمة من جميع النواحي.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - المراسيل، لأبي داود. المحقق: شعيب الأرناؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت. الطبعة: الأولى، ١٤٠٨.

الرقم الموحد: (58180)

نهي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يتخلى الرجل تحت شجرة مثمرة، ونهى أن يتخلى على ضفة نهر جار

٢٠٦٨. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنه- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يَتَخَلَّى الرَّجل تحت شجرة مُثْمِرَةٍ، ونهى أن يَتَخَلَّى على ضَفَّةِ نهر جَار».

درجة الحديث: ضعيف جداً

المعنى الإجمالي:

معنى حديث :"نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يَتَخَلَّى الرَّجل تحت شجرة مُثْمِرَةٍ". يعني: لا يجوز للإنسان أن يقضي حاجته ببول أو غائط تحت الأشجار التي لها ثمار ينتفع منها إما بالأكل أو غيره من أوجه الانتفاع؛ لأن فعله هذا يقذِّرها على الناس، ولأنها ربَّما سقطت منها بعض الثِّمار فتتلوث بالنجاسات، ورُبَّما تَشَرَّبت الأشجار من هذه النَّجاسات، فأثَّر ذلك على ثَمرها، وبالتالي يَحرِم الناس من الانتفاع بها. أما الأشجار التي ثَمَرها لا يُنتفع به أو لا ثَمرة لها ، فلا مانع من قضاء الحاجة تحتها؛ لأن فعله هذا لا يترتب عليه إضرار بالناس، إلا إذا كان لها ظِل يُنتفع به، فلا يجوز قضاء الحاجة تحتها؛ لأن فيها نفع للناس. "ونهى أن يَتَخَلَّى على ضَفَّةِ نَهر جَار". يعني : نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقضي الإنسان حاجته ببول أو غائط على ضَفَّةِ النَّهر؛ لأنه من مرافق الناس التي يَرِدون إليها، ومثله السَّواقي والجَريات التي يجري فيها الماء إلى المزارع أو السَّواقي والجَوابي التي يجتمع فيها الماء. هذا الحديث ضعيف، لكن تحريم قضاء الحاجة في أماكن انتفاع الناس مستفاد من أدلة صحيحة، فعن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «اتقوا اللعانين» قالوا: وما اللعانان يا رسول الله؟ قال: «الذي يتخلى في طريق الناس، أو في ظلهم». رواه مسلم (١/ ٢٢٦) (ح٢٦٩).

رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی پھلدار درخت کے نیچے اور جاری وساری نہر کے کنارے پر بیٹھ کر قضائے حاجت کرے۔

٢٠٦٨. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی پھلدار درخت کے نیچے اور جاری و ساری نہر کے کنارے پر بیٹھ کر قضائے حاجت کرے“۔

حدیث کا درجہ: ضعیف جدًا (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم : "رسول اللہ ﷺ نے پھل دار درخت کے نیچے قضائے حاجت سے منع فرمایا ہے“۔ یعنی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان پھل دار درختوں کے نیچے بیٹھ کر قضائے حاجت یعنی بول و براز کرے جن کا پھل کھایا جاتا ہو یا پھر ان سے دیگر طریقوں سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ کیونکہ اس کے اس عمل سے لوگ ان درختوں سے گھن کھانے لگیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کچھ پھل گر کر ان گندگیوں سے مل جائیں یا پھر یہ نجاستیں ان درختوں میں سرایت کر جائیں اور اس سے ان کے پھل متاثر ہوں اور نتیجتًا اس کا یہ عمل لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دے۔ باقی رہے وہ درخت جن کے پھلوں سے نفع نہیں اٹھایا جاتا یا پھر ان کو پھل لگتا ہی نہیں تو ان کے نیچے قضائے حاجت کی ممانعت نہیں۔ کیونکہ اس کے اس فعل سے لوگوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ماسوا اس کے کہ یہ سایہ دار ہوں اور ان کے سایہ سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔ اس صورت میں ان کے نیچے بھی قضائے حاجت کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ "اور نبی ﷺ نے جاری و ساری نہر کے کنارے پر قضائے حاجت سے منع فرمایا۔" یعنی نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ انسان نہر کے کنارے پر قضائے حاجت کرے کیونکہ نہر لوگوں کی ضروریاتِ زندگی میں سے ہے جس پر وہ آتے جاتے ہیں۔ یہی حکم نالوں اور چھوٹی نالیوں کا ہے جن میں پانی بہہ کر کھیتوں کی طرف جاتا ہو یا ان ندیوں اور تالابوں کا ہے جن میں پانی جمع ہوتا ہو۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن ان جگہوں پر قضائے حاجت کرنے کی حرمت جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں دیگر صحیح دلائل سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو لعنت کا سبب بننے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! دو لعنت کا سبب بننے والی چیزیں کون

سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کے راستے یا پھر ان کے سایے کی جگہوں پر قضائے حاجت کرتا ہے''۔ مسلم (۲۲٦/۱) (حدیث: ۲٦۹)

راوي الحديث: رواه الطبراني في المعجم الأوسط.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَتَخَلَّى : المراد بالتخلِّي: قضاء الحاجة.
- مُثْمِرَةٍ : أي: لها ثَمر يُنتفع به.
- ضَفَّةِ : أي: جانب النَّهر وحَافَته.

فوائد الحديث:

١. البُعد عن الألفاظ المُسْتَقْبَحة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "يتخلَّى" والتخلِّي: يُراد به التغوُّط، فَعَدل به إلى غيره مما لا يستقبح.
٢. تحريمُ البول أو التغوُّط، تحت الأشجار المُنتفع بها، ويدخل فيه كل ما فيه نَفع للناس.
٣. احترامُ الأطعمة والأشربة، فلا يجوزُ إهانتها بالنَّجاسات، ولا تقذيرُ أصول الشَّجر بالنَّجاسة؛ لأنَّه يتحلَّلُ فتمتصُّه جُذورها، فيصِل إلى فروعِها وثمارِها؛ فتتغذَّى بالنَّجاسة، والنَّجاسةُ ولو استحالَتْ فهي مكروهة مُسْتَقْذَرة.
٤. شُمول الشريعة؛ فإنَّها لم تترك خيرًا إلاَّ دَعَتْ إليه، ولا شرًّا إلاَّ حذَّرَتْ منه، حتى في أمور التخلِّي فقد بيَّنَتْ لهم الأمْكِنة التي يجبُ بُعدهم عنها.
٥. رعاية الشريعة الإسلامية لحفظ حقوق الناس؛ لذلك مَنَعت من التخلِّي فيما لهم فيه حَق.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10050)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الفضة بالفضة، والذهب بالذهب، إلا سواء بسواء، وأمرنا أن نشتري الفضة بالذهب، كيف شئنا، ونشتري الذهب بالفضة كيف شئنا

رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی چاندی اور سونے کی سونے کے ساتھ خرید و فروخت سے منع فرمایا ماسوا اس کے کہ دونوں برابر سرابر ہوں اور ہمیں اجازت دی کہ ہم چاندی کو سونے کے بدلے میں جیسے چاہیں اور سونے کو چاندی کے بدلے میں جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔

٢٠٦٩. الحديث:

عن أبي بكرة -رضي الله عنه- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الفضة بالفضة، والذهب بالذهب، إلا سَوَاءً بسوَاءٍ، وأمرنا أن نشتري الفضة بالذهب، كيف شئنا. ونشتري الذهب بالفضة كيف شئنا، قال: فسأله رجل فقال: يدا بيد؟ فقال: هكذا سمعت».

٢٠٦٩. حدیث:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی چاندی اور سونے کی سونے کے ساتھ خرید و فروخت سے منع فرمایا ماسوا اس کے کہ دونوں برابر سرابر ہوں اور ہمیں اجازت دی کہ ہم چاندی کو سونے کے بدلے میں جیسے چاہیں اور سونے کو چاندی کے بدلے میں جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ: نقد بہ نقد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: میں نے ایسے ہی سنا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما كان بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، متفاضلا ربًا، نهى عنه ما لم يكونا متساويين، وزنًا بوزن أما بيع الذهب بالفضة، أو الفضة بالذهب، فلا بأس به، وإن كانا متفاضلين، على أنه لابد في صحة ذلك من التقابض في مجلس العقد، وإلا كان ربا النسيئة المحرم، لأنه لما اختلف الجنس جاز التفاضل، وبقي شرط التقابض، لعلة الربا الجامعة بينهما.

اجمالی معنی:

چوں کہ سونے کی سونے اور چاندی کی چاندی کے ساتھ زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت سود ہوتی ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا اِلّا یہ کہ دونوں کا وزن برابر نہ ہو (دریں صورت دونوں کا تبادلہ جائز ہے)۔ تاہم سونے کی چاندی اور چاندی کی سونے کے بدلے میں خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اگرچہ یہ (وزن میں) زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ تاہم اس خرید و فروخت کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مجلس عقد ہی میں دونوں اطراف کا قبضہ ہو جائے بصورت دیگر یہ ربا النسیئہ بن جائے گا جو کہ حرام ہے کیونکہ جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے مقدار میں زیادتی تو جائز ہے تاہم (مجلس عقد ہی میں) باہمی طور پر قبضہ میں لینے کی شرط ہنوز باقی ہے کیونکہ دونوں میں ربا کی علت پائی جاتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عن الفضة بالفضة : عن بيع الفضة بالفضة.
- والذهب بالذهب : وعن بيع الذهب بالذهب.
- إلا سواء بسواء : متساويين.
- كيف شئنا : بالنسبة إلى التفاضل والتساوي لا إلى الحلول والتأجيل، فيجوز أن يبيع دينار ذهب بعشرة دراهم فضة، ولا يشترط التساوي، ولكن يشترط التقابض؛ لحديث: "فإذا اختلفت الأجناس فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد."
- قال : عبد الرحمن بن أبي بكرة راوي الحديث عن أبيه.

فوائد الحديث:

١. تحريم بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، متفاضلين، لاجتماع الثمن والمثمن، في جنس واحد من الأجناس الربوية.

٢. إباحة بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، بشرطين: الأول: التماثل منهما، فلا يزيد أحدهما على الآخر. والثاني: التقابض في مجلس العقد بينهما. وما يقال في الذهب والفضة، يقال في جنس واحد من الأجناس الربوية، حينما يباع بعضه ببعض، كالبر بالشعير.

٣. جواز بيع الذهب بالفضة، أو الفضة بالذهب متفاضلين، لكون كل واحد منهما من جنس غر جنس الآخر، وإنما يشترط التقابض. وكذا يقال في كل جنس بيع بغير جنسه من الأجناس الربوية، فلا بأس من التفاضل بينهما. ولكن يشترط التقابض عند انفاق العلة.

٤. لابد في بيع الذهب بالفضة، أو الفضة بالذهب، من التقابض بينهما في مجلس العقد. فإن تفرقا قبل القبض، بطل العقد، لاجتماعهما في العلة الربوية. وكذا كل جنسين اتفقا في العلة الربوية، وهي الكيل في الأشياء المطعومة، أو الوزن في الأشياء المطعومة، فلابد من التقابض بينهما في مجلس العقد.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق -مكتبة الصحابة- الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـأ.

الرقم الموحد: (5921)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن المزابنة: أن يبيع ثمر حائطه إن كان نخلا: بتمر كيلا، وإن كان كرما: أن يبيعه بزبيب كيلا، أو كان زرعا: أن يبيعه بكيل طعام، نهى عن ذلك كله

رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ یعنی باغ کے پھلوں کو اگر وہ کھجور ہیں تو خشک کھجور کے بدلے میں ناپ کر بیچا جائے۔ اور اگر انگور ہیں تو اسے خشک انگور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر وہ کھیتی ہے تو ناپ کر غلہ کے بدلے میں بیچا جائے۔ آپ نے ان تمام قسم کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔

٢٠٧٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن المُزَابَنَةِ: أن يبيع ثَمَرَ حَائِطِهِ إن كان نَخْلًا: بتَمْرٍ كَيْلًا، وإن كان كَرْمًا: أن يبيعه بزبيب كَيْلًا، أو كان زَرْعًا: أن يبيعه بكَيْلِ طعام، نهى عن ذلك كله».

٢٠٧٠. حديث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ''بیع مزابنہ'' سے منع فرمایا۔ یعنی باغ کے پھلوں کو اگر وہ کھجور ہیں تو خشک کھجور کے بدلے میں ناپ کر بیچا جائے۔ اور اگر انگور ہیں تو اسے خشک انگور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر وہ کھیتی ہے تو ناپ کر غلہ کے بدلے میں بیچا جائے۔ آپ ﷺ نے ان تمام قسم کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن المزابنة، التي هي بيع المعلوم بالمجهول من جنسه، لما في هذا البيع من الضرر، ولما فيه من الجهالة بتساوي المبيعين المفضية إلى الربا وقد ضُربت لها أمثلة توضحها وتبينها. وذلك، كأن يبيع ثمر بستانه إن كان نخلا، بتمر كيلا، وإن كان عنبا أن يبيعه بزبيب كيلا، أو إن كان زرعًا أن يبيعه بكيل طعام من جنسه، نهى عن ذلك كله، لما فيه من المفاسد، والأضرار.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے 'بیع مزابنہ' سے منع فرمایا۔ بیع مزابنہ سے مراد معلوم مقدار والی شے کی مجہول مقدار والی شے سے فروخت ہے۔ اس کی ممانعت اس لیے ہے کیونکہ اس میں ضرر ہوتا ہے اور اس میں دونوں فروخت کردہ اشیاء کی مقدار میں جہالت ہوتی ہے جو ربا کا سبب بنتی ہے۔ اس کی کئی مثالیں دی گئی ہیں جو اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کے پھل کو اگر وہ کھجور ہو تو اسے ٹوٹی ہوئی خشک کھجور کے عوض میں بیچ دے اور اگر انگور ہو تو اسے ناپ کر کشمش کے بدلے بیچ دے اور اگر کھیتی ہو تو اسے ناپ کر اسی جنس کی خوراک سے بیچ دے۔ آپ ﷺ نے ان تمام قسم کی بیوع کو ان میں پوشیدہ مفاسد اور نقصانات کی وجہ سے منع فرمایا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المزابنة : من الزبن وهو: الدفع، وحقيقتها بيع معلوم بمجهول من جنسه وما ذكر في الحديث لها أمثلة.
- ثمر : بفتح الثاء والميم: الرطب.
- كيلا : الكيل تقدير الحجم، وذكر الكيل ليس بقيد في هذه الصورة، وإنما هو صورة المبايعة التي وقعت حينئذ.
- كرما : -بفتح الكاف وسكون الراء-: شجر العنب، والمراد منه هنا نفس العنب.
- حائطه : الحائط: البستان.

فوائد الحديث:

١. النهي عن المزابنة.
٢. تعريفها بهذه الصور، التي توضح أصلها.

٣. أن بيوعاتها فاسدة؛ لأن النهي يقتضي الفساد.

٤. حكمة النهي عنها، ما فيها من المخاطرة والقمار؛ لأنها بيع معلوم بمجهول، ولما فيها من بيع النوعين الربويين المجهولين؛ لأنه لا بد في صحة بيعهما من العلم بالتساوي، فأما مع الجهل بتساويهما، فهو مظنة الربا، فيحرم.

٥. تحريم بيع الرطب بالتمر، لعدم العلم بالتساوي ولو تحرى في تساويهما، بل يدل على تحريم بيع كل نوعين ربويين، جهل تساويهما إما لكونهما اختلفا في الرطوبة، أو اليبوسة، و إما لكون أحدهما حبًّا والآخر طحيناً، أو أحدهما مطبوخا والآخر نيئا، أو غير ذلك مما لا يعلم معه التساوي بينهما.

٦. جواز تسمية العنب كرمًا، وحديث النهي عن تسميته بذلك للتنزيه والكراهة.

٧. مراعاة تجنب الربا ولو على وجه بعيد؛ لأنه حرم بيع الرطب بالتمر، والزبيب بالعنب، وكذلك الزرع بالحب.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري، مطبعة السعادة، الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة العاشرة ١٤٢٦هـ، ولم أستطع أن أهتدي للطبعة التي يحيل عليها الباحث ولكن تأكدت من صحة المعلومات من خلال هذه الطبعة. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، لفيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية، ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5848)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن بيع الذهب بالورق دَينًا

رسول اللہ ﷺ نے سونے کے بدلے چاندی اُدھار بیچنے سے روکا ہے۔

٢٠٧١. الحديث:

عن أبي المنهال قال: «سألت البراء بن عازب، وزيد بن أرقم، عن الصَّرْفِ؟ فكل واحد يقول: هذا خير مني. وكلاهما يقول: نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن بيع الذهب بالوَرِقِ دَيْنَاً».

٢٠٧١. حدیث:

ابوالمنہال کہتے ہیں کہ میں نے بیع صرف کے بارے میں براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں (اس لیے ان سے پوچھ لو)۔ ان دونوں ہی کا کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کے بدلے چاندی اُدھار بیچنے سے روکا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل أبو المنهال، البراء بن عازب، وزيد ين أرقم، عن حكم الصرف، الذي هو بيع الأثمان بعضها ببعض. فمن ورعهما -رضي الله عنهما-، أخذا يتدافعان الفتوى، ويحتقر كل واحد منهما نفسه بجانب صاحبه. ولكنهما اتفقا على حفظهما: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الذهب بالفضة دَيناً، لاجتماعهما في علة الربا، فحينئذ لابد فيهما من التقابض في مجلس العقد، وإلا لما صح الصرف، وصار ربا بالنسيئة. تنبيه: الربا معاملة مالية محرمة، وتنقسم إلى قسمين: الأول ربا الديون، وهي أن يزيد في مقدار الدين الثابت مسبقًا مقابلة الزيادة في الأجل، والثاني ربا البيوع، وهي الزيادة أو التأجيل في أصناف معينة، تسمى الأصناف الربوية، مثل الذهب بالذهب والبر بالبر.

اجمالی معنی:

ابوالمنہال نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم دریافت کیا۔ بیع صرف سے مراد ثمن (سونا، چاندی) کو ایک دوسرے کے ساتھ بیچنا ہے۔ اپنے تقوی کی بنا پر ان (دونوں صحابہ) میں سے ہر ایک فتوی کو دوسرے کی طرف ریفر کرنے لگا (کہ اس سے پوچھ لیا جائے۔) اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلے میں اپنے آپ کو کم تر سمجھ رہا تھا۔ تاہم یہ حدیث دونوں ہی کو یاد تھی کہ ''رسول اللہ ﷺ نے سونے کے بدلے چاندی ادھار بیچنے سے روکا ہے۔ کیونکہ ان میں علتِ ربا پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس صورت میں ضروری ہے کہ مجلسِ عقد ہی میں ان پر قبضہ کیا جائے ورنہ بیع صرف درست نہیں ہوگی اور یہ ربا النسیئہ بن جائے گی۔ نوٹ: 'ربا' لین دین کی ایک حرام صورت ہے جس کی دو قسمیں ہیں: اول: ربا الدیون۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قرض کی پہلے سے موجود مقدار میں قرض کی ادائیگی کی مدت میں بڑھوتری کی وجہ سے اضافہ کر دیا جائے۔ دوم: ربا البیوع: اس سے مراد کچھ اشیاء میں بڑھوتری کرنا یا پھر ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے۔ ان اشیاء کو ربوی اشیاء کہا جاتا ہے مثلاً سونے کی سونے کے بدلے میں بیع اور گندم کی گندم کے بدلے میں بیع۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: البراء بن عازبٍ، وزيدُ بن أرقَمَ -رضي الله عنهم-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الصرف : بيع الدراهم بالذهب أو عكسه.
- الورق : الفضة.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الذهب بالفضة، أو الفضة بالذهب، مع تأجيلهما أو تأجيل أحدهما، فلابد من التقابض في مجلس العقد.
٢. صحة بيع أحد النقدين بالآخر مع التقابض في مجلس العقد، لأنه صرف.

٣. ما كان عليه السلف -رضى الله عنهم- من الورع، وتفضيل بعضهم بعضا.
٤. استظهار العالم في الفتيا بنظيره في العلم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي -الطبعة الأولى- ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي -مكة المكرمة- الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق -مكتبة الصحابة- الشارقة - الطبعة العاشرة- ١٤٢٦.

الرقم الموحد: (5920)

٢٠٧٢. الحديث:

عن أبي ميمونة سلمى مولى من أهل المدينة رجلُ صِدق، قال: بينما أنا جالس مع أبي هريرة، جاءته امرأة فارِسَيّة معها ابنٌ لها فادَّعَيَاه، وقد طلَّقها زوجُها، فقالت: يا أبا هريرة، ورَطَنَت له بالفارسية، زوجي يريد أن يذهب بابني، فقال أبو هريرة: اسْتَهِما عليه ورَطَنَ لها بذلك، فجاء زوجها، فقال: مَن يُحاقُّني في ولدي، فقال أبو هريرة: اللَّهُمَّ إني لا أقول هذا إلا أني سمعت امرأةً جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأنا قاعد عنده، فقالت: يا رسول الله، إن زوجي يريد أن يذهب بابني، وقد سقاني من بِئر أبي عِنَبَة، وقد نفعني، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- اسْتَهِما عليه، فقال زوجها: من يُحَاقُّني في ولدي؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «هذا أبوك، وهذه أمك فخُذْ بيدِ أيِّهما شِئت»، فأخذ بيد أمِّه، فانطلقت به.

٢٠٧٢. حدیث:

ابو میمونہ سلمی جو مدینہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں، سچے آدمی ہیں کہتے ہیں کہ دریں اثناء کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فارس کی رہنے والی ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا، اور اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تھی، اس عورت نے فارسی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے باتیں کیں وہ کہہ رہی تھی، اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرا شوہر میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قرعہ ڈالو۔ اس کا شوہر آیا، اور کہنے لگا میرے بیٹے کے بارے میں کون جھگڑتا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا اللہ یہ میں نہیں کہتا مگر میں رسول اللہ کے پاس بیٹھا تھا تو ایک عورت آپ کے پاس آئی کہا اے اللہ کے رسول میرا شوہر میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے حالانکہ وہ مجھ کو نفع دیتا ہے، ابوعنبہ کے کنویں سے مجھے پانی پلاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ قرعہ ڈالو، اس کے شوہر نے کہا کہ کون میرے بیٹے کے بارے میں جھگڑتا ہے؟ تو رسول نے فرمایا ''یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، ان میں سے جس کا ہاتھ چاہے پکڑ لے'' اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا، چنانچہ اسے لے کر وہ چلی گئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان وجوب تحقيق مصالح الطفل؛ وذلك أن هذه المرأة قد فارقت زوجها وبقي معها الطفل، وكأنه قد صار منها مانع يمنع استمرار الطفل في حضانتها مع حاجتها له، وهو أيضًا يحتاج إلى رعايتها وحفظها مع عدم قدرة الوالد على فعل ذلك، فأخبر حينئذ أبو هريرة بما سمعه من النبي -صلى الله عليه وسلم- في حق مثل هذه المرأة، فإنَّ الحضانة ولاية يقصد بها تربية الطفل، والقيام بمصالحه، فالصبي قبل سن التمييز يكون عند أمه، ما لم تتزوج، فإذا بلغ سن التمييز، واستقلَّ ببعض شئونه، وصار يستغني بنفسه في كثير من الأمور فحينئذٍ يستوي حق الأم والأب في حضانته؛ فيخير بين أبيه وأمه، فأيُّهما ذهب إليه أخذه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں بچے کے مفادات کا خیال کرنے کا بیان ہے اور ایسا اس وجہ سے کہ اس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی، اور اس کا بیٹا اس کے ساتھ رہا، اس عورت کی حاجت کے باوجود اس کا شوہر اس کے بیٹے کو لے جانا چاہتا تھا اور اس کی پرورش اور دیکھ بھال میں رکاوٹ بن رہا تھا، حالانکہ وہ بچہ بھی باپ کی عدم قدرت کی بنا پر اس ماں کی حفاظت و نگرانی کا ضرورت مند تھا، تو اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دیا، جو نبی ﷺ سے سنا تھا، اسی جیسی عورت کے حق کے بارے میں، کیونکہ پرورش ایسی ذمہ داری ہے جس کے ذریعہ بچے کی پرورش اور اس کے مفادات کا خیال کیا جاتا ہے، بچہ سنِ تمیز سے پہلے اپنی ماں کے پاس رہے گا، جب تک کہ اس کی ماں شادی نہ کر لے، جب سن تمیز کو پہنچ جائے اور اپنے بعض معاملات میں خود مختار ہو جائے، یعنی بہت سارے معاملات میں خود مختار ہو جائے، اس وقت ماں اور باپ اس کی پرورش میں برابر کے حق دار ہوں گے، ایسی صورت

میں اس بچے کو اختیار دیا جائے گا، ان میں سے جس کسی کے پاس جانا چاہے وہ اسے لے گا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود

معاني المفردات:

- امرأة فارِسِيّة : بكسر الراء, أي: عجمية.
- فادَّعَيَاه : أي: فادَّعى كلٌّ منهما الابن.
- ورَطَنَت له بالفارسية : الرطانة بفتح الراء وكسرها، والتراطن: كلام لا يفهمه الجمهور، وإنما هو مواضعة بين اثنين أو جماعة، والعرب تخص بها غالبا كلام العجم. والمعنى: أنها تكلمت له بالفارسية.
- اسْتَهِما عليه : أي: على الابن والمعنى اقترعي أنت وأبوه.
- من يُحاقُّني : من ينازعني؟
- سقاني من بِئر أبي عِنَبَة : أي أنها أظهرت حاجتها إلى الولد، ولعل محمل الحديث تعدي مدة الحضانة مع ظهور حاجة الأم إلى الولد واستغناء الأب عنه مع إرادته إصلاح الولد.

فوائد الحديث:

١. أن الصبي بعد استغنائه بنفسه يخير بين الأم والأب.
٢. أنه إذا تنازع الأب والأم في ابن لهما كان الواجب هو تخييره فمن اختاره ذهب به، وهو اختيار اللجنة الدائمة.
٣. أن القرعة طريق شرعية عند تساوي الأمرين وأنه يجوز الرجوع إليها كما يجوز الرجوع إلى التخيير.
٤. أن المدعي يمكنه إبداء الأسباب الموجبة لكونه محقًّا.
٥. أن التمييز لا يشترط له سن؛ لأنه هنا عُلِّق بفهم الطفل واختياره.
٦. جواز تكلم المرأة مع من ليس من محارمها للحاجة بدون خضوع.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , تحقيق: محمد محي الدين, المكتبة العصرية . - سنن الترمذي, تحقيق:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - سنن ابن ماجه المؤلف: تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - صحيح أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - نيل الأوطار للشوكاني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري , دار الفكر، بيروت , الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير , المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- تحقيق: طاهر أحمد الزاوى ومحمود محمد الطناحي فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (58190)

هذه وهذه سواء، يعني الخنصر والإبهام

یہ اور یہ برابر ہیں، یعنی چھنگلی اور انگوٹھا

٢٠٧٣. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «هذه وهذه سواءٌ». يعني: الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

٢٠٧٣. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "یہ اور یہ (دیت میں) برابر ہیں" یعنی چھنگلی اور انگوٹھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اليدان فيهما عشرة أصابع، كل أصبع إذا قطعها الجاني ففيها عُشر الدية من الإبل، لا فرق بينها في ذلك، فالخنصر الصغير الذي في طرف الكف، والإبهام الكبير الذي عليه الاعتماد في القبض، والبطش وغير ذلك، كلاهما على حد سواء في قدر الدية، ومجموع الأصابع العشرة في اليدين فيها الدية كاملة. والرجلان مثل اليدين والأصابع، وإن اختلفت، فكل واحد منها يؤدي دورا لا يقوم به الأصبع الآخر، ولكن ديتها سواء، والله حكيم خبير.

اجمالی معنی:

دونوں ہاتھوں میں دس انگلیاں ہوتی ہیں۔ کسی کی انگلی کو اگر کوئی مجرم کاٹ دے، تو اس کی دیت کامل دیت کا دسواں حصہ (دس اونٹ) ہے۔ اس سلسلے میں انگلیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ پس چھوٹی چھنگلی جو ہتھیلی کے بغل میں ہوتی ہے اور انگوٹھا جس کا مٹھی باندھنے اور پکڑنے وغیرہ میں اہم کردار ہوتا ہے، دونوں دیت کی مقدار میں برابر ہیں اور دونوں ہاتھوں کی مجموعی دسوں انگلیوں پر کامل دیت (سو اونٹ) ادا کرنی ہوگی۔ اور دونوں پیر، دونوں ہاتھوں اور انگلیوں کی طرح ہیں۔ گرچہ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر انگلی کا اپنا الگ کردار ہے، جو دوسری سے ادا نہیں ہو سکتا۔ لیکن سب کی دیت برابر ہے۔ سچ ہے اللہ حکیم و خبیر ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخِنْصِر : هو أصغر الأصابع.
- الإبهام : الإصبع الغليظة الكبيرة الخامسة من أصابع اليد والرِّجل.
- سواء : -بفتح السين وضمها ممدودة وتقصر- وهو المثل والنظير، والمعنى: أنَّ دية كل واحدة، من الأصابع واحدة.

فوائد الحديث:

١. الأصابع كلها سواء في الدية.
٢. لا يقال الدية على قدر النفع؛ فالله حكيم خبير.
٣. الديات لا مجال فيها للتقويم فالشيخ الكبير كالشاب الجَلَدِ في الدية.
٤. توحيد الدية في الأصابع من حكمة الشارع؛ حماية للمسلم من التعدي، وقطعا للنزاع والخلاف لو كانت الديات مختلفة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري - الناشر: دار الفلق - الرياض - الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (58211)

هكذا الوضوء فمن زاد على هذا أو نقص فقد أساء وظلم

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا : اے اللہ کے رسول! وضو کس طرح کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھ (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیا اور اپنے دونوں انگوٹھوں سے اپنے دونوں کانوں کے ظاہری حصے پر مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔ پھر فرمایا: "وضو (کا طریقہ) اسی طرح ہے؛ لہٰذا جس شخص نے اس سے کچھ زائد کیا یا کمی کی، اس نے برا کیا، اور ظلم کیا"، یا فرمایا: "ظلم کیا اور برا کیا"۔ سنن ابو داود

٢٠٧٤. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-: أن رجلا أَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال: «يا رسول الله، كيف الطُّهور فدعا بماء في إناء فغَسَل كفَّيْه ثلاثا، ثم غَسَل وجهَه ثلاثا، ثم غَسَل ذراعيْه ثلاثا، ثم مسح بِرأْسه فأَدْخل إِصبعَيْه السَّبَّاحتَيْن في أذُنيْه، ومسح بإِبْهَامَيْه على ظاهِرِ أذُنيْه، وبالسَّبّاحَتَيْن باطِنَ أذنيه، ثم غسل رجليه ثلاثا ثلاثا»، ثم قال: «هكذا الوضوء فمَنْ زادَ على هذا أو نَقَصَ فقدْ أَساءَ وظَلَم -أو ظَلَم وأَسَاء-».

٢٠٧٤. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا : اے اللہ کے رسول! وضو کس طرح کیا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھ (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیا اور اپنے دونوں انگوٹھوں سے اپنے دونوں کانوں کے ظاہری حصے کا مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔ پھر فرمایا: "وضو (کا طریقہ) اسی طرح ہے؛ لہٰذا جس شخص نے اس سے کچھ زائد کیا یا کمی کی، اس نے برا کیا اور ظلم کیا"، یا فرمایا: "ظلم کیا اور برا کیا"۔

درجة الحديث: صحيح، غير قوله: " أو نقص " فهو شاذ

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

يذكر عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- في هذا الحديث أن رجلًا سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن صفة الوضوء, فمن كمال تعليمه -صلى الله عليه وسلم- أراد أن يبين ذلك تطبيقًا وفعلًا ليكون أبلغ في التعليم والبيان, فدعا بإناء من ماء فغسل كفيه ثلاث مرات, ثم غسل وجهه ثلاث مرات, ثم كذلك

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اس حدیث میں ذکر کر رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے وضو کا طریقہ دریافت کیا اور معلم کامل ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ نے وضو کا طریقہ عملی طور پر بیان کیا؛ تاکہ تعلیم کا عمل موثر ترین انداز میں انجام پا سکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پانی کا برتن منگوایا اور پہونچوں تک اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اسی طرح اپنے ہاتھ

فعل مع ذراعيه, ثم مسح رأسه, وأدخل أنامل إصبعيه السبابتين في أذنيه فمسح صماخيهما, ومسح بإبهاميه ظاهرهما, ثم غسل رجليه ثلاث مرات, ثم بيَّن أن هذا هو الوضوء الشرعي فمن زاد عليه -وفي الرواية الشاذة: أو نقص- فقد أساء في الأدب، بتركه السُّنّة، والتأدب بآداب الشرع، وظلم نفسه بما نقصها من الثواب بترداد المرات في الوضوء. وقيل: إن الإساءة ترجع إلى الزيادة، والظلم يرجع إلى النقصان؛ واستُشكل كونه ظالماً في النقصان، وقد ورد في الأحاديث الأخرى الوضوء مرة مرة، ومرتين مرتين، والجواب: أن هذه الزيادة شاذة, ولا تصح.

کہنیوں سمیت دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنی انگشت شہادت کے پوروں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیا اور ان کے وسطی حصے کا مسح کیا اور اپنے انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہری حصے کا مسح کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اس کے بعد وضاحت فرمائی کہ وضو کا یہی شرعی طریقہ ہے۔ لہٰذا جس نے اس مشروع طریقے میں زیادتی کی، اس نے سنت کو چھوڑ کر اور شرعی آداب سے روگردانی کرکے بے ادبی کی اور اعضاے وضو کو زیادہ بار دھو کر اپنے ثواب میں کمی کر کے، اپنے اوپر ظلم کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ "برا کرنے" کا تعلق زیادتی سے اور "ظلم" کا تعلق کمی سے ہے۔ لیکن کمی کی صورت میں ظالم قرار دیے جانے پر اشکال ہوسکتا ہے؛ کیونکہ بعض دیگر احادیث میں ایک ایک، دو دو مرتبہ دھونے کے ساتھ وضو کرنے کی روایات بھی وارد ہوئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث میں وارد یہ زیادتی شاذ (ضعیف احادیث کی ایک قسم) ہے اور صحیح نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الطُّهور : بضم الطاء للفعل وهو الوضوء, وبفتحها اسمٌ للماء الطَّاهر بذاته المطهِّر لغيره.
- إصبعيه : تثنية إصبع، والإصبع أحد أطراف الكف أو القدم، جمعه أصابع، والمراد هنا أطراف الكف، والمراد الأنملة، رأس الإصبع، من باب إطلاق الكلِّ على الجزء.
- السباحتين : تثنية سبَّاحة، هي الإصبع التي بين الإبهام والوسطى، سُمِّيَتْ بذلك؛ لأنَّه يُشارَ بها عند تسبيح الله -تعالى-، والمراد الأنملة منها. وتسمى أيضًا السبابة للإشارة بها عند السب.
- ظاهر أُذُنَيْه : أعلاهما، والجزء الظاهر منهما.
- أذنيه : تثنية أذن، عضو السمع في الإنسان والحيوان مؤنثة، والجمع آذان.
- إِبْهَامَيْهِ : تثنية الإبهام، والإبهام هي الإصبع الغليظة الخامسة من أصابع اليد والرِّجل، وهي ذات أنملتين.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الوضوء على الصفة الواردة في هذا الحديث.

٢. أنَّ مسح الرأس مرَّة واحدة، وأنَّ المسح لا يُكَرَّر، كما يكرر الغسل؛ لأنَّ المسح أخف من الغسل، مخففٌ في كيفيته وفي كميته، ولعلَّ الحكمة الرَّبَّانيَّة في التخفيف في الرأس، من كونه يمسح مسحًا ولا يغسل وأن مسحه مرَّة واحدة فلا يكرر: هو التيسير على الأمة؛ فإنَّ الرَّأس موطن الشعر، فصَبُّ الماء عليه وتكريره رُبَّما سبَّب أذيَّةً ومرضًا، فخفَّف الله -تعالى- عن عباده.

٣. مشروعية مسح الأذنين في الوضوء وأنهما لا يغسلان؛ لأنهما تابعان للرأس.

٤. كيفية مسح الأذنين بأن يدخل الإنسان السبابتين في صماخيهما ويمسح بإبهاميه ظاهرهما.

٥. عدم مشروعية تكرار مسح الأذنين؛ لأنهما تابعان للرأس في المسح وعدد مرات المسح.

٦. الحكمة في تخصيص الأذنين بالمسح، هو كمال طهارتهما من ظاهرهما وباطنهما، ويستخرج منهما الذنوب التي اكتسبتها، كما تخرج الذنوب من سائر أعضاء الوضوء؛ فإنَّ الأذنين أداتا حاسَّة السمع، فيطهَّران طهارةً حسيَّة بمسحهما بالماء، وطهارة معنوية من الذنوب.

٧. أن الوضوء المبين في الحديث هو الوضوء الشرعي فمن زاد عليه فقد أساء في الأدب، بتركه السُّنَة، والتأدب بآداب الشرع، وظلم نفسه بما نقصها من الثواب بترداد المرات في الوضوء.

٨. مشروعية التعليم بالفعل.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بنالسِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ شرح سنن أبي داود, أبو محمد محمود بن أحمد الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى, المحقق: أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري, مكتبة الرشد - الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ -١٩٩٩ م.

الرقم الموحد: (8376)

هل كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى؟ قالت: لا، إلا أن يجيء من مغيبه

کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں، سوائے اس کے کہ جب آپ سفر سے آتے

٢٠٧٥. الحديث:

عن عبد الله بن شَقيق، قال: قُلت لعائشة: هل كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصلِّي الضُّحَى؟ قالت: «لا، إلا أن يَجِيء من مَغِيبِهِ».

٢٠٧٥. حدیث:

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: "نہیں، سوائے اس کے کہ جب آپ سفر سے آتے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سئلت عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث عن صلاته -صلى الله عليه وسلم- للضُّحى، هل كان يصلِّيها أم لا؟ فأجابت بأنه -صلى الله عليه وسلم- لم يكن يصلِّي الضُّحى إلا في حال رجوعه من سَفره. وهذا يدل على أنه -صلى الله عليه وسلم- لم يكن يواظب على صلاة الضَّحى، بل يصليها في أحوال دون أحوال، وعدم مواظبته عليها كانت خشية منه أن تُفرض على أُمَّته, كما دلت عليه الأحاديث الأخرى، ويجوز للمسلم أن يواظب عليها لأحاديث أخرى أيضا.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے چاشت کی نماز سے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا آپ ﷺ نے اسے پڑھا ہے یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی ہے، سوائے اس کے کہ آپ سفر سے واپس آتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز مداومت سے نہیں پڑھتے تھے؛ بلکہ کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ ہمیشہ نہ پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو خوف تھا کہ کہیں یہ آپ کی امت پر فرض نہ کردی جائے۔ جیسا کہ اس بات پر دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ البتہ دوسری احادیث کی بنیاد پر ایک مسلمان کے لیے اسے ہمیشہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- مَغِيبِه : من سَفره.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن يواظب على صلاة الضُّحى, ويحمل ذلك على أنه شُغل عنها, أو خاف أن تفرض على أمته, جمعا بين الأحاديث.
٢. استفتاء عائشة -رضي الله عنها-؛ لأنها أعلم النساء بأحواله البيتية -صلى الله عليه وسلم-.
٣. أنَّه -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي الضحى إذا قدم من سفر.
٤. جواز استفتاء الرجل للمرأة ومشروعية أخذه العلم عنها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام،

تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (11281)

هل هو إلا مضغة منه

وہ اسی کے جسم کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔

٢٠٧٦. الحديث:

عن طلق بن علي -رضي الله عنه- قال: قَدِمْنَا على نَبِيِّ الله -صلى الله عليه وسلم- فجاء رَجُل كأنه بَدَوي، فقال: يا نَبِيَّ الله، ما ترى في مَسِّ الرَّجل ذَكَره بعد ما يتوضأ؟ فقال: «هل هو إلا مُضْغَةٌ منه»، أو قال: « بَضْعَةٌ منه».

٢٠٧٦. حدیث:

طلق بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسی درمیان ایک شخص آیا، جو حلیے سے بدوی لگ رہا تھا۔ اس نے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی! آدمی اگر وضو کرنے کے بعد اپنے آلۂ تناسل کو چھولے، تو اس کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اس کے جسم کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے"۔ یا پھر آپ ﷺ نے "مُضغَۃٌ منہ" کی بجائے "بَضعَۃٌ منہ" کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: " ما ترى في مَسِّ الرَّجل ذَكَره بعد ما يتوضأ " يعني ما الذي أوجبه الشرع فيما إذا مَسَّ الرَّجُل ذَكَره بعد الوضوء ، هل عليه شيء؟ وفي رواية عند أحمد : " الرَّجُل يَمَسُّ ذَكَرَه في الصلاة عليه الوضوء؟ قال: "لا إنما هو مِنْك " " هل هو إلا مُضْغَةٌ منه أو قال: بَضْعَةٌ منه " أي : أن الذَّكر كسائر أعضاء الجَسَد، فإذا مَسَّ المتوضئ يَدَه أو رِجْلَه أو أنفه أو رأسَه لم ينتقض وضوؤه بذلك، كذلك إذا مسَّ ذَكَرَه، وهذا الحديث إما منسوخ أو محمول على مس الذكر من وراء حائل، أما مباشرة الذكر باليد فينقض الوضوء؛ لأحاديث أخرى.. سبل السلام (٩٦/١) فتح ذي الجلال والإكرام(٢٥٩/١) تسهيل الإلمام(١٨٥/١)

اجمالی معنیٰ:

مفہوم حدیث: "ما ترى في مَسِّ الرجل ذَكَره بعد ما يتوضأ"۔ یعنی وضو کرنے کے بعد اگر آدمی اپنے آلۂ تناسل کو چھولے، تو اس سلسلے میں از روئے شریعت اس شخص پر کیا واجب ہوتا ہے؟ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ذکر کو چھو لیتا ہے، کیا اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! اس کا آلۂ تناسل اس کے جسم ہی کا ایک حصہ ہے"۔ "هل هو إلا مُضْغَةٌ منه أو قال: بَضْعَةٌ منه"۔ یعنی آلۂ تناسل جسم کے تمام اعضا کی مانند ہے۔ جب وضو کرنے والا اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں، ناک یا سر کو چھوتا ہے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، بالکل ایسے ہی اگر وہ اپنے آلۂ تناسل کو چھولے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ یہ حدیث یا تو منسوخ ہے یا پھر اس صورت پر محمول ہے، جب آلۂ تناسل کو کسی پردے کے پیچھے سے چھوا جائے۔ براہ راست آلۂ تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ کیونکہ دوسری احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ سبل السلام (٩٦/١) فتح ذي الجلال والإكرام(٢٥٩/١) تسهيل الإلمام(١٨٥/١)

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي والنسائي.

التخريج: طلق بن علي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- في مَسِّ الرَّجل : المراد بالمَسِّ هنا: المَسُّ باليَد مباشرة أي من غير حائل.
- مُضْغَةٌ منه : المُضْغَة : القِطْعَة من اللحم.
- بَضْعَةٌ منه : البَضْعَة: القِطْعَة من اللحم.

فوائد الحديث:

١. فيه أن مسَّ الذَّكر لا ينقض الوضوء، ولكن الحديث منسوخ أو محمول على المس من وراء حائل.
٢. جواز السؤال عما يُسْتَحْيَا منه إذا دَعَت الحاجة إلى ذلك.

٣. حُسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث ذَكر الحُكم بِعِلَّته، وذلك في قوله : " إنما هو بَضْعَةٌ منه."

٤. فيه إثبات القياس وهو أحد أدلة الترجيح عند العلماء.

٥. حرص ذلك الصحابي على إصلاح عبادته.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي.

الرقم الموحد: (8396)

هو الطهور ماؤه الحل ميتته	سمندر کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مردہ حلال ہے
٢٠٧٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، إنا نركب البحر، ونحمل معنا القليل من الماء، فإن توضأنا به عطشنا، أفنتوضأ بماء البحر؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هو الطَّهُورُ ماؤه الحِلُّ مَيْتَتُهُ».	**٢٠٧٧. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: "یا رسول اللہ! ہم سمندری سفر پر جاتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا سا پانی ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضوء کرلیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضوء کرلیا کریں؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سمندر کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مردہ حلال ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الرسول صلى الله عليه وسلم طهورية ماء البحر وجواز التطهر منه، وحل ما مات فيه من دوابه كالسمك وغيره . منحة العلام (١ / ٢٨)، -توضيح الأحكام (١ / ١١٦)	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ سمندری پانی کے پاک ہونے، اس سے پاکیزگی حاصل کرنے کے جواز اور اس کے مردار جانور کے حلال ہونے کی وضاحت فرما رہے ہیں جیسے مچھلی وغیرہ۔ منحۃ العلام (١/٢٨)۔ توضیح الأحکام۔ (١/١١٦)

راوي الحديث: أخرجه أبو داود والترمذي وابن ماجه والنسائي ومالك والدارمي وأحمد .

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه- .

مصدر متن الحديث: أول حديث من بلوغ المرام

معاني المفردات:

- الطَّهور. : صيغة مبالغة، أي: طاهر مطهر .
- الحل . : الحلال.
- ميتته. : ما لم تلحقه الذكاة الشرعية، والمراد هنا ما مات فيه من دوابه، مما لا يعيش فيه، لا ما مات فيه مطلقاً.

فوائد الحديث:

١. أن ماء البحر طاهر مطهر.
٢. أن ميتة حيوان البحر حلال، والمراد بميتته: ما مات فيه من دوابه مما لا يعيش إلا فيه.
٣. جواز إجابة السائل بأكثر مما سأل تتميماً للفائدة.
٤. أن الماء إذا تغير طعمه أو لونه أو ريحه بشيء طاهر، فهو باق على طهوريته ما دام ماء باقياً على حقيقته، ولو اشتدت ملوحته أو حرارته أو برودته ونحوها.
٥. ماء البحر يرفع الحدث الأكبر والأصغر، ويزيل النجاسة الطارئة على طاهر، من بدن، أو ثوب، أو بقعة، أو غير ذلك.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي -مكة المكرمة -الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل: محمد ناصر الدين الألباني- المكتب الإسلامي - بيروت الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م

الرقم الموحد: (8355)

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْك وَعَلَى ابْنِك جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ- لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ- عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا

ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ کے مطابق ہی ہمارا فیصلہ فرمائیے، اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر بیٹھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنا کی سزا میں) میرے لڑکے کو سنگسار کر دیا جائے گا، تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی۔ پھر اہل علم سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو پتہ چلا کہ میرے لڑکے کو (غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے زنا کی سزا میں) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھارا فیصلہ کتاب اللہ ہی کے مطابق کروں گا۔ باندی اور بکریاں تمھیں واپس ملیں گی اور تمھارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ اچھا، سنو انیس! (قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص) تم اس عورت کے یہاں جاؤ، اگر وہ بھی (زنا کا) اقرار کر لے، تو اسے رجم کر دو۔ لہٰذا انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے یہاں گئے اور اس نے اقرار بھی کر لیا؛ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس خاتون کو سنگسار کر دیا گیا۔

٢٠٧٨. الحديث:

عن أبي هريرة، وزيد بن خالد الجهني -رضي الله عنهما-، أنهما قالا: «إن رجلا من الأعراب أتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله, أَنْشُدُكَ اللهَ إلا قضيتَ بيننا بكتاب الله. فقال الخَصْمُ الآخر -وهو أفْقه منه-: نعم, فاقْضِ بيننا بكتاب الله, وأْذَنْ لي. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: قل. فقال: إنَّ ابني كان عَسِيفًا على هذا فزنى بامرأته, وإني أُخبرتُ أن على ابني الرَّجْمَ, فافْتَدَيْتُ منه بمائة شاة ووَلِيدَةٍ, فسألتُ أهل العلم فأخبروني أنما على ابني جَلْدُ مائة وتَغْرِيبُ عام, وأنَّ على امرأة هذا الرّجْمَ. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: والذي نفسي بيده

٢٠٧٨. حدیث :

ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ کے مطابق ہی ہمارا فیصلہ فرمائیے، اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر بیٹھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنا کی سزا میں) میرے لڑکے کو سنگسار کر دیا جائے گا، تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی۔ پھر اہل علم سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو پتہ چلا کہ میرے لڑکے کو (غیر شادی شدہ

لأَقْضِيَنَّ بينكما بكتاب الله, الوَلِيدَةُ والغنم رَدٌّ عليك، وعلى ابنك جَلْدُ مائة وتَغْرِيبُ عام. واغْدُ يا أُنَيْسُ -لرجل مِن أَسْلَم- على امرأة هذا, فإن اعترفتْ فارْجُمْهَا, فَغَدَا عليها فاعترفتْ, فأَمَرَ بها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فرُجِمَتْ».

ہونے کی وجہ سے زنا کی سزا میں) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی کے مطابق کروں گا۔ باندی اور بکریاں تمھیں واپس ملیں گی اور تمھارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا۔ اچھا، سنو انیس! (قبیلۂ بنو اسلم کے ایک شخص) تم اس عورت کے یہاں جاؤ۔ اگر وہ بھی (زنا کا) اقرار کر لے، تو اسے رجم کر دو۔ چنانچہ انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے یہاں گئے اور اس نے اقرار بھی کر لیا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس خاتون کو سنگسار کر دیا گیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن رجلًا كان أجيرًا عند آخر فزنى بامرأته, وسمع والد الزاني أن كل من زنى فعليه الرجم, فافتدى من زوج المرأة بمائة شاة وأمة, ثم سأل بعض أهل العلم فأخبروه أنه ليس على ابنه الرجم, بل الرجم على المرأة، وعلى ابنه جلد مائة وتغريب عام، فلذلك ذهب زوج الزانية ووالد الزاني إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليقضي بينهم بكتاب الله، فرد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المائة شاة والأمة على والد الزاني, وأخبره أن على ابنه جلد مائة وتغريب عام؛ لأنه بكر لم يتزوج، وأمر بالتأكد من الزانية, فاعترفت بالجريمة فرجمها؛ لأنها محصنة أي متزوجة.

اجمالی معنی:

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ ایک شخص نے کسی کے ہاں مزدوری کی اور صاحب خانہ کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر بیٹھا۔ زانی کے والد نے یہ بات سن رکھی تھی کہ ہر زانی کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے؛ لہٰذا اس نے خاتون کے شوہر کو سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ میں دے دی۔ پھر بعض اہل علم سے دریافت کرنے پر انھیں پتہ چلا کہ ان کے بیٹے پر نہیں، بلکہ اس خاتون پر رجم کی سزا نافذ ہوگی اور ان کے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے اس کو جلا وطنی کی زندگی گذارنی ہوگی۔ لہٰذا زانیہ خاتون کا شوہر اور زانی شخص کے والد، دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ﷺ ان کے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔ آپ ﷺ نے زانی کے والد کی سو بکریاں اور باندی واپس کرنے کا حکم دیا اور انھیں اس بات سے مطلع فرمایا کہ ان کے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا؛ کیونکہ وہ تا حال غیر شادی شدہ تھا اور زانیہ خاتون کے تئیں حکم دیا کہ اس سے بھی اس امر کا تیقن حاصل کر لیا جائے کہ اس نے اس بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا اقرار جرم کے بعد اس خاتون کو سنگسار کر دیا گیا؛ کیوں کہ وہ شادی شدہ تھیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه- زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَنْشُدُكَ اللهَ : أسألك بالله.
- عَسيفا : العسيف هو الأجير، مشتق من العسف، وهو الجور.
- قضيْتَ : حكمت.

- رَدٌّ : مردودة.
- أُغْدُ : اذهب.

فوائد الحديث:

١. جفاء الأعراب، لبعدهم عن العلم والأحكام والآداب، حيث ناشد من لا ينطق عن الهوى أن لا يحكم إلا بكتاب الله -تعالى.-

٢. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث لم يعنفه على سوء أدبه معه.

٣. أن حد الزاني المحصن، الرجم بالحجارة حتى يموت، والمحصن: هو من جامع في نكاح صحيح، وهو حر مكلف.

٤. أن حد الزاني الذي لم يحصن مائة جلدة وتغريب عام.

٥. أنه لا يجوز أخذ العوض لتعطيل الحدود، وإن أخذت فهو من أكل الأموال بالباطل.

٦. أن من أقدم على محرم، جهلًا أو نسيانًا، لا يؤدب، بل يُعلَّم، فهذا افتدى الحد عن ابنه بمائة شاة ووليدة، ظانا إباحته وفائدته، فلم يكن من النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا أن أعلمه بالحكم، ورد عليه شياهه ووليدته.

٧. أنه يجوز التوكيل في إثبات الحدود واستيفائها.

٨. أن الحدود مرجعها الإمام الأعظم أو نائبه، ولا يجوز لأحد استيفاؤها غيرهم.

٩. الحكمة في رجم المحصن وجلد غير المحصن، أن الأول قد تمت عليه النعمة بالزوجة، فإقدامه على الزنا يعد دليلًا على أن الشر متأصل في نفسه، وأن علاجه عن تركه صعب، وأنه ليس له عذر في الإقدام عليه، وأما غير المحصن فلعل داعي الشهوة غلبه على ذلك، فخفف عنه الحد، مراعاة لحاله وعذره.

١٠. حسن الأدب مع أهل الفضل والعلم والكبار، وأن ذلك من الفقه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري .دار طوق النجاة ط ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم .ط دار إحياء التراث العربي .تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، (١٤٢٦ هـ). -الإلمام بشرح عمدة الأحكام لاسماعيل الأنصاري.ط مكتبة السعادة، الطبعة الثانية. -تأسيس الأحكام للنجمي .ط دار المنهاج ١٤٢٧هـ

الرقم الموحد: (6760)

وَضَّأت النبي -صلى الله عليه وسلم- في غزوة تبوك، مسح أعلى الخفين وأسفلهما

میں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی ﷺ کو وضو کرایا۔ آپ ﷺ نے موزوں کے اوپر بھی مسح کیا اور نیچے بھی۔

٢٠٧٩. الحديث:

عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- قال: «وَضَّأْتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- في غزوة تبوك، مَسَحَ أعلى الخفين وأسفَلَهُمَا».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

ينقل المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- في هذا الحديث أنه في غزوة تبوك قال: (وضَّأتُ النبي -صلى الله عليه وسلم-) أي: سكبت الوضوء على يديه. قوله -رضي الله عنه-: (فمسح أعلى الخف وأسفله) فيه بيان محل المسح على الخف وأنه أعلاه وأسفله، لكن الحديث فيه ضعف، والمسح على ظاهر الخف وباطنه لم يثبت فيه حديث مرفوع صحيح، وقد ثبت عن علي والمغيرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً بإسناد جيد مسح الخفين على ظاهرهما فقط. فالراجح أن محل المسح هو أعلى الخف دون أسفله.

٢٠٧٩. حدیث:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی ﷺ کو وضو کرایا۔ آپ ﷺ نے موزوں کے اوپر بھی مسح کیا اور نیچے بھی۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بتا رہے ہیں کہ وہ غزوۂ تبوک میں تھے۔ کہتے ہیں: (وضَّأتُ النبي- صلى الله عليه وسلم-) یعنی میں وضو کے پانی کو آپ ﷺ کے ہاتھوں پر انڈیل رہا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (فمسح أعلى الخف وأسفله)۔ اس میں موزے پر مسح کرنے کی جگہ کا بیان ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ موزے پر مسح اوپر بھی کیا جاتا ہے اور نیچے بھی۔ تاہم اس حدیث میں ضعف ہے۔ موزے کے اوپر بھی مسح کرنا اور نیچے بھی، یہ کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم علی رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا درست اسناد کے ساتھ مروی حدیث میں آیا ہے کہ مسح صرف موزوں کے اوپری حصہ پر کیا جائے گا۔ چنانچہ راجح یہی ہے کہ مسح کی جگہ موزے کا اوپر والا حصہ ہے نہ کہ نیچے والا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه و النسائي ومالك وأحمد.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- الخفين : تثنية خف، وهو ما يلبس في الرجل من جلد ساتر للكعبين، وقد يستر ما فوقهما، جمعه: خفاف، وأخفاف.

فوائد الحديث:

١. هذا أحد أدلة جواز المسح على الخفين.
٢. اشتراط كمال الطهارة لجواز المسح على الخفين، فلو غسل إحدى رجليه، ثم أدخلها الخف، قبل غسل الأخرى، لم يجزئ المسح.
٣. من شروط المسح على الخفين أن يكون الخف ساتراً لمحل العضو المفروض، وهذا مأخوذ من مسمى الخف.
٤. الوضوء أمام الناس لا ينافي الآداب العامة، لا سيما مع الأصحاب والمستخدمين الأتباع.
٥. تشرف المغيرة بن شعبة بخدمة النبي -صلى الله عليه وسلم-، مع كونه من أكبر بيت في قبيلة ثقيف.
٦. جواز إعانة المتوضىء على وضوئه بتقريب الماء أو الصب عليه ونحو ذلك.
٧. في الحديث بيان محل المسح وهو أعلى الخف وأسفله، وهذه الرواية ضعيفة، والصحيح المسح على أعلى الخف فقط.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، (١٤٢٣هـ). سُبل السلام، للصنعاني، دار الحديث. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، (ط١)، (١٤٢٧هـ). سنن أبي داود، لسليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي- مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه، لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. السنن الكبرى للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة: الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مشكاة المصابيح لمحمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي المحقق: محمد ناصر الدين الألباني المكتب الإسلامي - بيروت- الطبعة: الثالثة،١٩٨٥

الرقم الموحد: (8389)

يا أبت إنك قد صليت خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي هاهنا بالكوفة، نحوًا من خمس سنين، فكانوا يقنتون في الفجر؟ فقال: أي بني محدث	اے ابا جان! آپ نے تو رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ اور یہاں کوفہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے تقریبا پانچ سال تک نماز پڑھی ہے۔ کیا وہ لوگ فجر کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟۔ انھوں نے جواب دیا کہ میرے بیٹے! یہ (دین میں) ایک نئی ایجاد کردہ شے ہے۔

٢٠٨٠. الحديث:

عن أبي مالك الأشجعي سعد بن طارق -رضي الله عنه- قال: قلت لأبي: يا أبت إنك قد صليت خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي هاهنا بالكوفة، نحوًا من خمس سنين، «فكانوا يَقْنُتُونَ في الفجر؟» فقال: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ.

٢٠٨٠. حدیث:

ابو مالک اشجعی سعد بن طارق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان سے پوچھا کہ اے ابا جان! آپ نے تو رسول اللہ ﷺ، ابو بکر ، عمر ، عثمان اور یہاں کوفہ میں علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے تقریباً پانچ سال تک نماز پڑھی ہے۔ کیا وہ لوگ فجر کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرے بیٹے! یہ (دین میں) ایک نئی ایجاد کردہ بات ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن القنوت في صلاة الفجر إن لم يكن بسبب نازلة معينة فهو بدعة محدثة. قال شيخ الإسلام: لا يقنت في غير الوتر، الاَّ أن تنزل بالمسلمين نازلة، فيقنت كل مصلٍّ في جميع الصلوات، لكنه في الفجر والمغرب آكد بما يناسب تلك النازلة، ومن تدبر السنة، علم علمًا قطعيًّا أنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- لم يقنت دائمًا في شيء من الصلوات.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں اس بات کا بیان ہے کہ نمازِ فجر میں کسی خاص ناگہانی مصیبت کے بغیر دعائے قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر کے علاوہ آپ ﷺ کسی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے سوائے اس کے کہ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آ جائے۔ اس صورت میں تمام نمازی ساری نمازوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے بطورِ خاص فجر اور مغرب کی نماز میں، جو بھی صورت اس مصیبت کے مناسب ہوتی تھی۔ جو شخص سنت میں غور و فکر کرے گا اسے قطعی طور پر معلوم ہوجائے گا کہ نبی ﷺ نے نمازوں میں دائمی طور پر دعائے قنوت نہیں پڑھی۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: طارق بن أشيم والد أبي مالك سعد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- القنوت : في اللغة يطلق على عدة معانٍ منها: دوام الطاعة، وطول القيام، والسكوت، والدعاء، وهو أشهرها. وعند الفقهاء: القنوت: الدعاء في الصلاة قائماً، وهذا معنى (قنت) هنا.
- محدث : أي: أمر مخترعٌ ومبتدعٌ في الدين، لم يرد في الشرع.
- أي بني : منادى بـ (أي)، والأصل أنها لنداء البعيد، لكن قد ينزل القريب منزلة البعيد؛ للإشعار بأنه رفيع القدر ذو مكانة عالية.

فوائد الحديث:

١. الحديث فيه دليل على أن الاستمرار في القنوت في صلاة الفجر محدث وليس بمشروع، وإنما يفعل ذلك عند الحاجة في بعض الأحيان؛ لأن أباه قد صلّى خلف النبي -صلّى الله عليه وسلّم- وهو ابن عشر سنين، وصلّى وراء الخلفاء الراشدين -رضي الله عنهم- ولم يسمع أحداً منهم يقنت في الفجر بغير سبب، ولو كان سنة راتبة لكانت الهمم والدواعي متوفرة على نقله، ولم يتركه الصحابة -رضي الله عنهم-، ولا سيما الخلفاء الراشدون الذين يؤمون الناس، فمثل ذلك لا يخفى.

٢. استحباب القنوت في الفرائض إذا نزل بالمسلمين نازلة.

٣. المتتبع للسنة يجد أن أكثر الأحاديث تدل على أنه صلّى الله عليه وسلّم كان يقنت عند الحاجة، والنازلة في صلاة الفجر.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. - سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (10935)

يا بني بياضة أنكحوا أبا هند وأنكحوا إليه

بنی بیاضہ کے لوگو! ابوہند سے تم (اپنی بچیوں کی) شادی کرواور (ان کی بچیوں سے شادی کرنے کے لیے) تم انہیں نکاح کا پیغام دو۔

٢٠٨١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن أبا هِنْد، حَجَمَ النبي -صلى الله عليه وسلم- في اليَافُوخ، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «يا بَنِي بَيَاضَة، أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ، وَانْكِحُوا إِلَيْهِ» وقال: «وإنْ كان في شيء مِمَّا تَدَاوُون به خيرٌ فَالحِجَامة».

٢٠٨١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوہند نے نبی اکرم ﷺ کے سر کی تالو میں پچھنا لگایا تو آپ نے فرمایا: "بنی بیاضہ کے لوگو! ابوہند سے تم (اپنی بچیوں کی) شادی کرو اور (ان کی بچیوں سے شادی کرنے کے لیے) تم انہیں نکاح کا پیغام دو" اور فرمایا" اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ پچھنا لگانے ہی میں ہے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه أن النبي -صلى الله عليه وسلم- احتجم عند أبي هند -رضي الله عنه- في رأسه، وهو يدل على عدم اعتبار الكفاءة لا في النسب، ولا في المهنة؛ وذلك أنَّ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- أمر إحدى قبائل الأنصار، وهم القبيلة القحطانية الأزدية العربية أن يُنكِحُوا أبا هند، وأن يخطبوا إليه بناته, وهو من موالي بني بياضة المذكورين، وكان مع ما مسَّه من الرق حجَّامًا، والحجامة عند العرب صناعة دنيئة, فلم يعتبر الكفاءة في النسب أو المهنة, وتدل النصوص الأخر على اعتبار الكفاءة في الدين والخلق. ثم ذكر أن الحجامة من خير ما يتداوى به المرء.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے ابوہند رضی اللہ عنہ کے ہاں اپنے سر میں پچھنا لگوایا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ (نکاح کے لیے) حسب و نسب اور پیشے میں کفؤ (برابری) کا اعتبار نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ایک انصاری قبیلہ (عرب کا ازدی قحطانی النسل قبیلہ) کو حکم دیا کہ وہ ابوہند سے (اپنی بچیوں کی) شادی کریں اور ان کی بچیوں سے شادی کرنے کے لیے انہیں نکاح کا پیغام دیں اور ابوہند بنی بیاضہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے اور وہ غلامی کی وجہ سے لاحق ایذا و مصیبت کے ساتھ پیشہ کے اعتبار سے حجام (پچھنا لگانے کا کام کرتے) تھے اور عرب کے نزدیک پچھنا لگانا بہت حقیر و گھٹیا پیشہ متصور تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے حسب و نسب یا پیشہ میں کفو و برابری کا اعتبار نہ کیا اور دیگر نصوص میں یہ دلیل ملتی ہے کہ دینداری اور اچھے اخلاق میں کفو کو ملحوظ رکھا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے علاج معالجہ میں سب سے بہتر علاج، پچھنا لگانا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- بني بياضة : بنو بياضة بن عامر: بطن من بطون الخزرج، إحدى قبيلتي الأنصار، أصلهم من الأزد من قحطان.
- أنكِحوا : زوِّجوه بناتكم.
- أبا هند : أبو هند مولى فروة بن عمرو البياضي، واسمه عبد الله، وكان حجَّامًا حَجَم النبيَّ -صلى الله عليه وسلم.-
- انكِحوا إليه : أي اخطبوا إليه بناته, ولا تخرجوه منكم بسبب مهنة الحجامة.
- الحجامة : مص وإخراج الدم لأجل العلاج.
- اليافوخ : مكان التقاء عظم مقدم الرأس ومؤخره.

فوائد الحديث:

١. عدم اعتبار الكفاءة للنكاح في النسب أو المهنة، وأن الكفاءة المعتبرة إنما تكون في الدين والخلق.

٢. جواز إنكاح الحجام والتزوج من بناته.

٣. الحجامة من خير ما يتداوى به المريض.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ - ١٤٣١ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش

الرقم الموحد: (58080)

يا بني، إياك والالتفات في الصلاة، فإن الالتفات في الصلاة هلكة، فإن كان لا بد ففي التطوع لا في الفريضة

اے میرے بیٹے! نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کرو کیونکہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت کا سبب ہے۔ پس اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفل نماز میں دیکھ لو فرض میں نہیں۔

٢٠٨٢. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا بُنَيَّ، إيَّاك والالتِفَات في الصلاة، فإن الالتِفَات في الصلاة هَلَكَة، فإن كان لا بُدَّ ففي التَّطَوُّعِ لا في الفَريضة».

٢٠٨٢. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ’’اے میرے بیٹے! نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کرو، کیونکہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت ہے۔ پس اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفل نماز میں دیکھ لو فرض میں نہیں‘‘۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

حذر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنسًا -رضي الله عنه- من الالتِفَات في الصلاة، وأخبره أن الالتِفَات في الصلاة هلاك؛ لأنه طاعة للشيطان، وهو سبب الهلاك، والصلاة مع الالتِفَات تستحيل من الكمال إلى النَّقص، وقد يصل به الأمر إلى أن يخرج من الصلاة بلا أَجر، وأما إذا كان لا بد من الالتفات ولا مَحيد عنه، فليكن في صلاة التطوع؛ لأن أمْر صلاة التطوع أخَف من صلاة الفريضة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے منع فرمایا اور انہیں بتایا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت کا باعث ہے کیونکہ یہ شیطان کی اطاعت ہے جو کہ ہلاکت کا سبب ہے۔ اور نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے یہ کامل نہیں رہتی بلکہ ناقص ہو جاتی ہے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ نمازی نماز سے اس حال میں فارغ ہوتا ہے کہ اسے کوئی اجر نہیں ملتا۔ اور اگر اِدھر اُدھر دیکھنا ہی ہو اور اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر نفل نماز میں ایسا کر لینا چاہیے کیونکہ نفل نماز کا معاملہ فرض نماز سے ذرا ہلکا ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الالتِفَات : صَرف الوجه إلى جِهة اليَمين أو الشِّمال.
- هَلَكَة : هَلاك.
- إياك : بمعنى احذر.
- لا بد : أي لا مفر ولا محيد

فوائد الحديث:

١. التَّحذير من الالتِفَات في الصلاة، وتحريمه في الفريضة.
٢. يُكرَه الالتِفَات في الصلاة إلاَّ لحاجة، ما لم يكن الالتِفَات باستدَارة جميع البَدن عن القِبْلة أو استدبارها؛ فإنه يبطل الصلاة.
٣. الصلوات المكتوبات أهمُّ الصلوات، ويجب أن تكون العناية والاهتمام بهن أكثر، ولذا فإنَّ وقوع الالتفات في الصلاة النافلة أخف منه في الفريضة، وهكذا سائر الأمور المكروهة في الصلاة، فوقوعها في النافلة أخف وأسهل من الفريضة.
٤. رحمة النبي صلى الله عليه وسلم بالصبيان وشفقته عليهم, ويظهر ذلك في قوله لأنس: يا بني.
٥. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- وتلطفه بالمتعلم.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ   مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. المغني ، تأليف: أبو محمد موفق الدين، الشهير بابن قدامة المقدسي، الناشر: مكتبة القاهرة، الطبعة: بدون طبعة كشاف القناع عن متن الإقناع، تأليف: منصور بن يونس بن صلاح الدين البهوتي الحنبلي، الناشر: دار الكتب العلمية. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١هـ.

الرقم الموحد: (10879)

يا رسول الله أمسح على الخفين؟ قال: «نعم» قال: يوما؟ قال: «نعم»، قال: ويومين؟ قال: «نعم»، قال: وثلاثة؟ قال: «نعم، وما شئت»

اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: ایک دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: اور دو دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: اور تین دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، اور جتنے دن تم چاہو''

٢٠٨٣. الحديث:

عن أُبَيِّ بن عِمَارة -رضي الله عنه- أنه قال: يا رسول الله أمسح على الخُفين؟ قال: «نعم» قال: يوما؟ قال: «نعم»، قال: ويومين؟ قال: «نعم»، قال: وثلاثة؟ قال: «نعم، وما شِئْتَ ».

٢٠٨٣. حدیث:

اُبَیّ بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: ایک دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: اور دو دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، ابی نے کہا: اور تین دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، اور جتنے دن تم چاہو''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يخبر أُبَيّ بن عِمارة -رضي الله عنه- أنه سَأل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن حكم المسح على الخفين ، فأجاز له ذلك . ثم سأله عن مدة المسح، فأجاز له النبي -صلى الله عليه وسلم يوما أو يومين أو ثلاثة أو ما شاء. لكن هذا الحديث ضعفه أكثر العلماء، وعليه فلا حجة فيه والحجة فيما صح عنه -صلى الله عليه وسلم- من مسح المقيم يوما وليلة والمسافر ثلاثا بلياليها.

اجمالی معنیٰ:

اُبَیّ بن عمارہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کے تعلق سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسح کرنے کی اجازت دی۔ پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کی مدت کے تعلق سے دریافت کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دن تک مسح کرنے کی اجازت دی یا دو دن تک مسح کرنے کی اجازت دی یا تین دن تک مسح کرنے کی اجازت دی یا یہ فرمایا: تم جتنا چاہو۔ لیکن اس حدیث کو اکثر علما نے ضعیف قرار دیا ہے اور اس ناطے یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی، دلیل تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے ثابت صحیح حدیث بن سکتی ہے اور وہ یہ کہ مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر تین دن اور تین رات تک۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه.

التخريج: أُبَيّ بن عِمَارة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يومًا؟ : هل أمسح مدة يوم؟

فوائد الحديث:

١. أنه لا توقيتِ في المسح على الخفين، سواء كان ذلك في السفر أو الحضر؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "وما شئت" لكن تقدم أن الحديث لا يثبت، وإذا كان كذلك فإنه لا حجة فيه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. ضعيف أبي داود – الأم، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، دار النشر: مؤسسة غراس للنشر و التوزيع – الكويت، الطبعة : الأولى، - ١٤٢٣هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (8393)

يا رسول الله تزوجت امرأة، فقال: ما أصدقتها؟ قال: وزن نواة من ذهب قال: بارك الله لك، أولم ولو بشاة

یا رسول اللہ! میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے بطور مہر کیا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے ہم وزن سونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔

٢٠٨٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى عبد الرحمن بن عوف، وعليه ردَعُ زَعفَرَان. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «مَهْيَمْ؟ فقال: يا رسول الله تزوجت امرأة، فقال: ما أصدقتها؟ قال: وَزْنُ نواة من ذهب قال: بارك الله لك، أَوْلِمْ ولو بشاة».

٢٠٨٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ کو دیکھا کہ ان پر زعفرانی رنگ چڑھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے بطور مہر کیا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے ہم وزن سونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى النبي صلى الله عليه وسلم على (عبد الرحمن بن عوف) شيئًا من أ ثر الزعفران، وكان الأولى بالرجال أن يتطيبوا بما يظهر ريحه، ويخفي أثره. فسأله- بإنكار- عن هذا الذي عليه. فأخبره أنه حديث عهد بزواج، و قد أصابه من زوجه، فرخص له في ذلك. ولما كان صلى الله عليه وسلم حَفِيا بهم، عطوفاً عليهم، يتفقد أحوالهم ليقرهم على الحسن منها، وينهاهم عن القبيح، سأله عن صداقه لها. فقال: ما يعادل وزن نواة من ذهب. فدعا له صلى الله عليه وسلم بالبركة، وأمره أن يولم من أجل زواجه ولو بشاة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر کچھ زعفران کا نشان لگا دیکھا۔ جب کہ مردوں کے لیے وہ خوشبو اچھی ہوتی ہے جس کی مہک تو خوب پھیلے لیکن اس کا نشان مخفی رہے، (جب کہ زعفران میں یہ خوبی نہیں ہوتی اور وہ عورتوں کی خوشبو مانی جاتی ہے)۔ آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کے انداز میں ان پر لگے اس زعفرانی رنگ کے نشان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے اور ان پر یہ رنگ ان کی بیوی سے لگ گیا ہے۔ چنانچہ اس پر آپ ﷺ انہیں رخصت دے دی۔ چونکہ آپ ﷺ صحابہ پر بہت شفقت اور مہربانی فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ ان کے احوال پر نظر رکھا کرتے تھے تاکہ انہیں اچھی حالت پر باقی رہنے دیں اور بری حالت سے انہیں منع کریں۔ آپ ﷺ نے ان سے اپنی بیوی کو دیے گئے مہر کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے کھجور کی ایک گٹھلی برابر سونا بطور مہر دیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور انہیں اپنی شادی کی وجہ سے ولیمہ کرنے کا حکم دیا اگرچہ ایک بکری ہی سے ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- ردع : هو أثر الطيب في الجسد

- مهيم : بفتح الميم، وسكون الهاء، بعدها ياء مفتوحة، ثم ميم ساكنة، اسم فعل أمر بمعنى (أخبرني) عند ابن مالك. وقال الخطابي: "كلمة يمانية، معناها: مالك وما شأنك؟ وكأنه أنكر عليه الصفرة التي عليه، والطيب الذي يظهر أثره، فيليق بالنساء، فلما علم أنه أصابه من زوجه، رَخص له
- ما أصدقتها : السؤال ب"ما" يقتضي علمه بوجود أصل الصداق، لأنه لم يقل هل أصدقتها.
- وزن نواة من ذهب : معيار للذهب معروف لديهم. قالوا: إنه وزن خمسة دراهم.
- أولم : اتخذ وليمة، وهي الطعام الذي يصنع عند العرس.
- ولو : لو هنا للتقليل لا للامتناع.

فوائد الحديث:

١. كراهة التطيب بالزعفران وما يظهر أثره من الطيب، للرجال.
٢. تفقد الوالي والقائد لأصحابه، وسؤاله عن أحوالهم وأعمالهم.، التي تعنيه وتعنيهم.
٣. استحباب تخفيف الصداق. فهذا عبد الرحمن بن عوف، لم يصدق زوجته إلا وزن خمسة دراهم من ذهب.
٤. الإشارة إلى أصل الصداق في النكاح، بناء على مقتضى الشرع و العادة.
٥. الدعاء للمتزوج بالبركة. وقد ورد الدعاء للمتزوج بهذا الدعاء "بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما بخير."
٦. مشروعية الوليمة من الزوج، وأن لا تقل عن شاة إذا كان من ذوى اليسار. قال ابن دقيق العيد: الوليمة: الطعام المتخذ لأجل العرس، وهو من المطلوبات شرعا ولعل من فوائده إشهار النكاح باجتماع الناس للوليمة.
٧. أن يدعى إليها أقارب الزوجين، والجيران، والفقراء، وأهل الخير ليحصل التعارف والتآلف، والبركة، وأن يجتنب السرف، والمباهاة، والخيلاء
٨. قال شيخ الإسلام: أجمع العلماء على جواز عقد النكاح بدون فرض الصداق، وتستحق مهر المثل إذا دخل بها بإجماعهم.
٩. كراهة تكثير المهور والمغالاة فيها بقصد الرياء والسمعة وإذا تحمله حقيقة كان فيه تكليف الإنسان ما لا يطيق وهو منكر شرعا

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6032)

يا رسول الله، إني أصبت أرضا بخيبر، لم أصب مالا قط هو أنفس عندي منه، فما تأمرني به؟ فقال: إن شئت حبست أصلها، وتصدقت بها

اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس جیسا مال مجھے کبھی نہیں ملا اور میرے نزدیک وہ سب سے محبوب چیز ہے۔ آپ مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس روک رکھو اور اس کی پیداوار صدقہ کردو۔

٢٠٨٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «قد أصاب عمر أرضا بخيبر. فأتى النبي -صلى الله عليه وسلم- يستأمره فيها. فقال: يا رسول الله، إني أصبت أرضا بخيبر، لم أُصِبْ مالا قَطُّ هو أنفس عندي منه، فما تأمرني به؟ فقال: إن شِئْتَ حَبَّسْتَ أصلها، وتصدقت بها. قال: فتصدق بها، غير أنه لا يُباع أصلها، ولا يوهب، ولا يورث. قال: فتصدق عمر في الفقراء، وفي القربى، وفي الرقاب، وفي سبيل الله، وابن السبيل، والضيف. لا جناح على من وليها أن يأكل منها بالمعروف، أو يطعم صديقا، غير مُتَمَوِّلٍ فيه»، وفي لفظ: «غير مُتَأَثِّلٍ».

٢٠٨٥. حديث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی ﷺ کے پاس اس کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس جیسا مال مجھے کبھی نہیں ملا اور میرے نزدیک وہ سب سے محبوب چیز ہے۔ آپ ﷺ مجھے اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس روک رکھو اور اس کی پیداوار صدقہ کردو''۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس شرط پر وقف کیا کہ اس کی ملکیت نہ فروخت کی جائے نہ خریدی جائے اور نہ میراث بنے اور نہ ہبہ کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فقرا اور رشتہ داروں اور غلام آزاد کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں میں، مہمانوں میں صدقہ کردیا اور جو اس کا منتظم ہو وہ اس میں سے نیکی کے ساتھ (جائز بھر) کھائے یا اپنے دوستوں کو کھلائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس سے مال جمع نہ کرے۔ اور ایک دوسرے لفظ میں (غیر متاثل) ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أصاب عمر بن الخطاب رضى الله عنه أرضا بخيبر، قدرها مائة سهم، هي أغلى أمواله عنده، لطيبها وجودتها: وقد كانوا- رضى الله عنهم- يتسابقون إلى الباقيات الصالحات، فجاء رضي الله عنه إلى النبي صلى الله عليه وسلم طمعا في البر المذكور في قوله تعالى: {لَنْ تَنَالوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبونَ } يستشيره في صفة الصدقة بها لوجه الله تعالى . فأشار عليه بأحسن طرق الصدقات، وذلك بأن يحبس أصلها ويقفه، ففعل عمر ذلك وصارت وقفا فلا يتصرف به ببيع، أو إهداء، أو إرث أو غير ذلك من أنواع التصرفات، التي من شأنها أن تنقل الملك ، أو تكون سببا في نقله، ويصدق بها في الفقراء

اجمالی معنی:

عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی، اس کی مقدار سو سہم (حصے) تھی۔ یہ آپ کے مال میں سے سب سے مہنگا مال تھا، اس لیے کہ یہ بہت عمدہ زمین تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نیکیوں میں آگے بڑھتے تھے۔ قرآن کریم کی آیت {لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} کے پیش نظر نیکی کی لالچ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے تاکہ اس کو اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرنے کے بارے میں مشورہ کریں۔ آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کا سب سے اچھا مشورہ دیا یعنی اصل زمین کو پاس رکھ کر اس کی پیداوار کو صدقہ کردو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، وہ زمین وقف ہوگئی، اس کو نہ بیچا جا سکتا تھا، نہ ہدیہ کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس میں وراثت یا کوئی اور ایسا تصرف ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے اس کی ملکیت کسی اور کی طرف منتقل ہو یا انتقالِ ملکیت کا سبب بنے۔ اس کو فقیروں و مسکینوں، عزیز و اقارب، غلام کو چھڑانے، جن پر دیت واجب ہو ان کی طرف سے دیت کی ادائیگی کے لیے، اللہ کے دین کی مدد اور دین کی

والمساكين، وفي الأقارب والأرحام، وأن يَفُك منها الرقاب بالعتق من الرق، أو بتسليم الديات عن المستوجبين، وأن يساعد بها المجاهدين في سبيل الله لإعلاء كلمته ونصر دينه، وأن يطعم المسافر الذي انقطعت به نفقته في غير بلده، ويطعم منها الضيف أيضا، فإكرام الضيف من الإيمان بالله تعالى. بما أنها في حاجة إلى من يقوم عليها ويتعاهدها بالري والإصلاح، مع رفع الحرج والإثم عمن وليها أن يأكل منها بالمعروف، فيأكل ما يحتاجه، ويطعم منها صديقا غير متخذ منها مالا زائدا عن حاجته، فهي لم تجعل إلا للإنفاق في طرق الخير والإحسان، لا للتمول والثراء. تنبيه: الوقف أن يتصدق المسلم بمال له عائد على جهة من جهات الخير، فيُصرف العائد على تلك الجهة ويبقى أصل المال، مثاله أن يقف مزرعة على الفقراء، فالثمار والزروع التي تنتجها هذه المزرعة تعطى للفقراء وتبقى المزرعة محبوسة.

سر بلندی کے لیے لڑنے والے مجاہدین کے تعاون کے لیے، وہ مسافر جو اپنے شہر سے دور ہو اور اس کا زادِراہ ختم ہو گیا ہو نیز مہمانوں کو کھلانے کے لیے وقف کر دیا۔ مہمان کا اکرام کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حصہ ہے۔ یہ ضروت مند کی ضرورت کو بھی پورا کرتا ہے اور نیکی اور بھلائی کے کام کی نگرانی بھی ہے اور ساتھ ساتھ مالکِ زمین سے حرج اور گناہ کو دور کرنا ہے کہ وہ اچھے طریقے سے خود بھی اپنی ضرورت کے مطابق اس سے کھا سکتا ہے اور اس دوست کو بھی کھلا سکتا ہے جس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہ ہو۔ یہ خیر اوراحسان کے راستے میں مال کا خرچ کرنا ہے۔ نہ کہ مال جمع کر کے مالدار ہونا مقصود ہو۔ تنبیہ: وقف یہ ہے کہ مسلمان اپنے مال کو صدقہ کر کے اس کی پیداوار کو بھلائی کے جس کام میں چاہے استعمال کر سکتا ہے، پیداوار کو اسی مصرف میں خرچ کر کے اصل مال کو باقی رکھا جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کھیتی فقرا پر وقف کر دے، تو پھل اور پیدا ہونے والی فصل فقرا کو دے دی جائے گی اور کھیتی ان کے پاس باقی رہے گی۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عمر- رضي الله عنهما

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- أصاب : وجد وملك وحاز.
- أرضا بخيبر : بلاد شمالي المدينة تبعد عنها ١٦٠كم لا تزال عامرة بالمزارع والسكان، وكانت مسكنا لليهود حتى فتحها النبي صلى الله عليه وسلم عام سبع فأقرهم على فلاحتها حتى أجلاهم عمر في خلافته. وأرض عمر هذه، اسمها " ثَمغ " بفتح فسكون اشتراها من أرض خيبر.
- يستأمره : يستشيره في التصرف بها.
- أنفس منه : يعني أجود منه، والنفيس: الشيء الكريم الجيد.
- حبست : بتشديد الباء للمبالغة
- وتصدقت بها : بمنفعتها ، لرواية عبد الله بن عمر: احبس أصلها وسبل ثمرتها
- وفي القربى : قربى عمر أي قرابته رضي الله عنه
- وفي سبيل الله : الجهاد، ومنهم من أدخل فيه الحج.
- وابن السبيل : المسافر؛ لأنه في الغالب في ذلك الوقت يكون محتاجًا.
- لا جناح : لا حرج ولا إثم.
- بالمعروف : بالقدر الذي جرت به العادة
- غير متمول فيه : غير متخذ مالا والمراد أنه لا يتملك شيئا من رقابها المتمول: اتخاذ المال أخذا أكثر من حاجته
- متأثل : اتخاذ أصل المال وجمعه حتى كأنه قديم عنده
- وفي الرقاب : وفي فك الرقاب بأن يشترى من غلتها رقاب فيعتقون

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من قوله: "إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها" معنى الوقف الذي هو تحبيس الأصل وتسبيل المنفعة.

٢. يفيد أيضاً أنه لا يجوز نقل الملك في الوقف ، ولا التصرف الذي يسبب نقل الملك، ويبقى حسب شرط الواقف له.

٣. مكان الوقف، وأنه العين التي تبقى بعد الانتفاع بها، فأما ما يذهب بالانتفاع به، فهو صدقة، وليس له موضوع الوقف ولا حكمه.

٤. مصرف الوقف الشرعي يكون في وجوه البر والإحسان العام أو الخاص، كقرابة الإنسان. وفك الرقاب، والجهاد في سبيل الله، والضيف، والفقراء، والمساكين وبناء المدارس والملاجئ والمستشفيات ونحو ذلك.

٥. يؤخذ من الحديث صحة شرط الواقف الشروط التي لا تنافي عقد الوقف وهدفه، والتي ليس فيها إثم ولا ظلم.

٦. يفيد الحديث جواز أكل ناظر الوقف منه بالمعروف بحيث يأكل قدر كفايته وحاجته.

٧. فيه فضيلة الوقف، وأنه من الصدقات الجارية والإحسان المستمر.

٨. أن الأفضل أن يكون الوقف من أطيب المال وأحسنه؛ طمعاً في فضل الله وإحسانه الذي جعله للذين ينفقون مما يحبون.

٩. مشاورة ذوي الفضل، وهم أهل الدين والعلم، وأهل الخبرة في كل باب يحسنونه.

١٠. أن الواجب على المستشار أن ينصح بما يراه الأفضل والأحسن، فالدين النصيحة.

١١. فضيلة الإحسان والبر بذوي الأرحام، فإن الصدقة عليهم، صدقة وصلة.

١٢. يؤخذ من الحديث أن الشروط في الوقف لابد أن تكون صحيحة على وفق أحكام الشرع ؛ فلا تكون مما يخالف مقتضى الوقف من البر والإحسان، ومن العدل والبعد عن الجور والظلم.

١٣. ما كان عليه أكابر السلف من إخراج أنفس الأموال عندهم لله تعالى.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (6031)

يا رسول الله، أرأيت الرجل يعجل عن امرأته ولم يمن، ماذا عليه؟ قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إنما الماء من الماء

اے اللہ کے رسول! آپ کی اس مرد کے بارے میں کیا رائے ہے جو بیوی سے (مباشرت کے وقت اپنا ذکر) جلدی ہٹا دے (باہر نکال دے)، اور اندر منی نہ نکالے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی، صرف پانی سے ہے۔''

٢٠٨٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: خَرَجْتُ مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم الاثنين إلى قباء إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وقف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على باب عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ، فَخَرَجَ يَجُرُّ إزاره، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ» فقال عتبان: يا رسول الله، أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عن امرأته ولم يُمْنِ، ماذا عليه؟ قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِنَّمَا المَاءُ مِنَ المَاءِ».

٢٠٨٦. حدیث:

حضرت ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ میں دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قباء گیا، جب ہم بنو سالم کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عتبان - رضی اللہ عنہ - کے دروازے پر رک گیے اور اسے آواز دی تو وہ اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے اس آدمی کو جلدی میں ڈال دیا۔'' عتبان - رضی اللہ عنہ - نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی اس مرد کے بارے میں کیا رائے ہے جو بیوی سے جلدی ہٹا دیا جائے، حالانکہ اس نے منی خارج نہ کی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی (منی)، صرف (حقیقی) پانی سے ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد حديث أبي سعيد الخدري هذا أن الاغتسال إنما يكون من الإنزال، فالماء الأول المعروف، والثاني المني، والحديث دال بمفهوم الحصر على أنه لا غسل إلا من الإنزال، ولا غسل من مجاوزة الختان الختان، لكنه منسوخ، والغسل واجب من الجماع ولو لم يحصل إنزال؛ لحديث: (إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل).

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - کی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ غسل کا تعلق انزال کے ساتھ ہے اور پہلے پانی سے مراد معروف پانی ہے جب کہ دوسرے پانی سے مراد منی ہے۔ اور حدیث حصر کے مفہوم کے ذریعہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ غسل صرف انزال کے ساتھ ہے، شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملنے پر غسل نہیں لیکن یہ حکم منسوخ ہے۔ اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے انزال نہ بھی ہو جیسا کہ حدیث میں ہے (إذا التقى الختانان فقد وجب الغسلُ) کہ جب دونوں شرم گاہ مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الماء من الماء : الماء الأول: المراد به: ماء الاغتسال، والثاني: المراد به: المني النازل دفقاً بلذة.

فوائد الحديث:

١. في الحديث أسلوب من أساليب القصر عند البلاغيين، وطريقه (إنما)، ومعناه: أن الاغتسال مقصور على الإنزال، لكنه منسوخ كما تقدم.
٢. الاغتسال هو إفاضة الماء على عموم الجسم، وأجمعوا على مشروعية الدلك، ولكنه على الصحيح لا يجب.
٣. وجوب الغسل من إنزال المني ولو كان نائما.
٤. يجب الاغتسال من خروج المني بلذة، أما إذا جامع في النوم ولم يخرج منه شيء (الاحتلام)، فلا اغتسال عليه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10040)

يا عبد الله، لا تكن مثل فلان كان يقوم الليل، فترك قيام الليل

اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے (اکتا کر) رات کا قیام چھوڑ دیا

٢٠٨٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا عبد الله، لا تكن مثل فلان كان يقوم الليل، فترك قيام الليل».

٢٠٨٧. حدیث:

عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے (اکتا کر) رات کا قیام چھوڑ دیا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حذر النبي -صلى الله عليه وسلم- عبد الله بن عمرو أن يترك صلاة الليل كما فعل فلان من الناس، ولم يُذكر اسمه ستراً عليه. وينبغي للمسلم أن يحذر من التشدد في العبادة وتكليفه النفس ما لا تطيق من الطاعات، ومن فَعَلَ ذلك غلبه الدِّين لكثرة الأعمال والطاعات، فيكون آخر أمره العجز والانقطاع، لأن الله تعالى أوجب على عباده وظائف من الطاعات في وقت دون وقت، تيسيراً ورحمة، ولأن الإنسان إذا أخذ بالقصد دام عمله، وتمكن من أداء الحقوق كلها، حقِّ الله تعالى، وحقِّ النفس، وحقِّ الأهل والأصحاب برفق وسهولة، وقد قال النبي -صلّى الله عليه وسلّم-: «إن أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل»[(٨٠٤)]، فينبغي للإنسان أن يكون له ورد بالليل قدر استطاعته.

اجمالی معنیٰ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو کو رات کی نماز چھوڑنے پر تنبیہ فرمائی ہے، جس طرح کہ لوگوں میں سے فلاں نے چھوڑ دیا تھا۔ اور آپ ﷺ نے اس کا نام اس پر پردہ ڈالتے ہوئے نہیں ذکر کیا۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ عبادت میں تشدد اور اپنے آپ کو ایسی عبادات کا مکلف (پابند) بنانے سے بچے جنہیں وہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور جو شخص ایسا کرے گا تو کثرتِ اعمال و عبادات کی وجہ سے دین اس پر غالب ہوجائے گا، اور آخر کار وہ عاجز و بے بس ہوجائے گا اور اسے چھوڑ بیٹھے گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر آسانی و رحمت کے لیے عبادتوں کو گاہے بگاہے فرض کیا ہے۔ اور اس لیے کہ اگر انسان عبادتوں میں میانہ روی اختیار کرے گا تو اس کے عمل میں ہمیشگی برقرار رہے گی اور وہ اللہ کا حق، خود کا حق، اہل و عیال اور رفقاء کا حق آسانی و سہولت کے ساتھ ادا کر سکے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمام اعمال میں اللہ کو وہی عمل پسند ہے جس کو لگاتار اور ہمیشہ کیا جائے گرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔'' [٨٠٤]۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق رات میں کچھ نہ کچھ عبادت کرے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مثل فلان : لم يدر من هو، والظاهر أنَّ الإبهام من أحد الرواة؛ لقصد الستر عليه، والقصد هو تنفير عبد الله من الغفلة، وترغيبه بقيام الليل.
- من الليل : المراد: في جزء من أجزائه.

فوائد الحديث:

١. فضيلة قيام الليل، وأنَّه لا ينبغي تركه؛ لما فيه من الفضل العظيم، فصلاة الليل أفضل من صلاة النهار؛ لما فيها من السرية، والبُعد عن الرياء.
٢. قيام الليل من المغرب إلى طلوع الفجر، فالنافلة بين المغرب والعشاء من قيام الليل، وأفضل صلاة الليل ثلث الليل بعد نصفه.

٣. قال شيخ الإسلام: الصلاة إذا قام من الليل أفضل من القراءة في غير صلاة، نص على ذلك أئمة الإسلام؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-:"اعلموا أنَّ خير أعمالكم الصلاة" [رواهُ ابن ماجه(277)]، لكن إن حصل له نشاط، وتدبر، وتفهم للقراءة دون الصلاة، فالأفضل في حقه ما كان أنفع له.

٤. استحباب الدوام على ما اعتاده المرء من أعمال الخير والطاعة من غير تفريط، وأنه لا ينبغي للإنسان قطع العبادة؛ لأن هذا قد يشعر بالزهد فيها والرغبة منها.

٥. طلب الستر على المسلم، حيث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يسم الرجل الذي ذمه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م.
توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض.

الرقم الموحد: (11270)

يد المعطي العليا، وابدأ بمن تعول: أمك، وأباك، وأختك، وأخاك، ثم أدناك، أدناك

دینے والے کا ہاتھ برتر ہوتا ہے۔ خرچ کرنے کے معاملے میں اپنے اہل و عیال سے ابتداء کرو یعنی اپنے ماں باپ، بہن، بھائی اور پھر اُن لوگوں سے جو تمہارے قریب تر ہوں۔

٢٠٨٨. الحديث:

عن طارق المُحَارِبِيِّ، قال: قَدِمْنَا المدينة فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قَائِمٌ على المِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وهو يقول: "يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ : أُمَّكَ وأَبَاكَ، وأُخْتَكَ وأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ".

٢٠٨٨. حدیث:

طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ آئے تو آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ "دینے والے کا ہاتھ برتر ہوتا ہے۔ خرچ کرنے کے معاملے میں اپنے اہل و عیال سے ابتداء کرو یعنی اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور پھر اُن لوگوں سے جو درجہ بہ درجہ تمہارے قریب تر ہوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يدل على أنَّه ينبغي للإنسان أن تكون يده عليا بحيث يكون منفقًا محسنًا على قدر حاله واستطاعته، لا أن يكون آخذاً سائلاً؛ لأن البذل والإنفاق يجعل اليد عليا، كذلك عليه أن يبدأ بالإنفاق على أقاربه وأرحامه ويواسيهم بما يستطيع، وأن يبدأ بالأهم فالأهم، فيبدأ بالأم؛ لأنها مقدَّمة في البدء على الأب، والأخت مقدمة على الأخ، وهكذا يراعي الأقرب فالأقرب من أقاربه إذا لم يكن عندهم ما يكفيهم.

اجمالی معنی:

حدیث اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اس کا ہاتھ اوپر ہی رہے بایں طور کہ وہ اپنے حالات اور استطاعت کے بقدر خرچ کرنے اور احسان کرنے والا بنے نہ کہ لینے اور مانگنے والا۔ کیونکہ صرف و خرچ کرنا ہاتھ کو بالاتر کر دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ وہ خرچ کرنے میں اپنے عزیز و اقارب اور رحمی رشتہ داروں سے ابتدا کرے اور جیسے بھی ہو سکتا ہو ان کی دلجوئی کرے اور اس سلسلے میں اہم ترین رشتہ داری سے آغاز کرے۔ چنانچہ ماں سے شروع کرے کیونکہ وہ ابتدا کے لحاظ سے باپ پر مقدم ہے اور بہن بھائی پر مقدم ہے۔ اسی طرح اس کے رشتہ داروں میں سے جو اس کے قریب ترین ہیں ان کے پاس اگر بقدرِ کفایت مال نہ ہو تو وہ ان کا خیال رکھے۔

راوي الحديث: رواه النسائي.

التخريج: طارق المحاربي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- يد المعطي العليا : اليد المنفقة أعلى وأفضل.
- وابدأ بمن تعول : ابتدىء بالإنفاق على مَن يجب عليك نفقته.
- أمَّك وأباك : الزمهم بالإنفاق عليهم.
- أدناك أدناك : أقربك، فأقربك.
- قدمنا المدينة : وهي مدينة الرسول -صلى الله عليه وسلم.-
- المنبر : عبارة عن منصّة، أو مرقاة يصعد عليها الخطيبُ من إمام وغيره ليسمعه ويراه الناس.

فوائد الحديث:

١. في الحديث بيان فضل المنفِق والمتصدق، وأن يده هي العليا حسًّا ومعنًى؛ فالمنفق يده عالية على يد الآخذ في القبض، وهي عالية عليها في شرفها وفضلها، وإحسانها.

٢. تجب البداءة في النفقات الواجبة بالنفس، ثم الزوجة، ثم الفروع، ثم الأصول، ثم المماليك.

٣. الحديث فيه تقديم الأم، ثم الأب، ثم الإخوان، ثم الأقرب، فالأقرب على حسب درجاتهم في الإرث والقرب؛ قال -تعالى-: {وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ} [الإسراء: ٢٦]، فكل قريب له على قريبه حق، والحقوق متفاوتة.

٤. يشترط لوجوب نفقة القريب من أصول، وفروع، وحواشٍ غنى المنِفق وفقر المنفَق عليه، وفي الحواشي ما تقدم من إرث المنفِق منهم بفرض، أو تعصيب؛ قال -تعالى-: {وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ} [البقرة: ٢٣٣].

٥. مشروعية القيام على المنبر عند الخطبة.

٦. أنه ينبغي للإنسان أن يتجنب السؤال والأخذ بقدر الإمكان.

٧. جواز استعمال السجع إذا كان بحسب الطبيعة والفطرة.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨ه - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - سنن النسائي. مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب - الطبعة الثانية ، ١٤٠٦ - صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ - تنوير الحوالك شرح موطأ مالك، للسيوطي. الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر - عام النشر: ١٣٨٩ - ١٩٦٩ هـ.

الرقم الموحد: (58181)

يغسل من بول الجارية، ويرش من بول الغلام

ابو سمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنا چاہتے، تو مجھ سے فرماتے : "تم اپنی پیٹھ میری جانب کر دو"، چنانچہ میں چہرہ پھیر کر اپنی پیٹھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر کے آپ پر آڑ کیے رہتا۔ (ایک مرتبہ) حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے کے لیے بڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے"۔ سنن ابو داود

٢٠٨٩. الحديث:

عن أبي السَّمْح قال: كنت أَخْدُم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فكان إذا أراد أن يغتسل قال: «وَلِّني قَفَاك». فأُوَلِّيه قَفَايَ فأَسْتُره به، فأُتِيَ بحسن أو حسين -رضي الله عنهما- فَبَال على صدره فجئتُ أغسله فقال: «يُغسَلُ مِنْ بوْل الجارِيَة، ويُرَشُّ مِنْ بوْل الغُلام».

٢٠٨٩. حدیث :

ابو سمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنا چاہتے، تو مجھ سے فرماتے : "تم اپنی پیٹھ میری جانب کر دو"، چنانچہ میں چہرہ پھیر کر اپنی پیٹھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر کے آپ پر آڑ کئے رہتا۔ (ایک مرتبہ) حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے کے لیے بڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر أبو السمح -رضي الله عنه- أنه كان يخدم النبي -صلى الله عليه وسلم-, وأنه -عليه الصلاة والسلام- ربما أراد أن يغتسل فيطلب من أبي السمح أن يوليه ظهره, فكان يستر النبي -صلى الله عليه وسلم- بجسمه بحيث يجعل ظهره مما يلي النبي -صلى الله عليه وسلم- فيستره عن الناس وعن نفسه, ثم ذكر حادثة وقعت له مع النبي -صلى الله عليه وسلم- , حيث أتي بالحسن أو الحسين فبال على ثياب النبي -صلى الله عليه وسلم- من جهة صدره, فأراد أبو السمح أن يغسله, فبيَّن له النبي -صلى الله عليه وسلم- أن بول الرضيع الذي لم يأكل الطعام يكفي في تطهيره -إن أصاب الثوب- أن يُرش بالماء رشّا يعم

اجمالی معنیٰ :

ابو سمح رضی اللہ عنہ اس حدیث میں اس بات کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور جب کبھی آپ ﷺ غسل کا ارادہ فرماتے، تو ابو سمح کو ہدایت دیتے کہ وہ اپنی پیٹھ آپ ﷺ کی جانب کر کے کھڑے ہو جائیں اور ابو سمح اپنے جسم کے ذریعے نبی ﷺ کو یوں آڑ میں لے کر کھڑے ہو جاتے کہ ان کی پشت نبی ﷺ سے قریب ہوتی۔ اس طرح آپ ﷺ کا لوگوں سے اور خود سے ستر فرماتے۔ انھوں نے ایک واقعے کا ذکر کیا ہے، جو ان کی موجودگی میں نبی ﷺ کے ساتھ پیش آیا کہ آپ کی خدمت میں حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا اور انھوں نے آپ کے سینے کی جانب کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ لیکن جب ابو سمح رضی اللہ عنہ نے اس کو دھونا چاہا، تو آپ ﷺ نے ان سے اس مسئلے کی بابت وضاحت فرمائی کہ تا حال کھانا کھانا شروع نہ کرنے والے دودھ پیتے بچے کے پیشاب کی پاکی کے لیے (اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے) بس اتنا کافی ہے کہ جہاں پیشاب لگا ہو، اس پر

مكان البول, ولا يجب غسله, بخلاف بول الجارية فالواجب غسل الثوب منه, ولو كانت رضيعة, ومما ذكره أهل العلم من وجوه الفرق بين الصبي والصبية: - كثرة حمل الرجال والنساء للطفل الذكر، فتعم البلوى ببوله فيشق غسله. - أن بوله يخرج بقوة وشدة دفع، فينتشر وتكثر الإصابة منه، فيشق غسل ما أصابه كله، بخلاف بول الأنثى. - أن بول الأنثى أخبث وأنتن من بول الذكر، وسببه حرارة الذكر، ورطوبة الأنثى، فالحرارة تخفف من نتن البول، وتذيب منها ما يحصل مع الرطوبة. هذه من الحِكَمِ التي تلمَّسها العلماء للفرق بين بول الغلام وبين بول الجارية، فإنْ صحَّتْ، فهي حِكَمٌ معقولة؛ لأنَّها فروق واضحة، وإنْ لم تصح فالحكمة هي حُكْمُ الله تعالى؛ فإنَّنا نعلم يقينا أنَّ شرع الله هو الحكمة؛ فانَّ الشرع لا يفرِّقُ بين شيئين متماثلين في الظاهر، إلاَّ والحكمة تقتضي التفريق، ولا يجمع بينهما إلاَّ والحكمة تقتضي الجمع؛ لأنَّ أحكام الله لا تكون إلاَّ وفق المصلحة؛ ولكن قَدْ تظهر وقد لا تظهر.

پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے۔ اسے دھونا واجب نہیں۔ اس کے برعکس لڑکی کے پیشاب کو کپڑوں سے دھونا واجب ہے؛ چاہے وہ دودھ پیتی ہی کیوں نہ ہو۔ لڑکا اور لڑکی کے مابین کیے گئے فرق کی وجوہات کے تئیں اہل علم کے ذکر کردہ اقوال میں سے کچھ یہ ہیں: ۱. نرینہ اولاد کو مرد اور خواتین بکثرت اٹھائے پھرتے ہیں، جس کی بنا پر اس کے پیشاب کی وجہ سے ہونے والی مشقت بہت عام ہوتی ہے اور اس طرح اسے دھونا دشواری کا باعث ہے۔ ۲. اس کا پیشاب ایک ہی جگہ اکٹھا نہیں گرتا، بلکہ ادھر ادھر بکھر جاتا ہے اور پیشاب لگی ہر جگہ کا دھونا مشقت کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے برعکس لڑکی کے پیشاب کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ ۳. لڑکے کے پیشاب کے بالمقابل، لڑکی کے پیشاب میں گندگی اور بدبو کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے؛ کیوں کہ بچے کے پیشاب میں حرارت اور لڑکی کے پیشاب میں نمی زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا حرارت، پیشاب کی بدبو کے اثرات کی شدت کو گھٹا دیتی ہے اور پیشاب سے اس چیز کو تحلیل کر دیتی ہے، جو رطوبت کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه.

التخريج: أبو السمح -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فأوليه قفاي : أي أنه كان يستر النبي -صلى الله عليه وسلم- بجسمه بحيث يجعل ظهره مما يلي النبي -صلى الله عليه وسلم- فيستره عن الناس وعن نفسه.
- قفاك : القفا مؤخر العنق.
- فبال على صدره : يعني: بال على موضع في الصدر من الثياب.
- الجارية : الجاريه: الفتيَّة من النساء، والمراد هنا: الطفلة الصغيرة في زمن الرضاع.
- يغسل : أي كما يغسل من بول الكبيرات, فحكم بولها كحكم بول الكبيرات, بأن يُغمر الثوب بالماء حتى ينزل عنه.
- يرش : الرش هو النضح، وهو دون الصب؛ بل يكاثر الثوب بالماء مكاثرة لا تبلغ جريان الماء وتقاطره.
- الغلام : هو الابن الصغير من الولادة حتَّى البلوغ، والمراد به هُنا الذي يكون في زمن الرضاع.

فوائد الحديث:

١. أن بول البنت نجس كغيره من النجاسات، ولو كانت في سن الرضاع, فيغسل منه الثوب وغيره إذا أصابه؛ كما يغسل من سائر النجاسات.

٢. بول الغلام الذي لم يأكل الطعام لشهوة: نجس؛ ولكن نجاسته أخفُّ نجاسةً من بول البنت.

٣. يكفي في تطهير ما أصابه بولُ الغلام الذي لم يأكل الطعام لشهوة: رشُّه بالماء فقط، دون غسله.

٤. أنَّ الأصل في أحكام الغلام والجارية أنهما سواء؛ فتفريق السنة بينهما في البول دليل على أنَّ ما عداهما باقٍ على الأصل.

٥. أن المشقة تجلب التيسير, فلما كان الغلام عادةً أَرغَبَ عند أهله من الجارية؛ فيكثر حمله وتكثر إصابة حامله ببوله، فمن باب التيسير خفف في غسل نجاسة بوله.

٦. أن العذرة (وهو الغائط) من الغلام والجارية على حد سواء؛ لأن التفريق إنما كان في البول فقط, فتبقى العذرة على ما هي عليه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧ه). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ ه التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير, محمد بن إسماعيل الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم, حققه مُحَمَّد صُبْحِي بن حَسَن حَلّاق أبو مصعب, مَكتَبَةُ الرُّشد، الرياض - المملكة الْعَرَبِيَّة السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م. حاشية السندي على سنن النسائي (مطبوع مع السنن), محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي, مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب, الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية, أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي, تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار, دار العلم للملايين – بيروت, الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (8371)

يكفيك غسل الدم، ولا يضرك أثره

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس سوائے ایک کپڑے کے کوئی اور کپڑا نہیں، اسی میں مجھے حیض آتا ہے، میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم پاک ہوجاؤ (حیض رک جائے) تو اسے دھوڈالو، پھر اس میں نماز پڑھو“، اس پر خولہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اگر خون زائل نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خون کو دھولینا تمھارے لیے کافی ہے، اس کا اثر (دھبہ) تمھیں نقصان نہیں پہنچائے گا“۔ سنن ابی داود

٢٠٩٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن خولةَ بنتَ يسار -رضي الله عنها- أتَتِ النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسولَ الله إنه ليس لي إلا ثوبٌ واحدٌ وأنا أَحِيضُ فيه فكيْف أصنعُ؟ قال: «إذا طَهُرْتِ فاغْسِلِيهِ، ثم صَلِّي فيه». فقالت: فإنْ لم يَخرجِ الدَّمُ؟ قال: «يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ، ولا يضُرُّكِ أَثَرُه».

٢٠٩٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس سوائے ایک کپڑے کے کوئی اور کپڑا نہیں، اسی میں مجھے حیض آتا ہے، میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم پاک ہوجاؤ (حیض رک جائے)، تو اسے دھوڈالو، پھر اس میں نماز پڑھو“، اس پر خولہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اگر خون زائل نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خون کو دھولینا تمھارے لیے کافی ہے، اس کا اثر (دھبہ) تمھیں نقصان نہیں پہنچائے گا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر أبو هريرة -رضي الله عنه في هذ الحديث أن خولة بنت يسار -رضي الله عنها- جاءت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- تسأله, فذكرت أنها لا تملك إلا ثوبا واحدا, وقد يصيبه شيء من دم الحيض إذا جاءتها العادة, فماذا تصنع؟ فأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تغسله بالماء إذا جاءها الطهر, ثم تصلي فيه, فذكرت أن لون الدم بعد الحتِّ والقرص والغسل -التي ذكرت في الأحاديث الأخرى- قد يبقى, فبيَّن لها أن الماء يكفي في طهارة الثوب, وأن اللون الذي يبقى بعد الاجتهاد وبذل الوسع في الطهارة لا يضر.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں یہ بات ذکر فرمائی کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا، نبی ﷺ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے حاضر ہوئیں اور بتایا کہ ان کے پاس ایک کپڑے کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہیں ہے اور عادت کے مطابق جب کبھی حیض کا خون آتا ہے، تو کچھ خون اس میں لگ جاتا ہے، ایسی صورت میں کیا کروں گی؟ چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اس بات کا حکم دیا کہ جب وہ حیض سے پاک ہوجائیں، تو اس کپڑے کو پانی سے دھولیں اور پھر اس میں نماز ادا کرلیں۔ انھوں نے مزید دریافت کرتے ہوئے کہا کہ کھرچنے، پانی سے رگڑنے اور پانی سے دھونے (دوسری احادیث میں انھوں نے ان تین چیزوں کا ذکر کیا ہے) کے بعد بھی کبھی کبھی خون کا رنگ باقی رہ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ کپڑے کی پاکی کے لیے پانی کافی ہے اور پاکی حاصل کرنے میں محنت اور حتی المقدور کوشش کے بعد باقی رہ جانے والے خون کے رنگ میں کوئی حرج نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا يضرك : لا ينقص من طهارة ثوبك.
- فإنْ لم يخرج : لم يذهب أثره بعد حتّه وقرصه ونضحه.
- أثره : الأثر: العلامة، وبقيَّة الشيء، وهو هنا: بقيَّة لون الدم بعد الحتِّ والقرص والغسل.

فوائد الحديث:

١. وجوب غسل دم الحيض من ثوب المرأة وبدنها.
٢. أن الماء يكفي في إزالة نجاسة دم الحيض.
٣. أن الثَّوبَ ونحوه إذا غسل من دم الحيض، ثُمَّ بقي أثر لونه في الثوب أو البدن، أنَّه لا يضر في كمال التطهر، ولا يضر في صحة الصلاة ونحوها.
٤. سماحة هذه الشريعة ويسرها؛ فالمسلم يتقي الله قدر استطاعته، وما زاد عن ذلك فهو معفوٌّ عنه.
٥. أنَّ بدن الحائض وعرقها طاهران، فإنَّها لم تؤمر بغسل شيءٍ إلاَّ ما أصابه الدم، وأمَّا البدن وبقيَّة الثوب، فهو باقٍ على طهارته الأصلية.
٦. الحكمة من الطهارة والابتعاد عن النجاسات هو أنْ يكون المصلِّ على أكمل هيئة، وأحسن زينة؛ حين مناجاة ربِّه -تبارك وتعالى.-
٧. ما كان عليه الصحابة من زهد في الدنيا وعدم تكلف في المعيشة, وأن الواحد منهم يصلي في الثوب الذي لا يملك غيره.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, المؤلف أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت.
مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م نيل الأوطار, محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني, تحقيق: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، (ط١)، المكتبة الإسلامية، مصر، (١٤٢٧هـ). منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (8373)

يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله

لوگوں کی امامت وہ کرے جو اللہ کی کتاب (قرآن) کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو۔

٢٠٩١. الحديث:

عن أبي مسعود الأنصاري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يَؤُمُّ القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأعلمهم بالسنة، فإن كانوا في السنة سواء، فأقدمهم هجرة، فإن كانوا في الهجرة سواء، فأقدمهم سِلْمًا، ولا يَؤُمَّنَّ الرجل الرجل في سلطانه، ولا يقعد في بيته على تَكْرِمَتِهِ إلا بإذنه».

٢٠٩١. حدیث:

ابو مسعود انصاری۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کی امامت وہ کرے جو اللہ کی کتاب (قرآن) کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو، اگر لوگ قرآن کے علم میں برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ سنت کا جاننے والا ہو وہ امامت کرے، اور اگر وہ سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت کرے، اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جس نے اسلام کو پہلے قبول کیا وہ امامت کرے۔ کوئی شخص کسی اور شخص کے دائرۂ اقتدار میں اس کی امامت نہ کرے اور نہ کسی آدمی کے گھر میں اس کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف عدة أمور: أولها: الأحق بالإمامة وهو الأحفظ للقرآن، لكن لا بد أن يكون عالماً بأحكام صلاته؛ إذ ليس للجاهل بأحكام الصلاة أن يؤم الناس، فإن استووا في الحفظ، فالأعلم بالسنة فإن تساووا في ذلك، فأولهم هجرة فإن تساوو في ذلك، فأولهم إسلاماً. ثانيها: ألا يتقدم الضيف على صاحب البيت في الإمامة إلا إن أذن له، فصاحب البيت أولى بها من الضيف. ثالثها: ألا يقعد الضيف على فراش صاحب المنزل الخاص به إلا بإذنه.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں متعدد امور کا بیان ہے: اول: امامت کا حق دار وہ ہے جسے قرآن زیادہ یاد ہو تاہم ضروری ہے کہ وہ نماز کے احکام کو جانتا ہو کیوں کہ جو شخص نماز کے احکام سے واقف نہ ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے۔ اگر قرآن کے حفظ میں لوگ برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا زیادہ علم رکھنے والا ہو۔ اور اگر اس میں بھی وہ برابر ہوں تو ان میں سے جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امام بنے اور اگر اس میں بھی وہ برابر ہوں تو جس نے اسلام پہلے قبول کیا ہو وہ امامت کے لیے کھڑا ہو۔ دوم: صاحبِ بیت کی امامت کے لیے مہمان آگے نہ بڑھے اِلاّ یہ کہ میزبان اسے اجازت دے دے۔ کیونکہ گھر والا امامت کا مہمان سے زیادہ حق دار ہے۔ سوم: مہمان گھر والے کے خاص بستر پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو مسعود الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يؤم القوم أقرؤهم : إخبار بمعنى الأمر، كما في قوله تعالى: {وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ} [النور: ٣].
- هِجْرَة : الهجرة: هي الانتقال من بلاد الكفر إلى بلاد الإسلام، ولا يزال حكمها باقيًا.
- سِلْمًا : أي: إسلامًا.
- سُلطانه : المراد به: ولايته، سواء كانت ولاية عامة، أو ولاية خاصة.
- تكرمته : المراد به: الفراش، ونحوه مما يبسط، ويفرش لصاحب المنزل، ويختص به.

فوائد الحديث:

١. استحباب ولاية الإمامة للأفضل فالأفضل، والفضل هو بالعلم الشرعي والعمل به.

٢. الواجب أن يكون هذا درسًا للمسلمين في عموم الولايات، فلا يُقدَّم فيها ويولى عليها، إلاَّ من هو أهل لها، واجتمع فيه الشرطان العظيمان: الأمانة فيه، والقوة عليه، كما قال تعالى: {إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (٢٦)} [القصص: ٢٦]، وما ذلَّ المسلمون وفقدوا عزهم، وعمَّهم الفساد، إلاَّ بترك هذه الأمانة وإضاعتها، فقد جاء في صحيح البخاري أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا ضيعت الأمانة، فانتظر الساعة، فقال أعرابي: كيف يا رسول الله! إضاعتها؟ قال: إذا أُسْنِدَ الأَمْر إلى غير أهله."

٣. تكون الإمامة لمن هو أكثر حفظًا لكتاب الله -تعالى-؛ لأنَّ كتاب الله تعالى أساس العلوم النافعة، فمن كان فيه أعلم كان من غيره أفضل، فالعبرة بمن هو أعلم بكتاب الله وفقهه، ويشترط معرفته لفقه الصلاة.

٤. المراد بقوله: "أقرؤهم لكتاب الله" هو أكثرهم حفظًا للقرآن، والذي يوضحه الحديث: "وليؤمكم أكثركم قرآنًا" [رواه البخاري ٤٣٠٢]

٥. فإن استويا في القراءة، فأعلمهم بسنة نبيه محمَّد -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنَّ السنة المطهرة هي الوحي الثاني، وهي المصدر الثاني للتشريع.

٦. فإن استويا في العلم بالقرآن وحفظه، والعلم بالسنة وحفظها، فأقدمهم هجرةً من بلاد الكفر إلى بلاد الإسلام، فإن لم تكن هجرةٌ فأقدمهم توبةً وهجرةً عمَّا نهى الله عنه، وأقربهم امتثالاً لما أمر الله تعالى به.

٧. وفي رواية: "فأقدمهم سنًّا"؛ ذلك أنَّ من قدم سنه قدُم إسلامه، وكثرت أعماله الصالحة.

٨. هذا الترتيب ينبغي ملاحظته عندما يحضر جماعة ليصلوا، أو عند إرادة تولية الإمامة لأحد المساجد، أما إذا كان للمسجد إمام راتب فهو المقدَّم، ولو حضر أفضل منه؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "ولا يؤمَّنَّ الرجل في سلطانه."

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ، ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (11297)

المحتويات